بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

جواہر القرآن

از افادات حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ

جلد دوم

کتب خانہ رشیدیہ
مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

Maktaba Tul Ishaat.com

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیامیں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف Play Storeاور Websiteسے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Storeسے " مکتبۃ الاشاعت "انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں نیز اپنی کتاب کوPlay Store/ Websiteپر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً بوقتاً Play Storeاور websiteپر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کاlink دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت "کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com**(مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

سورۂ ہود علیہ السلام

ربط سورۂ ہود کو سورۂ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط عام۔ سورۂ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی (شرک فی التصرف، شرک فی العلم) اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تم اسکو اسی انداز سے بیان کرو گے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ الخ اور اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ دوم معنوی ربط۔ جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورۂ یونس کے آخر میں فرمایا اِتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ اب سورۂ ہود کی ابتدا میں فرمایا كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یعنی وہ مَا یُوْحٰی یہ کتاب محکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورۂ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورۂ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو ماسوا جاتا ہیں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورۂ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورۂ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورۂ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورۂ یونس میں دعوای توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۂ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعوای توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعوی تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ سورت کی ابتدا میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعوی ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ دعوائی نبوت ہے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا الخ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْۤ اَخَافُ ——— تا ——— وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعوی ——— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَاۤ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ——— تا ——— كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہوگی لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اور لَیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ شکوے ہیں اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ——— تا ——— اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ زجر ہے اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعوی ——— مَا یُوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤى ——— تا ——— وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (ع ۲) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استطاعت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کما حقہ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (ع ۳) یہ شکوی ہے اور قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ جواب شکوی ہے۔ اگر بقول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں چیلنج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ متعلق بجواب شکوی مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ——— تا ——— وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ع ۴) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعوی ——— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ ——— تا ——— وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہٰذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى ——— تا ——— فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

جو پہلے تین دعووں کے ساتھ بطریق لف ونشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ ——— متعلق بدعوی اولیٰ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ (ع ۳) ——— تا ——— ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِیْنَ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن واعتراضات، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب یٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ الخ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ (ع ۳) شکوی وجواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا (ع ۴) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوح غرق آب کرنے اور کشتی نوح کو صحیح سلامت جودی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال وجواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ الخ (ع ۴) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولیٰ

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (ع ۵) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اور یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ (ع ۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک وکفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تباہی وبربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولیٰ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (ع ۶) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ... فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں ..... اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال وجواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ ——— متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ——— تا ——— اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (ع ۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کرا کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نو وارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور نہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے۔ علی ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہؓ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کرا رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ ——— نیز متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ ——— تا ——— وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ (ع ۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے گندے عناصر ان کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا ادھر حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

چھٹا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ کَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (۱۴) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اپنی قوم سے ان کا خطاب اولیں یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور کفر و شرک اور لوگوں کی حق تلفی سے سچی توبہ کرو۔ مگر قوم ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹی رہی آخر عذاب خداوندی سے ہلاک کر دی گئی۔

ساتواں قصہ ——— متعلق بدعوی ثالث

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ——— تا ——— بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (۱۴) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ جس طرح مسئلہ توحید کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اسی طرح آپ پر بھی آئیں گی اس لئے گھبرائیں نہیں بلکہ ہمت اور استقلال سے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف ف۔ حاشیہ ۱۰۳ میں گذر چکی ہے۔ اس کے بعد ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی الخ سے تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان اقوام باغیہ کو ہم نے ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دی گئی اور پھر جن معبودان باطلہ کی مدد پر ان کو بھروسہ تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ ——— تا ——— اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (۱۴) معاندین اور اشقیاء کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الخ ماننے والوں کیلئے بشارت اخروی ہے۔ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ شرک سراسر باطل اور توحید سراسر حق ہے اور یہ بات اس قدر روشن اور واضح ہے کہ اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ (ع ۱۰) یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب ہوتی تو سب لوگ اسے مان لیتے اور کوئی بھی اس سے اختلاف نہ کرتا جواب دیا گیا کہ کتاب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں اختلاف نہیں کیا گیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر ہم نہیں مانتے اور کتاب میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا حالانکہ نہ مانے پر ہمیں بار بار عذاب کی دھمکیاں سنائی جاتی ہیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب کے لئے اللہ کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے وقت پر آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر عذاب کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو یہ کب کے ہلاک کئے جا چکے ہوتے۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ چاروں دعوے اور ان سے متعلقہ سات قصے بیان ہو چکے اور سوال و جواب اور تخویف وغیرہ کا ذکر ہو چکا تو اب سورت کے تمام مضامین کے بعد ان پر پانچ امور متفرعہ کا ذکر کیا گیا (۱) فَاسْتَقِمْ یعنی اپنے مسلک پر قائم رہو (۲) وَلَا تَطْغَوْا اس سے سرتابی نہ کرو (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اور مشرکین کی طرف میلان نہ کرو۔ (۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ امر مصلح نماز پنجگانہ قائم کرو (۵) وَاصْبِرْ اور مصائب و مشکلات کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرو۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخر میں بطور لف و نشر غیر مرتب سورت کے چاروں دعووں کا بالاختصار اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں دوسرے دعوے کا اعادہ ہے، فَاعْبُدْهُ میں پہلے دعوے کا، وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ میں تیسرے دعوے کا اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ میں چوتھے دعوے کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورت کے ابتدائی حصہ میں چار دعوے مذکور ہیں پہلا دعوی اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور سچی توبہ کرو۔ دوسرا دعوی اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ الخ (ع ۱) صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر آشکار ہے۔ تیسرا دعوی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی الخ (ع ۱) مشرکین کے طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر ہو کر تبلیغ توحید میں کوتاہی نہ کریں، چوتھا دعوی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الخ (ع ۳) مسئلہ توحید بالکل واضح اور روشن ہے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں لیکن معاندین ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ مذکورہ چاروں دعووں کے درمیان زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی حسب موقع مذکور ہیں۔

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ (ع ۳ تا ۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (ع ۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ چوتھا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی الخ (ع ۷) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکا رہی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیْٓءَ بِهِمْ الخ (ع ۷) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ع ۸) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ساتواں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا الخ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔
فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ (ع ۹) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ اور وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الخ (ع ۱۰) دونوں سوالات مقدرہ کے جواب ہیں وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ فَاسْتَقِمْ پہلا امر متفرع۔ وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَرْكَنُوْٓا تیسرا امر متفرع وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر صلوٰۃ نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ پانچواں امر متفرع وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعووں کا اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْهُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

۲ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ کِتٰبٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھذا کتاب اور کتاب کی تنوین تعظیم کیلئے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتنوین فیہ للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۲ ص ۳) اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ، كِتٰبٌ کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہے (روح) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم ینسخھا کتاب بخلاف التوراۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۳) ۳ ثُمَّ تعقیب ذکری کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں۔ فُصِّلَتْ جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے بارے میں خاص قسم کے ماہر موتی پرو کر اس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کما لعقد المفصل بالفرائد التی تجعل بینھا (روح) وجہ جعلھا کذلک اشتمالھا علی دلائل التوحید والاحکام والمواعظ والقصص (روح ج ۱۲ ص ۲۴ ومدارک ج ۲ ص ۱۳۳) امام زجاج، ابن جریر، فراء اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ فُصِّلَتْ سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ۴ یہ بھی کِتٰبٌ کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خبیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا پرتو ہیں المعنی احکمھا حکیم وفصلھا ای بینھا وشرحھا خبیر عالم بکیفیات الامور فی الأمۃ الف والنشر المرتب (روح ج ۱۲ ص ۲۵) وکذا فی الکبیر ۵ یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو اَنْ سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فراء کے نزدیک اصل میں بِاَنْ تھا اور جار مجرور فُصِّلَتْ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و تخلعوا الالھۃ والانداد (ابن جریر ج ۱۲ ص ۱۱۱) قال الکسائی والفراء ای بالا ۔ ای احکمت ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ انّنی لکم منہ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳) امام زجاج فرماتے ہیں اَنْ سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا اللہ (قرطبی) یعنی قرآن کو

فتح الرحمٰن ۱۲ مترجم گوید می تواں گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکرہائے ناصواب و شبہات واہیہ دل خود را اطمینان و جد و عقائد حقہ را فراموش ساز و زیرا کہ صدور اتجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۲۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سو جو کوئی اس پر ایمان لاوے گا حضور اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۱۲ آیتیں اور دس رکوع ہیں

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

یہ کتاب ہے جس کو پہلے پکا کیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں جو ایک حکمت والے

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝١ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ

دانے خبردار کے پاس سے ف کہ عبادت نہ کرو سوا اللہ کی میں تمہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝٢ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا

مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاؤ گے

فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝٣ اِلَى اللّٰهِ

تو میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ف اللہ کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٤ اَلَآ اِنَّهُمْ

تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ ف

يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ

دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے ف تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٥

ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ف

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا
اور کوئی نہیں ۸ چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی
وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ
اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے
مُّبِيْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ
کھلی کتاب میں ف ۱ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین
سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ
چھ دن میں ۹ اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ
کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے ۱۰ کہ تم اٹھائے جاؤ گے
مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ
مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں
اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
مگر جادو ہے کھلا ہوا ۱۱ اور اگر ۱۲ ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو
اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ
ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک لیا عذاب کو سنتا ہے ہاں
يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا
دن کہ آئے گا ان پر کچھ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس
بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا
ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں ۱۳ آدمی کو اپنی طرف سے
رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ
رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ نا امید

حکم اور مفصل اس لیئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ (تفسیر کبیر) کتاب احکمت اٰیاتہ ثم فصلت اجمل الاتعبدوا الا اللہ، واقول ھذا التاویل یدل علی ان المقصود من ھذا الکتاب الشریف الاھذا الحرف الواحد۔ فکل من صرف عمرہ الی سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۱۸ ص ۱۰۳) انني لكم منه الخ ای قل یا محمد للناس (ابن جریر) ۶ یہ اور ثم توبوا دونوں الا تعبدوا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا پکا دل سے عزم کرو۔ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال الزجاج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اھل القری الذین کفروا (روح ج ۱۲ ص ۳۰) وَيُؤْتِ الخ یہ يُمَتِّعْكُمْ پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ ۷ یہ جمیع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تاء تخفیفاً ساقط ہوا اصل میں اِنْ تَتَوَلَّوْا انتھا (معالم ج ۲ ص ۳۰۰ وروح ج ۱۲ ص ۳۰) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فارجزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمد انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۱۰۰) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

۸ یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنتے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفۃ من المشرکین قالوا اذا اغلقنا ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثنینا صدورنا علی عداوۃ محمد فکیف یعلم بنا (کبیر ج ۱۸ ص ۱۰۴) وہ اپنے سینوں کو دہرا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں

موضح قرآن ف ۱ جہاں تخلیق ہے بہشت و دوزخ و جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سود نیا میں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا گذاشتہ شود مانند رحم مستقر جائی است کہ باختیار خود می ماند مثل خانہ ۱۲۔

كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم چکھاویں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ ۙ

تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے تو اترانے والا شیخی خورا ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مگر جو لوگ صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے

مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا

بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے کچھ چیز

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

جو وحی آتی ہے تیری طرف اور تنگ ہوتا ہے اس سے تیرا جی اس بات پر کہ کہتے ہیں وہ

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ

کیوں نہ اتارا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

بنا لایا ہے قرآن کو تو کہدے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر

وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور بلا لو جس کو بن سکے اللہ کے سوا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ

سچے ہو پھر اگر نہ پورا کریں تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

تو اترا ہے اللہ کی دانستہ سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن یا رات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن)۔ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الٰہی مراد ہے قال الزجاج المعنی ان ذلک ثابت فی علم اللہ تعالیٰ ومنہم من قال فی اللوح المحفوظ (کبیر ج ۴ ص ۱۳۱)۔ ۱۰ زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ماضی بمعنی حال ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغنا تام سے کنایہ ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فیہ دلالۃ علی کمال القدرۃ من وجوہ الاول ان العرش مع کونہ اعظم من السموات والارض کان علی الماء فلولا ان اللہ تعالیٰ قادر علی امساک الثقیل بغیر عمد لما صح ذلک (کبیر ج ۴ ص ۱۳۱)۔ ۱۱ یہ شکوی ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں یہ سحر مُّبِيْنٌ۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے ای غرور و باطل لبطلان السحر عندھم (قرطبی ج ۹ ص ۱۰) ای باطل مبین (کبیر ج ۱۷ ص ۱۳۱)۔ ۱۲ یہ بھی شکوی ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پہ انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ الخ جواب شکوی ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بداعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزار و مسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ ۱۳ یہ جبر ہے اور الانسان کو مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فراخی عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمٰن ف۱ تحت بدہ سورہ تحدی واقع شد چوں ازاں عاجز شدند بیک سورہ تحدی فرمود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوجاتے ہیں اور ان کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہوجاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کرسکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَكَمْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کرکے اسے دوبارہ راحت وعیش سے ہمکنار کردیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر کے اس انعام واکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کرکے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں ٹل گئی ہیں جیسا کہ سورۂ زمر میں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا الآیۃ (زمر ع ۱)

اسی طرح سورہ حم السجدہ (ع ۶) میں فرمایا۔ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ الآیۃ۔ یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہوجاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کرکے اسے راحت کی زندگی سے بہرہ ور کردیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہوجائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ف۱۴ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بعض لکن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر مصائب وشدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت وپکار میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی المؤمنین مدحهم بالصبر على الشدائد ... اى لكن الذين صبروا وعملوا الصلحت فى حالتى النعمة والمحنة (قرطبی ج ۹ ص ۱۰) (اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا) فى المحنة والبلاء (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وشكروا فى النعمة والرخاء (مدارک ج ۲ ص ۳۵)

تیسرا دعویٰ

مایوحیٰ کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

ف۱۵ یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ توحید پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں

مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ
حکم مانتے ہو جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی ف۱۳ اور
زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا
اس کی زینت بھلکتا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں
لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
کچھ نقصان نہیں دیا یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں
اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا
آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب کیا جو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ
کرتا تھا بھلا ایک شخص جو ہے ف۱۴ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے
شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ
ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور
رَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
بخشوائی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ف۱۵ سب
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ
فرقوں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کو سو تو مت رہ شک میں اس سے
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾
بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف۱۶ جو باندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ
يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
روبرو آئیں گے ف۱۷ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے وہ یہی ہیں جنہوں نے

منزل ۳

آیا جو لوگوں میں ان کی صداقت کا اعلان کرتا پھرے۔ ایسا ہو کہ انکی باتوں سے آپ تذبذل اور آزردہ خاطر ہو کر مَا يُوْحٰٓى کی آیات (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ ان کے مطاعن واعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ آپکی ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ وانذار ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ انکے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی لَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا اَنْ اَرَاكَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَلَا عَلَيْكَ شَيْءٌ اِنْ رَدُّوْا اَوْ اَفْتَرَوْا اَوْ قَالُوْا اِنَّكَ تَتَرَاءَى بِقَوْلِهِمْ اَوْ كِيْلٌ يَحْفَظُ مَا يَقُوْلُوْنَ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ظہیری ج ۲ ص ۱۰۲ ف۱۶ ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضَآئِقٌ سے متعلق ہے ای من ان یقولوا او لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف ہو یعنی ضیق قرآن ف۱۷ گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ثواب صدقہ وصلہ رحم کہ از گنہگار بوجود می آید در دنیا امید مبند بتو سیع رزق وصحت بدن ۱۲ ف۲ یعنی کرام کاتبین ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ
جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی ناانصاف لوگوں پر جو کہ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ
آخرت سے منکر وہ لوگ نہیں ہیں تھکانے والے کسی کو زمین میں
فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ
بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ
دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی
وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اور نہ دیکھتے تھے وہ وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي
اور گم ہوگیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ
الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
آخرت میں بھی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ
کام کئے نیک اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ
جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال
الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ
دونوں فریقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا

ف۱۵ یہ شکوی ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعوی (کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں، تو مانتے نہ تھے اور الٹا اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاْتُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ف۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور فَاعْلَمُوْٓا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پرداختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مزعومہ مددگار اور شرکاء تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِيُّهَا الْكُفَّارُ وَلَمْ يُعِيْنُوْكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (خازن ج ۳ ص ۲۲۲) ف۱۹ زجر مع توبیخ و تعریف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع ۲ میں وارد ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ الآیۃ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدۂ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اعراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔ یعنی وبطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) لانه لغیر اللہ (خازن ج ۳ ص ۲۲۳) ف۲۰ یہ چوتھا دعوی ہے بَيِّنَةٌ سے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو اجعلی برهان من الله وبيان ان دين الاسلام حق وهو دليل لعقل (صاوی ج ۲ ص ۱۲۱) وَيَتْلُوْهُ

موضح قرآن ف۱ گواہی دے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی ... خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح سے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعوی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف۲ یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے یہ آتے تھے، نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید و میتوان گفت ہمزۂ استفہام انکاری محذوف است یعنی آیا نمی توانستند شنید و آیا نمی فہمیدند واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ای ویتلوہ ویتبعہ اور شَاهِدٌ سے مراد قرآن ہے اور مِنْهُ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے ای من اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَمِنْ قَبْلِهٖ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے۔ یہاں من کا جواب محذوف ہے ای ایبقی لہ موضع شبہۃ یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولٰٓئِكَ سے مَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں لیکن تو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں تو انکا انکار محض ضد وعناد پر مبنی ہے۔ ۳۱ یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم وتفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک وریب کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل ونقل سے ثابت ہوگیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گذر نہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد وانکار پر اڑے رہیں۔ ۳۲ زجر مع تخویف اخروی تا هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل ونقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا اللہ شفیع غالب کہنا وغیرہ۔ بان نسبہ الیہ مالا یلیق بہ کقولھم الملائکۃ بنات اللہ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا وقولھم لا لھتھم ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (روح ج ۱۲ ص ۳۰) ۳۳ یہ کفار ومشرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الاشہاد سے فرشتے (مطلقاً یا حفظۃ یا کراماً کاتبین) انبیاء علیہم السلام اور مومنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افترا کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افترا کیا کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الخ یہ ادخال الہی ہے اور اشہاد (گواہوں) کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کرکے ان کو ایمان وتوحید اور طاعت وعبادت سے روک کر شرک ومعاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انہم کما ظلموا انفسہم بالمراۃ الکفر والضلال فقد اضافوا الیہ المنع من الدین الحق والقاء الشبہات وتعویج الدلائل المستقیمۃ (کبیر ج۔ ۔ ۔ ۔) ای یعدلون بالناس عنہا الی الشر (قرطبی ج ۹ ص ۱۹) ۳۴ دنیا میں انہیں نور اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کارساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ اب آخرت میں انہیں دوگنا عذاب دیا

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۴ وَلَقَدْ ع ۲

کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵

بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک

يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا

ہم کو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر

الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا

ہم میں جو پرلے درجہ کے ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو

مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو حوف بولا اے قوم میری دیکھو تو

اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ

اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھی مجھ پر رحمت

عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے

كٰرِهُوْنَ ۝۲۸ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ

بیزار ہو جو اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال مجھ کو میری مزدوری

اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ

نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں نکالنے والا ایمان والوں کو ان کو

موضح قرآن ف اوپر کی عقل سے یعنی پہلی نظر میں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ) (من الالٰہۃ وشفاعتہا در روح ج ۱۲ ص ۳۳) ۲۵ دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہے اور جن مزعومہ معبودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ ۲۶ یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ
ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور
يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا
اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ
دھیان نہیں کرتے ۵ اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے
وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ
اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۵ اور نہ
اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ
کہوں گا کہ جو لوگ ہماری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ
خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ
بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
بے انصاف ہوں ۵ بولے اے نوح تو لڑے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾
جھگڑا چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے
قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۗءَ وَمَآ اَنْتُمْ
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ۵ جو چاہوں کہ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

قابلین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۲۷ یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آنکھوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الٰہی کو سننا چاہتے ہیں، نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح مؤمن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کر کے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الٰہی پیش کی اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا يا نَذِيْرٌ کے متعلق ہے یا ان مصدریہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (روح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں بطور اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اور پھر جو لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعك احساؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۲)

ہم ایسے شرفاء نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدبر و تفکر محض اوپر سے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعك فی بادی الرای ای بلا فکر او فی الظاهر لا فی الحقیقۃ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ سمجھا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا، جب اس سے ملیں گے میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذالہ سمجھا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو ۲۷ وہ جو بکتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے ابھر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۴﴾ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ﴿۳۵﴾ اور حکم ہوا نوح کی طرف

نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں ﴿۳۶﴾ اور بنا تو کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ

رو برو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ

یہ بے شک غرق ہوں گے ﴿۳۷﴾ اور وہ کشتی بناتا تھا نوح اور جب گذرتے اس پر

مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا

سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے

فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ؕ فَسَوْفَ

تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ﴿۳۸﴾ اب جلد

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ

عذاب دائمی ﴿۳۹﴾ یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں، مگر بدقسمتی سے ان دلائل براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ ۳۰ ھا ضمیر کلمۃ توحیدیا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وقیل الھاء ترجع الی الرحمۃ وقیل الی البینۃ ای تلزمکم قبولھا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵) یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمۂ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوالیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفہام معناہ الانکار ای لا اقدر علی ذلک والذی اقول ربی علیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لازمھا قومہ ولکنہ لم یملک ذلک (خازن ج ۲ ص ۲۳۶) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ ۳۱ میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کرتا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان عزیزوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکونی الیہ ان طردتھم

(مدارک ج ۲ ص ۱۳۲) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقربین بارگاہ الٰہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدھم عن مجلسی لانھم من اھل الزلفی المقربون الفائزون عند اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۱۰۱) مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ نیز یہ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے

موضح قرآن ف۱ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ایک ایک کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ف۲ حضرت نوح کتاب خدا لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ف۳ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ اس جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین مکہ بحال قوم حضرت نوح ۱۲ ف۲ یعنی تنور غضب الٰہی ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ
مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف۱ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے
مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف۲ اور بولا تم سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہو اس کا چلنا
وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱ وَهِىَ تَجْرِيْ
اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جاتی تھی
بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۡ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ
ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا
فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ
جدا کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ
الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۲ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ
کافروں کے بولا میں جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجھ کو
الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ
پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے لگے مگر جس پر
رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝۴۳
وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈبونے والوں میں ف۳
وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ
اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا
الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ
پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا
بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۴ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ
کہ دور ہو قوم ظالم ف۴ اور پکارا نوح نے اپنے رب کو کہا

منزل ۲

ف۱ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل باقی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ ف۲ اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ پرندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ ف۳ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔
فتح الرحمٰن ف۴ یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲۔

یہ تمہارے معبود تم بیچاریوں کے کام نہیں آ سکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلا تعقلون کچھ تو عقل سے کام لو اور نصیحت و عبرت حاصل کرو۔ ۳۲ یہ تین سوالات مقدرہ کے جوابات ہیں مشرکین کہتے اگر نوح و علیہ السلام سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ و انذار ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جو بات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور مافوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت) پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ ۳۳ حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ الخ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ ۳۴ میں تو تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں لیکن اگر تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر جہالت لگا دے اور تمہیں توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیر خواہی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ شکوی ہے قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ جواب شکوی ہے اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ میرا افترا کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افترا علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور سزا پاؤ گے۔ (اِنِ افْتَرَيْتُهٗ) ای اختلقتہ والتعلقہ بمعنی الوحی والرسالۃ (فعلی اجرامی) ای عقاب اجرامی وان کنت محقا فیما اقولہ فعلیکم عقاب تکذیبی (قرطبی ج ۹ ص ۲۹) ۳۵ یہ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کی تمہید ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اب باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ ان کے استہزاء و تمسخر اور تکذیب و ایذاء پر محزون نہ ہوں اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مبتدعین حضرت نوح علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہوگا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کرے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (الخ) اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی

Maktaba Tul Ishaat.com

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے
وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ
اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف فرمایا اے نوح بے شک وہ
لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا
نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت
تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ
پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ
تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ
نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ق بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری
اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ
اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ
اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ق حکم ہوا اے نوح
اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ
اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر ہو
مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ
تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ
ہماری طرف سے عذاب دردناک ق یہ باتیں ہیں جملہ غیب کی خبروں کے ہیں
نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو

حذف مشہور و معروف ہے یحذفونها ویبقون الخبر بعد لو وان کثیرًا اشتهر (الفیه ابن مالك)
مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزار کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزار کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ ۳۸ تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے والمراد من التنور تنور الخبز عند الجمهور (روح ج ۱۲ ص ۵۲) تنور سے پانی کا نکلنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الٰہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الخ مستثنیٰ کو مثبل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزردہ نہ ہو۔ ۳۹ بِسْمِ اللّٰهِ میں بار استعانت کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی اعانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگی۔ وَهِیَ تَجْرِیْ الخ اس سے پہلے اندماج سے یعنی تمام مؤمنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہو گئے۔ طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح پہاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گذر رہی تھی کہ پیسے دور حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کنعان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نقمۂ طوفان نہ بنو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم نہ تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل تمامه اذا لانه کان ینافقه فظن انه مؤمن واختاره کثیر من المحققین کالماتریدی وغیره وقیل کان یعلم انه کافر الی ذلك الوقت لکنه علیه السلام ظن

موضح قرآن

ف یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آپ کی اب چاہے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہے نجات میں۔ ۲ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے۔ یہ کام ہے جاہل کا کہ اللہ کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور ہو چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ۴ حق تعالیٰ نے تسلی فرما دی کہ پھر سارے نوع انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾
اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۛ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
اور عاد کی طرف (ہم نے) بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۛ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۛ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۛ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا
اپنے رب سے پھر جھکو تم کرو اس کی طرف چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾
اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ
بولے اے ہود تو تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے

اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ
اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی

نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۛ قَالَ اِنِّيْٓ
کہتے ہیں کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح بولا میں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾
گواہ کرتا ہوں اللہ کو تم اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

اللہ عند مشاهد تلك الاهوال وبلوغ السيل الربى بلغ جرعما كان عليه (روح ج ۱۲ ص ۵۹) ۴۴۰ کنعان نے کہا مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ابھی میں اس ساتھ والے پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں وہ مجھے اس طوفان سے بچالے گا۔ مشرک لوگ سرا رے وقت میں غیر اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کنعان نے بھی اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا بلکہ پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ ۴۴۱ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا آج طوفان سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکے گا اس لئے پہاڑ وغیرہ کی پناہ بے سود ہے۔ مَنْ رَّحِمَ میں موصول سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے گویا کہ یوں کہا گیا لا عاصم اليوم من امر الله الا هو سبحانه وتعالى اور ضمیر کی جگہ جملہ اظہار شان رحمت کے لئے لایا گیا۔ یا عاصم صیغہ نسبت ہے لابن (دودھ والا) اور تامر (کھجور والا) کی طرح۔ اور موصول سے مرحوم مراد ہے ای لذا عصمة ای معصوما الا من رحمه الله تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۵۹ و مظہری ج ۵ ص ۵۹) یا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں البتہ جس پر اللہ کی رحمت ہوگئی وہی بچے گا۔ (الا من رحم استثناء منقطع لكن من رحمه الله معصوم (کبیر ج ۱۷ ص ۲۳۳) وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ الخ اتنے میں طوفان کی ایک لہر نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ۴۴۲ جب تمام مشرکین عذاب سے غرقاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اب وہ پانی باہر نکالنے کے بجائے اپنے اندر اسے جذب کر لے اور آسمان کو بارش برسانے سے روک جانے کا حکم دیدیا ادھر کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ کے دامن میں جا رکی۔ یہ پہاڑ موصل یا شام کے علاقے میں ہے۔ ۴۴۳ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ ندا طوفان تھم جانے کے بعد تھی یا جس وقت انہوں نے بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا اسی وقت یہ ندا کی۔ یعنی اے اللہ! میرا بیٹا تو میرے اہل بیت سے تھا جن کو طوفان سے بچانے کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اس میں تخلف ناممکن ہے اور تو احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے تیرے سامنے کسی کو دم مارنے کی کیا مجال؟ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو مؤمن سمجھتے تھے اسی لئے یہ سوال کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ وہ دوسرے کافروں کی ہلاکت چاہیں مگر اپنے کافر بیٹے کی سلامتی کے تمنی ہوں۔ لانه كان عنده مؤمنا في ظنه ولهذا نوح يقول لربه (ان ابني من اهلي) الا وذلك عنده كذلك اذ محال ان يسأل هلاك الكفار ثم يسأل في احياء بعضهم وكان ابنه بسر الكفر ويظهر الايمان الخ (قرطبی ج ۹ ص ۴۵) ۴۴۴ فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ فاخبر الله تعالى نوحا بما هو منفرد به من علم الغيوب اى علمت من حال ابنك ما لم تعلمه انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لا سکے اور نہ عذاب الٰہی سے اسے بچا سکے۔ ۴۴۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اصل میں وان لا تھا نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ ۴۴۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزول برکات

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾
اس کے سوا سو بڑائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ
میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر چلنے

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی ف۱ بے شک میرا رب ہے سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ
راہ پر ف۲ پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا

بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا
تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ

تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾
بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ف۳ ہر چیز پر نگہبان ف۴

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور جب پہنچا ہمارا حکم ف۵ بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾
اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ف۶

وَتِلْكَ عَادٌ ۚ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ
اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو

وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ
اور مانا ف۷ حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو

هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا
اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہو چکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اترو، تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی باقی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے ۴۷ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعہ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتائے جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

فَاصْبِرْ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ ۴۸ یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میری قوم صرف خدائے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدوا اللہ ولا تشرکوا معہ شیئا فی العبادۃ (خازن ج ۲ ص ۳۳۶) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تم (جو معبودان باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر افترا کرتے ہو۔ ۴۹ شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گذشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ اِلَيَّ بمعنی مع ہے۔ ۵۰ قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور الٹا حضرت ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ میں عن سببیہ ہے۔ قوم نے کہا اے ہود! تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرط عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضحہ اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں انما قالوہ لفرط عنادھم او لشدۃ عماھم عن الحق وعدم نظرھم فی الآیات الخ (روح ج ۱۲ ص ۱۵۲) ۵۱ یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے پجاریوں پر خوش ہو کر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہو کر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہو کر (عیاذاً باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتراك اصابك بعض آلهتنا بسوء بجنون وخبل (مدارک ج ۲ ص ۱۵۵) بسوء ای بجنون لسبك ایاھا عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص ۵) اِنِّيْ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ ۔۔۔ اِلَّا هُوَ ۔۔۔ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۔۔۔ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔۔۔ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۔۔۔ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۔۔۔ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ۔۔۔ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۔۔۔ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا ۔۔۔ نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۔۔۔ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۔۔۔ وَتِلْكَ عَادٌ ۚ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ ۔۔۔ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۔۔۔ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔۔۔ اَلَآ اِنَّ عَادًا

موضح قرآن ف۱ یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ ف۲ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے ف۳ گاڑھی مار دی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مالک اور ہے ۱۲ ف۲ یعنی حکیم است ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الیھتنا فھجلتنا مجنونا واقف عقلك (کبیر ج ۵ ص ۲۲۱) ۵۲ مشرکین کے مذکورہ طعن کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور تم بھی میری بات سن لو اور گواہ رہنا کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف و فعّال اور کارساز مانے سے بری ہوں اور میں ان کو عاجز و بے بس سمجھتا ہوں اس لئے تم میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنا لو مجھے اس کی پرواہ نہیں اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ کیونکہ میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہے جو میرا اور تم سب کا کارساز ہے اور ساری مخلوق اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے اور وہی سب کا مالک ہے۔ هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا یہ قبضہ و تصرف سے کنایہ ہے۔ ای یصرفها کیف یشاء ویمنعها عما یشاء (قرطبی ج ۹ ص ۵۲) ۵۳ اس کی متعدد ترکیبیں ہیں۔

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَ
منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ط اور
اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ع۵ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا ہے تم کو زمین سے
وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ
اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف
اِنَّ رَبِّیْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ
تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح ۵ تجھ سے تو
فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی
اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾
پرستش کرتے ہیں ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ ہمیں دھوکا میں ڈالتا ہے
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ
بولا اے قوم ۵ بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ ہو گئی اپنے رب کی طرف سے
وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ
اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچالے مجھ کو اس سے اگر
عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِیْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ
اس کی نافرمانی کروں سو تم کچھ نہیں بڑھاتے مجھ پر میرا سوا لے نقصان کے اور اے قوم
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ
یہ اونٹنی ہے اللہ کی ۵ تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھائے پھرے اللہ کی زمین میں

ع ۵ ۵ رکوع ۵

لعلی کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل اور صراط مستقیم توحید مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین توحید کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ یا صراط مستقیم سے مطلقاً حق مراد ہے یا عدل و انصاف اور علیّ کا متعلق کائن وغیرہ محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس کو کبھی بھی عدل نہیں فرمائیگا۔ یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی قوموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا دیتا ہے۔ یا دینی سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراط مستقیم ہے۔ ان ربی علی الحق لا یعدل عنه او ان ربی یدل علی صراط مستقیم (مدارک ج ۲ ص ۱۳۵) یعنی ان ربی وان کان قادرا وانتم فی قبضته کالعبد الذلیل فانه سبحانه وتعالیٰ لا یظلمکم ولا یعمل الا بالاحسان والانصاف والعدل ... وقیل معناه ان دین ربی هو الطریق المستقیم (خازن و معالم ج ۲ ص ۲۳۵) ۵۴ اگر مشرکین ضد و انکار پر اڑے رہیں اور مانتے پر نہ آئیں تو آپ کہہ دیں میں نے تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور حجت خداوندی قائم کر دی اب تمہاری تباہی کا وقت قریب ہے اللہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر کے تمہاری جگہ اوروں کو لائے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ ۵۵ آخر قوم ہود پر اللہ کا عذاب آگیا ساری قوم ہلاک ہوئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے اللہ نے ان کو ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے بچا لیا اور عذاب سے محفوظ رکھا۔ وَتِلْكَ عَادٌ الخ اس سے چونکہ مشرکین مکہ کو سمجھانا مقصود ہے اور قوم عاد کا واقعہ ان کے ذہنوں میں آچکا ہے اس لئے تلک سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس منظر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود ذہنی کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کے باوجود تلک سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میت سے سوال ہوگا ما تقول فی هذا الرجل ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود ذہنی کی طرف ہے وَعَصَوْا رُسُلَهٗ ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ ۵۶ انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دیتے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً الخ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ ۵۷ یہ میرا

موضح قرآن ف یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ ۲ تجھ پر ہم کو امید تھی۔ یعنی ہو نہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کریگا تو لگا مٹانے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بُری طرح پھر تو آپکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ۞

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ

پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن

ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا حکم ہمارا بچا دیا

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں

جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا

اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سُن لو ثمود

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سُن لو پھٹکار ہے ثمود کو اور البتہ آچکے ہیں

رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ

ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا

سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا

سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ؏ پھر جب

رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

گئے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ نَّعْبُدَ اَیْ عَنْ اَنْ نَعْبُدَ ــــ مَا يَعْبُدُ موصولہ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَا موصولہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ مَا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ مدارک ج ۲ ص ۱۷۹ یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک وشبہات ہیں۔ ۵۹ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو یعنی میں اللہ کا پیغمبر بھی ہوں، اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۶۰ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر سے ایک اونٹنی نکالدیں تو وہ انہیں سچا نبی مان لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مگر وہ باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَيْرُ مَكْذُوْبٍ اَیْ فِيْهِ (روح) ۶۱ جب

موضح قرآن ف حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا، حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا، جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ۲ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات چڑھے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے مُنہ پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک کرنے کو اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بی بی سے حیا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ منہ رحمہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۰﴾
ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی ؕ

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ
اور اس کی عورت کھڑی تھی ۱۵ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے

وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا
پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی ؕ بولی ۱۶ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾
بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا ؕ یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ
وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۱۷ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ
تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ
ابراہیم سے ڈر ۱۸ اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾
قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۱۹ تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ۲۰

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ
اے ابراہیم ۲۱ درگزر یہ خیال وہ تو آپہنچا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ
اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا ۲۲ اور جب پہنچے ۲۳

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

ہمارے عذاب کا معین وقت آپہنچا تو ہم نے صالح اور اس کے مؤمن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچا لیا وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الخ اور ظالم (مشرک) لوگ ایک ہی آسمانی چیخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آ گئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ بان شان غلط غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ نَكِرَهُمْ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں ورنہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ کس لئے بھیجے جا رہے ہیں۔ قال الطیبی لو عرفهم بأنهم ملائكة لم يحضر بين إبراهيم الطعام (روح ج ۱۲ ص ۳۰) ۶۳ جب انہوں نے تلے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے "مہمانوں" کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ برے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وكانوا إذا أرادوا الضيف لم يأكل طعامه شرا (قرطبی ج ۹ ص ۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۶۴ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا فارد و نوں میں تعقیب ذکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فبشرناها فضحكت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان هذا على التقديم والتأخير والتقدير وامرأته قائمة فبشرناها بإسحٰق فضحكت سرورا بسبب تلك البشارة فقدم الضحك ومعناه التأخير كما قدم في الواقعة وفي الذاريات على ترتيب الوقوع (روح ج ۱۲ ص ۳۰) سورۂ واقعہ سورۂ ذاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ذاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجہ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا الآیۃ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

موضح قرآن منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۱ حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پر عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی بسبب خوشوقتی از ہلاک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ الآیہ (ذاریات ع ۲) ۶۵ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت و تعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایاس میں داخل ہو چکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی) ۶۶ فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء

يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ
دن بڑا سخت ہے ف ۱۵۱ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم شتابی دوڑتی ہوئی اگلے اور
مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ
اگلے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور رسوا
تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾
کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف ۱۵۲
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
بولے تو تو جانتا ہے ہمکو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور
اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً
تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہے کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا
اَوْ اٰوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو تو نکل اپنے گھر والوں کو کچھ
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ
رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ
پہنچنا ہے جو ان کو پہنچے گا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا
کیا صبح نہیں ہے نزدیک ف ۱۵۳ پھر جب پہنچا ہمارا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

دقدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت و برکت ہے اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وہ صفات جمالیہ و نعوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت و برکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کی مانند جامع صفات باری تعالیٰ ہے۔

۶۷ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کر دی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔ قصے کی واقعی ترتیب سورۂ ذاریات میں ہے کلام اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ابراہیم علیہ السلام بہت تحمل والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت و رجوع کرنیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ ۶۸ اس سے پہلے قلنا محذوف ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کرو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے لامحالہ تباہ و برباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بھم غیر مصروف عنھم ولا محل فیہ لشفاعۃ شافع (خازن ج ۳ ص ۲۳۳) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوا سکے۔ ۶۹ یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے رکوع ہی سے متعلق ہے، جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یا دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرع کے معنی اصل میں فراق کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھم ذرعا ای طاقۃ و

موضح قرآن ف یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمانیہ ف۲ فرشتے مہمان اترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ بھی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایشان امارد خوش روئی بودند و عادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ
وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے
مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ
تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی
الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ
ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو ہم نے
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا
بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور
تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ
نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور
اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ
ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیرنے والے دن کے اور اے قوم
اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا
پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو
النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾
لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد کرتے
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ
جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے اور میں نہیں
اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ
ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب کیا تیری نماز پڑھنے نے تجھ کو
تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ
یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا

یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال وطیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل ونہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد بنات قلبہ علیہ السلام امتہ ... لان کل نبی اب لامتہ وبہ قال مجاہد وسعید بن جبیر رح۔ قرطبی یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیش کش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا۔ من الروح والقرطبی وغیرہما۔ ۱۵۱ وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالُوْٓا اَنَّ لَكَ لَاَنْتَ الرَّشِيْدُ ۲ حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتا یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ ۱۵۲ جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب واضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل وعیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اِلَّا امْرَاَتَكَ یہ اَسْرِ بِاَهْلِكَ سے استثناء ہے یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا گیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ ۱۵۳ جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِجِّيْلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَّنْضُوْدٍ تہ بہ تہ۔ مُّسَوَّمَةً ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس سے ہلاکت مقدر تھی۔

موضح قرآن ف۱ نقل ہے کہ امانت کے روپے کنکر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝۸۷

جو چاہے کریں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

بولا اے قوم دیکھو تو شاید اگر مجھ کو سمجھ آئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

نے روزی دی مجھ کو ف نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف اور اے قوم ہٹ نہ جائیو میری ضد کرکے یہ کہ

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰ قَالُوْا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اے شعیب ف ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

مَا يَبْقٰيَةُ اللّٰهِ لَكُمْ خَيْرٌ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۸۶

جو کچھ کہ بچتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ

بولا اے قوم دیکھو تو شاید اگر مجھ کو سمجھ آئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ

نے روزی دی مجھ کو ف نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف اور اے قوم ہٹ نہ جائیو میری ضد کرکے یہ کہ

يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰ قَالُوْا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اے شعیب ف ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ

کچھ نہیں چلتی تجھ پر ف بولا اے قوم میرے بھائی بند زیادہ ہیں تم پر اللہ سے

وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۹۲

اور اللہ کو تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے بیشک میرا رب جو کچھ تم کرتے ہو سب کو گھیرے ہوئے ہے

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

اور اے قوم تم اپنی جگہ کام کرو میں کرتا ہوں عنقریب تم جان لو گے کہ

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ

کس پر آتا ہے عذاب جو اس کو رسوا کرے گا اور کون ہے جھوٹا اور تم راہ دیکھو میں

رَقِيْبٌ ۝۹۳ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

ساتھ ہوں راہ دیکھنے والا اور جب آپہنچا ہمارا حکم ہم نے بچا لیا شعیب کو اور جو ایمان لائے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور پکڑ لیا ظالموں کو چنگھاڑ نے پھر رہ گئے

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۹۴ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ

اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے جیسے کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں سنو پھٹکار ہے مدین

كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝۹۵ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پر جیسی پھٹکار پڑی ثمود پر اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور

مُّبِيْنٍ ۝۹۶ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

کھلی سند کے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف پھر انہوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی اور

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ

فرعون کا حکم ٹھیک نہ تھا وہ آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر لے جا ڈالے گا ان کو آگ میں

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝۹۸ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ

اور برا گھاٹ ہے جس پر جا کر پڑیں اور پیچھے لگے ہیں اس دنیا میں لعنت اور

الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝۹۹ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى

قیامت کے دن برا صلہ ہے جو ان کو ملا ف یہ کچھ خبریں ہیں بستیوں

نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

کی جو ہم سناتے ہیں تجھ کو ان میں کوئی کھڑی ہے اور کوئی کٹ گئی ہے ف اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ

لیکن انہوں نے اپنا آپ بگاڑا پھر کام نہ آئے ان کے وہ معبود جن کو پکارتے تھے

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ

اللہ کے سوا کسی چیز سے جب آپہنچا حکم تیرے رب کا اور نہ بڑھایا انہوں نے ان کو

تَتْبِيْبٍ ۝۱۰۱ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ

مگر ہلاکت میں اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظالم ہوں

اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝۱۰۲ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ

بیشک پکڑ اس کی دکھ دینے والی سخت ہے بیشک اس میں نشانی ہے اس کو جو ڈرے

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

عذاب آخرت کا یہ دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور یہ دن ہے

مَّشْهُوْدٌ ۝۱۰۳ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝۱۰۴ يَوْمَ يَاْتِ لَا

جس میں حاضر ہوں گے سب لوگ اور ہم نہیں پیچھے ڈالتے اس کو مگر ایک گنتی کی مدت تک جس دن وہ آئے گا

تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝۱۰۵ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کسی کو بات نہ کرنی ہوگی مگر اس کی اجازت سے پھر کوئی ان میں بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت ف

شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝۱۰۶ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

پھر جو بدبخت ہوئے سو آگ میں ہیں ان کے لئے وہاں چلانا اور چیخنا ف

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ

ہمیشہ رہیں گے جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب

لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۰۷ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

کر گزرتا ہے جو چاہے اور جو نیک بخت ہوئے سو بہشت میں ہیں ان کے لئے وہاں

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ عَطَاۗءً غَيْرَ

ہمیشہ رہیں گے جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب دیتا ہے انعام

مَجْذُوْذٍ ۝۱۰۸ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ

بے موقوف ف پھر تو نہ ہو شک میں ان کی عبادت سے یہ لوگ نہیں پوجتے

اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

مگر جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے پہلے سے اور ہم پورا دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ

غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝۱۰۹ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ

بے کم کئے ف اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب پھر اس میں اختلاف کیا گیا

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

اور اگر نہ ہو چکی ہوتی ایک بات تیرے رب کی طرف سے تو فیصلہ ہو چکتا ان میں اور بیشک وہ لوگ

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۱۰ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ

اس کی طرف سے شک میں ہیں جو دھوکا دیتا ہے اور بیشک سب کو جب پورا دے گا تیرا رب ان کے عمل

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱۱ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

بیشک وہ جو کچھ کرتے ہیں خبر رکھتا ہے ف پس تو قائم رہ جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جو

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۲ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى

تیرے ساتھ ہیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہے ف اور نہ جھکو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

ان ظالموں کی طرف کہ پکڑے تم کو آگ اور نہیں تمہارے لئے اللہ کے سوا

اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۳ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا

کوئی حمایتی پھر تم کو مدد نہ ملے گی ف اور قائم رکھ نماز دن کے دونوں کناروں پر اور رات کے

مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝۱۱۴

کچھ حصے پہلے بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو ف یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۱۵ فَلَوْلَا كَانَ

اور صبر کر پھر بیشک اللہ ضائع نہیں کرتا نیکوکاروں کا بدلہ ف پھر کیوں نہ ہوئے

مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي

تم سے پہلے زمانوں میں ایسے صاحب عقل جو منع کرتے ملک میں

الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

فساد سے مگر تھوڑے ان میں سے جن کو ہم نے بچا لیا اور پیچھے ہو لئے ظالم

مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۶ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ

اس عیش کے جو ان کو ملا تھا اور تھے گنہگار ف اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ہلاک کرے

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱۷ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ

بستیوں کو ظلم سے اور وہاں کے لوگ نیکوکار ہوں ف اور اگر چاہتا تیرا رب تو کر دیتا

النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝۱۱۸ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

سب لوگوں کو ایک ہی دین پر اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ف مگر جس پر رحم کرے

رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّمَ

تیرا رب اور اسی واسطے پیدا کیا ان کو ف اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ بھروں گا

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۱۹ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ

جہنم کو جنوں اور آدمیوں سب سے ف اور سب کچھ ہم سناتے ہیں تجھ کو

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاۗءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ

پیغمبروں کے حال سے جس سے ہم تسلی دیتے ہیں تیرے دل کو ف اور آئی تجھ کو اس میں سچی بات اور نصیحت

وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰي

اور یاد دہانی ایمان والوں کو ف اور کہہ دے ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے تم اپنی

مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝۱۲۱ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۲۲ وَلِلّٰهِ

جگہ کام کرو ہم کرتے ہیں ف اور راہ دیکھو ہم راہ دیکھتے ہیں ف اور اللہ

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

کو ہے غیب آسمان اور زمین کا اور اسی کی طرف پھرتا ہے سب کام ف پس اسی کی بندگی کر

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۳

اور اسی پر بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں ہے جو کچھ تم کرتے ہو

سورۃ یوسف مکیۃ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

الر ف یہ آیتیں ہیں کتاب روشن کی ہم نے اتارا اس کو قرآن عربی

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ

تاکہ تم سمجھو ف ہم سناتے ہیں تجھ کو بہتر بیان ف اس

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۚ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۳

وحی سے جو بھیجی ہم نے تیری طرف یہ قرآن اور تو پہلے اس سے بیخبروں میں تھا

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

جب کہا یوسف نے اپنے باپ کو اے ابا میں نے دیکھے گیارہ تارے

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

اور سورج اور چاند دیکھا میں نے ان کو اپنے لئے سجدہ کرتے ف بولا اے بیٹے نہ بیان کر

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ

اپنا خواب اپنے بھائیوں سے پھر وہ کریں گے تیرے لئے کوئی داؤ ف بیشک شیطان آدمی کا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ

کھلا دشمن ہے ف اور ایسا ہی چن لے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھائے گا تجھ کو انجام

الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا

کی باتیں ف اور پورا کرے گا اپنا احسان تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر جیسا پورا کیا

عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶

تیرے باپ دادوں پر پہلے ابراہیم اور اسحاق پر ف بیشک تیرا رب علم والا حکمت والا ہے

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا

البتہ یوسف اور اس کے بھائیوں میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو ف جب کہا

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا

یوسف اور اس کے بھائی نے کہ البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارے ہیں ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ایک جتھا ہیں بیشک ہمارا باپ

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ

البتہ بھول میں ہے صریح ف مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو اس کو کسی ملک میں کہ خالی

لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ

ہو جائے تمہارے لئے منہ تمہارے باپ کا اور پیچھے رہو اس سے لوگ نیک ف بولا

قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

ایک کہنے والا ان میں سے نہ مارو یوسف کو اور ڈال دو اس کو اندھیرے کنوئیں

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

میں کوئی قافلہ والا لے جائے گا اس کو اگر تم کو کرنا ہے ف بولے اے ابا

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ

کیا ہے تجھ کو کہ نہیں بھروسہ کرتا ہم پر یوسف کے بارے میں اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں ف بھیج دے اس کو

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّىْ

ہمارے ساتھ کل کہ کھائے پیئے اور کھیلے اور ہم اس کے نگہبان ہیں ف بولا

لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ

میرا جی دکھتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ اس کو اور میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم

عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ

اس سے بیخبر ہو ف بولے اگر کھا جائے اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جتھا ہیں تو

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ

ہم ہی نکمے ہیں ف پھر جب لے گئے اس کو اور ٹھہرا لیا کہ ڈال دیں اس کو

غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ

اندھیرے کنوئیں میں ف اور ہم نے وحی بھیجی اس کو کہ تو ان کو جتائے گا ان کا یہ کام اور وہ

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۵ وَجَاۗءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَاۗءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

نہ سمجھیں گے ف اور آئے اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ف بولے اے ابا

اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

ہم گئے تھے دوڑ میں اور چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ وَجَاۗءُوْ عَلٰي قَمِيْصِهٖ

اور تو ہم کو سچا نہ جانے گا اگرچہ ہم سچے ہوں ف اور لائے اس کے کرتے پر

بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

جھوٹ موٹ کا لہو ف بولا بلکہ بنا لائی تمہارے لئے تمہارے جی ایک بات ف سو صبر کرنا اچھا ہے

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَجَاۗءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا

اور اللہ سے مدد مانگنی ہے اس پر جو تم بیان کرتے ہو ف اور آئی ایک قافلہ والی پھر بھیجا

وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ

ان کے پانی لانے والے کو پھر ڈالا اپنا ڈول ف بولا خوشی ہو یہ تو لڑکا ہے ف اور چھپا رکھا

بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ

اس کو سودا ف اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف اور بیچ ڈالا اس کو

دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَالَ الَّذِي

تھوڑے دام گنتی کے ف اور تھے وہ اس میں بے رغبت ف اور بولا جس

اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

نے خریدا اس کو مصر میں اپنی جورو سے عزت سے رکھ اس کو شاید کہ وہ ہم کو

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ

فائدہ دے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں ف اور ایسا ہی جما دیا ہم نے یوسف کو ملک میں اور تاکہ سکھائیں اس کو

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ

انجام کی باتیں ف اور اللہ غالب ہے اپنے کام پر ف لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۱ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا

اکثر لوگ نہیں جانتے ف اور جب پہنچا اپنی جوانی کو دی ہم نے اس کو حکمت

وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۲۲ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ

اور علم ف اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو ف اور پھسلایا اس کو جس عورت کے

بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ

گھر میں وہ تھا اس کے جی سے اور بند کر لیے دروازے اور بولی آ جا تو میرے پاس ف بولا

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳

اللہ کی پناہ وہ میرا مالک ہے اس نے اچھا رکھا ہے مجھ کو ف بیشک ظالم لوگ نہیں پاتے بھلائی ف

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ

اور البتہ عورت نے قصد کیا اس کا اور یوسف بھی قصد کرتا اس کا اگر نہ دیکھ لیتا اپنے رب کی نشانی ف ایسا ہی

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴

ہوا تاکہ ہم پھیر دیں اس سے برائی اور بے حیائی ف بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں تھا

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا

اور دوڑے دونوں دروازے کی طرف اور پھاڑا عورت نے کرتا یوسف کا پیچھے سے ف اور دونوں آ پڑے عورت کے خاوند پر

الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ

دروازے کے پاس ف بولی کیا سزا ہے اس کی جو برا چاہے تیری گھر والی کا سوا اس کے کہ قید کیا جائے

اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۵ قَالَ هِيَ

عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ
ہمارے میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے
اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا
اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرا رب کے قابو
تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ
میں ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ
اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ
میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لوگے کس پر آتا ہے عذاب
يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ
رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ
رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
تاک رہا ہوں ف اور جب پہنچا حکم ہمارا حکم بھیجا ہم نے شعیب کو اور جو
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو
الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ
کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی
يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾
وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى
اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ
فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

ع ۱۲ ۸

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام مہمات میں میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رح کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مثلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ ۸۸ اے میری قوم تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ سرکشی نہ کر و اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کر لو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ ۸۹ حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور از راہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تنہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے ہو اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر چکے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان رهطه من اهل ملتهم فلذلك اظهروا الميل اليهم و الاكرام لهم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۱) ۹۰ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر ہر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ ۹۱ آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آ گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ ۹۲ یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذائیں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اعراف ع ۱۲ تا ۲۰ میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن سو پھر پہنچائے گا انہیں
النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ
آگ کو آگ پہ اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے لعنتی رہی اس جہان میں
لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ
لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا یہ
مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّ
کچھ ڈسے سے حالات ہیں بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے اب تک کھڑی ہیں اور
حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
بعض کی جڑ کٹ گئی ف اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا لیکن ظلم کر گئے وہ اپنی جان پر
فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
پھر کچھ کام نہ آئے ان کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے سوائے
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ
اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے
تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ
ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور
هِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ
وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ
نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہوگا
مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا
جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

۸۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے یعنی نار جہنم۔ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا یہ دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا ہے۔ ۸۴ یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور خود ساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً نیز جملہ معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ ۸۵ ان قوموں کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو نہیں وہ اپنا کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اقوام گذشتہ کی تباہی میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

Maktaba Tul Ishaat.com

نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے اس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا

کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت سو جو

الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ

لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چلانا ہے اور دہاڑنا ہمیشہ رہیں

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ

اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا

بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے وہ اور جو لوگ نیک بخت ہیں

فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا وعدہ

فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ

سو تو نہ رہ شبہ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے

اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو

نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب

ع ۹

صفحہ ۳

کانت یعنی سواھا یہ قول امام زجاج، فراء اور کسائی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے والمعنی سوی ما شاء ربک من الزیادۃ التی لا آخر لہا (روح ج ۱۲ ص ۳۲) اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید بامشقت۔ ۸۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ ما دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۸۹ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیئے مَا يَعْبُدُوْنَ الخ ان مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودان باطلہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجا لاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ ۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے امن بہ قوم وکفر بہ قوم کما اختلف فی القرآن وھو تسلیۃ لرسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۹) ۹۱ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر ہم نہیں مانتے تو ہمارا مؤاخذہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤاخذہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضح قرآن ف اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ ہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در فہم کسی نمی گنجد اعتبار نکنند حاصل بیان دوام است بالغ وجوہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۱۱۰ وَاِنَّ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شک ہے کہ اطمینان نہیں ہونے دیتا اور بیشک

كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

لوگ ہیں سب جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيْرٌ ۱۱۱ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ

کرتے ہیں تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ہے اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۱۱۲ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۱۱۳ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کر نماز کو تو دونوں طرف

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ

دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۱۱۴ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

یہ یاد گاری ہے یاد رکھنے والوں کو واسطے اور صبر کر تو اللہ ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۱۵ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

ثواب نیکی کرنے والوں کا سو کیوں نہ ہوئے قومیں ان ہماقتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے دنگا کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے

مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے

کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا ہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ جملہ فَتَمَسَّكُمُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے واؤ واللہ کی حال من مفعول فتمسکم النار (مظہری ج ۵ ص ۱۳۲) ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اس وقت اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۹۴ یہ امر مہم ہے یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طَرَفَيِ النَّهَارِ سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہری و روح) اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ اعمال حسنہ نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بینها اذا اجتنبت الکبائر فی ذلک الیوم (روح ج ۱۲ ص ۱۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں اور مصیبتیں مراد ہیں اسطرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مختص کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۱۲) وَاصْبِرْ الخ اور صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے اخلاص کے ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ۹۵ لولا بمعنی هلا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں جو لوگ عقل و رائے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے لوگوں کو شر و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اصل شر و فساد کی جڑ ہے۔ بقیۃ ای اصحاب طاعۃ و دین وعقل و بصر (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۳) اِلَّا قَلِيْلًا استثناء منقطع ہے یعنی البتہ بہت تھوڑے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۹۶ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں منہمک تھے اس لئے انہوں نے ان معدودے چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۹۷ تکلیف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضح قرآن ف۱ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے ٹوٹ برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
اپنے تھے اور اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر دیتا لوگوں کو
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھروں گا دوزخ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ
جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں تجھ سے ہم تیرے پاس
اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ
رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
ٹھیک بات اور نصیحت اور یاد داشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ
ایمان نہیں لاتے کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر ہم بھی کام کرتے ہیں اور
انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے ہاں چھپی بات آسمانوں کی اور
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ
زمین کی اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر
عَلَيْهِ ۗ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

ع ۱۲ ۱۰

منزل ۳

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ای للاختلاف او للرحمۃ اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کی مطابق جزا و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الخ قضا و قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ ﴿۱۱۹﴾ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلا مبدل منہ۔ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ بدل اور مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کٹھن سے کٹھن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل عناد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلْحَقُّ توحید و رسالت کے دلائل، مَوْعِظَةٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِكْرٰى اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (رازی، قرطبی) ﴿۱۲۰﴾ زجر مع تخویف دنیوی دلائل توحید، امم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ ﴿۱۲۳﴾ اس آخری آیت میں سورت کے تمام دعووں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْهُ کا اعادہ دعوی اولی جب عالم الغیب اور قادر و متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اعادہ دعوی ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادہ دعوی رابعہ۔ اے مشرکین تم محض حسد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور الٹا طعنے دیتے ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

موضح قرآن ف یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔

فتح الرحمن ف یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ ہود میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ——— تا ——— عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۲۔ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ——— تا ——— كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔
۳۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (ع ۳) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔
۴۔ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ——— تا ——— وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۵۔ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا ——— تا ——— وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام
۶۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ ——— تا ——— اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (ع ۴) نفی اختیار و تصرف و نفی شفاعت قہری از حضرت نوح علیہ السلام
یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
۷۔ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ ——— تا ——— اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
۸۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۵) اعلان توحید از حضرت ہود علیہ السلام
۹۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ ——— تا ——— بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ (ع ۵، ۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔
۱۰۔ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا ——— تا ——— مِنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ (ع ۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی بچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔
۱۱۔ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۶) اعلان توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔
۱۲۔ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ ——— تا ——— اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔
۱۳۔ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ (ع ۷) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۱۴۔ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ——— تا ——— هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۔ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔
۱۵۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (ع ۸) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔
۱۶۔ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ ——— تا ——— اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔
۱۷۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ (ع ۹) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۱۸۔ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ ——— تا ——— غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودان باطلہ۔
۱۹۔ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ ——— تا ——— غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ (ع ۹) معبودان باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔
۲۰۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ——— تا ——— عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱۰) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۷ بجے صبح سورۂ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونھاراً۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۲ سورۂ یوسف

ربط سورۂ یوسف کو سورۂ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ واشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل ونقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کو مت پکارو۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود کا دوسرا دعوی تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں۔ اب سورۂ یوسف میں اس دعوی پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۂ ہود کا مقصودی دعوی تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعوی چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ودلیل ہے اور علت ودلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت واستحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۂ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعوی ذکر کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۂ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر جن کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور پڑدادا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جس کی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہورہی ہے کہ وہ نہ غیب جانتے تھے نہ متصرف ومختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند ارجمند کی جدائی میں عرصۂ دراز تک غمگین وآزردہ رہے گو اسکا حال معلوم نہ ہوسکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ سورۂ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک وکارساز اور متصرف ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، ماسوا فوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخرکار کامیابی اور فتح وظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعوی ——— عالم الغیب ومتصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب ویوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ الٓرٰ ——— تَالِّلٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال - اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ — تا — اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ (۴ تا ۷) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ہدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال - اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ (۸ تا ۱۸) — تا — وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (۸ تا ۱۸) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے اونی تامل کے بعد قبول کرلیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جاکر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈالدیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور رات کو روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کپڑا ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہوسکا۔

تیسرا حال - وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ — تا — وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ (۱۹ تا ۲۰) ادھر سے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جاکر فروخت کردیا مگر فرزند کی اس نقل ونرک کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال - وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ — تا — وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۲۱ تا ۳۶) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو انکے حسن سلوک اور اعزاز واکرام سے پیش آنیکی ہدایت کی۔

پانچواں حال وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا — تا — اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (۲۲ تا ۳۴) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں ورغلانے کی پوری کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے خاص اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثناء میں عزیز مصر بھی گھر آپہنچا اور حقیقت حال جاننے کے بعد اسنے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال - وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ — تا — لَيُسْجَنُنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ (۳۰ تا ۳۵) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدنیتی سے ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کرکے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہوگئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوادیا۔

ساتواں حال - وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ — تا — فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ (۳۶ تا ۴۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور جرم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۂ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

آٹھواں حال - وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ — تا — وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ (۴۳ تا ۴۹) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کرسکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ جو درباری

Maktaba Tul Ishaat.com

الزام سے بری ہو کر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ بلا تامل اجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا، انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۔ تا ۔ وَكَانُوا يَتَّقُونَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا، جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برأت سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنا لیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھڑیاں گن گن کر وقت گذار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال ۔ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ ۔ تا ۔ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس و پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال ۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ (ع ۸) ۔ تا ۔ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کرنیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال ۔ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۔ تا ۔ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مصر ہی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا ۔ تا ۔ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پردرد باتیں سن کر پسیج گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال ۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ۔ تا ۔ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (ع ۱۱) جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہہ دوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکاء سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ ۔ تا ۔ وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بجا لائے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ ——— آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپکو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورۂ یوسف میں فرمایا۔ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعۂ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ الخ (ع ۱۲) تخویف دنیوی ہے۔ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي الخ طریق تبلیغ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے

Maktaba Tul Ishaat.com

کہا یہ ممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا تخویف دنیوی ہے پہلے مکذبین کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چومتھا دعوی ——— تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

یہ سے آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس سے

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۳ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں سے جس وقت کہا

يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴ قَالَ يٰبُنَيَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے سجدہ دیں گے تیرے واسطے کچھ فریب

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

برگزیدہ کرے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پہ لگانا باتوں کا

حٰتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ انبیاء سابقین علیہم السلام کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے دشمن خائب وخاسر ہوئے۔ ۱۲ یہاں سے مِنَ الْغٰفِلِيْنَ تک تمہید ہے الْكِتٰبِ سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مُّكَرَّمَةً مَّرْفُوْعَةً مُّطَهَّرَةً (البینہ) یہاں كُتُبٌ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ قُرْاٰنًا حال مؤطئہ ہے عَرَبِيًّا کے لئے یہ حال ہے اور عربیا اس کی صفت ہے (مظہری) ۲ علماء یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی (بیضاوی) حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی (خازن) اَحْسَنَ الْقَصَصِ اس قصے کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دو مہتمم بالشان اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف ومختار ہے اور ساری مخلوق اس کی قضاء وقدر کے سامنے عاجز اور بے بس ہے وقد افادت انه لا دافع لقضاء الله تعالیٰ ولا مانع من قدره وانه سبحانه اذا اقضى لانسان بخير او مكروه فلو ان اهل العالم اجتمعوا على دفع ذلك لم يقدروا (روح ج ۱۲ ص ۱۳۰) یا احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت وبلاغت اور حسن ادا سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا یہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص ہے۔ كونه احسن القصص لما فيه من العبر والنكت والحكم والعجائب التي ليست في غيرها (كبير ج ۱۸ ص ۱۵۴) ۳ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ كُنْتَ میں اِنْ مخففہ من الثقیلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے ان مخففة من الثقيلة واللام فارقة بينها وبين النافية يعني وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۲۰) ۵ یہاں سے قصے کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذکر مقدر مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصة مفعول مقدر ہوگا ای اذکر القصة اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ بیضاوی نے کہا ہے

موضح قرآن ف یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَاۤ

اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے

عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر البتہ تیرا رب

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ

خبردار ہے حکمت والا ہے البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۷ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى

پوچھنے والوں کے لئے جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے

اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸

ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے

اِقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص ہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں سے

لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جائے اس کو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا

کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱

کیا بات ہے تجھ کو تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

منزل ۳

کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح) علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب

موضح قرآن ف خواب اللہ کی سمجھ سے سمجھے اور کل بھائی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ ۲ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا یہ پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اُتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ ۳ یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سائلین اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الاھم والکتب والدلائل التوحید فھو اشارۃ الی السبق (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۴) اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ یا ان وصل لھم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الاخرۃ ای جعلھم انبیاء فی الدنیا وملوکا ونقلھم عنھا الی الدرجات العلی فی الجنۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۱۲)

۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کرنیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل واولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرمادیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت ونصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف ومختار اور کارساز نہیں۔ ۱۰ یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسفؑ نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود مختوم ابا جان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں اقْتُلُوْا یُوْسُفَ الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت وشفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کرلیں۔ ۱۱ یہ اِذْ قَالُوْا کا متعلق ہے لہٰذا اس سے پہلے اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سر راہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گذرنے والا قافلہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں لیجائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ فاعل ہودا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے۔ بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ پیش نہ کرتے۔ ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
نگہبان ہیں ف۱ بولا مجھ کو غم ہوتا ہے ۱۳ اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور
اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾
ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو ف۲
قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا
بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو ہم نے
لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ
ہم کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو
فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
گم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتائیگا ان کو ان کا یہ کام
هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً
اور وہ تجھ کو نہ پہچانیں گے ف۳ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے
یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا
روتے ہوئے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا
یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو یاور نہ کرے گا
لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ
ہمارا کہنا اگر ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو نکلا کر جھوٹ
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ
بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات ۱۴ اب صبر ہی بہتر ہے اور
اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ف۴ اور آیا ایک قافلہ ۱۵

الثلثة

الثلثة

فصلہ اور ترکیب پر ہے

کو جنگل چرانے کو لیجاتے تھے۔ ف۳ ان کو بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا وہی ان کے دل میں خوف آیا ف۴ پھر جب لے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں برا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر نکالا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ٹنگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا اُن کا کام۔ ف۴ یعنی کرتے پر لہو وہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

مورد فضل قرآن

Maktaba Tul Ishaat.com

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ
پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا ہے
وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ
اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف اور بیچ ڈالے اس کو
بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ
بھائی نے نقد قیمت کو گنتی کی چند ٹکیاں اور جو رہے تھے اس سے
الزّٰهِدِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ
بیزار ہی اور کہا جس نے خریدا گیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو
اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ
آرام سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور
كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ملک میں اور اس لئے کہ اس کو سکھائیں کچھ
تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
تھہرانے پر بھگتانا باتوں کا اور اللہ طاقت ور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر
النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا
لوگ نہیں جانتے ف اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو ہم نے دیا اس کو حکم
وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ
اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو اور پھسلایا اس کو
الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ
اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا ہی تھاننے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی
هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ
شتابی کر کہا خدا کی پناہ ۳۳ وہ میرا مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے گھر

۱۴ اَجْمَعُوْا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذھبوا پر معطوف ہے اور لَمَّا کی جزا محذوف ہے ای فعلوا بہ ما فعلوا من الاذی (مدارک ج ۲ ص ۱۳۰) وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ الخ حسن مجاہد ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو صغر سن ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دوڑنے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ الخ کَذِبٌ وَكَلِبٌ فِیْهِ اَوْ ذِی كَذِبٍ وَدَمٍ میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر لما جاءوا علی قمیصہ بدم کذب وما کان متخرقا قال کذبتم لو اکلہ الذئب لخرق قمیصہ الخ

موضح قرآن ف کنوئیں میں حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی نعمت کو پکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں شاید یہ مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ جو ہیں توریت میں بدل ڈالا ہے اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ف اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعوی کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم تمر یب ہے پاؤ ٹی کے۔ نو بھائیوں نے دو دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صرف ایک ہیچمدا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بکا ہے۔ ۲۱ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا مرد شاہ کے سلیقہ کمال بخوبی اور علم خدائی پوری پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ف حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اللہ کا دیں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی خیانت اور تو اتم کرو ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(کبیر ج ۱۸ ص ۱۳۱) مَا تَصِفُوْنَ ای علی احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم واندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ لخت جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنوئیں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷ یہ قصے کا تیسرا حال ہے۔ یُبْشِرٰی اصل میں یا للبشریٰ ہے تاء رحمی، لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی۔ کنوئیں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنوئیں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین وجمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چپٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً انہوں نے قافلے کے دوسرے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کا معاملہ یہ کہہ کر چھپا دیا کہ کنوئیں والوں نے یہ غلام ہمیں دیا ہے تاکہ ہم اسے بیچ کر رقم ان کو واپس کر دیں قال مجاھد اسروہ مالک بن دعروا صحابہ عن التجار الذین ھم فی الرفقۃ وقالوا ھو بضاعۃ استبضعناھا بعض اھل الشام واھل ھذا الماء الی مصرھم انما قالوا ھذا خیفۃ الشرکۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۳۵) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ الخ شروہ ای باعوہ مصر پہنچ کر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اونے پونے داموں فروخت کر دیا اور ان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کے جتنے بھی دام مل جائیں غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ مالک یا وارث آجائے اور اسے فروخت کرنے سے پہلے ہی ان سے چھین لے۔ ۱۸ یہ چوتھا حال ہے۔ قافلے والے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں میں مصر میں بیچ کر چلے گئے۔ جس نے قافلہ والوں سے خریدا تھا اس سے شاہ مصر ریان بن ولید کے وزیر خزانہ قطفیر ملقب بعزیز نے خریدا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عزیز مصر قطفیر نے براہ راست قافلہ والوں سے خریدا تھا۔ قال ابن عباس انما اشتراہ قطفیر وزیر ملک مصر۔۔ وکان ھذا العزیز الذی اسند الیہ یوسف علی خزائن الملک (قرطبی ج ۹ ص ۱۳۵) عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لے گیا اور بیوی سے کہا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا دینا ممکن ہے یہ بڑا ہو کر ہمارے کسی کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ کیونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی ۱۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لنکرمہ یعنی یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے گھر عزت واکرام کی جگہ دی تاکہ ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر رؤیا کا علم عطا کریں۔ ۲۰ یہ پانچواں حال ہے اَشُدَّهٗ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباسؓ نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک یہی راجح ہے (کبیر ج ۱۸ ص ۱۳۱) حُكْمًا وَّعِلْمًا حکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے عن ابن عباس ان الحکم النبوۃ والعلم الشریعۃ (روح ج ۱۳ ص ۲۰۱) وقال مجاھد العقل والفھم والنبوۃ۔ ۲۱ حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال میں یگانۂ روزگار

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا
بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے قصد کیا اس کا اور جی قصد کرتا
لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ف یونہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے برائی کو
وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا
اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف اور دونوں دوڑے
الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا
دروازہ کو اور عورت نے چیرا ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں نے پالیا عورت کے خاوند
لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ
دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہا ہے تیرے گھر میں برائی مگر
اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ
یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کہ
نَّفْسِيْ ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ
نفس میں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ف اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا
مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ
آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے
قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾
کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے ق
فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ
پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے ف کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ
كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ
تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

موضح قرآن ف یعنی اسکے ناموس میں کیونکر دخل کروں۔ ف۲ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ف۳ حضرت یوسف دوڑ سے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ف۴ اس عورت کا تانے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صورت یعقوب حضرت اگشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور یہ اس کے زمانہ تھے۔ عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں گناہ پر اکسانے میں لگ گئی عَنْ نَّفْسِهٖ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعہا (مدارک ج ۲ ص ۱۶۶) غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کرلئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے بمعنی تعال و اسرع یعنی جلدی کر۔ ۵۲۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعوذ معاذ اللہ۔ رَبِّیْ سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو نیز دنیم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ کنوئیں سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ۵۲۳ زلیخا چونکہ برے کام کا پختہ ارادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعل بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمت خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہان رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے کَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط موخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزا مقدم ہے قال ابو عبید تقدیرہ ھذا علی التقدیم والتاخیر کانہ اراد و لقد ھمت بہ ولولا ان رأ برھان ربہ لھم بھا (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۶) ۵۲۴ برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعل بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو اس بے حس و بے شعور صد سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خبیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے بڑے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرما دیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ۵۲۵ لِنَصْرِفَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک لنثبتہ لنصرف یعنی ہم نے یوسف کو یوں ثابت قدم رکھا تاکہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشآء زنا (مدارک) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ماقبل۔ ۵۲۶ حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۱۳ ع ۹

اَسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پر ف پھر جب سنا اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو سب نے بڑا رتبہ

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا للہ نہیں یہ شخص آدمی

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ

نہ کوئی فرشتہ ہے بزرگ بی بولی یہ وہی ہے جس

لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ

طعنہ دیتی تھیں مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام لیا

وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

اور بے شک اگر نہ کرے گا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہوگا

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

بے عزت ق یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی

یوسف ۱۲ ۵۲۵ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۱۲

منزل ۳

Maktaba Tul Ishaat.com

موضح قرآن ف یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ف۲ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے ف۳ ان کے روبرو یہ بات کہی تاوہ بھی سمجھ جاویں اور حضرت یوسف کو ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑ لیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر آپہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھ کر زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر لسانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدنیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ ۲۵ یہ شاہد چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہد میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسف شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سُدی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچازاد بھائی تھا قال الحسن وعکرمة وقتادة ومجاهد لم يكن صبيًا ولكنه كان رجلًا حكيمًا ذا رأي وقال هو ابن عم امرأته فحكم (خازن ومعالم ج ۳ ص ۱۳۰) اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسف بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگا مگر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھا پائی میں یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شَهِدَ یہاں بمعنی حَكَمَ ہے۔ وحكم حاكم (خازن ومعالم) ۲۸ عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصوروار ہو ایک تو تم نے بُرے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت اور پاکدامنی کا اعلان کرا دیا۔ ۲۹ یہ

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ
طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤنگا انکی
وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھیر دفع کیا اس سے
كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ
ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ف پھر انہوں سمجھ میں آیا لوگوں کو
مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَ
ان کی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت ف اور
دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ
داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں
اَعْصِرُ خَمْرًا ۭ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ
نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا
سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم
نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ
دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف بولا نہ آئے تم دونوں کو کھانا جو روزانہ تم کو ملتا ہے
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا
مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ
عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْ

اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا

ع ۱۴ ۳

موضح قرآن ف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں، آدمی کو چاہئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے۔ پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے۔ ف۲ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اتر ے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ف۳ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ف۴ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرا دیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مشورت کردند کہ یوسف را بزندان باید کرد تا نزدیک مردمان برارت زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام
لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ
نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ
فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ
فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۸ يٰصَاحِبَيِ
بہت لوگ احسان نہیں مانتے ف اے رفیقو ۳۵
السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ
قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے
اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ
مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے
مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ
نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی
اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ
کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں
يَعْلَمُوْنَ ۝۴۰ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا
جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۳۵ ایک جو تم دونوں میں

اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انہا لما سمعت انہن یلمنہا علی تلک المحبۃ المفرطۃ ارادت ابداء عذرھا فاتخذت مأدبۃ ودعت جماعۃ من اکابر ھن الخ (کبیر ج ۱۸ ص ۱۲۷) زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ سجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکئے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکر حسن و جمال چہرے کو دیکھا تو اس بافتہ اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اکبرنہ اعظمنہ وھبنہ۔ ابن عباس (قرطبی) یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قلن حاشی للہ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن و جمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منہ البشریۃ لغرابۃ جمالہ واثبتن لہ الملکیۃ و نبتن بہا الحکم لما رکز فی الطباع ان لا احسن من الملک الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۰۶) والمقصود من ھذا اثبات الحسن العظیم المفرط لیوسف لانہ قد رکز فی النفوس ان لا شیء احسن من الملک (خازن ج ۲ ص ۳۰۰) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و براءت کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن و جمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال الرائق والکمال الفائق والعصمۃ البالغۃ من خواص الملائکۃ (مظہری ج ۵ ص ۱۵۹) ۳۱ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے فَاسْتَعْصَمَ لیکن وہ صاف بچ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کرا دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام

متوضح قرآن ف یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں افضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ
سو پلائے گا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا
فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ
پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام
الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱ وَقَالَ لِلَّذِيْ
جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس
ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ
کو گمان کیا تھا اس نے کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس
فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي
سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا
السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝۴۲ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ
قید میں کئی برس اور کہا بادشاہ نے میں
اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ
خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات
عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ
دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ
اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر
كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝۴۳ قَالُوْٓا
ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے
اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۭ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

ع ۵

منزل ۳

مصر نے جب شہر کی ہوا دیکھی تو اس نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے کچھ عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی۔ الآیات حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت کے دلائل و شواہد یا شہری ماحول اور حالات۔ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے کہنے کے مطابق قید تو کر دیئے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے قید خانے میں ان کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا۔ وہ اپنی خداداد خوبیوں، محاسن اخلاق، ظاہری اور باطنی کمالات کی وجہ سے جیل میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ داروغۂ جیل نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ کو رہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اس کے علاوہ جو بھلائی بھی مجھ سے ہو سکے گی میں کروں گا اور جیل میں آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ ہر جگہ آ جا سکتے ہیں۔ قال لہ ما مثلک یا فتی لو استطعت خلیت سبیلک ولکن ساحسن جوارک فکن فی ای بیتو السجن شئت (روح ج ۱۲ ص ۳۳۳) یہ ساتواں حال ہے۔ اسی اثنار میں شاہ مصر ریان بن ولید اپنے باورچی اور ساقی پر ناراض ہو گیا۔ وجہ یہ تھی کہ شاہ مصر کے دشمنوں نے اسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور شاہ کے باورچی اور ساقی کو رشوت دے کر کھانے اور شراب میں زہر ملا کر شاہ کو پلانے پر آمادہ کر لیا۔ بعد میں ساقی نادم ہوا اور اس نے زہر دینے سے انکار کر دیا لیکن باورچی اپنے عہد پر قائم رہا۔ جب کھانا اور شراب شاہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو ساقی نے شاہ سے کہا کہ یہ کھانا مت کھائیے کیونکہ وہ زہر آلود ہے۔ اور باورچی نے شراب کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دیئے شاہ نے دونوں کو جیل بھیج کر تحقیقات کا حکم دے دیا۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے دیکھا کہ قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ) حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا تکرمت کر و میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

موضح قرآن ف فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکلا کہہ بچے گا۔ معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں تجربہ سے مگر پیغمبر جو کہے سو نیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سمجھ کی کہ میرا ذکر کریں بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو چھٹ

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا

بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آیا اس کو مدت کے بعد میں

اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو مجھ کو بھیجو خدا جا کر کہا اے یوسف

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے سچے مسلم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

موٹی اور ان کو کھائیں سات دبلی اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْ

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جو کرنا سو جو

حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

یہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ الخ یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے ان اللہ خصہ بھذا العلم (ان ترک ملۃ قوم لا یؤمنون باللہ الخ (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و معارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین و ملت ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۳۵ اور میں اپنے آباء کرام حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے لئے یہ شایان شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ الخ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثرھم لا یشکرون اللہ علی ھذہ النعم التی انعم بھا علیھم لا دھم ترکوا عبادتہ و عبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص ۲۴۸) ۳۶ اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت تہ کرے اور جن کے سامنے سرنیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاہر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ الخ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آباء و اجداد کے خود ساختہ ہیں تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل و حجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ای سمیتموھا الا یستحق الالھیۃ الھۃ ثم طفقتم تعبدونھا (مدارک ج ۲ ص ۱۵۱) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ای ما الحکم فی شأن العبادۃ المتفرعۃ علی تلک التسمیۃ و فی صحتھا الا للہ (روح ج ۱۲ ص ۲۴۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط و محکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی دلت علیہ البراھین العقلیۃ و النقلیۃ (روح ج ۱۲ ص ۲۴۵) ۳۷ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساقی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت ہو چکا قرآن ف یعنی تیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کرد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے پھل کا

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی کہا تو پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں

الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۚ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ

کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے تب کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ

نفس کی حفاظت سے بولیں حاش للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی

الْحَقُّ ڰ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ

سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ سچا ہے یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کرلے میں نے خیانت نہیں کی اس کی پیٹھ پیچھے

بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور یہ کہ اللہ نہیں چلتا فریب دغابازوں کا

ع ۶

۳۸ ظن بمعنی علم ویقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعۂ وحی بیان کی گئی تھی۔ ۳۹ یہ آٹھواں حال ہے۔ شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں دوسری سات موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات تر و تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ان میں سے کسی کی سمجھ میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۴۰ امۃ مدت طویلہ مراد ہے بعد مدۃ طویلۃ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۵) ساقی جب الزام زہر خورانی سے بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس پر ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اس نے کہا مجھ کو اس کی تعبیر بتا ابھی لے کر آتا ہوں فَاَرْسِلُوْنِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۴۱ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای فارسلوہ فاتاہ فقال یا یوسف الخ (روح ج ۱۲ ص ۲۵۴) اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اے بہت ہی سچ بولنے والے۔ ساقی قید خانے پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضح قرآن ف۱ برس بچوڑنا واسطے شراب ساز کے فرمایا اور سات برس کا فوتیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ف۲ وہی قصہ یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاید ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں گر تقصیر کس کی ہے ف۳ یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہ لیا لحاظ پروردش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ بادشاہ ابن تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برارت ذمہ اصل ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی شہادت برادر زلیخا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کر لینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کیڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ ثُمَّ يَأْتِي الخ پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کر ڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں باتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ۴۳ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساقی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیئے اور اس کے علم و تدبر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیئے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا ائْتُونِي بِهِ (ملخصاً من علمه وفضله واخباره عما لا يعلم الا الله الطيف الخبير وروح ج ۱۲ ص ۲۵۵) ۴۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برأت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخرج دینا من الملك مرتبة يسكت عن امر ذنبه صفحا فيراه الناس بتلك العين ابدا ويقولون هذا الذي راود امرأة مولاه فاراد يوسف عليه الصلوٰة والسلام ان يبين براءته ويحقق منزلته من العفة في الخير وحينئذ يخرج للاحظاء والمنزلة (قرطبی ج ۹ ص ۱۳۰) ۴۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

موضح قرآن ف اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا ف انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ف یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو ف جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بیچا اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر مگر بیسی کو ایک ڈنڈ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق پچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خریدنے کو۔

فتح الرحمٰن ف یعنی وقابلیت اور شناخت ۱۲ ف مترجم گوید بعد از ان قحط افتاد در جمیع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ
اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو بیشک جی تو سکھلاتا ہے برائی
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵۳ وَقَالَ
مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا
الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ
بادشاہ نے لے آؤ مجھ اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جب بات چیت کی
قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴ قَالَ
اس سے کہا تو آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر یوسف نے کہا
اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝۵۵
مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا ہوں
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا
اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں
حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا
جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور
نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ
ضائع نہیں کرتے ہم بدلہ بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۵۷ ع وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ
ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں ع اور آئے بھائی یوسف کے
فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸ وَ
پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے تھے اور
لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ
جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنْ اَبِیْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْٓ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ
باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں ماپ اور خوب طرح
الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ
اتارتا ہوں مہمانوں کو پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں
عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ
میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آیو بولے ہم خواہش کریں گے اس کے باپ سے
وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو رکھ دو ان کی پونجی
فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی
ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر آ پہنچیں
اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْهِمْ
اپنے گھر شاید وہ پھر آ جائیں ف ۱ پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس ف ۲
قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا
بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو
نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ
کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر
اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓی اَخِیْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَیْرٌ
مگر ویسا جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے
حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا
نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی
مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ ؕ قَالُوْا
پونجی لبست ۵ پائی اپنی ہلو بھی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

ہے جنہوں نے مجھ گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ چنانچہ شاہ نے ان عورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسف کو ورغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا ھل وجدتن فیہ میلا الیکن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ تو سب بول اٹھیں حاشا وکلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الخ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا۔ میں ہی نے یوسف کو ورغلایا تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیرکٹر کا پختہ ہے۔ ۴۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امراۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِیَعْلَمَ کا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مر چکا تھا۔ قال ابن عباس فارسل الملک الی النسوۃ والی امراۃ العزیز وکان قد مات العزیز (قرطبی ج ۹ ص ۱۰۷) لیعلم الملک انی لم اخنہ بالغیب (کبیر ج ۱۸ ص ۱۵۴) ۴۷ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برات کا اظہار کیا تو خیال آیا میں تو وہی اپنی ذات کا تزکیہ کر رہا ہوں یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے اس لئے انکسار و تواضع کے طور پر فوراً کہا وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ الخ میں اپنی ذات کا تزکیہ نہیں کرتا نفس انسانی بڑا سرکش ہے اس کے اغوا سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دستگیری فرمائے۔ وما ابرئ نفسی هضم للنفس وانکسار وتواضع لله عزوجل فان رؤیۃ النفس فی مقام العصمۃ والتزکیۃ ذنب عظیم فاراد ازالۃ ذلک عن نفسہ الخ (خازن ج ۳ ص ۲۳۰) قال الحسن لما قال یوسف ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ کرہ نبی اللہ ان یکون قد زکی نفسہ فقال وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ الخ (تزکیۃ النفس مذمومۃ الخ قرطبی ج ۹ ص ۱۰۷ وخازن) ۴۸ جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہو گئی تو اب اس نے حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بناؤں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ ای اجعلہ خالصا لنفسی (افوض الیہ امر مملکتی قرطبی ج ۹ ص ۱۰۷) ۴۹ جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذو مکانۃ ومنزلۃ امین مؤتمن علی کل شیٔ (مدارک ج ۲ ص ۱۰۷) ۵۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا

موضح قرآن ف ۱ سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سگا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا ف ۲ جو قیمت لائے وہ تھا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔
فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بسبب دادن طعام و گرفتن سرمایہ دیگر بار طمع کنند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کوئی محکمہ ان کے سپرد کرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے محکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پبلک سے تھا تاکہ متوقع قحط کے زمانے میں مخلوقِ خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں ظلم کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔ انه علیه السلام علم بالوحی ان الله سیحصل القحط والضیق الشدید لذلک الذی ھلاک الخلق العظیم فلعله تعالیٰ امره بان یدبر فی ذلک ویاتی بطریق لاجله یقل ضرر ذلک القحط فی حق الخلق (کبیر ج ۶ ص ۱۶۱) ۵۱ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یوں ہم نے یوسف کو قید خانے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصران کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ الخ یہ تو دنیا میں جزا رہے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ وارفع ہے۔ ۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندراج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزائن الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمین کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسف اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ ۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں روپوں کا پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ الخ اگر تم اسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَالُوْا سَنُرَاوِدُ انہوں نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور از راہِ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ مصر آئیں۔ ۵۵ جب وہ واپس والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ الخ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کروں یعنی تم ایک بار میرے اعتماد کو مجروح کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ ہر ان سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۱) ۵۶ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے ابا جان!

یٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ
اے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب
نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ
جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک
كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ
اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ جب تک نہ دو مجھ کو
مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ
عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب
فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾
پھر جب دیا اس کو عہد ان سب نے بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے
وَقَالَ يٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا
اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا
مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
کئی دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی
مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ
کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ
بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنیوالوں کو اور جب داخل ہوئے جہاں سے
اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی
شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ
بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

Maktaba Tul Ishaat.com

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ
خبر نہیں ف۱ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس تک اپنے پاس
اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا
رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ
انہوں نے کئے ہیں ف۲ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا رکھ دیا پیالہ کو اپنا
فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ
اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ
لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾
چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی
قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ
بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے ملے اس کو ایک بوجھ
بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا
اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن کہا بولے قسم اللہ کی ف۳ تم کو معلوم ہے ہم
جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا
شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے
فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ
پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ
مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي
جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ظا

ع ۱۱ ۲

دنیا میں اور کیا چاہئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعنی ای شیئ نطلب وراء ھذا وفی لنا الکیل ورد علینا الثمن (قرطبی ج ۹ ص ۲۱۴)۔ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۔ اور ہم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ۵۷ھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ الخ تم سب میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و قامت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وانما امرھم بذلک لانہ خاف علیھم العین لانھم کانوا قد اعطوا جمالا وقوۃ وامتدادا فی القامۃ الخ (خازن ج ۳ ص ۲۵۵) ۵۸ھ میں تقدیر الٰہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، قضاء و قدر اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک حیلے کے طور پر یہ کہا ہے۔ ۵۹ھ یہ گیارہواں حال ہے۔ لما کا جواب محذوف ہے۔ ای وقع ما قضی اللہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کر دی۔ اِلَّا حَاجَةً منقطع ہے۔ الا بمعنی لکن ہے اور حاجۃ سے پہلے فعل اظہر مقدر ہے قضٰھا جس کی تفسیر ہے۔ قضٰھا ای اظھرھا فوصی بھا (مظہری ج ۵ ص ۲۵۳) ۶۰ھ جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ جو ناروا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجو اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ۶۱ھ جب بھائیوں کو غلہ دیکر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آنکھ بچا کر سقایہ (پانی پینے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے) بنیامین کے سامان میں خود رکھ دیا یا کسی نوکر سے

موضح قرآن ف۱ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ سکی لیکن تقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی، سوجس کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ف۲ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حسد لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر چھیڑتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی ف۳ یا سن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سیا ہوا یا اناج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوایا تہمت نہیں حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے ننگ ڈالا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اور اغلام گیرندہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ
ظالموں کو ﴿۷۶﴾ پھر شروع کیں یوسف نے کھولنی ان کی خرجیاں دکھیں اپنے بھائی کی خرجی سے
ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا
پھر نکالا خرجی برآمد کرکے نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے یوں داؤ بتا دیا ہم نے
لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ
یوسف کو وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس بادشاہ کے
اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ
مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور
فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ
ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا کہنے لگے اگر اس نے چرایا ہے تو
سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ
چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے سب آہستہ سے کہا اس کو یوسف نے اپنے جی میں
وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ؕ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ
اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ
اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗ
خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو ﴿۷۸﴾ کہنے لگے اے عزیز بڑے
اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ
ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے
مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا
احسان کرنے والا ﴿۷۹﴾ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں سوائے
مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾
جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

ع ۱۳ منزل ۳

ف۱ حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو سے ایک برس تک ف۲ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کر لو اسی پر پکڑے گئے نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا ف۳ یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے جدا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن زیادہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپھی نے پالا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس رہے ف۴ یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ حضرت یوسف بتی از طلا ازاں جدہ مادری تو دیدزدید تا از عبادت صنم باز ماند یا مشابہ ایں قصہ چیزی کہ سبب تہمت او باشد بدزدی بوقوع آمدہ بود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیامین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسف کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ
پھر جب نا امید ہوئے اس سے ۱۱ الگ بیٹھے ہو مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا
اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا
کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد
مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ
اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز
اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ
نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا فیصلہ چکا دے اللہ میری طرف اور
هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا
وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو
يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا
اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی ۱۲
وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ
اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ۱۳ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں
كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۫ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾
ہم تھے ۱۴ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں
قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ
بولا کوئی نہیں بنالی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے
عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ
شاید اللہ لے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار
الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ
حکمتوں والا ۱۵ اور الٹا پھر ان کے پاس سے ۱۶ اور بولا اے افسوس یوسف پر

وراثت میں ملا تھا یوسف علیہ السلام کی کمر میں کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور پھر کہا کہ میرا منطقہ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کی جائے تلاش کرنے پر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے بندھا ہوا پایا گیا۔ اس دستور کے مطابق یوسف پھر ان کو واپس مل گیا۔ (کبیر و قرطبی وغیرہ) ۶۶ بھائیوں کی بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا تم اس سے بھی بدتر اعمال کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے دھوکہ سے یوسف کو باپ سے جدا کیا اور اسے جنگل کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا، اور رات کو گھر جا کر باپ کے سامنے غلط بیانی کی کہ یوسف کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا ہے تم تو کچھ کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کی حقیقت سے باخبر ہے۔ ۶۷ اب وہ عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کرنے لگے کہ بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں آپ ہمیں نیکوکار اور محسن نظر آتے ہیں اس لئے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے ۶۸ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ظلم سے خدا کی پناہ۔ ہم تو صرف اسی کو رکھیں گے جس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے اس کی جگہ دوسرے کو رکھیں تو ہم ظالم ہیں۔ اِنَّا مَتَاعَنَآ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۶۹ یہ بارہواں حال ہے۔ جب وہ بنیامین کی واپسی سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کیا قَالَ كَبِيْرُهُمْ الخ بڑے بھائی روبن نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم اپنے باپ کو اللہ کا عہد دے کر آئے ہو اور اس سے پہلے تم یوسف کے بارے میں بھی غلطی کر چکے ہو اس لئے میں تو یہاں سے نہیں ہلوں گا یہاں تک کہ باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ مجھے ذریعۂ الہام واپس جانے کا حکم فرما دے یا اللہ تعالیٰ میرے واپس جانے کی کوئی اور باعزت راہ نکال دے۔ یعنی عزیز مصر بنیامین مجھے واپس دے دے اور میں اسے لے کر واپس چلا جاؤں۔ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ الخ تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑ لیا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا ہمیں

موضح قرآن ف۱ یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا، بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں ۱۲ ف۲ یعنی تم کو تو دل دیا تھا اپنی دانست پر اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گھڑتا ہے ۱۲ من وجد فی رحلہ فہو جزاء ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا
اور سفید ہوگئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا وہ کہنے لگے
تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا
قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جائے
اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا
یا تجھ ہو جاوے مردہ ف بولا میں تو کھولتا ہوں
بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾
اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے تھے اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف
يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ
اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی تھے اور اس کے بھائی کی
وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ
اور نا امید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک نا امید نہیں ہوتے
رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا
اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے
عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ
اس کے پاس تھے بولے اے عزیز پہنچی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی
وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ
اور لائے ہیں ہم پونجی نا قص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور
تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ
خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو تھے کہا
هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ
کچھ تم کو خبر ہے تھے کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

منزل ۳

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ ۷۰ آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کرلیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرمالیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہوکر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مقدر ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

۷۱ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم یوسف علیہ السلام تازہ ہوگیا وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ کا غم فراق یوسف میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہوگئیں فَهُوَ كَظِيْمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج و حزن کا اظہار بتقاضائے بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم واندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قابو میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ ویجوز للنبی علیہ السلام ان یبلغ بہ الجزع ذلک المبلغ لان الانسان مجبول علی ان لا یملک نفسہ عند الحزن فلذلک حمد صبرہ الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۰)

۷۲ حَرَضًا قریب الموت یا جسمانی اور دماغی لحاظ سے بیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسف کو نہیں بھلاتے وہ خدا جانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جواب دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسف کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ ۷۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اپنا غم واندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ یہی غمزدہ اور اندوہگیں لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسف زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً ہم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجا لائیں گے۔ معناہ واللہ اعلم ان رؤیا یوسف حق وصدق وانی وانتم سنسجد لہ (طبرانی ج ۳ ص ۳۰) یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آتے رہتے ہیں لیکن آخر میں آرام و راحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسف کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

موضح قرآن ف۱ غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درد اتنی مدت دبا رکھا کس کا کام ہے سوا پیغمبر کے ف۲ اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف کا غم تازہ ہوا ف۳ یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ ف۴ قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو، یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ

سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ

میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ

مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا جی نیکوکاروں کا

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

بولے قسم اللہ کی البتہ پسند کرلیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوکنے والے ف

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ

کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور

هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ

وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ کرتہ میرا اس کو اور ڈالو اس کو

عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ

منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ

سارا سب اور جب جدا ہوا قافلہ کہا ان کے باپ نے میں

لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا

پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا بولے

تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ

قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا

الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ

خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہوگیا دیکھنے والا بولا

۷۴ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے۔ ۷۵ یہ تیسرا موقع ہے فرزندان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہوگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل وعیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیدیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مُزْجٰۃ معمولی ناقص، بہت تھوڑی ای بضاعۃ ردیئۃ کاسدۃ لا تنفق فی الطعام الا بتجوز من البائع (خازن ج ۳ ص ۲۱۱)

۷۶ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل وعیال کی تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہوگئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ (خازن ج ۳ ص ۲۱۱)

۷۷ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل وعیال کی تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہوگئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ الخ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل جدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۷۸ اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری اور فوقیت وفضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ الخ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں معاف فرما دے۔ ۷۹ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور مختلم اباجان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام اہل وعیال کو لے کر میرے پاس آجاؤ قمیص میں شفاء کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قال المحققون ان علم یوسف بان القاء ذلک القمیص علی وجہ یعقوب بوحی (روح البیان ج ۴ ص ۳۱۴) ۸۰ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ کذا کا جواب محذوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضح قرآن ف جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور فحش سے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے ف۲ یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ف۳ سر عرش کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے جیتی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انہ تعالیٰ ادصل تلک الرائحۃ الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الرائحۃ الیہ من ھذہ المسافۃ البعیدۃ امر مناقض للعادۃ فیکون معجزۃ (کبیر ج ۱۸ ص ۲۰۸)

قَالُوْا تَاللّٰهِ الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا واہ ابا جان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزومند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۸۰ اَلْبَشِیْرُ خوشخبری دینے والا مراد یہودا ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا لہٰذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یھود انا احمل قمیصی لشفاء کما ذھبت بقمیصی لجفاء (مدارک ج ۲ ص ۱۸۲) جب قمیص آپ کے چہرۂ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر۔ فرمایا اب اللہ کی رحمت تام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکت یوسف؟ قال علی الاسلام، قال الآن تمت النعمۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۶۱)

۸۱ اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے باوجود آپ کو غم والم میں اتنا طویل عرصہ مبتلا رکھا۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ فرمایا عنقریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت دعا کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) ۸۲ یہ پندرہواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل وعیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قَالَ اُدْخُلُوْا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ اٰمِنِیْنَ تکلیف ومصیبت کا جو دور آپ پر گذرا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور خود سالی کی وجہ سے جو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آ چکے ہو۔ ۸۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلہ قبلہ تھے اور لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾
بولے اے باپ اللہ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ
مہربان پھر جب داخل ہوئے اللہ یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس

اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾
اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل بھی سے ق

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ
اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور

قَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ڰ قَدْ جَعَلَهَا
کہا اے ابا یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے

رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ
رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر اللہ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے

وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ
اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان

بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ
مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک

هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ
وہی ہے خبردار حکمت والا ق اے رب اللہ تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

موضح قرآن ف ۱ حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے آ کر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔ ف ۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ف ۳ جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، مجمل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیۃ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت ہوا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

المعنی خروا شکرا للہ سجدا و یوسف کالقبلۃ لتحقیق رؤیاہ و مروی عن الحسن رضی اللہ قرطبی ج ۹ ص ۱۱۴) یا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کو تھا کیونکہ ان کی شریعت میں غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ جائز تھا۔ مگر سجدۂ عبادت کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا۔ دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت کا ہے اگر سجود لہ کو نقص و نقصان کا مالک و مختار اور مانوق الاسباب متصرف و کارساز سمجھ کر سجدہ کرے تو یہ سجدۂ عبادت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا اور اگر مذکورہ نیت سے نہ ہو تو وہ سجدۂ تعظیمی ہے جو اہلی شرائع میں جائز تھا مگر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حرام کر دیا گیا ہے۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت احادیث نبویہ میں صراحت سے مذکور ہے۔ امام

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ
اور سکھایا تو نے مجھ کو کچھ سمجھنا باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور
الْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ
زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں ۱۵ یہ خبریں ہیں
الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا
غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس ۱۵۵ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرائے
اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ
اپنا کام اور فریب کرنے لگے وہ اور اکثر لوگ نہیں یقین
لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ
کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے ۱۵۵ اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ
اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۱ ۵ وَكَاَیِّنْ مِّنْ
بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو اور بہت سی
اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ
نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں ۱۵۵ جن پر گذر رہتا ہے ان کا اور وہ
عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ
ان پر دھیان نہیں دیتے اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر
اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ
مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں ۱۵ کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت
مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
اللہ کے عذاب کی سے یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو

احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر یعنی کسی بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اسطرح صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (مشکوۃ ص ۷۰) و مسلم از ابوہریرہ آورده و مرفوعاً مسلم از ابن عباس مرفوعاً آورده ابن ابی شیبہ از عمر و علی و سلمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدۂ تعظیم آورده و ابن ابی شیبہ از معاذ و عائشہ و جابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آورده۔ و در مسلم انی انہاکم عن ذلک (قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابو داؤد نے حضرت قیس بن سعد سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں لو کنت امرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجہن لما جعل اللہ لہم علیہن من حق (مشکوۃ شریف ص ۲۶۸) تفسیر خازن و معالم میں ہے ان المسجود للہ کے تحت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے لا تسجدوا لغیر اللہ (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۰۰) یعنی غیر اللہ کو سجدہ مت کرو۔ و کذا فی الکبیر۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں "باحادیث متواترہ سجدۂ تعظیم منع است" (تفسیر عزیزی ص ۱۰۱) شیخ عبد الحق "اشعۃ اللمعات" ج ۴ ص ۱۰۱ میں فرماتے ہیں "در شرح شیخ ابن حجر مکی در شرح حدیث لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد گفتہ است کہ بر تقدیری است کہ نماز گذارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق" اسی طرح شاہ عبد العزیز نے فتاوی عزیزی میں سجدۂ تعظیم کی حرمت پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سجدۂ تعظیم کے حامیوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "و دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است بر تحریم سجدۂ" (فتاوی عزیزی ج ۱ ص ۱۰۱) تمام فقہاء نے سجدۂ تعظیم کی حرمت کا اور بعض نے اس کے کفر ہونے کا فتوی دیا ہے۔ فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۲۶۳ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر ولکن یأثم لارتکاب الکبیرۃ ھو المختار (البحر الرائق ج ۸ ص ۲۳۶) میں ما یفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ یأثمان وقال شمس الائمۃ الحلوانی لو سجد لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر کفر (فتاوی عالمگیری) میں جواہر اخلاطی سے اور رد المحتار میں شمس الائمہ سے سجدۂ تعظیم کا کفر

موضح قرآن ف علم کا بل پایا۔ دولت کا بل پائی۔ سب ٹھوک بجا اپنے باپ دادے کے مراتب کا حضرت یعقوب کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ ف۲ یعنی یہ مذکور توریت میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں ف۳ یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پوجتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموز، فتاوی ملا علی قاری، تفسیر کبیر، فتاوی بزازیہ وغیرہ میں بھی سجدۂ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملتقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام جہانگیری ج ۲ ص ۴۳۴، لہٰذا ملتقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ وجواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ ودر ہیچ کتاب حدیث نیامدہ۔ (مکتوبات دفتر اول ص ۷۷، ۸۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور فوراً کہا ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رأی سجدوا ابوہ واخوتہ ھالہ ذلک واقشعر جلدہ منہ وقال لیعقوب ھذا تاویل رؤیای من قبل ..... یا بت لا یلیق بمثلک علی جلالتک فی العلم والدین والنبوۃ ان تسجد لولدک الا ان ھذا امر امرت بہ وتکلیف کلفت بہ (کبیر ج ۸ ص ۲۱۴) ۸۵ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لاکر جدائی کا خاتمہ فرمایا۔ اور تمام واقعات وحوادث میں جو اسرار اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ ۸۶

اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے ای یا رب اسی طرح فاطر السموٰت الخ سے پہلے بھی حرف ندا محذوف ہے۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یہ مقصود بالنداء ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور یار و مددگار ہے۔ غم واندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل کرنا اور رنج وتکلیف کو آرام وراحت میں بدل دینا تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالنداء ہے اَلصّٰلِحِیْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی درجات ومنازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے۔

یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب وغریب انداز میں اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات وانعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز وانکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ ۸۷ یہ تیسرا دعوی ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعۂ وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی ہم نے آپ کو ذریعۂ وحی اطلاع دی اور سارا قصہ تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا بدترین جرم بنا رہے تھے اور جب انہوں نے یوسف کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے۔ فعلمنا ان ھذا النبأ غیب لم یحصل لک الا من جہۃ الوحی لانک لم تحضر بنی یعقوب حین اتفقوا علی القاء اخیھم فی البئر۔ (مدارک ج ۲ ص ۱۴۴)

موضح قرآن ف یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نومید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا جیسے آوے اور ان کے بار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا ایسے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۵۸۸ آپ کے سچا ہونے اور اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہونے میں تو کوئی شک نہیں لیکن اسکے باوجود اکثر لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ آپ لاکھ چاہیں مگر وہ نہیں مانیں گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے آپ کا خیال تھا کہ جب مشرکین کے سوال پر میں یہ قصہ تفصیل سے بیان کروں گا تو وہ ایمان لے آئیں گے مگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ یہ آیت نازل فرمائی۔ ظن ان العرب لما سألته عن هذه القصة واخبرهم يومنون فلم يومنوا فنزلت الآية تسلية للنبي صلى الله عليه وسلم (قرطبی ج ۹ ص۲۵۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو ہدایت دینا آپ کے اختیار و تصرف میں نہ تھا ای لیس تقدر علی هدایة من اردت هدایته (قرطبی) وَمَا تُسْتَكْثِرُ الخ یہ قرآن تمام بنی آدم کیلئے ایک تذکرہ ہے جس میں دلائل توحید، رسالت، نبوت، معاد، احکام شرائع وغیرہ سب کچھ مذکور ہے اور پھر اس کی تبلیغ پر آپ ان سے کوئی اجرت اور تنخواہ بھی طلب نہیں کرتے مگر اس کے باوجود وہ نہیں مانتے یہ ان کی ضد اور کور باطنی کی انتہا ہے اگر ان میں ذرہ بھر عقل و انصاف ہوتا تو وہ ضرور اسے مان لیتے۔ ان هذا القرآن يشتمل على هذه المنافع العظيمة ثم لا تطلب منه مالا ولو جعلا فلو كانوا عقلاء لقبلوا ولم يتهموا (کبیر ج ۱۰ ص۲۲۳) ۵۸۹ اس تفصیلی عقلی دلیل کے علاوہ زمین و آسمان کے عجائب مخلوقات اور غرائب احوال میں توحید کے بیشمار دلائل موجود ہیں جو ہر وقت ان کے سامنے رہتے ہیں مگر وہ ان میں تدبر و تفکر نہیں کرتے۔ وَمَا يُؤْمِنُ الخ اور ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شرک یہ نہیں کہ اللہ کو یا اس کی بعض صفات کو نہ مانا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہوئے غیر اللہ کو اس کی صفتوں میں شریک مانا جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام) کو بھی عالم الغیب، حاضر و ناظر، کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز مانا جائے۔ اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ يعتقد جهلهم كل من اقر بالله تعالى وخالقيته مثلا وكان مرتكبا ما يعد شركا كيفما كان ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع و الضر من الله تعالى واعلمه بحاله فيها وهم اليوم اكثر من الدد (روح ج ۱۳ ص۱۰۱) ۵۹۰ یہ تخویف دنیوی ہے یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی توحید سے اس قدر غافل اور معرض ہیں کہ انہیں اس بات کا کوئی اندیشہ ہی نہیں کہ کہیں اچانک ہی اللہ کا عذاب انہیں گھیرے یا اچانک ہی قیامت برپا ہو جائے۔ ۵۹۱ یہ طریق تبلیغ ہے۔ هذه یعنی دعوت توحید اُدْعُوا إِلَى اللهِ ــ سبیلی کا بیان ہے۔ بَصِيرَةٍ دلیل و حجت یا یقین و اذعان یعنی یہ دعوت توحید ہی میری اصل راہ ہے۔ میں اور میرے تمام متبعین پورے شرح صدر کے ساتھ اور دلائل و براہین کی روشنی میں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وَسُبْحَانَ اللهِ ای واقول الخ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس لئے میں اس کے ساتھ ہرگز شرک کرنے کو تیار نہیں۔ هذه سبيلي هي توحيد الله عز وجل ودين الاسلام ... (إِلَى اللهِ) يعني الى توحيد الله والايمان به (عَلَى بَصِيرَةٍ) يعني على يقين ومعرفة (خازن ج ۳ ص۳۳۳) بَصِيرَةٍ ای بیان وحجة واضحة غير عمياء (فتح) ۵۹۲ جواب سوال مقدر۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر ہو اور پھر بشر ہو؟ فرمایا ہمارا دستور ہمیشہ سے یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے بشر پیغمبروں کو جن قوموں نے نہیں مانا ہم نے دنیا میں دردناک عذابوں سے ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔ ان برباد شدہ قوموں کے آثار قدیمہ دیکھ لو اس سے تمہیں ان کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ أَفَلَمْ يَسِيرُوا الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ الخ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ ۵۹۳ یہ چوتھا دعویٰ ہے۔ یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر مصائب آئیں گے۔ مگر آخر کامیابی آپ کی ہوگی۔ حتی۔ وَمَا أَرْسَلْنَا الخ کے متعلق ہے اور كُذِّبُوا میں دو قراءتیں ہیں ایک تکذیب سے ماضی مجہول دوم کذب مجرد سے ماضی مجہول پہلی قراءت کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو پیغام توحید دیا یہاں تک کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور ان پر بہت مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اور مدت مدیدہ تک رہیں اور امداد الٰہی میں تاخیر واقع ہوگئی یہاں تک کہ رسل معاندین کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اگر تاخیر نصرت الٰہی کا یہی حال رہا تو مؤمن بھی ہماری تکذیب کرنے لگیں گے تب اللہ کی امداد آپہنچی۔ اس صورت میں كُذِّبُوا کا فاعل اور كذبوا کا نائب فاعل الرسل ہوں گے اور تکذیب کرنے والوں سے اتباع الرسل مراد ہوں یہ تقریر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ عن عروة بن الزبير انه سأل عائشة عن قول الله تعالى حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا او كذبوا قالت بل كذبهم قومهم فقلت والله لقد استيقنوا ان قومهم قد كذبهم وما هو بالظن فقالت يا عروة اجل لقد استيقنوا بذلك فقلت لعلها قد كذبوا فقالت معاذ الله لم تكن الرسل تظن ذلك بربها قلت فما هذه الآية قالت هم اتباع الرسل الذين آمنوا بربهم وصدقوهم فطال عليهم البلاء واستأخر عنهم النصر حتى اذا استيئس الرسل ممن كذبهم من قومهم وظنوا ان اتباعهم كذبوهم جاءهم النصر عند ذلك

دوسری قراءت كُذِّبُوا بالتخفیف کی صورت میں ظَنُّوا کا فاعل اور كذبوا کا نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں بلکہ ان کی اُمم ہیں یعنی رسل علیہم السلام معاندین کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور اُمم کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرنے لگا کہ رسولوں نے انہیں نصرت الٰہی کے بارے میں جھوٹ بتایا تھا۔ وظن المرسل اليهم انهم كذبوا من جهة الرسل اى كذبتهم الرسل فى انهم ينصرون عليهم ولم يصدقوهم فيه (مدارک ج ۲ ص۱۵۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخاطب بما لا یلزمہ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزاماً فرمایا۔ فظن ان لن نقدر علیہ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزاماً فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ الخ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کاملہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رسل علیہم السلام پر غم و تاسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ ۹۹۴ مَنْ نَّشَآءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تباہی لاتا ہے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الٰہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ۹۹۵ كَانَ کا اسم قرآن ہے۔ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (۱) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحۃً خواہ بحوالۂ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اسی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ كُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ الَيْهِ فِي الدِّيْنِ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۵) علامہ قرطبی رقمطراز ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام۔ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵۳) امام بغوی فرماتے ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامر والنہی (معالم ج ۳ ص ۳۲۴) اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای مما یحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۱۳ ص ۲۵) وَهُدًى وَّرَحْمَةً الخ یہ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الٰہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ یوسف میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (۱۲) نفی استعانت از غیر اللہ۔

۲۔ فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ ــــ تا ــــ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۳۔ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّۃَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ــ تا ــ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۵۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔

۴۔ وَمَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ــ تا ــ وَعَلَیْہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ (۸۶) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔

۵۔ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ ــ تا ــ وَھُمْ یَمْکُرُوْنَ ۝ (۱۰۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔

۶۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ (۱۰۶) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔

۷۔ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ ــ تا ــ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (۱۰۸) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں۔

(آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت ۶½ بجے سورۂ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی جمیع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ رعد

ربط سورۂ رعد کو سورۂ یوسف کے ساتھ ربط اسی پر ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے مسئلہ توحید سمجھایا اور بعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی فرشتہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۂ یوسف تک یہ دونوں دعوے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض عناد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعووں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۂ رعد میں گیارہ دلائل اجمالی طور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ سورۂ رعد میں مذکورہ بالا دونوں دعووں (یعنی غیب داں اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ و وجدی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سائلین سے۔

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ — تا — اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (۲) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ الخ میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میووں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ الخ منکرین بعث و نشور پر شکوی ہے۔ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ زجر ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی۔ آپ کا کام پیغام ہدایت پہنچانا اور نہ ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ برائے نفی علم غیب از غیر خدا۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى — تا — وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ (۱۰) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ نر یا مادہ کالا یا گورا، ناقص یا کامل یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ کوئی چھپ کر بات کرے یا علانیہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ الخ توضیح اخروی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ — تا — وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝ (۱۳) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جو (فضاء آسمانی) میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر موکل فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کارساز بھی وہی ہے۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ یہ پہلی تینوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ یہ مشرکین کے معبودان باطلہ کے عجز اور ان کی بیچارگی کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — تا — بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (۱۵) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق تکوینی طور پر اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے زیر تصرف و اقتدار ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ الخ یہ دوسرا ثمرہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کارساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجریں ہیں۔

چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى بشارت اخروی۔ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ الخ تخویف اخروی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (۱۹) یہ بشارت و تخویف پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الخ یعنی جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تخویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ جماعت مبشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ — تا — فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (۲۴) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ شقی عذاب جماعت کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اعادہ تخویف اخروی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (ع ۴) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت برائے مؤمنین۔

پہلی دلیل وحی۔ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْ اُمَّۃٍ الخ ہم نے آپ کو اس امت میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ اس مسئلہ توحید کی گھول کر تبلیغ فرمادیں جو ہم نے آپ کے پاس ذریعۂ وحی بھیجا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ الخ یہ زجر ہے متعلق بہ شکوی مذکورہ یہ ضدی لوگ یہ تمام معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف دنیوی۔ وَلَقَدِ اسْتُہْزِیَٔ الخ (ع ۵) تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَفَمَنْ ھُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الخ زجر برائے مشرکین۔ لَھُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا الخ تخویف دنیوی و اخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ہ بشارت اخروی۔

دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مؤمنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ الخ

دوسری دلیل وحی قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ الخ مجھ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مصائب و حاجات میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کرکے اور مثالوں سے واضح کرکے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ یہ زجر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ الخ جواب سوال مقدر ہے۔ مشرکین کہتے تھے پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ الخ یہ جواب سوال مقدر ہے۔ مشرکین کہتے ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں۔ معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یہ جواب سوال مقدر ہے۔ معاندین از راہ عناد کہتے جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا عذاب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اور اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ یہ جواب سوال مقدر ہے۔ یعنی عذاب آکر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ؟ فرمایا محو و اثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدر ہے اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ تخویف دنیوی ہے۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سرانجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ شکوی ہے۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا الخ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورۂ رعد میں سورۂ یوسف کے دونوں دعووں (اللہ کے سوا کوئی غیب داں اور کارساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ ۔ تا ۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) دوسری عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ ۔ تا ۔ وَسَارِبٌ بِالنَّھَارِ تیسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ ۔ تا ۔ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ہ ان تینوں دلیلوں کے بعد لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ سے مثال دیکر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کارساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ سے دو بارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لایزال ہے۔ اس کے بعد لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ سے ماننے والوں کو بشارت اخروی اور وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا الخ سے نہ ماننے والوں کو تخویف اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَفَمَنْ یَّعْلَمُ کو زجر مرتب کے طور پر بشارت اخروی اور تخویف اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارت اخروی کا اعادہ کیا گیا اور وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تخویف اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ الخ اس کے بعد کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْ اُمَّۃٍ الخ سے پہلے دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَفَمَنْ ھُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ الخ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ مؤمنین اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ الخ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا ۔ تا ۔ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشارتیں اور تخویفیں مذکور ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے رحم مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

الٓمّٓرٰ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا تجھ پر

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ

تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اللہ وہ

الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت

مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ

مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب سے ملنے کا

تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا

یقین کرو اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا

بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

جوڑے دو دو قسم ڈھانکتا ہے دن پر رات کو اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ

نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو کریں دھیان کرتے ہیں وے اور زمین میں ٹکڑے ہیں ملے ہوئے

منزل ۴

لوگ نہیں مانتے ای مع هذا البيان والجلاء و الوضوح لا يؤمن اكثرهم لما فيهم من الشقاق العناد والنفاق (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۵۵) ۳ پہلی عقلی دلیل۔ سورۂ یوسف میں مسئلہ توحید ہر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورۂ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورۂ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات دو حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کرات عناصر سے ماورا ہے۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرۂ ارضی کی مخلوق مراد ہے۔ یہاں بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ تک سفلیات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کر کے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کارساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کارساز نہیں بِغَيْرِ عَمَدٍ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر قائم رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ محسوس طور پر تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہاں پر بلا شرکت غیرے اقتدار و سلطنت مراد ہے استولیٰ یا لاقتدار و نفوذ السلطان (مدارک ج ۲ ص ۱۵۶) اس کی پوری تحقیق سورۂ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۵۴۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ سارے کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخیل نہیں۔ ۴ یہ بھی پہلی دلیل ہی کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے ابتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ کلام کے بعض اجزا میں حصر ہو تو باقی اجزا بھی حصر پر محمول ہوتے ہیں۔ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اثنین، زوجین سے بدل ہے۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ۔ رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ۔ ای جعل من كل نوع من الانواع الثمرات الموجودة في الدنيا صنفين او صنفين اما في اللون كالابيض والاسود او في الطعم كالحلو والحامض او في القدر كالصغير و

موضح قرآن ف چلتا ہے خبری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دور تک سورج ایک برس اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں۔ ف۲ ہر میوہ کے جوڑے یعنی ایک قسم کا مل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ

اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی

غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ

بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے ف اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں

بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ اُولٰٓئِكَ

کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ

جو منکر ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَ

اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے ہمیشہ اور

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو ش پہلے بھلائی سے اور

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب شہ معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے ق

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

ہی کی ملکیت میں ہیں لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ ۶ یہ شکوی ہے۔ عجب ای معجب یعنی اے پیغمبر اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشرکین ما لا یضرھم ولا ینفعھم الھۃ یعبدونھا مع اقرارھم بان اللہ تعالیٰ خالق السموات والارض وھو یضر وینفع وقد رأوا من قدرۃ اللہ وما ضرب لھم بہ الامثال مارأوا فعجب قولھم (خازن ج ۴ ص) اولئک الاغلل الخ تخویف اخروی برائے منکرین توحید و بعث۔ ۷ زجر مع شکوی۔ سیئۃ سے عذاب اور حسنہ سے عافیت مراد ہے اور قبل الحسنۃ حال ہے ای حال کونھم جاعلیھا قبل الحسنۃ یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزاء کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈر دو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی مکذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں سے ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرکی مکۃ کانوا یطلبون العقوبۃ بدل الامن العافیۃ استھزاء منھم الخ (مظہری ج ۵ ص ۲۱۶) وقد خلت الخ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مضت العقوبات الفاضحۃ النازلۃ علی امثالھم من المکذبین المستھزئین (روح ج ۱۳ ص ۱۰۶) ۸ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تائبین سے درگذر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تخویف اخروی ہے۔ ۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ انما انت منذر الخ جواب شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

موضح قرآن ف دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں ٹکڑے ہیں ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ ف برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب دیے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلہ واحد سزا عذاب۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ع ۱ ۷

رَبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اَللّٰهُ

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا بتانے والا اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ

جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا ۱۱ سب سے بڑا ہر تر برابر ہے تم میں

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

رات میں اور جو گھسیوں میں پھرتا ہے دن کو واسطے اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آگے سے اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ کہ

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ

نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اس کے سوا

مِنْ وَّالٍ ۝۱۱ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار ۱۲ وہی کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور امید کو

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور اٹھاتا ہے بادل بھاری کی اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اس کی

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا ہے جس طرح پہلے انبیاء اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام دیتے اور انہیں اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) من الانبیاء یهدیهم الی الدین ویدعوهم الی الله الخ (مدارک ج ۲ ص۱۳۵) پہلی عقلی دلیل دعوی اولی (اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں) کے لئے تھی اور یہاں تک بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے بھی اسی دعوی سے متعلق تھے۔ ۱۰ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسرے دعوے کو ثابت کر رہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسرار و خفیات کا عالم ہے۔ اسے معلوم ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، کامل یا ناقص، سعید یا شقی وغیرہ وغیرہ۔ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ۔ غاض اور ازداد دونوں لازم بھی ہیں اور متعدی بھی یہاں دونوں بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں لازم ہوں تو ما لامحالہ مصدریہ ہے اور اگر متعدی ہوں تو ما مصدریہ ہوگا یا موصولہ یا موصوفہ (رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں کمی بیشی۔ المراد عدد الولد فانها تشتمل علی واحد واثنین وثلثة واربعة ... ومدة الولادة فانها تکون اقل من تسعة اشهر وازید علیها (مدارک ج ۲ ص۱۳۵)۔ ۱۱ جو چیزیں انسانوں پر ظاہر ہیں اور جو ان سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہیں الکبیر ایسا عظیم الشان کہ تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں المتعال ہر چیز سے برتر اور صفات مخلوقات سے مبرا اور پاک۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ جو شخص آہستہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص بلند آواز سے گویا ہوتا ہے یا جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا بیٹھا ہے اور جو شخص دن کو راستہ میں چل رہا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں اور وہ یکساں طور پر سب کو جانتا ہے۔ اور اس کو کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۱۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لہ کی ضمیر کا مرجع مَنْ اَسَرَّ الخ ہے یعنی ہر انسان کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے مقرر ہیں الضمیر یرجع الی من تقدم من اسر بالقول وجهر به (روح ج ۱۳ ص۱۱۱) یا سمیہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں۔ ای للہ ملائکة یتعاقبون باللیل والنهار (خازن ومعالم ج ۴ ص۱۰۶ وقرطبی ج ۹ ص۲۹۱)۔ مُعَقِّبٰتٌ۔ معقبة کی جمع ہے مراد فرشتوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ میں مِنْ سببیہ ہے یعنی وہ اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسببیة ای یحفظونه من المضار بسبب امر الله تعالیٰ لهم بذلك (روح ج ۱۳ ص۱۱۳) یحفظونه من اجل امر الله تعالیٰ ای من اجل ان الله امرهم بحفظه (مدارک ج ۲ ص۱۳۵)۔ ۱۳ پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ نافرمانی اور معصیت کے مآل سے آگاہ فرمایا (روح)۔ مَا بِقَوْمٍ میں مَا موصولہ ہے اور مراد نعمت وعافیت ہے۔ مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں بھی مَا موصولہ ہے اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی

موضح قرآن ف۱ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ ف۲ یعنی اللہ اپنی نگہبانی اور حمایت سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے رہتی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نعمت و برکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بداعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے تباہ و برباد کرنے کا ارادہ فرمالے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔

۱۴ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان خود (فضا) پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے خَوْفًا وَّطَمَعًا جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا ہے کہ کہیں بجلی گر کر تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر موکل ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ الخ زبردست مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ **۱۵** یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے ظرف کی تقدیم مفید حصر ہے۔ دعوۃ الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ دعوۃ الحق التوحید قال ابن عباس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (خازن و معالم ج ۴ ص) یعنی دلائل بالا سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجا میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل دعوۃ الحق دعاؤہ عند الخوف فانہ لا یدعی فیہ الا ایاہ کما قال عند من تدعون الا ایاہ قال الماوردی وھو اشبہ بسیاق الآیۃ (قرطبی ج ۹ ص) **۱۶** یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی پکار اور ان کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔

موضح قرآن ف۱ کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیال ہیں بعضے جن ہیں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ ف۲ جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اور اسی کو بجناب الوہیت واجب ہے کہ پکارا جائے اور دعا مانگی جائے اور اسی سے حاجتیں طلب کی جائیں اور مدعا طلبند و دعا اجابت فرمایند ۱۲ ف۲ کافران و منافقان ناخواہان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و ترسندگان و مسلمانان خواہان ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۭ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا

اندھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک جنہوں نے پیدا کیا ہو

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

جیسا پیدا کیا ہے پھر مشتبہ ہوئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست اتارا اس نے آسمان سے پانی

مَاۗءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر آیا وہ نالو جھاگ

رَّابِيًا ۭ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاۗءَ حِلْيَةٍ

پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ میں واسطے زیور کے

اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ

یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الْبَاطِلَ ۭ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاۗءً ۚ وَاَمَّا مَا

باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ

کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الْاَمْثَالَ ۝ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۭ وَ

مثالیں واسطے جنہوں نے مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دیویں اپنے بدلہ میں ان لوگوں کے لئے ہے

منزل ۳

۱۷ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے فرشتے اور جن وانس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مؤمنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار ومشرکین مجبوراً جب مصائب وشدائد میں گھر جائیں طوعاً یعنی الملائکۃ والمؤمنین وکرھاً یعنی المنافقین والکافرین فی حال الشدۃ والضیق (مدارک ج ۲ ص ۱۸۹) اور ان کے سائے بھی صبح وشام اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف واقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا کارساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۸ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشہادات ما یشہد بہ الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین وآسمان کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہے قُلِ اللّٰہُ یہاں ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہے قُلْ ءَ اللّٰہُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں ۱۹ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ثمرہ ہے بطور زجر والزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق ومالک اور متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور اس کے بے بس بندوں کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا جو تمہیں نفع ونقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے نفع ونقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل کے اندھے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اَعْمٰی (اندھے) سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کے باوجود توحید کو نہیں مانتے اور بَصِیْر (بینا) سے مراد موحد ہے اسی طرح ظلمات سے کفر وشرک کے اندھیرے اور نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۲۰ کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہیت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا وہ معبود اور الٰہ ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۲۱ یہ چھٹی دلیل عقلی ہے۔ اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور نالیوں سے سیلاب گذرتا

موضح قرآن ف۱ یعنی آسمان سے دین حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل ابھر آتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین میں مل کر بارہ برسے تانبے کو دھکا کر میل ابھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔ آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق وباطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمٰن ۱۳ ف۱ یعنی لابد است کہ در ہر جنس خیر وشر باشد ہمچنیں لابد است کہ در آدمیان نیکوکاران وبدکاران باشند لیکن نیکوکاران را مستقر می سازد وکار ایشان را پیش می برد وبدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل کچیل اوپر آجاتی جو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین ضربہما اللہ للحق فی ثباتہ والباطل فی اضمحلالہ (قرطبی ج ۹ ص ۳۵)

۲۲ وَمَا يُوقِدُونَ خبر مقدم ذَبَدٌ مِّثْلُهُ

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ

بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری

الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے

رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں عہد اللہ کے عہد کو اور

لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا

بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ

ملانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے

الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ

اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور

عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ

ظاہر اور کرتے ہیں بھلائی کے بدلے میں برائی ان لوگوں

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ

کے لئے ہے آخرت کا گھر باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور

مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں

مبتدا مؤخر۔ مجازاً بیکار۔ ۲۳ بشارت اخروی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔ اجاب لی ما دعاہ اللہ من التوحید والنبوات (قرطبی) وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

۲۴ یہ بشارت اور تخویف مذکور پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سراپا حق ہے۔ یہ بشارت پر متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تخویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ ۲۵ یہ اولوالالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعت مبشرہ کے اوصاف مذکور ہیں عَهْدَ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای بجمیع عہود اللہ وھی اوامرہ ونواھیہ التی وصی بہا عبیدہ۔۔۔۔ (قرطبی ج ۹ ص ۳۵) یا اس سے توحید اور دین حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال حملہ علی ما فی جبلتہم وعقولہم من دلائل التوحید والنبوات الی غیر ذلک (روح ج ۱۳ ص ۱۳۹)۔ ابتغاء معمول لہ ہے وہ مصائب و ملمات میں جزع فزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ ۲۶ یہ بشارت اخروی کا اعادہ ہے وَمَنْ صَلَحَ الخ مذکورہ بالا اقسام کے جو رشتہ دار بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائے گا۔ صَلَحَ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس ھذا الصلاح الایمان باللہ والرسول (قرطبی ج ۹ ص ۳۱) محض صلح صدق و امن و وصل (خازن ج ۴ ص ۱۰) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے يَقُوْلُوْنَ مقدر ہے۔

فتح الرحمٰن ۱۲ یعنی بطلب رضائی اور ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ
اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں تم پر سلامتی
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۭ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ
تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ہے عاقبت کا گھر اور جو لوگ
يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ
توڑتے ہیں تہہ بعد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ
اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں
اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ
ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
روزی تہہ جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ
اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ
کافر تہہ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے تہہ کہدے
اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾
اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا تھا
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے تہہ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی
تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

۲۷ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الخ یہ تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ ۲۸ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرِحُوْا الخ دنیوی مال و دولت کی وجہ سے وہ خوش ہیں اور دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی ساز و سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ کی تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ ۲۹ یہ پہلے مذکورہ شکوی کا اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرنے لگے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ الخ جواب شکوی ہے یعنی تمہیں مزید معجزہ دکھانے سے کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو تم پھر بھی نہیں مانو گے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔ ۳۰ یہ مَنْ اَنَابَ کی صفت ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ ارشاد الٰہی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

موضح قرآن

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لائے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی چلے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی از قسمی کہ درخواست میکردند واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ

خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح تجھ کو بھیجا ہم نے ایک

اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ

اُمت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سناوے تو ان کو

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ

جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی

مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

طرف آنا ہوں ۳۰ اور اگر کوئی قرآن ہوتا جس کے ف اور اگر کوئی قرآن ہوتا جس کے چلیں اس سے پہاڑ یا

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

ٹکڑے ہوویں اس سے زمین یا بولیں اس سے مُردے تو کیا ہوتا یہ سب کام تو

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ

اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ۳۱ ایمان والوں کو اس پر کہ اگر

يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ

چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا ۳۲

كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا

منکروں کو ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے

مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

گھر سے نزدیک ف۱ جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا

الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اپنا وعدہ ف۲ اور ٹھٹھا کر چکے ہیں ۳۳ کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

ع ۵ ۱۰

منزل ۳

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمٰن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمٰن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لهما النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۵) ۳۲ یہ زجر ہے اور شکوی مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب لَكَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے بعد لَا يُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد و عناد اور مکابرہ کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑیں یا زمین میں شگاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ هٰذا متصل بقوله لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (قرطبی) ۳۳ يَيْئَسْ بمعنی يَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے، فراء نے کلبی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے ای افلم يعلموا (خازن و قرطبی وغیرہما) یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلاء کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۶) ۳۴ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کفار مکہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا کفر و عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعَةٌ دل ہلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اهل مكة على ما روی عن مقاتل تصيبهم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الكفر والتمادی فيه . . . قارعة الوزية التی تقرع قلب صاحبها (روح ج ۱۳ ص ۱۵۵)

موضح قرآن ف۱ یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ جانتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود ٹھہرا کر دوسرا کیوں فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ ف۲ مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیئے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا جہاں پر جب تک سارے عرب ایمان میں آجاویں وہ آفت نبی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید و آن کنایت است از شدتی کہ از وی خوف ہلاک بر ایشان مستولی شود و باخرت نجات یابند واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ
سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا
كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ ۢ
تھا میرا بدلہ بھلا ۳۵ جو لگے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر
بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ ۚ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ
جو کچھ اس نے کیا ہے ف اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام تو ۳۶
أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ
یا اللہ کو بتلاتے ہو وہ جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کہتے ہو اوپر ہی اوپر
مِّنَ الْقَوْلِ ۚ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَ
با تیں مگر یہ نہیں بلکہ بھلے سجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور
صُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ
روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھلا دے اللہ سو کوئی نہیں اس کو
هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
چلانے والا ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو
أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٣٤﴾ مَّثَلُ الْجَنَّةِ
بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا حال جنت کا
الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ
جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں
أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ
میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں
وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں کمن لیس کذلک خبر محذوف ہے اور استفہام انکاری کیلئے ہے۔ مدارک۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ (حم سجدہ ۶ ع ۶) وہ ان معبودان باطلہ کی مانند نہیں ہو سکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ ۔ زجر ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفات کارسازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ قُلْ سَمُّوْھُمْ یعنی ان خود ساختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کرو جن کی وجہ سے تم انہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتھم انظروا ھل فیھا ما یستحقون بہ العبادۃ ویستأھلون الشرکۃ (روح ج ۱۳ ص ۱۶۱) بر ۳۴ کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمْ بِظَاھِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ یا ویسے ہی بکواس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ الخ بلکہ ان کے دلوں پر مہر جہالت لگ گئی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیق ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ۳۸ یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّۃِ الخ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۳۹ یہ مؤمنین اہل کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہل کتاب کے علماء جو کتب سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک

دلیل ہے علماء اہل کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتب سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہل کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں اکثر لوگ نہیں مانتے۔ (روح) یا الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکین مکہ اس صورت میں اَلْکِتَابَ سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

موضح قرآن ف یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی اوصاف ایشانرا ذکر کنید تا اوصاف خدا معاقبہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد ۱۲ یعنی تقلید آبا میکنند در سخن بے اصل ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ
خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعضے فرقے

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں

اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾
اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہے میرا ٹھکانا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں اور اگر تو چلے

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ
ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ
کتنے رسول تجھ سے پہلے لیکن اور ہم نے دی تھیں ان کو جورو نیں اور

ذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾
کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ
مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے

اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
اصل کتاب ف۱ اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

ع ۵ ۱۱

منزل ۳

۴۴۰ یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں، اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ ۴۴۱ کلام بیان کمال کے لئے ہے یہ باقی کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپ کے پاس عقل ونقل اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم الیقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو پھر ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرض محال آپ نے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ ۴۴۲ دلائل وتمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدر اول کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے یہ عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی۔ حالانکہ آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ الخ یہ سوال مقدر دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لاؤ پھر ہم مانیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یہ سوال مقدر سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پر اڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یہ سوال مقدر چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لامحالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو واثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لوگے تو عذاب ٹل جائے گا۔ ۴۴۳ تخویف دنیوی ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور حد انکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپ کی زندگی میں خواہ آپ کی وفات کے بعد۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنان اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا وآخرت میں تکذیب وانکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

موضح قرآن ف۱ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی فکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اس کو مبرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چوں اقضاء الٰہی بوجہی متحقق شود آنرا در عالم ملکوت ثبت میکنند ۱۲ ف۲ صورت حادثہ در عالم ملکوت خلق میفرماید بعد ازاں اگر خواہد محو کند و اگر خواہد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را شریعتی ہست نسخ میکند خدا تعالیٰ آنچہ میخواہد و ثابت میگذارد و آنچہ خواہد و نزد یک اوست لوح محفوظ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھا لیویں تجھ سو تیرا ذمہ تو
الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا
پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ
اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ
ہم چلے آتے ہیں زمین کو تجھ گھٹاتے اس کے کناروں سے
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ
اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پھیر دے اس کا حکم اور وہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ
جلد لیتا ہے حساب ف ۱۰ اور فریب کر چکے ہیں جو
مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ
ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے
مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ
جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر
لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں
كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى
کافر تجھ کو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ
کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو
عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾
تمہیں ہے کتاب کی ف ۱۲

ع ۳ ۱۳ سورۃ الرعد مکی ۱۳

منزل ۳

۴۴ تخویف دنیوی ہے۔ اَلْاَرْض سے ارض کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض الشرک . . . قال اکثر المفسرین المراد من فتح دار الشرک فان ما زادفی دار الاسلام فقد نقص فی دار الشرک (خازن ج ۴ ص ۳۵) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر مٹتا جا رہا ہے۔ مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہل اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے۔ کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور حکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو سربلند کرنے اور دشمنان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔ وقد حکمت لک ولاتباعک بالعز والاقبال وعلی اعدائک ومخالفیک بالقہر والاذلال حسب ما یشاہدہ ذوو الابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۴)

۴۵ امم سابقہ کے کافروں نے بھی (انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکر و فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا فللّٰہ المکر جمیعًا یہ مکر و فریب کی سزا دینے سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فَلِلّٰہِ الْمَکْرُ جَمِیْعًا اَیْ فہو ذلک بقولہ یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُ (مدارک ج ۲ ص ۱۹۰)

۴۶ یہ لشکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناد اور مکابرۃً کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزات واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا الخ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ سے علماء اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) مراد ہیں جو اسلام لا چکے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے کانت شہادتہم قاطعۃ لقول الخصوم وہم وان کانوا اہل الکتب کعبد اللہ بن سلام وسلمان الفارسی وتمیم الداری والنجاشی واصحابہ قالہ قتادۃ ف سعید بن جبیر رضہ (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵)

یعنی اگر مشرکین مکہ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فرما دیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہل کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض ضد اور عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرما دئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ الآیۃ (نساء ۲۳۶) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

موضح قرآن ف ۱ ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ ف ۲ اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھاوے اور جھوٹ کو مٹاوے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر میشود و دار الحرب ناقص میگردد و اطراف آن عامہ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مقرر لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دار الحرب اسلم وغفار وجہینہ ومزینہ وقبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ ف ۲ یعنی احبار یہود میدانند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح است ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ رعد میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ـــ تا ـــ سَارِبٌ بِالنَّہَارِ نفی علم غیب از غیر اللہ۔
۲۔ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ ـــ تا ـــ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ (ع ۳) نفی شریک فی التصرف۔
۳۔ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ ـــ تا ـــ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی دشرک فی التصرف وشرک فی الدعاء۔
۴۔ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ ـــ تا ـــ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
۵۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ وَھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
۶۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔
۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ ـــ تا ـــ وَاِلَیْہِ مَاٰبِ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی دشرک فی الدعاء۔
۸۔ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ ـــ تا ـــ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (ع ۶) نفی تصرف واختیار از رسل علیہم السلام۔
۹۔ اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔
۱۰۔ اللہ کے سوا جن کو مشرکین کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔
۱۱۔ مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لاکر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ اپنے عناد کی وجہ سے بے تکے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔
۱۲۔ مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

(آج بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے صبح سورۂ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا)

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۴ سورۂ ابراہیم علیہ السلام

ربط سورۂ ابراہیمؑ کو ماقبل کے ساتھ اسی ربط یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے میں بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل میں قیدیوں کے سامنے دیا، نیز رعد اور دوسرے فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ بھی ہر وقت شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حال بھی دیکھ لو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو بحکم الٰہی ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ..... رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (ع ۶)

ربط معنوی ۔ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورۂ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے اب سورۂ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی واخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈر سن کر راہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تخویفات دنیوی واخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دو مختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ومؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ واخرویہ کا بیان ہے۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ تمہید مع ترغیب یہ قرآن جو دلائل ووقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل ووقائع بیان کر کے لوگوں کو کفر وشرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ع ۱) کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائنات سماوی وارضی کا بلاشرکت غیرے خالق ومالک اور اس میں متصرف علی الاطلاق ہے۔ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ یہ ابتدار سورت سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم نے قوموں میں پیغمبر بھیجے جو ان کی زبان میں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى دیکھو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم سابقہ اور ہمارے انعامات یاد دلاؤ۔

دوسری عقلی دلیل ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرے ذرے کو توحید پر دلیل وشاہد بنایا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ـــ تا ـــ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع واقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دیئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تھامنے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد وحساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً ـــ تا ـــ يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) کلمہ طیبہ سے کلمۂ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ واشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ ـــ تا ـــ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ع ۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وقائع دنیویہ واخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ واخرویہ بیان کرکے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ واخرویہ مذکور ہیں۔ دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اوّل۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ــــ تا ــــ کُلَّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہل مکہ سے ہے فرمایا کیا تمہیں قوم نوحؑ قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم! کہ کس طرح ہر ایک پیغمبر دلائل ومعجزات لے کر ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قومیں کٹ حجتی اور مجادلہ پر اتر آئیں اور ضد وعناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گوناگوں مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر واستقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ وبرباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد وعناد سے باز آجاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم۔ مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ ــــ تا ــــ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور دردانگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کفار ومشرکین کے اعمال ایسے ہیں جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور تند وتیز ہوا کا طوفان اسے اڑا لے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا کچھ ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا (ع ۳) ــــ تا ــــ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تابعین اور متبوعین (مشرک لوگ اور ان کے راہنما) اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

پنجم۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ ــــ تا ــــ بِئْسَ الْقَرَارُ (ع ۵) تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کرکے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی اہم مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ الخ۔

ششم۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا ــــ تا ــــ وَاَفْئِدَتُھُمْ ھَوَآءٌ (ع ۷) تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمال مشرکانہ وافعال مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل ورسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ آخر میں ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ سے تمام مذکورہ بالا دلائل ووقائع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض وغایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۂ ابراہیم کا مقصد وقائع امم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکیر سے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اَللّٰہُ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تیسری عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ع ۴) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا نظام عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کارساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام۔ ضَرَبَ اللّٰہُ کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (ع ۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصد زندگی تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ۔ تا۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ع ۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع امم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تخویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تخویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔

اول دنیوی۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ (ع ۲) معاندین امم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔

دوم اخروی۔ مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ الخ (ع ۳) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔

سوم دنیوی۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الخ (ع ۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

چہارم اخروی۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا الخ (ع ۳) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و متبوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

پنجم اخروی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا الخ (ع ۵) مشرکین کی سزا نار جہنم ہے۔

ششم اخروی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا الخ (ع ۷) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ (ع ۷) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو رسوا کن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ الخ یہ دلائل وقائع اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو ہے حد مہربان بنہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

اندھیروں سے اجالے کی طرف ۱۲ ان کے رب کے حکم سے رستہ پر

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اس زبردست خوبیوں والے اللہ کے جس کا ہے ۱۲ جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور

مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب سے

شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں

عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

کجی ۱۲ وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور اور کوئی رسول نہیں بھیجا

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ

پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

۲ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں قرآن کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ قرآن ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو شرک وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور ہدایت کی روشنی سے ہمکنار کریں۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے بعد بعیان الوقائع مقدر ہوگا۔ یعنی دلائل بیان ہو چکے۔ تنبیہات کا ذکر ہو چکا اور شبہات کا ازالہ بھی ہو چکا اب آپ ان کے سامنے وقائع بیان کریں تاکہ اس طرح ہی وہ ظلمات سے نور کی طرف آجائیں۔ کیونکہ اس کے بعد اسی رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ۔ یعنی اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاؤ تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اس لئے اس قرینے سے یہاں بیان الوقائع یا بتذکیرایام اللہ مقدر ہوگا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے ای بتوفیقہ ایاھم ولطفہ بھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵) اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ سے باعادۂ جار بدل ہے ۳ قرأت رفع پر یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ الخ اور قرأت جر صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کے لئے عطف بیان ہے (مدارک) اور یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ وقائع امم سابقہ بیان کر کے آپ اس غالب اور تمام صفات کمال کے مالک اللہ کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دیں جو ساری کائنات ارضی وسماوی کا مالک اور اس میں مختار ومتصرف ہے۔ ۴ یہ ان منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے جو امم سابقہ کے انجام بد سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور دین اسلام اور مسئلہ توحید میں طرح طرح کے شبہات نکال کر لوگوں کو اس سے بد راہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والے مولوی اور پیر بھی اس وعید شدید میں داخل ہیں۔ جو اپنی خواہشات فاسدہ اور اغراض خبیثہ کی خاطر شریعت کے احکام کی من مانی تعبیریں کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے ان اخوف ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین یعنی مجھے اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا ہے۔ اور يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای یطلبون لھا زیغا ومیلا موافقۃ اھوائھم وقضاء حاجاتھم واغراضھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۶) ۵ یہ ابتدا سورت یعنی كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم قوموں میں ان کے ہم زبان رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ مسئلہ توحید خوب واضح کر کے ان کو سمجھا سکیں اور ان سے پہلی سرکش قوموں کی تباہی کا حال ان کو سنائیں تاکہ وہ اس نصیحت کو سیکھیں۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ الخ اللہ کے پیغمبر بیان کرتے ہیں لیکن ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

فتح الرحمٰن ۱۲ یعنی شبہات ثابت میکنند کہ کج است ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ
ہے زبردست حکمت والا اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ
أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ
نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد دلا ان کو دن
بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۵﴾
اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنیوالا ہے شکر گزار
وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر
إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ
جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا
الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ
عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو
وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۶﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ
اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا
رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ
تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے
إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا
تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کرو گے
أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ
تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے
حَمِيدٌ ﴿۸﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ
سب خوبیوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے

ع ۱ ۱۳

منزل ۳

العبرة بأحوال من تقدمه وهلاكهم (خازن ج ۴ ص ۳۳)

موضح قرآن ف۱ کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لاتا ہوں اس کا یہ جواب ف۲ یاد دلاؤ ان اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھے جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقائعی کہ از جانب او بودند ۱۲۔

ف۵ یہ تخصیص بعد تعمیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے اور کہا اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ یاد دلا کر ڈرائیں۔ ف۶

یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ الخ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے آپ بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ یہ نِعْمَةَ اللّٰهِ پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰى یہ سب وقائع ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلائے۔ ف۸ یہ واقعہ اولیٰ ہے جو تخویف دنیوی پر مشتمل ہے۔ یہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے واقعات بیان کرنے سے مقصد موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام سے عبرت حاصل کر کے راہ راست پر آجائیں۔ والمقصود منه انه علیه الصلوٰة والسلام یذکرهم باحوال القرون الماضیة والامم الخالیة والمقصود منه حصول

Maktaba Tul Ishaat.com

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ
قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔ آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر
فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا
پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں اور بولے ہم
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا
نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس
تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ
کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو کھٹکے میں ڈالنے والا بولے ان کے رسول کیا اللہ میں
شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ
شک ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
تاکہ بخشے تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ
مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ
تک جو ٹھہر چکا ہے کہنے لگے تم تو بس ہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو
اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا
کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا ان کے رسولوں نے ہم تو
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ
یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

۹ھ سَرَدُّوْا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدت غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قولہ تعالیٰ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ قال عضوا علیہا غیظا (قرطبی ج ۹ ص ۲۴۵) یا سَرَدُّوا کا فاعل کفار ہیں اور اَيْدِيَهُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِهِمْ کی ضمیر مجرور رسل کے لئے ہے یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ اِنَّهُمْ وضعوا ایدیہم علی افواہ الرسل علیہم السلام منعا لہم من الکلام (روح ج ۱۳ ص ۱۹۳) **۱۰ھ** مما سے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَنَآ یہاں بھی مما سے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللہ والتوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۹۵) **۱۱ھ** یہ پیغمبروں کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے۔ فِي اللّٰهِ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معناہ الانکار ای لا شک فی اللہ ای فی توحیدہ قالہ قتادۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۴۶) **۱۲ھ** اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچا لے۔ ثم انہ بعد ان اشیر الی الدلیل الدال علی تحقق ما ھم فی شک منہ نبہ علی عظم کرامہ ورحمتہ تعالیٰ فقیل یدعوکم الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵) **۱۳ھ** مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کونسی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دیئے ہیں مگر منکرین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناداً مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد اتیانہم علیہم السلام بہم من الایات الظاہرۃ والبینات الباہرۃ مما تخرلہ الجبال الصم اقدم علیہ العناد والمکابرۃ (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵) عَمَّا میں ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ **۱۴ھ** انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ ف۲ یعنی از نہایت تعجب و انکار انگشت بدندان گزیدند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت رسالت و نبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس بشر کو چاہے رسالت و نبوت کے شرف سے سرفراز فرمادے۔ رسالت و نبوت محض ایک وہبی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے باقی رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ معجزہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لاسکتے۔ والمعنی ان الاتیان بالایۃ التی اقترحوھا لیس الینا ولا فی استطاعتنا وانما ھو امر یتعلق بمشیئۃ اللہ تعالیٰ

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا
پر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا
اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے ایمان والوں کو اور ہم
لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ
کو کیا ہوا کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر حالانکہ اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں اور
لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے
الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
بھروسہ والوں کو اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو
لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ
ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں
فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ
تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو اور آباد کریں گے تم کو
الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ
اس زمین میں ان کے پیچھے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور
خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے اور فیصلہ مانگنے لگے پیغمبر اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش
عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ
ضدی پیچھے اس کے نرک دوزخ ہے اور پلائیں گے ان کو پانی
صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ
پیپ کا گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہے اس پر

(مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) ۱۵ھ اللہ کے پیغمبروں نے منکرین کے جواب میں مزید فرمایا کہ تمہاری عداوت و ضد کے مقابلہ میں ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور اس کے سوا اوروں کو کیوں پکاریں حالانکہ اسی نے ہم سب کو ہدایت کی توفیق دی اور صراط مستقیم (توحید) کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی۔ اور ضد و عناد سے بے جا معجزات طلب کرکے تم ہمیں جو ایذا دے رہے ہو اس پر ہم اللہ کی توفیق سے صبر کریں گے۔ اور تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہمارے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آئے گا اور ہم توحید کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہرگز ترک نہیں کریں گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ دنیا میں بھروسہ اور اعتماد و توکل کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لئے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہیے۔ وَمَا لَنَآ اَنْ لَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ یہ توحید کا خلاصہ ہے اور اہم اعظم ہے۔ ۱۶ھ حضرت انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اسے نہ مانا اور الٹے معاندانہ سوالات کرنے لگے جب ان کے سوالات کے معقول اور متین جوابات دے دیئے گئے تو لاجواب ہوکر اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تشدد پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرست دنیاداروں کا دستور ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز حربے سے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ متمرد دین کفار نے انبیاء علیہم السلام کو دھمکی دی اور کہا تم ہمارے دین میں آجاؤ اور ہماری طرح تم بھی ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کرو اور انہیں حاجات میں پکارا کرو اور ہماری ہاں میں ہاں ملاؤ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تمہیں اپنے گاؤں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ۱۷ھ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ضرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذائیں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور رہی یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تمام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ۱۵ ع ۲)۔ ۱۸ھ ظالموں کو ہلاک کرکے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ۱۹ھ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری

موضح قرآن ف ۱ یعنی سند دیکھنے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دینے سے آتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فیصلہ فرما دے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ یا اس کا فاعل مشرکین ہیں۔ مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہو جائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کر دے قال الرسول اللھم کذبونی فافتح بینی وبینھم فتحا وقالت الامم ان کان ھؤلاء صادقین فعذبنا وعن ابن عباس ایضا نظیرہ اَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ قرطبی ج ۹ ص ۳۷۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآىِٕهٖ
موت سے ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے
عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا ہے جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل ہیں
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا
جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن کچھ
يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور
الْبَعِيْدُ ۝۱۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
جا پڑنا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین
بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹
بیسی چاہے تو کو لے جائے اور لائے کوئی پیدا اس سے
وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا
اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہوں گے اللہ کے سارے
فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا
پھر کہیں گے کمزور بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ
سو بچا دو گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ
قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ
وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب برابر ہے ہمارے حق
اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ وَقَالَ
میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

ع ۱۳ ۵

۳۰ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل ہوگا۔ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ موت سے اسباب موت یعنی گوناگوں عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہو جائے مگر کفار جہنم میں اس عذاب سے مریں گے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ ای اسباب الموت من کل جھۃ وھذا تقطیع لما یصیبہ من الالام ای لو کان ثمۃ الموت لکان کل واحد منھا مھلکا مدارک ج ۲ ص ۱۹۸) **۳۱** یہ مشرکین کے نیک اعمال کی مثال ہے ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ شرک تمام اعمال کو باطل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اوپر سے ہوا کا تیز و تند طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑا لے جائیگا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے مشرکین کے اعمال صالحہ کا یہی حال ہے۔ اسرار التنزیل ۱۲ بالاعمال الصالحۃ التی عملوھا فی الدنیا واشرکوا فیھا غیر اللہ فانھا لا تنفعھم لانھا صارت کالرماد الذی ذرتہ الریح وصار ھباء لا ینتفع بہ الخ (خازن ج ۴ ص ۳۵) **۳۲** دوسری عقلی دلیل برائے توحید۔ بِالْحَقِّ میں با بمعنی لام ہے اور مجرور مضاف محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ ای لاظھار الحق یا با اپنے اصل پر ہے اور ملابست کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔ **۳۳** تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کر لے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء تستھل فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شئ وان جل وعظم (معالم ج ۴ ص ۳۸)۔ **۳۴** وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمٰن **۳۰** یعنی اسباب موت بیاید ش ۱۲ **۳۱** اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہل اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آسکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۱۲ مشرک رؤسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذاب الٰہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہرحال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وہ مذہبی پیشوا اور قومی راہنما جنہوں نے نبیا علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبروا عن عبادۃ اللہ وحدہ لاشریک لہ وعن موافقۃ الرسل (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۵) وھم السادۃ والرؤساء الذین استغووھم وصدوھم وھم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعھم (مدارک ج ۹ ص ۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن بڑے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی ۵۲۵ کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کرو گے اور میری توحید کو مانو گے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہو بھی تو یہ تمہارے معبودان باطل سفارش کر کے تمہیں چھڑا لیں گے (روح)، مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو مجرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّيْ كَفَرْتُ الخ ظرف اَشْرَكْتُمُوْنِ سے متعلق ہے (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شریک بناتے رہے ہو اور میرے اقوال ضلال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں میں اس سے بری ہوں ومعنی کفرہ بانشراکھم تبرؤہ منہم واستنکارہ لہ (مدارک ج ۲ ص ۲۰۷) ۵۲۶ یہ ایمان والوں اور اعمال خیر

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ
شیطان ۵۲۴ جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ
وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ
سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو
وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ
اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم
بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ
میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۲۲ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ
البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک ۷ اور داخل کئے گئے جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۵۲۵ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا
نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں
سَلٰمٌ ۲۳ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً
سلام ۷ تو نے نہ دیکھا کیسی ۵۲۶ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات
طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا
ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور پھیلی ہیں
فِي السَّمَاۗءِ ۲۴ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ
آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

موضح قرآن ف شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت دینا ہے بُرا وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ ف۲ دنیا میں سلام دعا ہے سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی ہے۔
فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِاجْتُثَّتْ

اور مثال کلمہ بری بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ف۵ مضبوط کرتا ہے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو ۳۵ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور بھلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

جو چاہے ۵ ۱۲ تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا ۳۶ اللہ کے احسان کا

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۭ يَصْلَوْنَهَا

ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں ۳۷ جہنم کہ دوزخ ہے داخل ہوئے اس میں

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور وہ برا ٹھکانا ہے ۵ ۱۲ اور ٹھہرائے اللہ کے لئے ۳۸ مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزا اڑا لو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

آگ کے کہدے میرے بندوں کو ۳۹ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

منزل ۳

ع ۱۶

ف۱ مترجم کہتا ہے کہ یہ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ الآخرۃ سے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مومنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ای یثبتھم بالبقاء علی ذلک مدۃ حیاتھم و تحیات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے وفی الآخرۃ فلا یتلعثمون اذا سئلوا عن معتقدھم ھناک ولا تدھشھم الاھوال (روح ج ۱۳ ص ۲۷۷) اور قبر میں سوال و جواب میں گھبرائیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ای یجازیھم یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفتھا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہوگی۔ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے لئے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ) ای عن حجتھم فی قبورھم کما ضلوا فی الدنیا بکفرھم

موضح قرآن ف مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔ ف۲ قریب ہے جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پائے گا اور جو بھلی بات کہے گا خراب ہوگا ف۳ کفر کے سردار مراد ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی شریعت حق در مملکت ثابت است و در دنیا ہر روز سے روا جی تازہ می پاید و مردماں منتفع شوند و ملت جاہلیت در مملکت انتظار ندارد و یکچند درمیان مردم شائع شود باز برہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و نکیر قول حق گویا میسازد ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فلا یلقنهم کلمة الحق فاذا استلوا فی قبورهم قالوا لا ندری الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳۵۳) وَيُضِلُّ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اثابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيُضِلُّ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) عن تثبیت بعض واضلال بعض آخرین حسبما توجبه مشیئته التابعة للحکم البالغة المقتضية لذلك (ابو السعود ج ۵ ص ۳۵۳) ۲۹ پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تخویف اخروی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو شرک کی ترغیب دی اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا سے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَمْ تَرَ سے رؤیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہوگی والمراد مشرکوا قریش وان الایة نزلت فیهم عن ابن عباس و علی (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۴) مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسکنهم الله حرمه وجعلهم قوامين بيته واكرمهم بمحمد صلى الله عليه وسلم فكفروا نعمة الله الخ (بحر ج ۵ ص ۴۴۴) ۳۰ یہ جہنم اور لِيُضِلُّوْا میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحَلُّوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ ۳۱ رفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ) یقیموا اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيْمُوْا تھا بقرینہ قُلْ کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ
اگر آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی ۱۲ اللہ وہ ہے جس
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
نے بنائے ۳۳ آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ
پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے میوے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ
رکھے ہیں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ
کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور
الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾
چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو
وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا
اور دیا تم کو ۳۴ ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر گنو
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ
احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے
كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
ناشکرا اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۵ اس
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾
شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں بتوں کو
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ
اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۶ بہت لوگوں کو سو جس

زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذهب الكسائي والزجاج وجماعة الى انه مقول القول وهو مجزوم بلام امر مقدرة اى ليقيموا وينفقوا الخ (روح ج ۱۳ ص ۲۲۱)۔ ۳۲ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی (آسمان، سورج، چاند) عالم سفلی (زمین، دریا، سمندر، شجر و حجر، بحر و بر) اور فضاء آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہے سمندروں

موضح قرآن ۱۲ ف یعنی نیک عمل کچھ نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔
فتح الرحمٰن ۱۲ ف یعنی بے سفارش بے واسطہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں۔ دریا اور نہریاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کارساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے اول اس لئے کہ لکم میں ضمیر خطاب ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ تسخیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ ۳۳ جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دینا نہ دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ٹلی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ ۳۴ وَاِذْ قَالَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعاء کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هٰذَا الْبَلَدَ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اٰمِنًا نسبت کے لئے ہے ای ذا امن یعنی شہر مکہ کو پُرامن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ مجھے اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبتنا علی ما نحن علیہ من التوحید وملۃ الاسلام والبعد عن عبادۃ الاصنام فالانبیاء معصومون عن الکفر وعبادۃ غیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۳ ص ۲۳۴) ۳۵ اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بنے ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما کانت سببًا للاضلال اضاف الفعل الیہن مجازًا (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵) یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ والمعنی انہم ضلوا بعبادتہا کما تقول فتنتہم الدنیا ای افتتنوا بہا

تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ

پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ

مہربان اے رب ہمارے میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں

غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا

کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم کریں

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ

نماز کو ۳۵ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں

اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ

ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ

يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ

شکر کریں ف اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر

وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي

اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

زمین میں اور نہ آسمان میں ف شکر ہے اللہ کا جس نے

وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ

بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں ۳۵ اسمٰعیل اور اسحٰق بے شک

رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ

میرا رب سنتا ہے دعا کو ف اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں

الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾

نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا

موضح قرآن ۱ حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمٰعیل ان کو ساتھ ماں کے لا کر اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں اب شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چشمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سفوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر بنے تب ہم پہنچیں۔ ۲ ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رحمہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

واغتروا بسببہا (بحر ج ۵ ص ۴۳۱)۔ ۳۶ھ لِيُقِيمُوا۔ اَسْكَنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا ارادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ اے تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت والفت پیدا کردے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرمادے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے اگائیں وانما یکون المراد عمارۃ القری بالقرب منہا لتحصیل تلک الثمار منہا (کبیر ج ۵ ص ۴۶۲)۔ ۳۷ھ یہ اسم اعظم ہے یعنی تو سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ع ۱۶ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر ان کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ الخ یہ ادخال الٰہی ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔

۳۸ھ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الٰہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔

۳۹ھ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الٰہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دعا ان کے ایمان سے مایوسی اور نہی ربانی سے قبل کی ہوگی ای آدم وحواء او قالہ قبل النہی فی الیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۰۴)۔ ۴۰ھ آخر میں پھر وقائع آخرویہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ پہلی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تخویف اخروی بیان کی گئی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾
اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو شکے اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہوگا
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۭ اِنَّمَا
اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے شکلہ ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف اتو تو
يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ
ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پھٹے جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہوئے
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ
اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل
هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ
اڑتے ہوں گے ف اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر شکے عذاب
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی سی تک
نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا
کہ ہم قبول کرلیں تیرے بلانے کو اور پیروی کریں رسولوں کی کیا تم پہلے
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ
قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا اور آباد تھے تم
فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیا
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ
کیا ہم نے ان سے اور بیان کئے ہم نے تم کو سب قصے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ شکے
وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ
اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں ان سے

ع ۱۸

مَنزل ۳

موضح قرآن ف قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے کثیر گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْجِبَالُ ﴿۴۷﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پہاڑ ف ۵۷ سو خیال مت کر تجھ کہ اللہ خلاف کریگا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے بیشک اللہ

عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ ﴿۴۸﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ

زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن پھیلی جائے تجھ اس زمین سے اور زمین اور

السَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ کے یکتا زبردست کے اور دیکھے تو گنہگاروں کو

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

اس دن تجھ باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے ہیں گندھک کے

وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ف ۵۸ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی

كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ

کمائی کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے

لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ

لوگوں کو ف ۵۹ تاکہ ہوشیار ہو جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے

وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ف ۶۰ اور واضح قرآن کی

ع ۱۱ ۱۹

ف ۵۷ یعنی قیامت کے دن

ف ۵۸ یعنی کافروں کو

ف ۵۹ یعنی قرآن

ف ۶۰ یعنی قرآن

ہے بقیہ آخِّرْنَا اِلٰٓى اَجَلٍ الخ ان معاندین کو اس دن سے ڈرائیے جو تمام اقوام معاندہ پر آیا ہے جب ان پر اللہ کا عذاب آجاتا تو وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مہلت ہی دیدے اب ہم تیری توحید کو مانیں گے اور تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا الخ ان کو جواب دیا جاتا کیا تم قسمیں کھا کھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب آئے گا ہی نہیں۔ زوال سے مراد عذاب ہے یا زوال سے مراد موت ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم ایک وقت تمام نہ مریں گے بلکہ باری باری مریں گے۔ ۴۴ جن ظالموں نے ضد و عناد سے توحید کا انکار کیا اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا جن کو عذاب سے ہلاک و برباد کیا انکی تباہی کے بعد ان کے شہروں اور علاقوں میں تم آباد ہوئے اور تم نے ان کی تباہی کے آثار سے معلوم کر لیا کہ ہم نے ان مکذبین کا کیا حشر کیا اور پھر ہم نے مثالیں دے دے کر مسئلہ توحید کو اچھی طرح سمجھا دیا مگر اس کے باوجود تم نے انکار کیا اور مسئلہ توحید کو ماننے کا جو موقع ہم نے فراہم کیا تھا اس سے تم نے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے اب اگر تمہیں دوبارہ مہلت دی گئی تب بھی تم نہیں مانو گے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے معاندین کے قصص و واقعات بیان کر کے تم کو تنبیہ کی کہ دیکھو اگر نہیں مانو گے تو ان ہلاک شدہ قوموں کی طرح تم پر بھی ہولناک عذاب بھیجا جائے گا۔ ۴۳ مشرکین نے اسلام کو مٹانے اور کفر و شرک کو فروغ دینے کے لئے اپنی پوری قوت سے بڑے عظیم پروگرام بنائے ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ان پروگراموں اور ان خفیہ تدبیروں سے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کر دیں گے وَقَدْ مَكَرُوْا فِيْ اِبْطَالِ الْحَقِّ وَتَقْرِيْرِ الْبَاطِلِ مَكْرَهُمُ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ اسْتَفْرَغُوْا فِيْ عَمَلِهٖ الْمَجْهُوْدَ الخ (ابو السعود ص ۵۶ ج ۳) وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام خفیہ تدبیروں اور سازشوں کا پورا پورا علم ہے اس لئے ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو سکی وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ الخ اِنْ نافیہ ہے ای ما كان الخ حالانکہ مشرکین کے اپنے اندازے کے مطابق ان کی سکیمیں اور تدبیریں ایسی محکم اور مکمل تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ یا اِنْ نافیہ ہے اس صورت میں ان کے مکر کا ضعف بیان کرنا مقصود ہوگا۔ یعنی ان کی تدبیر کوئی پختہ نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ہل جائیں۔ ۴۴ یہ تخویف اخروی ہے یہاں سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک قیامت کے ہولناک مناظر اور آخرت کے مختلف انواع عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں سے وعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور آخرت میں ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے گا اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس لئے کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدے کے خلاف کرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ یہ ماقبل کے لئے علت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنانِ اسلام سے انتقام لینے والا ہے۔ ۴۵ فَلَا تَحْسَبَنَّ مُخْلِفَ کے متعلق ہے (روح) یعنی جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور ساری مخلوق ایک صاف میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے

موضح قرآن ف ۵۷ کے لوگوں نے کئی تدبیریں سوچیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی کمر الیشان ضعیف است ۱۲ ف ۲ قطران چیزی سیاہ بدبو میست کہ آتش دران زود میگیرد ف ۳ یعنی نازل کردہ شدہ است برای تبلیغ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضہ تذہب اکامہا وجبالہا واودیتہا وشجرہا وتمد مد الادیم العکاظی وتصیر مستویۃ لاتری فیہا عوجا ولا امتا وتبدل السموات بذہاب شمسہا وقمرہا ونجومہا (روح ج ۱۳ ص ۲۵۴)۔ ۴۶ یہ تُسَرْبَلُ پر معطوف ہے۔ اصفاد، صفد کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور ہاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ سَرَابِیْلُہُمْ، سربال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قَطِرَانٍ اہبل یعنی درخت دیودار کا عصارہ یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے (روح، مظہری) یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہوگا جسے جہنمیوں کے بدنوں پر لیپ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وھو عصارۃ الابہل ... وھو اسود منتن یشتعل فیہ النار بسرعۃ یطلی بہ جلود اھل النار حتی یکون طلاوۃ لہم کالقمیص لیجتمع علیہم لذع القطران وحشۃ لونہ ونتن ریحہ مع لہب النار (مظہری ج ۵ ص ۳۰۳) یا قطران سے گندبک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلنے و نفت بدبو بھی چھوڑتا ہے۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بھم ذلک لیجزی (روح)، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ ۴۷ آخر میں سورت کے خلاصۂ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ھٰذَا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلِیُنْذَرُوْا کا معطوف علیہ مقدر ہے ای لیؤمنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور وقائع اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ (یعنی مسئلہ توحید) سمجھانا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں اکیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔

۲۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔

۳۔ قَالَتْ لَہُمْ رُسُلُہُمْ ۔ تا ۔ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔

۴۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ اسم اعظم۔

۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْہِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (ع ۳) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً ۔ تا ۔ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (ع ۴) توحید کی تمثیل۔

۸۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ ۔ تا ۔ وَلَا فِی السَّمَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ اسم اعظم سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

(آج بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار انکے دوپہر سورۂ ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولا وآخرا والصلوۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۵ سورۃ الحجر

ربط ماقبل ربط سورۂ حجر کو سورۂ ابراہیم سے ماقبل ربط یہ ہے کہ سورۂ ابراہیم میں دلائل اور وقائع امم سابقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جس طرح اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع بیان کر کے ڈرایا گیا تھا کہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۂ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ امم سابقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ سورۂ حجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں تین گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے امم سابقہ کے حالات تم نے سن لئے لہٰذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پچھتاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ تخویف دنیوی ہر قوم کو مہلت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ الخ شکوی ہے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ جواب شکوی ہے فرشتے ہمارے خاص پروگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یہ تخویف دنیوی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ تخویف دنیوی ہے استہزاء و تمسخر اللہ کے پیغمبروں کی توہین و تخویف کرنیوالوں کے لئے۔ وَكَوْنُوْا عَلَيْهِمْ بَابًا الخ جزء ہے متعلق بشکوی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

پہلی عقلی دلیل مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا ۔ تا ۔ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (ع ۲) زمین سے لے کر آسمان تک اور عرش سے لے کر فرش تک سارا کارخانہ عالم اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تمام کائنات ارضی و سماوی کا بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہی بارش برساتا اور زمین سے اقسام و انواع کے غلے، پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ اس نے تمہارے لئے بے شمار وسائل رزق پیدا کر رکھے ہیں اور ہر چیز کے بھرپور خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ الخ جمیع امکان و مائیکون کا عالم تو میں ہوں پھر میرے سوا عالم الغیب اور کون ہو سکتا ہے؟۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (ع ۳) یہ بھی دلیل اول سے متعلق ہے۔ جس اللہ نے اپنی ساری کائنات کو انسان کی معاش مہیا کرنے پر لگا دیا ہے اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ جو انسان کا خالق و رازق ہے وہی اس کا کارساز اور حاجت روا بھی ہے۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ اس میں ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اولاد آدم ذریت ابلیس کی چالوں اور اس کے مکر و فریب سے خبردار رہے اس کے بعد اگلی سورتوں میں جہاں کہیں یہ قصہ آئے گا اس سے یہی تنبیہ مقصود ہوگی۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ الخ بشارت اخروی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی کے پانچ نمونے مذکور ہیں۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (ع ۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ الخ یہ تخویف اخروی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا نمونہ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الخ ان سے مراد اہل مدین ہیں حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا، شرک و کفر اور دیگر جرائم پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آواز سے ان کو ہلاک کر دیا۔

تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع ۵) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اللہ کے حکم سے ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر پھر بھی ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلدوز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گذشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

دوسری عقلی دلیل مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶) زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ تخویف اخروی ہے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ تسلیہ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ الخ تسلی دوم۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ رجز متعلق بہ تسلی دوم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ تسلی سوم۔ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ تسلی چہارم۔ مشرکین مکہ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انذار ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تخویف دنیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ الخ مقتسمین مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (نعوذ باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش سے چند آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تمسخر و استہزار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ تسلی بہ نجم برائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورت کے آخر میں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ سے اصل مقصد بیان کیا گیا کہ آپ دشمنوں کی پروانہ کریں ان کے لئے ہم خود کافی ہیں آپ دن رات اللہ تعالیٰ کی شرک سے تسبیح و تقدیس کرتے رہیں، اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور تادم آخر یں اسی کی عبادت اور پکار میں لگے رہیں۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲
کبھی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں کاش کیا (اچھا ہوتا) ہوتے مسلمان

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ
چھوڑ دے ان کو کھالیں اور برت لیں اور غلط امید میں لگے رہیں سو آئندہ

يَعْلَمُوْنَ ۝۳ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا
معلوم کرلیں گے اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی مگر اس کا

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ
وقت لکھا ہوا تھا مقرر یہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے اور

مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ
نہ پیچھے رہتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ جس پر اترا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا
قرآن تحقیق تو بے شک دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس

بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷ مَا نُنَزِّلُ
فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارتے

الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝۸
فرشتوں کو مگر کام پورا کرکے اور اس وقت نہ ہوگی ان کو مہلت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹ وَ
ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں اور

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۰
ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱
اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں ان سے ہنسی

خلاصہ سورۂ حجر میں چار امور ذکر کئے گئے ہیں (۱) دعوائے سورت (۲) دلائل توحید (۳) تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی۔

دعوائے سورت۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ وقت ہے جان لو ورنہ دوسرے کافروں کی طرح پچھتاؤ گے اس کے بعد وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ میں تخویف دنیوی۔ وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ میں شکوی مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ میں جواب شکوی اور وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ میں زجر متعلق بہ شکوی مذکور ہے۔

دلائل توحید۔ دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ایک مفصل دوم مختصر۔ دلیل عقلی مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ (ع ۱) تا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۳) اور دلیل عقلی مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶)

تخویف کے نمونے۔ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ امم سابقہ کے تین نمونے یہ ہیں۔ (۱) قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ الخ قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا نمونہ۔ (۲) وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (ع ۵) قوم شعیب علیہ السلام کی ہلاکت کا نمونہ۔ (۳) وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ (ع ۴) قوم صالح علیہ السلام کی بربادی کا نمونہ۔ مشرکین مکہ سے دو نمونے یہ ہیں (۱) كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (ع ۶) مشرکین مکہ کے بارہ آدمی جو موسم حج میں مکہ کے راستوں میں بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والوں کو حضور علیہ السلام سے ملنے اور آپ کا وعظ سننے سے روکتے تھے۔ (۲) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ یہ مشرکین مکہ کے پانچ آدمی تھے جو قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ الخ (۳) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ (۴) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۶) اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ آخر میں مضمون مسئلہ کا بیان ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ پس اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہئے۔ اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو حاجات میں غائبانہ پکارئیے ۱۲ یہ اصل مقصد کے لئے توطئہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیب لائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت کی ابتدا میں تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

Maktaba Tul Ishaat.com

بقرینہ مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورۂ حجر کی ابتداء میں الکتاب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاهد وقتادة الكتاب هنا ما نزل من الكتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۲۲۷) ۳ تمہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو اور عذاب کے ڈر سے مسلمان ہو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کر لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھنے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۴ مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا يَسْتَهْزِءُونَ تک زجر اور تخویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورۂ ابراہیم کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع امم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر شرک سے توبہ کر لیں۔ اب تخویف دنیوی سنائی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آلیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کر لیں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پا سکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمی تک انکار و عناد پر ڈٹے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقرر سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ مخبر تعالیٰ انه ما اهلك قرية الا بعد قيام الحجة عليها وانتهاء اجلها وانه

كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ
اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دلوں میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے
بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا
اس پر اور ہو چکی آئی ہے رسم پہلوں کی ف اور اگر ہم کھول دیں
عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾
ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں
لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ
تو بھی بھی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ف نہیں بلکہ ہم لوگوں پر
مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ
جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج ف اور
زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ
رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں ف اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان
رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ
مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا
مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
چمکتا ہوا ف اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ
وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا
اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے ف اور بنا دیئے
لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ
تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے
اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ
اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں ف اور اتارتے ہیں ہم

منزل

موضح قرآن ف یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ ف۲ حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھاٹک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ف۳ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جاگتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ ف۴ یعنی جانوروں کی روزیاں۔

ف۵ الرحمٰن ف۱ یعنی ہر نوع را صورتی وصفتی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ ف۲ یعنی غلامان و جانوران ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لا یؤخرامۃ حان ھلاکھم عن میقاتھم ولا یتقدمون عن مدتہ۔ ابن کثیر ج ۲ ص ۴۲۴) یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار و عناد سے باز آجائیں ورنہ ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وھذا تنبیہ لاھل مکۃ وارشاد لھم الی الاقلاع عما ھم علیہ من الشرک والعناد والالحاد الذی یستحقون بہ الھلاک (ایضاً) ۵۶ یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر زراہ عناد آپ سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آئیں جو بآواز بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانو گے تو پھر فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ اعلم لو نزلت الملائکۃ تشھد لک فکفروا بعد ذلک لم ینظروا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۱) ۵۷ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ۔ تا سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ تخویف دنیوی ہے۔ اَلذِّكْرَ سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَحٰفِظُوْنَ کی ضمیر منصوب استہزار کی طرف عائد ہے جو یَسْتَهْزِءُوْنَ کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن آپ اپنے پاس سے نہیں بنا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو مجنون کہتے اور آپ سے استہزار و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ اور یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا يَاْتِيْهِمْ الخ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزار کیا كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ توحید واضح اور ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزار و تمسخر کو جاگزیں کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اور پہلے منکرین و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دو چار ہوں گے۔ مضت طریقتھم التی سنھا اللہ فی اھلاکھم حین کذبوا رسلہ وھو وعید لاھل مکۃ علی تکذیبھم (مدارک ج ۲ ص ۱۰۰) ۵۸ یہ زجر ہے

اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ
اندازہ معین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں برسانے والی بھری
فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ
پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تمہارے
اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ
پاس نہیں اس کا خزانہ ق اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے
وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے ق اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب
هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے
الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَ
آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ق اور
الْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ
جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے ق اور جب
قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ
کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ۱۳ ایک بشر
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ
کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ق پھر جب ٹھیک کر دوں اس کو
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾
ونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ق

منزل ۳

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلے برس کے واسطے دنیا کے غبار اور بھاپ اوپر جمع رہتے ہیں۔ جب بادل ترچلی بادل ہو گئے۔ پانی کے بھرے ف۲ یعنی ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اٹھ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ ف۳ مٹی پانی میں تر کی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم بادکی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی لطیف آگ ہوا ہوئی ابلیس بھی اسی قسم میں ہے ۱۲ منہ رح ف۵ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار لگے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ منہ رح ف۶ اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ منہ رح۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ
تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر ۱۳ مگر ابلیس نے

اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ
نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس

مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ
کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے بولا میں وہ نہیں

لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جسے تو نے بنایا کھنکھناتے سڑے ہوئے

مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾
گارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے ف

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب

فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ
تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو تجھ کو

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ
ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
اے رب ۱۴ جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین

وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
میں اور راہ سے کھو دوں گا ان سب کو

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾
مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ۱۵ ف

جو انکوہ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین مکہ کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سمٰوٰت کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آ رہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لقالوا افرط عنادهم وغلوهم فی المکابرة الخ (روح ج ۱۴ ص ۳۰)، جیسا کہ سورۂ انعام ع ۴ میں مشرکین کے عناد و مکابرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى اور اگر ہوتا کوئی قرآن کہ چلائے جاتے اس سے پہاڑ یا پھاڑ دی جاتی اس سے زمین یا بات کرتے اس سے مردے

بل هم قوم مسحورون انتقالا الی درجة عظمی من سحر العقل (بحر ج ۵ ص ۴۲۹)، اور اِنَّمَا سُكِّرَتْ میں اِنَّمَا کا معنی مَا اِلَّا نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہو ما سکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ اَبْصَارُنَا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

۱۰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا ۔۔۔ تا ۔۔۔ مِنْ كُلِّ سَامٍّ مَّسْمُوْمٍ توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مستثنیٰ منقطع ہے اس دلیل سے دو دعوے ثابت کئے گئے اوّل یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتدا دلیل سے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملأ اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر دیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق تم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ ۱۱ حرف نفی اور حرف استثناء مفید حصر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت

موضح قرآن ف شاید یہی مراد ہو کہ انگارے پھینکتے ہیں اور کالا زمین سے کہ انسان نہیں ۱۲ منہ رح ف ۲ یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ منہ رح

Maktaba Tul Ishaat.com

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ الخ ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے جوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوتی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وارسلنا الریح حوامل یا السحاب لانہا تحمل السحاب فی جوفہا (مدارک ج ۲ ص ۲۰۹) وَمَآ اَنْتُمْ الخ خطاب جنس مخلوق سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ
جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں اور دوزخ پر شلہ وعدہ ہے
اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے
جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾
ایک درجہ ہے بانٹا ہوا ف پرہیزگار ہیں باغوں میں اور چشموں میں ف
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ
کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ف اور نکال ڈالی ہم نے جو کچھ جیوں
مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ
میں کچی تھی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے ف نہ پہنچے گی ان کو
فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ
وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے
عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ
میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا مہربان ف اور یہ بھی کہ میرا عذاب
هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ
وہی عذاب دردناک ہے ف اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ
کا ۱۲ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا
اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

مخلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں نَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۲ منہ یہ دوسرا دعویٰ ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستقدمین اور المستأخرین جمیع ما کان وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کیچڑ سے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت و اولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل و فکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارُ السَّمُوْمِ میں اضافت بیانیہ ہے السموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جائے۔ عن نار الحر الشدید النافذ فی المسام الخ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفت ہے یعنی آتش سوزاں۔ ۱۲ منہ اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا اس سے یہی مقصود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ہیں

موضح قرآن ف۱ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعضے لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ف۲ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام ملیک سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب ف۴ الخ قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دینے اور ایک پر پتھر برسانے۔ تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دیر ہوں نہ آس توڑیں ف۵ ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈرنے کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجری اللہ العادۃ بان یخلق الحیوۃ فی البدن معہ ذلک الجسم حقیقتہ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خلق من خلقہ اضافہ الی نفسہ تشریفا وتکریما (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۱)

۱۴ھ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اسلئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِلَّآ اِبْلِیْسَ مستثنیٰ منقطع ہے

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جیسا کہ سورۂ کہف ع ۱۰ میں ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تغلیباً اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اسطرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ کان جنیا مغمورا بالوف من الملائکۃ فعد منہم تغلیبا (روح ج ۱۴ ص ۲۷) حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ (اعراف ع ۲) لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی واعظ کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توحید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ **۱۵ھ** ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایانِ شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہرحال مٹی سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من آدم لان آدم طینی الاصل وابلیس نار والنار افضل من الطین (خازن ج ۴ ص ۲۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تا قیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔ **۱۶ھ** بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ میں مَا مصدریہ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندۂ بارگاہ تو کر دیا ہے اب میں بھی تیرے

موضح قرآن **ف۱** معلوم ہوا کہ کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں۔ **ف۲** عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں۔ یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ **ف۳** وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اس سے نہ ہو سکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ **ف۴** یعنی ہم اوپر سے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا اور بُرے اعمال، ناجائز اور بے حیائی کے کاموں کو نہایت خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ خود بخود ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اِلَّا عِبَادَكَ الخ البتہ تیرے ان مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا جن کو تو نے اپنی خالص عبادت و اطاعت کے لئے چن لیا ایک قرأت میں اَلْمُخْلِصِيْنَ بصیغہ اسم فاعل ہے یعنی جو خالص تیری رضا جوئی کے لئے نیک کام کریں گے اور ان کے اعمال جلی اور خفی شرک سے پاک ہوں گے۔ ای الذین اخلصوا العمل لك ولم یشرکوا معك فیه احدا (روح ج ۱۴ ص ۵) ۵۱۷ هٰذَا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے جو المخلصین بصیغۂ اسم فاعل کے ضمن میں مذکور ہے یعنی عبادت اور عمل میں اخلاص اور شرک و ریاکاری سے تبری ہی وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچا سکتی ہے اور جو ابلیس اور اس کی ذریت کے اغوا و اضلال سے میرے بندوں کو حفظ و اماں میں رکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں علی بمعنی الی ہوگا وقال الحسن معنی علیّ الیّ (بحر ج ۵ ص ۴۵۳) قال الحسن معناه هذا صراط الیّ مستقیم (خازن ج ۴ ص ۱۳۵) والمعنی ان الاخلاص طریق یؤدی الی کرامتی وغفرانی (روح) یہ ابراہیم سے مضمون مذکور کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ میرا دستور ہے جس کی میں رعایت کروں گا کہ تو میرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا اور تجھے ان پر غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ معنی پہلی قرأت یعنی المخلصین بصیغۂ اسم مفعول کی صورت میں ہوں گے۔ والاشارة الی ما تضمنه الاستثناء وهو تخلیص المخلصین من اغوائه (ابو السعود ج ۵ ص ۱۳۶) ۵۱۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ ابلیس، اس کی ذریت اور اولاد آدمؑ میں سے جو ان کی پیروی کریں گے ان سب کا جہنم ہی ٹھکانا ہوگا۔ یعنی ابلیس ومن اتبعه (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۰) ۵۱۹ یہ شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ ادخلوها الخ اس سے پہلے یقال لہم محذوف ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وَنَزَعْنَا الخ مومنین کے درمیان دنیا میں جو لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض اور ناراضی کے جو جذبات پیدا ہو گئے جنت میں ان کے دلوں کو ایسے تمام جذبات بغض و عداوت سے پاک و صاف کر دیا جائے گا اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَا يَمَسُّهُمْ الخ دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کے بعد جنت سراسر آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہوگا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔ ۵۲۰ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ

تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ
تم کو حکم ہے اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ ان کی جڑ
هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
کٹے گی صبح ہوتے اور آئے شہر کے لوگ
يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾
خوشیاں کرتے لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ
اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے وٹ
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
قسم ہے تیری جان کی ۵۱۶ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں وٹ ۵۱۷ پھر آ پکڑا ان کو
الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ
چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت ۵۱۸ پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ
برسائے ہم نے ان پر پتھر کھنگر کے وٹ بیشک
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾
اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ
البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو وٹ اور تھے شہر بن کے رہنے
الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا
والے تھے گنہگار سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَا يَمَسُّهُمْ الخ دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کے بعد جنت سراسر آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہوگا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔ ۵۲۰ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے ف۲ یعنی سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ میں نظر آتی تھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر قضاء شہوت خواہید نکاح بنات من انسب است واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید این کلمہ در وسط قصہ حضرت لوط زیادہ کردہ شد تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ بر حال قوم لوط و امثال ایشان واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی گل پختہ مثل سنگ شدہ واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مایوس نہ ہوں اور حضرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید ترین عذاب ہوگا۔ ۲۱ھ یہ ابتدار سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتدار سورت میں فرمایا مسلمانو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین امم سابقہ کی طرح پچھتاؤ گے اب یہاں سے تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جا رہے ہیں ان امم سابقہ سے اور وہ مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ سے پہلے ادمان ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اٹھ کر اندر چلے گئے اور مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے اور تل کر

لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ
واقعہ میں کھلے راستہ پر تھا اور بے شک جھٹلایا ۲۵ھ حجر والوں نے
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا
رسولوں کو ق اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے
مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ
منہ پھیرتے اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے
بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾
گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہونے کے وقت
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا
پھر کام نہ آیا ان کے ۲۶ھ جو کماتے تھا اور ہم نے بنائے نہیں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ
آسمان ۲۷ھ اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بتدبیر حکمت اور
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ ؕ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾
قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ ق
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو تو
سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا
سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا ق مت
تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾
کو اور نہ غم کھا ۲۸ھ ان پر اور جھکا اپنے بازو ۲۹ھ ایمان والوں کے واسطے

ع ۵

لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورۂ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ الخ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ ۲۲ھ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ ـــ اِنَّا فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (ع) یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اپنی واقعی ترتیب کے ساتھ سورۂ ہود میں مذکور ہے یہاں قصہ کی مختلف کڑیوں میں تقدیم و تاخیر ہے فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ یہ قصہ کا ابتدائی حصہ ہے قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ الخ سے پہلے حذف ہے ای ما جئتنا لضرك یعنی ہم تیرے پاس تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہم تیری سرکش قوم کے لئے وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس سے تم ان کو ڈراتے رہے ہو اور جس کی آمد میں وہ شک کرتے رہے ہیں فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ لہٰذا تم اپنے اہل و عیال اور مومنین کو لے کر راتوں رات شہر سے باہر چلے جاؤ کیونکہ صبح ہوتے ہی اس سرکش قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کا یہ جواب اور یہ کلام ترتیب قصہ میں متاخر ہے کیونکہ فرشتوں نے اس بات کا اظہار قوم کی شرارت کے بعد کیا تھا وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ الخ یہ ادخال الٰہی ہے ۲۳ھ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے یہاں سے يَعْمَهُوْنَ تک ترتیب واقعہ میں قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ الخ سے پہلے ہے۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ جب فرشتوں کو خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں دیکھ کر قوم کے بدمعاش لوگ بری نیت سے ان کی طرف بڑھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور شرم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو سیاہ و سفید کرنے سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہٰذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ای عن اجارۃ احد منهم وحمايتك بيننا وبينهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۳۰) ۲۴ھ یہ ادخال الٰہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَمْرُكَ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر جو

موضح قرآن ف۱ حجر کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ف۲ حجر والے فرمایا ثمود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ف۳ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہاں خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا اندازہ کر رکھا ہے اندازہ آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کافر ضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ
اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر ف جیسا
اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیْنَ
ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ۳۳ جنہوں نے
جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ
کیا ہے ۳۴ قرآن کو بوٹیاں ف۱ سو قسم ہے تیرے رب کی
لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا
ہم کو ہو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ
یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
کرتے تھے ف۲ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور
اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَیْنٰكَ
پھر جا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے ۳۵
الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ
ٹھٹھے کرنے والوں کو جو کر ٹھہراتے ہیں اللہ کے
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ
ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کر لیں گے اور
لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا
ہم جانتے ہیں کہ تیرا ۳۶ جی رکتا ہے ان کی
یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ
باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو
السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴿۹۹﴾
سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات ف۳

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد اشرک (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع

قسم ہے تجھ کو گون تو وزلف مشکبون تو کہ تو محبوب دلربائی

یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضؓ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ؎

فَاِنْ كَلَّمَتْ بَنِیْتِیْ اَنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِیْرُ النَّقْعَ مِنْ طُرُقِ كَدَاءِ

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کداء پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے (مکہ کو فتح کرنے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے) نہ دیکھو چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کداء پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہوا تو حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے تُثِیْرُ النَّقْعَ کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے وہ مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے۔ اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُكَ اسی نوع کی قسم ہے ۲۵ ترتیب قصہ میں یہ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ کے بعد ہے۔ مُشْرِقِیْنَ یہ اَخَذَتْهُمُ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سورج چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتداء صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرا کلام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو غم نہ کھا۔ ف۲ کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے ہنستے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا یا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ ف۳ یعنی موت کہ بے شک ہے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی برائی کتاب کہ بر بعض آیات عمل میکروند و بر بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قیل اول العذاب کان عند الصبح وامتد الی شروق الشمس فکان تمام الهلاک عند ذلک (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) اَلْمُتَوَسِّمِیْنَ ای الْمُتَفَکِّرِیْنَ یعنی دھیان دینے اور غور وفکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الی سمۃ الشیٔ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ شاہراہ عام جرثیلی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد ورفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ اَلْبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ثابت یسلکه الناس لم یندرس بعدُ وهم یبصرون تلك الآثار وهو تنبیه لقریش الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۱۳)۔ اہل مکہ! دیکھو تو قوم لوط نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گذرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد والحاد سے باز آجاؤ۔ ۳۶ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے اصحاب لایکۃ ھو قوم شعیب علیہ السلام (کبیر ج ۵ ص ۴۲۳) ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دئے گئے یہ دونوں آبادیاں (یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی) شاہراہ اعظم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گذرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ ۳۷ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحِجْرُ ایک وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قال المفسرون الحجر اسم واد کان یسکنه ثمود (کبیر) قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پر امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عتاب کے مورد ٹھہرے۔ ۳۸ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ سے شرک اور اعمال سئیہ کاملہ (معبودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ) اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ مَا کَانُوْا یکسبون من الشرك والاعمال الخبیثة (معالم وخازن ج ۴ ص ۴۲) یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے من گھڑت کارسازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی یہی حشر ہوگا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے آڑے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مثلاً فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ھود ع ۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف ع ۳) ۳۹ تخویف دنیوی کے تین نمونے اممِ سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین وآسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَاِنَّ السَّاعَةَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزار کرتے ہیں تو آپ درگذر فرمائیں استہزار کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِیْمُ۔ الخلاق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان ع ۳) ۴۰ یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اور الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے بھی سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ رب العالمین ھی السبع من المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیته ـــ اخرجه البخاری (روح ج ۱۴ ص ۵۹) یعنی ہم نے آپ پر سورۂ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی دنیوی ٹھاٹ کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تفسیر کے لئے ہے اور القرآن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ الخ یہ زجر ہے متعلق بماقبل اَزْوَاجًا ای اصنافا من الکفار کالیهود والنصاری والمجوس (مدارک ج ۲ ص ۲۱۳) یعنی ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت وثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ دنیوی ساز وسامان محض چند روزہ ہے قَدْ اَغْنَیْتُكَ بِالْقُرْاٰنِ عَمَّا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (آل عمران ع ۱۴) ۴۱ یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت وشفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ حیث انهم لم یؤمنوا وکان صلی اللہ علیه وسلم یهودان یؤمن کل من بعث الیه ولیشق علیه علیل الاسلام لمزید شفقته بقاء الکفرة علی کفرهم (روح ج ۱۴ ص ۶۰)

۴۲ آپ نہ کافروں کی ظاہری شان وشوکت اور دنیوی مال ودولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین معجزات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرمادیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ ۴۳ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ (بانٹنے والا) یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن کرتے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابوجہل،

Maktaba Tul Ishaat.com

عاص بن ہشام، ابوقیس بن الولید، قیس بن الفاکہ، زہیر بن امیہ، بلال بن عبدالاسود، سائب بن صیفی، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن حجاج، امیہ بن خلف، اور اوس بن مغیرہ (روح ج ۱۴ ص ۸۱) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ سنبھال لیتا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء هو سبعة عشر رجلا بعثهم الوليد بن المغيرة اياما الموسم فاقتسموا اعقاب مكة وانقابها وفجاجها يقولون لمن سلكها لا تغتروا بهذا الخارج فينا يدعي النبوة فانه مجنون وربما قالوا انه ساحر وربما قالوا شاعر وربما قالوا كاهن (قرطبی ج ۱۰ ص ۵۸) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ ۳۴ یہ الْمُقْتَسِمِيْنَ کی صفت کاشفہ ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلنسأ لنهم يريد ان كے لئے تخویف اخروی ہے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ صَدْعٌ کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور برملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزار و تمسخر کی پروا نہ کریں۔ یا یہ صدع الزجاجۃ سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح شیشے کو توڑ کر اس کے اجزار کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (روح) ۳۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چوتھی بار تسلی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستهزئين سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزار و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعہ، اسود بن عبد یغوث (بحر ج ۵ ص ۴۷۲) مقتسمین اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھنکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان غداروں کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پرواہ نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ یہ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ کے لئے صفت کاشفہ ہے۔ ان بدبختوں نے صرف استہزار پر ہی اکتفار نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انهم لم يقتصروا على الاستهزاء به صلى الله عليه وسلم بل اجترءوا على العظيمة التي هي الاشراك به سبحانه (روح ج ۱۴ ص ۸۶) ۳۶ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزار سے آپ آزردہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنا میں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں۔ ہر قسم کی عبادت (زبانی، بدنی اور مالی) اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ الْيَقِيْنُ سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخریں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منه واعبد ربك في زمان حياتك واتخل لحظة من لحظات الحياة عن هذه العبادة (کبیر ج ۵ ص ۴۷۲) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ الحجر میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع امم سابقہ سے عبرت حاصل کرکے مسئلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا۔ تا۔ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم۔

۳۔ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ (ع ۴) نفی علم غیب از ابراہیم علیہ السلام۔

۴۔ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ (ع ۴) نفی تصرف واختیار از لوط علیہ السلام۔

۵۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (ع ۴) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔

۶۔ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (ع ۶) نفی اختیار وتصرف از معبودان باطلہ۔

۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۝ (ع ۶) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔

۸۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (ع ۶) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ، دعا، سجدہ، نذر ومنت تمام اقسام وانواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۹۔ اس سورت میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے سورۂ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ دائماً ابداً)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ النحل

ربط سورۂ نحل کو سورۂ حجر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تم نے سن لیا کہ ضد و عناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد کی مکھی) کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بےنظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صنعت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید کو مان لو۔

معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۂ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے اب سورۂ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعوئ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو لو عذاب الٰہی آیا سمجھو اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ الخ شروع میں سورۂ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو تیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب آگیا ہے اب جلدی نہ کرو۔ چنانچہ اہل مکہ اسکے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً الخ (۵۶)

مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (۵۶) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ سے لے کر لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۵۶) تک ہے۔

پہلا حصہ ۔ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف)

پہلے حصے میں تین بار دعوئ توحید کا ذکر ہے۔ جسے نہ ماننے کی وجہ سے منکرین پر عذاب آیا اور توحید (نفی شرک فی التصرف) پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی قائم کی گئی ہے۔ اس حصے میں ضمناً بطور زجر دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آگیا ہے اور مسئلہ توحید کی خاطر ہجرت کرنے کی فضیلت بھی مذکور ہے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ۔ تا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ میں پہلی بار دعوای توحید کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں لہٰذا مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو غائبانہ پکارو۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے مسئلہ توحید کی خاطر پیدا فرمایا اور انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا پھر انسانوں کے آرام و آسائش کے لئے طرح طرح کا ساز و سامان مہیا فرمایا۔ چوپائے پیدا کئے جس میں انسانوں کے لئے بےشمار منافع ہیں کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے اور اون سے گرم لباس بناتے ہیں اور کچھ چوپائے ان کی سواری اور بوجھ لادنے کے لئے ہیں۔ جو اللہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مختار اور کارساز ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۱) توحید یعنی نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل۔ بارش برسانا اور گوناگون طعم، میوے اور پھل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے دن رات کو، سورج، چاند اور تاروں کو اسی نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ اس نے دریا اور سمندر بنائے جن سے انسانوں کو بےشمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ الخ یہ دونوں مذکورہ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب معلوم ہو گیا کہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تمہارے مزعومہ معبودوں نے کائنات کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو اب تم ہی بتاؤ کہ خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و مختار ہے اور جو مخلوق ہے وہ عاجز و بےبس ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۲) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کارساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ۔ تا۔ یُبْعَثُوْنَ۔ یہ ثمرہ تینوں دلیلوں پر متفرع ہے اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (ع ۳) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوی کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ یہ شکوی ہے منکرین از راہ عناد و تعنت قرآن کو جو سراپا ہدایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے اور اس میں تخویف اخروی ہے۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (ع ۸) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنیوالوں کیلئے تخویف دنیوی

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ تا ۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۔ تا ۔ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ امم سابقہ کے منکرین نے ضد و عناد سے عذاب کا مطالبہ کیا تھا تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو انہیں دنیا ہی میں المناک عذاب کا مزہ چکھا دیا جائے گا۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا الخ (ع ۱۵) یہ مشرکین کی کٹ حجتی پر شکوی ہے مشرکین کہتے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا کسی قسم کا شرک نہ کرتے نہ شرک اعتقادی اور نہ شرک فعلی۔ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیْنَ الخ جواب شکوی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے مشرکین بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ الخ یہ تمام انبیاء سابقین سے توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے ان سب کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اپنی امتوں کو حکم دیں کہ صرف خدائے واحد کی بندگی بجالاؤ اور اس کے سوا کسی کو کارساز اور حاجت روا مت سمجھو اور ہر غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ ۔ مشرکین پر شکوی ہے کہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے۔ لِیُبَیِّنَ لَھُمُ الخ یہ حشر و نشر کی حکمت ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ الخ یہ جواب شکوی ہے منکرین حشر و نشر کو کیوں بعید از عقل اور مشکل سمجھتے ہیں۔ ہماری قدرت تو اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہی کر لیں تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ تو قیامت بپا کرنا اور مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہمارے لئے کونسا مشکل کام ہے؟ وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ الخ (ع ۷) یہ درمیان میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے جنہوں نے محض مسئلہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ الخ (ع ۸) سوال مقدر کا جواب ہے۔ ہم اس توحید کو مان لیتے اگر فرشتے ہمیں آکر یہ پیغام دیتے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہم انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر انسانوں کے پاس بھیجتے رہے اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ الخ ترغیب الی القرآن ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا ۔ تا ۔ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ تخویف دنیوی ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ الخ (ع ۹) توحید پر چوتھی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی پابند اور مطیع ہے اور ہر ذی روح مخلوق اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے غرور نہیں کرتے اور ہر وقت اس سے ترساں و لرزاں رہتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔

وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰھَیْنِ الخ (ع ۱۰) یہ دعوی توحید کا دوسری بار اعادہ ہے نیز دلیل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے نظام تکوینی میں جکڑی ہوئی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے احکام کا مطیع و فرمانبردار ہے، جانور اور فرشتے بھی اسی کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں تو اے بنی آدم تم نے اللہ کے ساتھ اوروں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے تم بھی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو کیونکہ عبادت اور پکار کے لائق صرف وہی ایک ہی ہے۔ وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ دلیل مذکور ہی سے متعلق ہے۔

وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ الخ زجر ہے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں مصیبتیں بھی وہی دور کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ مصیبتیں دور کر دیتا ہے تو تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہو اور انعامات الہیہ کو غیروں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہو۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ یہ بھی زجر ہے اور اس میں مشرکین کو شرک فعلی پر زجر کیا گیا کہ وہ ظالم غیر اللہ کی نذریں دیتے ہیں۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ الخ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ جب ان کے اپنے گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے تو وہ اسے بہت بڑی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ الخ (ع ۱۴) تخویف دنیوی ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کی گرفت کا اس کے علم میں ایک وقت مقرر ہوتا ہے اس سے پہلے انہیں نہیں پکڑتا اور نہ اس کے بعد مزید مہلت دیتا ہے۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ مَا یَکْرَھُوْنَ الخ یہ زجر ثانی کا اعادہ ہے۔ لَا جَرَمَ اَنَّ لَھُمُ النَّارَ۔ تخویف اخروی ہے۔ تَاللّٰہِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ الخ زجر مع تخویف اخروی تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں میں ہم نے انبیاء بھیجے، لوگوں نے شیطان کے ورغلانے سے ان کی تکذیب کی اور مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ٹھہرے اب آپ کو آخری ہدایت نامہ دے کر بھیجا گیا ہے آپ مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ مشرکین شیطان کے پیچھے چل کر مسئلہ توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۱۶) ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ع ۹۶) توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر کے قابل کاشت و زرخیز بنا دیتا ہے۔ چوپایوں کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکالتا ہے جو ہر ایک کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی کو دیکھو ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ الخ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وَاللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ الخ مثال برائے معبودیت معبود حق و بطلان معبودیت معبودان باطلہ جب تم اپنے غلاموں کو یہ اختیار نہیں دیتے ہو کہ وہ تمہاری طرح تصرف کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر اپنے اختیار و تصرف میں شریک کر سکتا ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ الخ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں اس نے پیدا کیں اور تمہیں بیٹے اور پوتے بھی اسی نے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی لیکن تمہارے خود ساختہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ (ع ۱۰) زجر بطور ثمرہ۔ یعنی سب کچھ بنانے والا اور سب کچھ دینے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

مگر نادان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ یعنی فرشتوں کو بیٹیوں کی مانند قرار دیکر خدا کے یہاں سفارشی مت بناؤ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودان باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہوجائے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا الخ (ع ۱۰) معبودان باطلہ کی مثال عبد مملوک کی سی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں اور معبود حق مالک و مختار ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الرَّجُلَيْنِ معبودان باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجز آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر و قیوم ہے اور سارا نظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دعوے کا دوسرا جز ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا واو تعلیلیہ ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کارساز وہی ہے کیونکہ غیب دان وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ الخ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ الخ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ چوپایوں کو تمہارے گوناگون فائدوں کے لئے اس نے پیدا کیا۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا لشکر بجا لاؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور انکی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانیں تو ان پر تف ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ — تا — بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (ع ۱۲) تخویف اخروی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ اعادہ برائے بعد عہد۔ یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعادہ کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ دلائل عقلیہ کے بعد آخر میں دلیل وحی کا ذکر کیا گیا یعنی مسئلہ توحید آپ اپنی رائے اور اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے بلکہ ذریعہ وحی آپ پر کتاب نازل کی گئی ہے جس میں مسئلہ توحید بیان کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ عذاب نازل کرنے سے پہلے دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کی تکمیل فرما دی۔ توحید کو پہلے مدلل کرکے بیان کر دیا گیا اور دو باتیں یہاں ذکر کر دی گئیں یعنی کسی پر ظلم نہ کرو اور لوگوں پر احسان کرو۔ عہد سے یا عہد توحید مراد ہے یا تمام احکام شریعت بجا لانے کا عہد تفصیل آگے آ رہی ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ الخ یہ عہد توڑنے والوں کی مثال ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ الخ تاکید و اہتمام کے لئے ایفاء عہد کے حکم کا اعادہ ہے۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ الخ ترہید فی الدنیا و ترغیب فی الآخرہ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا بشارت اخروی ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ متعلق بدلیل وحی جب آپ آسمانی کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائیں گے تو شیطان وسوسے ڈالنے کی کوشش کرے گا اس لئے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً الخ (ع ۱۴) شکوی ہے متعلق بدلیل وحی۔ مشرکین قرآن میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کیسا قرآن ہے کہ ایک آیت آتی ہے اور پھر اسکی جگہ دوسری آیت آجاتی ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ کا افترا ہے۔ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ الخ یہ شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و مصلحت جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ الخ یہ دوسرا شبہہ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں فلاں شخص اگر محمدؐ کو یہ کلام سکھاتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے یعنی جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن صاف اور شستہ عربی میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ — تا — فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (ع ۱۴) تخویف اخروی ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مہاجرین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵) یہ ابتدا سورت سے متعلق ہے۔ ابتدا میں فرمایا جلدی مت کرو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے یہاں اہل مکہ پر عذاب واقع ہونے کا ذکر کیا۔ مشرکین مکہ کئی سال تک شدید قحط میں مبتلا رہے۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ الخ عذاب آنیکی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کا رسول آیا تو انہوں نے اسکی تکذیب کی اسلئے ان پر عذاب الٰہی آ گیا۔

دوسرا حصہ — نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۵) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے۔ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں نیازیں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہٰذا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو یہودی حرام سمجھتے ہیں وہ انکی سرکشی کی پاداش میں ہم نے خود ہی ان پر حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ بشارت اخروی۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً — تا — وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ع ۱۶) دونوں حصوں میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ دلیل وحی و نوساد عووں پر۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی حکم دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاکدامن تھے۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یہ تو سبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ الخ آخر میں طریق تبلیغ کی تعلیم ہے یعنی دلائل عقل و نقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کر کے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگذر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ الخ یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب کی وجہ سے بے چینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار اور مخلص بندوں کا حامی و ناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ تک ہے۔ اس حصے کی ابتدا میں اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعوی توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید سے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی التصرف پر چھ عقلی دلیلیں ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعوای توحید کا پہلی بار ذکر۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ـــ تا ـــ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ یعنی میرے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعوی۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (۴۶) تیسری بار دعوی توحید کا ذکر۔ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَيْنِ الخ (۵۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کارسازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ (۳) جو انسان اور زمین و آسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوپائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ الخ (۱۰) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز و شاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات اجرام سماویہ سب اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہذا مختار و کارساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (۱۹) اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِیْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ـــ تا ـــ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودان باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوای کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (۴۸) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے لہذا سارے عالم میں متصرف و مختار بھی وہی ہے۔ لَا تَتَّخِذُوْۤا اعادہ دعوی توحید و ثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (۶۵) ـــ تا ـــ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (۷۰) یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الخ متعلق بما قبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ (۷۸) ـــ تا ـــ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۸۱) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کارساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا الخ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا الخ (۳۶) تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودان باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ الخ (۸۹) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جسمیں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔

مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواقع زجر، شکوی، تخویف اور بشارت وغیرہا کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کرو اور عہد توحید کو پورا کرو اور اسے توڑو مت (۳۱) کے بعد وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ الخ (۳۲) سے ایک مثال بیان کر کے عہد شکنی کی قباحت کو واضح کیا گیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (۱۱۲) آخر میں اہل مکہ پر نزول عذاب کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لے کر غَفُورٌ رَّحِيمٌ تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد ہے۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں تحریمات مشرکین اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہے هٰذَا حَلٰلٌ سے نذر لغیر اللہ اور وَهٰذَا حَرَامٌ سے تحریمات غیر اللہ۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانٍ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

آپہنچا حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو وہ پاک ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ

ان کے شریک بتلانے سے اتارتا ہے فرشتوں کو

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کر دو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ

اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَ

آدمی کو ایک بوند سے پھر بھی ہو گیا جھگڑا کرنیوالا بولنے والا اور

الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْٓءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے اس میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو

تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ

کھاتے ہو اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا لاتے ہو اور

حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ

جب چرانے لے جاتے ہو صبح اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً الخ (۱۲۰) آخر میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ الخ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ الخ طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

۵۲ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور عذاب مانگتے ہو تو تیار ہو جاؤ عذاب الٰہی آنے کو ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ واصل اللہ عقابہ لمن اقام علی الشرک وتکذیب رسولہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۵)۔ ۵۳ اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہٰذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے۔ يُشْرِكُوْنَ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور اس کے بعد فَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖۤ اَحَدًا محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ ۵۴ یہ دعوی توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا۔ الرُّوْحَ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذِرُوْۤا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے يُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (مؤمن ۶۰) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالیٰ دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشۂ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگاں اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ ۵۵ یہ اَلرُّوْحَ سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور انذار یعنی اعلام سے ہے والمعنی

موضح قرآن ۷۔ یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمٰن ۷۔ یعنی غلبہ دین اسلام و تعذیب کفار یقین شدنیست چرا شتابی میکنید ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اعلموا الناس قولی لا الٰہ الا انا فاعبدون (مدارک ج ۲ ص ۲۱۷) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الٰہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعوی اولی دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۵۶ یہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب بغیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماورا ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارسازی میں وحدہ لاشریک ہے۔ بالحق یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بالحق ای للدلالۃ علی قدرتہ وان لہ ان یتعبل لعبادہ باطاعۃ وان یجیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۳) تعالیٰ عما یشرکون اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ ۵۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے۔ مگر انسان ایسا جھگڑالو اور ناشکر گذار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک حقیر نطفہ سے پیدا کر کے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ اللہ کی توحید اور حشر و نشر میں جھگڑتا ہے۔ ۵۸ یہ چوپائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم ملبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ چوپایوں کی پیدائش یک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وحدہ لاشریک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو شکر بھی اسی کا لازم ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۵۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ چوپائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوہ صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ جب شام کو چرا کر لاتے ہو وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم بار برداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ الخ گھوڑے، خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِیْنَةً یہ مفعول لہ ہے اور لِتَرْكَبُوْهَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای وجعلها زینة یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای وتتزینوا بها زینة (روح)۔ ۶۰ قَصْدُ السَّبِیْلِ یعنی سیدھا اور مستقیم سیدھا راستہ یعنی توحید جو

لَمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِیْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ
تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب
لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۷ وَّالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ
بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور خچر اور گدھے
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِیْنَةً ؕ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَ
کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور
عَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَآىِٕرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ
اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے
لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۹ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
تو سیدھی راہ دے تم سب کو وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے
مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝۱۰
تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو
یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ وَالْاَعْنَابَ
اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے میوے اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو
یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ
غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ
سورج اور چاند کو اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں ف اور جو چیزیں پھیلا دیں تمہارے

موضح قرآن ف یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی نشانیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ۱۲ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر ہیں ان کو کام نہیں ان کو بیدا فرمایا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے
لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ
ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو
لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ
کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے
حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ
گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو کہ چلتی ہیں پانی پھاڑ کر
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَ
اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مانو اور
اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا
رکھ دیے زمین پر پہاڑ بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر اور بنائیں ندیاں
وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ
اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے
هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا
لوگ راہ پاتے ہیں ف بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ
تم سوچتے نہیں ف اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور
مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جو ظاہر کرتے ہو ف اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے ف

دلائل سے مدلل اور واضح ہو چکا ہے یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔ والمعنی ان قصد السبیل ومستقیمہ موصل الیہ تعالیٰ وما رعلیہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص) وَمِنْهَا جَآئِرٌ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ تو صرف توحید کا راستہ ہے اس کے سوا باقی سب ٹیڑھے راستے ہیں۔ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اجمعین یعنی اگر وہ چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس سے حکمت ابتلا رفوت ہو جاتی جیسا کہ فرمایا وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ لیکن اللہ تعالیٰ نے دلائل سے حق کو واضح کر دیا تاکہ جو بھی ایمان لائے سوچ سمجھ کر ایمان لائے نیز مطیع و عاصی اور مومن و معاند کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے ۱۱ دوسری عقلی دلیل۔ پہلی دلیل میں انسان، زمین و آسمان اور چوپایوں کی پیدائش کا ذکر تھا اب دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ اگتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الخ علاوہ ازیں بارش سے غلے، میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ یہ تنبیہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قدرتنا ووحدانیتنا (خازن ج ۴ ص ۹۲) ۱۲ سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ الخ زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و شجر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جدا گانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالعہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ای یتعظون ویعلمون ان فی تسخیر ہذہ المکونات لعلامات علی وحدانیۃ اللہ تعالیٰ وانہ لایقدر علی ذلک احد غیرہ (قرطبی ج ۱۰ ص) ۱۳ سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لتعتبروا ولعلکم تشکرون۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید و اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقومون بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالطاعۃ والتوحید (روح ج ۱۴ ص) ۱۴ زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اگر صرف سُبُلًا کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر سے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

موضح قرآن ف شاید اس سے مراد جانور ہیں ف۲ تلاش کرو اس کے فضل سے یعنی روزی کماؤ سو اگر کشتی سے دریا میں ف۳ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو ف۴ یعنی راہ میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں ف۵ شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بیٹھے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر بگڑتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں وبجوزان یکون تعلیلا بالنظر الی جمیع ما تقدم من تلك الآثار العظام تدل علی بطلان الشرك (ر وح ج ۱۴ ص ۱۱) (لعلکم تھتدون) الی مقاصدکم او الی توحید ربکم (مدارك ج ۲ ص ۲۱۰) وعلمٰت یہ بھی رواسی پر معطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جا سکے۔ وبالنجم ھم یھتدون اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ ۱۵ یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہوا اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں!! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کارساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ افلا تذکرون یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو ۱۶ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے باہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً نہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگذر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ ۱۷ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۸ دونوں دعووں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا

لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۲۰ اَمْوَاتٌ

کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مُردے ہیں

غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝۲۱

جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے وہ

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

معبود تمہارا اللہ معبود ہے اکیلا سو جن کو نہ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا

قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۲۲ لَا جَرَمَ

ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں نہ ٹھیک بات ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا

اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں

يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝۲۳ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہے جائے ان سے کہ کیا اتارا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۴ لِيَحْمِلُوْٓا

تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں

اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ

بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو

يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۲۵ قَدْ

بہکاتے ہیں بے تحقیق سنتا ہے جو بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ

مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ

دغا بازی کر چکے ہیں جو تھے ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ

بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر

منزل ۳

متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگان خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں وجوزان یکون المراد من الخبر عنہ بما ذکرما یتناول جمیع معبوداتھم من ذوی العقول وغیرھم فیرتکب فی اموات عموم المجاز لیشمل ما کان لہ حیاۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملٰئکۃ علیھم الصلوٰۃ والسلام ومالیس من شانہ الحیاۃ اصلا کالاصنام (روح ج ۱۴ ص ۱۰۰) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضح قرآن میں اس موضح قرآن ف شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

آیت کے تحت لکھتے ہیں "شاید یہ بیان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں"۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں :۔ یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے بے جان ہیں۔ خواہ وہ اصلاً مثلاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہٰذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ ۱۹ھ یہ اصل دعویٰ کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ٹکڑوں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی ف ۱۵ پھر قیامت کے دن
يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ
رسوا کرے گا ۲۷ھ ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو
تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر
إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۲۷﴾
بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے
الَّذِينَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ۖ
جن کی ۲۸ھ جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں
فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ ۚ بَلٰٓى
تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی کیوں نہیں
إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوا
اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو
أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى
دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے
الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۲۹﴾ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ
غرور کرنے والوں کا اور کہا ۲۹ھ پرہیزگاروں کو کیا اتارا
رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هٰذِهِ
تمہارے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ
دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دعا اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ) لا یشارک شیئ فی شیئ وھو تصریح بما مدعی وتخصیص للنتیجۃ عقیب اقامۃ الحجۃ (ابوالسعود ج ۵ ص ۴۴۸)۔ ۲۰ھ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ قال اللہ لا یحب المستکبرین زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ ۲۱ھ توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گویا سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ ۲۲ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ الخ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ یقال قوم بنوا بنیانا وعمدوہ بالاساطین فاتی البنیان من الاساطین بان ضعضعت فسقط علیھم السقف وماتوا وھلکوا الخ

(مدارک ج ۲ ص ۷۰) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ ۲۳ھ تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر مخشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ اہل علم سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوت توحید

موضح قرآن ف چنانچہ پہنچا نیو سے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا الٹا ان پر پڑا۔
فتح الرحمٰن ف ان تمثیل است افساد مکر ایشانرا بابلغ وجوہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ

گھر ہے پرہیزگاروں کا باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ایسا

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ

بدلہ دیگا اللہ پرہیزگاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے کیا کافر اس کے منتظر ہیں

اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

کہ آئیں ان پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ

ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ

ٹھٹھا کرتے تھے اور بولے شرک کرنے والے اگر چاہتا

اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

دیا کرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوت توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیر اللہ کو کارساز اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ۵۲۴ یہ الکافرین کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ تک ارشاد الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ یہ تَتَوَفّٰىهُمُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک شرک پر جمے رہے۔ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے مامور ہیں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ الخ تخویف اخروی ۵۲۵ کفار کا حال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی واخروی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار دیتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا خبر مقدم۔ حَسَنَةٌ مبتدا مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الخ یہ اضافت الٰہی ہے۔ طَيِّبِيْنَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی درآنحالیکہ وہ شرک کی نجاست سے پاک تھے۔ ۵۲۶ تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا ہے مگر اس کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ گذشتہ سرکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَاَصَابَهُمْ الخ وہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے، دعوت توحید کو ٹھکراتے اور بطور استہزاء و تمسخر ان سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کر کے ان کو ان کے مشرکانہ اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر بھی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ ۵۲۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ تا۔ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ شکوہ ہے یعنی ہم نے اس قدر دلائل سے ثابت کر دیا کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غیر اللہ کو مت پکارو مگر یہ احمق ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت اور غیر اللہ کے نام تحریمات نہ کرنے دیتا۔ اس سے پہلے نفی شرک فی التصرف پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الجواب شکوی ہے یعنی یہ کوئی بات نہیں۔ ان سے پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء یوں ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ۱ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت بزرگ بیان قال و حال و مآل اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۲ یعنی عذاب اولا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ
نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہراتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو اسی طرح
فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ
کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ
مگر پہنچا دینا صاف صاف ۝۳۵ اور ہم نے اٹھائے ہیں ۵۲۸ ہر امت میں
رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ
رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ۵۲۹ سرکشوں سے ۵۳۰
فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ
پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی
الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
گمراہی سو سیر کرو ۵۳۱ ملکوں میں پھر دیکھو کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰي هُدٰىهُمْ
انجام جھٹلانے والوں کا ۝ اگر تو طمع کرے ان کو راہ پر لانے کی
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷
تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بہکاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ
اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۵۳۲ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی
يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر سچا لیکن اکثر لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ
نہیں جانتے ۝ اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

ومعالم ج ۴ ص ۱۰) المراد به اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون الله فسمي الكل طاغوتا (كبير ج ۵ ص ۲۵۴) یا طاغوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاغوت هو الشيطان وكل من دعا الى الضلالة (ابوالسعود ج ۵ ص ۲۶۱)

۵۳۰ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ اِن تحوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل عناد اور عناد کی وجہ سے مہر جبار یت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۵۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو منصرف وکارساز جان کر غائبانہ پکارتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر ونشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لامحالہ پورا کرے گا۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الخ اس میں حشر ونشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر و نشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جا سکے کیونکہ جب اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے بپا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخویف اخروی بھی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ ف۲ بڑوں کا وہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سلف ما اجماع کردہ اند و آن بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا
اور تاکہ معلوم کرلیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے ف ہمارا
قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾
کہنا کسی چیز کو ۳۳ جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہو جاتی ف
وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا
اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۳۴ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا
لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو
اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي
بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا
اپنے رب پر بھروسہ کیا ف۱ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے نہ۳۵ بھیجے
رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ
مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
معلوم نہیں ف۲ بھیجا تھا ان کو نشانیاں دیکر اور ورقے اور اتاری ہم نے تجھ پر
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ
یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ
يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ
غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو بڑے فریب کرتے ہیں ۳۶ اس کا
يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

۳۲ مشرکین کے قول لَا يَبْعَثُ مَنْ يَّمُوْتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلمهم سهولة الخلق عليه اى اذا اردنا ان نبعث من يموت فلا تعب علينا ولا نصب فى احيائهم ولا فى غير ذلك مما نحن فيه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۰) ۳۳ مہاجرین کے لئے بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ هم رسول الله واصحابه ظلمهم اهل مكة ففر ابديهم الى الله منهم من هاجر الى الحبشة ثم الى المدينة فجمع بين الهجرتين ومنهم من هاجر الى المدينة (مدارک ج ۲ ص ۲۲۱) اللہ تعالیٰ نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پرشوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا میں اَلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا کی صفت ہے۔ یہ گویا مذکور الصدر اجر و ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور دین اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہہ یا سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہم دعوی توحید کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس دعوی کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔ نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر بھیجے اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ الذين يعرفون معانى كتب الله تعالى فانهم يعرفون ان الانبياء عليهم السلام كلهم بشر (کبیر ج ۵ ص ۴۴۰) ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا الخ ان الہ شبہہ اور ترغیب کے بعد معاندین کو تخویف دنیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے۔ کسی سفر ہی میں عذاب الٰہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ف۲ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ف۳ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمن ف۱ وایں وعدہ متحقق شد وہا جران را بمدینہ جائی داد ۱۲ ف۲ یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ ف۳ یعنی در حق پیغامبران و مومنان ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ
جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے
فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ
سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد ؕ
فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا
سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے انہوں نے وہ جو کہ
خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کی داہنی طرف سے اور
الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ
بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف اور اللہ کو
يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ
سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے
وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ
اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ف ڈر رکھتے ہیں
رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
اپنے رب کا اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف
وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ
اور کہا ہے اللہ نے تم مت پکڑو معبود دو وہ معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي
ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ
آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

۵۳۶ توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ کے قانون تکوینی کے تحت گھٹتے بڑھتے ہیں اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ الفاظ صَا صورۃً مفرد لایا گیا اور مَا معنیً جمع ہے کیونکہ اس سے تمام سایہ دار مخلوق مراد ہے اس لئے اسکی رعایت سے ثمائل جمع استعمال کیا گیا۔ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اس سے ذوی العقول سب مراد ہیں لیکن تغلیباً ضمیر عقلاء کی استعمال کی گئی ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ الخ زمین و آسمان کی ہر جاندار مخلوق اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ الخ فرشتے باوجود قرب و منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔

مِنْ شَيْءٍ کی تنکیر مفید استغراق ہے۔ ۵۳۷ یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تکوینی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کارساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو۔ اِلٰهَيْنِ کے بعد اِثْنَيْنِ اس لئے فرمایا کیونکہ نہی الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعداد آلہہ کی نفی مقصود ہے۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ چوتھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاصِبًا أَیْ دَائِمًا قطربی۔ ربیع بن انس سے منقول ہے وَاصِبًا ای خالصًا (روح) اور اَلدِّيْنُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلدِّيْنُ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبیر العبادۃ وقال عکرمۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واقامۃ الحدود والفرائض وحج البیت (معالم) یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کرو اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہٰذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ یہ زجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب کا کارساز ہے مگر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو اور تم نے غیروں کو کارساز اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔

موضح قرآن ف۱ ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف

ف۲ پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر کھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ ف۳ ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اقامت قرائن ہلاک ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا
ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب
مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾
سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک بتانے
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ
تاکہ منکر ہو جائیں اس چیز سے جو کہ ہم نے ان کو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر
تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
معلوم کر لو گے اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھا ہے جو تم
تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ
بہتان باندھتے تھے اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے
وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ف ٦ اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٥٨﴾ يَتَوٰرٰى
سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ من ہی من گھٹتا رہے چھپتا پھرے
مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ
لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے
عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ
ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں سنتا ہے برا

منزل ٣

٥٢ یہ امتنان ہے بطور زجر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرما دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرما دیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مانی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے مٹی لا کر مریض کو پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہو گیا وغیرہ۔ والفریق ھنا ھم المشرکون المعتقدون حالۃ الرجاء ان الصنم تنفع وتضر وتشفی (بحر ج ٥ ص ٤٠٨) سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آجکل اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ان کی گمراہی تو پہلے گمراہوں سے بھی بدتر ہے۔ وفی الایۃ مایدل علی ان صنیع اکثر العوام الیوم من الجوار الی غیرہ تعالیٰ ممن لا یملک لہم بل ولا لنفسہ نفعا ولا ضرا عند اصابۃ الضر لہم واعراضہم عن دعائہ تعالیٰ عند ذلک بالکلیۃ سفہ عظیم وضلال جسیم لکنہ اشد من الضلال الاول (روح ج ١٤ ص ١٦٦) ٥٥ لام عاقبت کا ہے یعنی ان کے اس رویئے کا انجام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے فَتَمَتَّعُوْا الخ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو اور ناشکری کرو جب تک ایسا کرو گے آخر اپنی تمام بداعمالیوں کا انجام بد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اپنی غلطی معلوم کر لو گے ٥٦ یہ زجر ہے اور اس میں دوسری بار شرکی غلطی کا ذکر ہے۔ یعنی تم غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہو اور ان کی خاطر نذریں دیتے اور تحریمات کرتے ہو۔ اور جو نعمتیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے غیر اللہ کے لئے حصے نکالتے ہو شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو بھر اپنے بدلے ثواب کسی اور کو دلوا دے۔ المراد من ھذا النصیب البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحامی وھو قول الحسن (کبیر ج ٥ ص ٤٧٣) ٥٧ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شرک فعلی کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ ٥٨ یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحٰنَهٗ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی سچی بیٹیاں نہیں مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور رد نہیں کرتا جیسا کہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ کی تفسیر

موضح قرآن ف٦ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مواشی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوا دے ف٧ یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف٦ یعنی پہلے ١٢۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ
فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے آخرت کو ان کی بُری
السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾
مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر اور وہی جو زبردست حکمت والا
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا
اور اگر پکڑے اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر
مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ
کوئی چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک
فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ
پھر جب آپہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور
لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ
نہ آگے سرک سکیں گے ف۶ اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے ف۷
وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ
اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے ف۸
لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ
آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ پڑھائے جاویں گے ف۹ قسم اللہ کی
لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ
ہم نے رسول بھیجے ف۱۰ مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کرکے دکھائے انکو
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ
شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے واسطے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا
عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

منزل ۳

یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں ف۴ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شناعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ڈر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں، مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم وعار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ جملہ صفات کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفۃ السوء وھی الحاجۃ الی الاولاد الذکور وکراھۃ الاناث و وأد ھن خشیۃ الاملاق (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) وھو الغنی عن العالمین والنزاھۃ عن صفات المخلوقین (مدارک ج ۲ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ اَلْعَزِيْزُ فی الاخذ والحکیم فی التاخیر یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور ڈھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے ف۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین کفر وافترا میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا تو اب تک زمین پر کوئی جاندار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہو چکی ہوتی، کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ (مومن وکافر) کسی نہ کسی درجہ میں ظالم وخطاکار ہیں، جب تمام بدکار اور خطاکار لوگ ہلاک کر دیئے گئے تو اب انبیاء ومعصومین کو زمین پر بھیجنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک و بد انسانوں سے خالی ہو گئی تو پھر درندے حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ووجہ الملازمۃ انہ تعالیٰ لو اخذھم بما کسبوا من کفرہ ومعصیۃ لعجل هلاکهم وحینئذ لا یبقی لهم نسل ومن المعلوم ان لا احد الا وفی اٰبائه من یستحق العقاب واذا هلکوا جمیعا وبطل نسلهم لا یبقی احد من الناس وحینئذ یهلک الدواب لانها مخلوقۃ لمنافع العباد ومصالحهم (روح ج ۱۴ ص ۱۸۷) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جا سکتا ہے یہ طلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ف۶ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اجل مسمّٰی (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا

موضح قرآن ف۱ یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینھ بند کرے اس میں جانور بھی مریں ف۲ یہ نکلوایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر قسمیں کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز قیامت میں پڑتے ہیں فتح الرحمٰن ف۳ یعنی رفتہ رفتہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے تاکہ انہیں اصلاح حال کا موقع مل جائے۔ لیکن جب عذاب کا وقت معین آپہنچتا ہے تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ عذاب نہ اجل معین سے پہلے آسکتا ہے نہ اس میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ فَاِذَا کی جزا محذوف ہے ای فاذا جاء اجلھم یعنی بون اور لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ الخ جملہ مستقلہ ہے جو ماقبل کی تفسیر کرتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ یونس حاشیہ نمبر ۶۷۔ **۴۷** یہ وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا الخ کا اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مشرکین کے ایک جھوٹے دعوے کی قباحت وشناعت کو واضح کرنے کے لئے ان کی مذکورہ بالا شرارت کو دوبارہ بیان کیا گیا یعنی ایک طرف تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ پر اتنا بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں حالانکہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں معبودان باطلہ کو شریک کرتے ہیں حالانکہ اپنے دائرہ اختیار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے مَا یَکْرَھُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ من البنات ومن شرکاء فی ریاستھم الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۳) اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہوں گے یعنی اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے۔ آج لَھُمُ الْحُسْنٰی عند اللہ وھی الجنۃ ان کان البعث حقا (مدارک) انکار علیھم فی دعوٰھم معہ ذلک ان لھم الحسنی فی الدنیا وان کان ثم معاد ففیہ ایضا لھم الحسنی (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۹) **۴۸** یہ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُھُمُ الْکَذِبَ میں الْکَذِبَ کا بیان ہے۔ لَاجَرَمَ الخ یہ توبیخ اخروی ہے اور مشرکین کے دعوی باطلہ کا رد ہے یعنی ان کے لئے جنت نہیں بلکہ لامحالہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وَاَنَّھُمْ مُّفْرَطُوْنَ اور انہیں سب سے پہلے دوزخ میں داخل کیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یحمل بھم یوم القیمۃ الی النار ویتبعون فرطا الی یخلدون (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۹) **۴۹** اور جس تخویف اخروی آپ سے پہلے ہم نے اُمم سابقہ کے پاس بہت سے رسول پیغام توحید دے کر بھیجے جس طرح آپکی قوم شیطان کے ورغلانے سے آپ کی تکذیب کر رہی ہے اسی طرح اقوام سابقہ کو بھی شیطان نے بہکایا پھسلایا اور مشرکانہ اعمال کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انہیں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر لگایا۔ لہٰذا قیامت کے دن ان سب کا حامی شیطان ہوگا مگر وہ ان کی ذرہ بھر حمایت نہیں کر سکے گا اور وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ہم نے آپکو کتاب دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید اور حشر ونشر وغیرہ کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ واشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں بیج مارا بقبولے کار نیست۔ **۵۰** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سرسبز وشاداب بنا دیتا ہے۔ سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گوبر اور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور سفید دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور صاف ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے چوپائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں معدہ کے بعد جگر اس کے کار آمد اجزاء اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور گوبر معدہ میں رہ جاتا ہے۔ جگر اس سیال مادہ کو مزید چھاننے کے بعد خون کے اجزاء الگ کر کے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کر کے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں

لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ ۙ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً
کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو
لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی
فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ
پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں
لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ
نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں ۱۴ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں
لَعِبْرَۃً ؕ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ
سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیز دلوں میں سے گوبر اور
وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ
لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے اور
ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْہُ
میووں سے کھجور کے اور انگور کے کہ بناتے ہو اس سے
سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ
نشہ اور روزی خاصی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے
یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ
جو سمجھتے ہیں اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنائے
مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾
پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ف
ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ
پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل راہوں میں اپنے رب کی

موضح قرآن ف یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے ف۲ یعنی انگور کی بیل جو چڑھانے کو

Maktaba Tul Ishaat.com

ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ
صاف رستے ہیں وہ کھی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں
فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۣ وَمِنْكُمْ
دھیان کرتے ہیں ف۱ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ف۲ پھر تم کو موت دیتا ہے اور
مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ
کوئی تم میں سے پہنچایا جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے
بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۷۰ وَاللّٰهُ
پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف۳ اور اللہ نے
فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا
بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ف۴ سو جن کو
الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا
بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ
مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی
اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۷۱ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
نعمت کے منکر ہیں ف۵ اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے
اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہاری ہی جنس سے عورتیں اور دیئے تم کو ف۶ تمہاری عورتوں سے
بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ
بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو ستھری چیزیں

ع ۱۵

کی دلیل ہے کہ شراب رزق حسن نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ الآیۃ سابقۃ علی تحریم الخمر فتکون منسوخۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۷) ف۵۲ شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے۔ ذُلُلًا۔ ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور مطیع اور یہ سُبُلَ رَبِّكِ سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے فرمانبردار ہیں وہ جس راستہ سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کو اڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خط مستقیم میں اڑتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شہد کا رنگ موسمی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفاء ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کر لیں اس میں خطاء ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراک مزاج مریض اور نوعیت مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ شہد کے شفاء ہونے پر قدیم وجدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکبات طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواع رزق اور اقسام مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قادر وحکیم اور منعم ورحیم کے ساتھ غیروں کو صفات کارسازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل وخرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق ومالک اور

موضح قرآن ف۱ یعنی وہ راہیں صاف ہیں اور فتح الرحمٰن اور تفسیر حسینی میں یوں ترجمہ کیا اور چل راہوں میں اپنے رب کی فرمانبردار ہو کر ف۲ تین پتے بتائے برے میں سے بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشاکے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرتؐ کے وقت تک ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی ف۳ یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے ف۴ رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکا کے گرمی اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمٰن ف۵ یعنی بیچ کس نئی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ چوپایوں، پھلوں اور کھیتوں میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ ۵۳ موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلعت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے ہمکنار فرما دیتا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ جس طرح وہ نطفہ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے۔ یہ منکرین قیامت پر احتجاج ہے۔ ۵۴ یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال ھٰذا مثل الالٰھۃ الباطلۃ (ابن کثیر) اللہ تعالیٰ نے رزق اور دنیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولتمند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بیچارے ان کے نوکر اور کارندے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنا لے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفات کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکرا علیھم (ای علی المشرکین) افتم لا ترضون ان تساووا عبیدکم فیما رزقتکم فکیف یرضی ھو تعالیٰ بمساواۃ عبیدہ لہ فی الالوھیۃ والتعظیم (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۹) فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ یہ منفی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفی کان فیستووا (بحر ج ۵ ص ۵۱۵) ۵۵ یہ تمام مذکورہ بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتیوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

۵۶ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ ناشکر گذار انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یستمرون نعمۃ

أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو
يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
نہیں مانتے ف اور پوجتے ہیں ف اللہ کے سوا ایسوں کو جو
لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے
شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف سو مت جوڑیں کرو اللہ کے ف
الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾
مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى
اللہ نے بتلائی ایک مثال ف ایک بندہ پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی
شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ
چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی کہ خاصی روزی سو وہ
يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ
خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَ
سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف اور
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ
بتائی اللہ نے دوسری مثال ف دو مرد ہیں ایک گونگا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا
کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

موضح قرآن ف یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ ہماری سے چنگا کیا یا مٹی دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ف۲ یعنی نہ آسمان سے مینھہ برساویں نہ زمین سے اناج نکالیں ف۳ مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اسی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو اگلے دو مثالیں فرمائیں ف۴ یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سو دے اور جب مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ
اس کو بھیجے نہ کرے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو
يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
حکم کرتا ہے انصاف کے اور وہ سیدھی راہ پر ہے
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ
اور اللہ ہی کے ہاتھ ہیں چھپے آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا
السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
کام تو ایسا ہے جیسے جھپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب اور اللہ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ
ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ
تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ
کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ
احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان
السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
کی ہوا میں کوئی نہیں تھامے رہتا ان کو سوائے اللہ کے اس میں
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ
نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے
بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ
گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اور جن و انس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازق میں ہوں مگر وہ شکر اوروں کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی وانجن والانس فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری (مظہری ج ۵ ص ۲۵۱) ۵۷ یہ بطور زجر دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحق عبادت و دعا ہے مگر یہ مشرکین اس قادر و محسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز و بے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی تو ان کے اختیار میں نہیں۔ ۵۸ یہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیارے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اصل میں مالک و مختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودان باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تجعلوا معی الٰہا غیری فانہ لا الٰہ غیری (روح ج ۱۴ ص ۱۹۴) شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجتے ہو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر بھروسہ نہیں کرتا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں" ۵۹ تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان

موضح قرآن ف یعنی خدا کے دوسرے ایک بات تمام ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتاوے ہم اوں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اسکے ۳ یعنی ایما لانے میں بھلے اگتے ہیں معاش کی فکر سے سوء فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑنے جانور اوپر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ۱۲ مترجم کو بعد حاصل این دو مثل آنست کہ آنچہ در عالم تصرف ندارد باخدا برابر نمیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست وچنانکہ گنگ بی تمیز با صاحب ہدایت و اقتدار برابر نیست واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ
دیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا
اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بیڑیوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے
وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا
اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک ف۱ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے
خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا
بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں
وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ
اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۲ اور کرتے
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
جو بچاؤ ہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
تاکہ تم حکم مانو ف۳ پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
کھول کر سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر
يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ
منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن
نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ
کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں گواہ ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا
منکروں کو ف۴ اور نہ ان سے توبہ لی جائے گی اور جب

کی ہے وہ صحیح نہیں۔ تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں۔ پہلی مثال۔ ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم و کرم پر ہو، اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو۔ اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور جسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو۔ اب تم خود ہی بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک بااختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اسکے مملوک و محکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ﴿۶۰﴾ یہ دوسری مثال ہے۔ دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں۔ گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جدھر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجا لا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل و انصاف متقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراپا خیر و برکت ہیں۔ یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودانِ باطلہ میں فرق ہے۔ معبود حق مالک و مختار اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود شخص عاجز و بے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکار سے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں۔ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ اَبْكَمُ کے مقابلہ میں ہے اور وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ الخ یعنی باقی تینوں صفتوں کے مقابلہ میں ہے۔ ﴿۶۱﴾ واؤ تعلیلیہ ہے اور اس میں دعوائے توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے۔ اگر واؤ استینافیہ ہو تو یہ دوسرے دعوے کا بیان ہوگا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ تخویف اخروی ہے۔ قیامت برپا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں، جب اسکا معین وقت آجائے گا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر و زبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿۶۲﴾ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اس وقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور غیر اللہ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الٰہی کی تحصیل میں خرچ کرو۔ اجتلاب لعلم والعمل بہ من شکر المنعم وعبادتہ والقیام بحقوقہ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۰) ﴿۶۳﴾ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کو مختلف قوتیں بخشی ہیں اسی طرح اس نے پرندوں

موضح قرآن ف۱ اون بھیڑ کی پشم بیریوں سے یعنی اونٹ کی پشم۔ ف۲ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ف۳ حکم مانے یعنی بولنے کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی واسے سردی نیز ۱۲ ف۲ و آن نبی آن قوم باللہ ۱۲ ف۳ یعنی تا عذر خود نکنند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ
دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا ان سے
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
اور نہ ان کو ڈھیل ملے اور جب دیکھیں مشرک لوگ
شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ
اپنے شریکوں کو وہ بولیں اے رب ہمارے یہ شریک ہیں جن کو
كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْٓا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات
اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ
کہ تم جھوٹے ہو اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہو کر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ
اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھاویں گے عذاب پر
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ
عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم
فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ
ہر فرقہ میں اللہ بتلانے والا ان پر انہی میں کا اور
جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
تجھ کو لاویں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّ
کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

النحل ۱۶

منزل ۳

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کے تابع ہیں۔ ۶۴ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ چوپائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، نمدے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ ۶۵ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غار بنا دیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفانِ باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونی اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سایوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی وہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جا سکتی ہے۔ تَقِيْكُمُ بَاْسَكُمْ لوہے کی زرہیں جو جنگ میں پہنی جاتی تھیں تاکہ بدن پر تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ یہ ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم (نعمت دینے والے) کو پہچانو، اس کا شکر بجا لاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو اور اسی کو متصرف و کارساز سمجھ کر حاجات میں پکارو۔ یعنی لعلکم یا اهل مكة تخلصون لله الوحدانية و الالوهية والعبادة والطاعة وتعلمون انه لا يقدر على هذه الانعام والا الله (خازن ج ۴ ص ۱۰۸)

۶۶ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد هذه الدلائل الواضحة والبينات القاهرة فلا تبعة لهم یعنی یہ معاندین اگر ایسے واضح دلائل و بینات کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانیں تو تف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔ صاحب مدارک نے فلا تبعة عليك جزامقدر مانی ہے ای فلا تبعة عليك وفي ذلك لان الذي عليك هو التبليغ الظاهر وقد فعلت (مدارک ج ۲ ص ۲۲۸) ۶۷ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود عملاً ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور از راہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے معبودان باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای يجحدون ان الله تعالىٰ هو المسدي اليهم ذلك وهو المتفضل به عليهم ومع هذا ينكرون ذلك ويعبدون من بعد غيره ويسندون النصر والرزق الى غيره (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۰) ان کے دلوں پر مہر جہالت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہوگا نہ امتنان کا

میوہ فتح قرآن ف جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ نہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پوجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔
فتح الرحمٰن ف یعنی معبودان باطل خود را ۱۲ ف و آن نبی آن قوم باشد ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا
وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
اور بھلائی کرنے کا اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ
یاد رکھو اور پورا کرو عہد اللہ کا جب آپس میں عہد کرو
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ
اور نہ توڑو قسموں کو پختا کرنے کے بعد اور تم نے
جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن اللہ جانتا ہے جو تم
تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا
کرتے ہو اور مت رہو جیسے وہ عورت کہ توڑا اپنا سوت اس نے کاتا ہوا
مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا
محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دغا دینے کا بہانہ
بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا
ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے فرقے سے یہ تو
يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا
اللہ پرکھتا ہے تم کو اس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ
میں تم جھگڑ رہے تھے اور اللہ چاہتا تو کر دیتا تم سب کو

۵۶۸ تخویف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں مانتے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطور گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوت حق کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس دن ان منکرین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ الخ انبیاء علیہم السلام کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نہ ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دی جائے گی۔ ۵۶۹ قیامت کے دن جب مشرکین ان خاصان خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ فَاَلْقَوْا الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بتا رہے ہو نہ ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۵۷۰ قیامت کے روز مشرکین سراگندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہوں گے اور جن خود ساختہ حمایتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ملنے دیتے تھے انہیں دوگنا گنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مخلوق خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ اِی عذابًا بکفرھم و عذابًا بصدھم عن سبیل اللہ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۶)

۵۷۱ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے بیان امر زائد من انفسھم یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِكَ الخ اور آپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اقول کما قال العبد الصالح الخ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک

موضح قرآن ف غیر کے مقدمہ میں انصاف چاہیئے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ف۲ کوئی قول دیکھو فائدہ اس واسطے کہ بزرگ سے اور کمزور کو چڑھائے یا اللہ نے آزمانے کو بھلا خواب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کواتی کہ جڑ اول دوں گی اقبال کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نام اور قسم مذکور کردہ ایذا ف۲ یعنی برائے منفعت دنیا تا مال و منال زیادہ بدست آرد ف۳ مترجم گوید مراد تحریم یمین غموس و حاصل حل آنست کہ اعمال خود را حبط عمید چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کرد و اللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ یمین غموس حبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
ایک ہی فرقہ کردیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾
جس کو چاہے اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے ۱۵
وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ
اور نہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو دھوکا آپس میں کہ ڈگ نہ جائے کسی کا
قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا
پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ
صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ
تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو پڑا
عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
عذاب بڑا اور نہ لو تھوڑا سا اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾
بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ۱۶
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ
جو تمہارے پاس ہے تمام ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم بدلہ دیں گے
الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا
صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
کرتے تھے جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
اور وہ ایمان پر ہے تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی ۱۷ اور بدلے میں دینگے ان کو

بندے عیسیٰ علیہ السلام دیں گے یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ الآیہ یعنی جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے۔ لفظ شَهِيْدًا کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲ جلد ۱ صفحہ ۵۷۲ پہلے حصہ میں نفی شرک فی التصرف پر چھ دلائل عقلیہ اور ایک دلیل نقلی کے بعد یہ دلیل وحی ہے۔ یعنی ایک طرف تو عقل سلیم کی واضح شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے مبعوث کئے گئے اور یہ مسئلہ ضروریہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے جس میں عقائد سے لے کر اعمال تک اور اخلاق سے لے کر معاملات تک کے بارے میں تمام بنیادی اور ضروری احکام بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے یعنی ما کان وما یکون اور حضور علیہ السلام قرآن مجید کو کماحقہ سمجھتے تھے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان وما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال اس پر مبنی ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہو اور یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ میں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے۔ اور اس سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ تبیانا لکل شیء من امور الدین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) قال مجاھد تبیان الحلال والحرام (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۴) لکل شیء یحتاج الیہ من الامر والنہی والحلال والحرام والحدود والاحکام (معالم ج ۴ ص ۱۱) تبیانا لکل شیء یعنی من امور الدین (خازن) والمراد من کل شیء علی ما ذھب الیہ جمع ما یتعلق بامور الدین (روح ج ۱۴ ص ۲۱۰) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیء) یتعلق بامور الدین (ابوالسعود ج ۵ ص ۵۰) قال الزمخشری المعنی انہ بین کل شیء من امور الدین الخ (بحر ج ۵ ص ۵۲۰) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیء) یحتاجون الیہ من امور الدین (جامع البیان ص ۲۳۵)

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مفسرین کرام (شکر اللہ مساعیہم) نے یہاں لفظ کُلّ استغراق اضافی پر محمول کیا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا لہٰذا مبتدعین کا استدلال باطل ہے اور اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام احکام دین کا بیان ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احکام قرآن میں صراحۃً مذکور ہیں اور کچھ بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موضح قرآن ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بدخوئی سے نہ مارے کفران باتوں سے ملتا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے ۱۲ یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کرو کہ کفر میں لانے والے تک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے ۱۲ پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑ نیکا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑ نیکا یعنی مال کی طمع سے حکم شرعی کے خلاف نہ کرو وبال لاویگا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔

فتح الرحمٰن ۱۵ مترجم گوید در جاہلیت عہد کردہ و قسم خوردہ و نذر کردن سبب آنست کہ کافران من بعد قبول ایشان را معتبر ندانند و بایشان صحبت ندارند بلکہ مسلمانان در شبہہ افتند واللہ اعلم ۱۲ ۱۶ یعنی دنیا نعمت دیتا ہم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ
جن کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف سو جب تو پڑھنے لگے
الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٨﴾
قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے
إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى
اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٩٩﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی پر ہے جو
يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٠﴾ وَإِذَا
اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں ف اور جب
بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۙ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ
بدلتے ہیں ف ایک آیت کی جگہ دوسری ف اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اتارتا ہے تشہ
قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾
تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں ف
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ
تو کہہ اس کو اتارا ہے پاک فرشتے نے تشہ تیرے رب کی طرف سے بلا شبہ
لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٢﴾
تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے ف
وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۗ
اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں تشہ اس کو تو سکھاتا ہے ایک آدمی
لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا

جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن

ع ١٣ ١١ ١٥

جیسا کہ فرمایا مَا أَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا ۱۲ دلائل توحید اور تخویفات دنیوی یا اخرویہ کے بعد عذاب سے بچنے کا علاج بتایا کہ شرک نہ کرو انصاف کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ، ظلم و عدوان سے اجتناب کرو، احسان و تفضل سے کام لو، بے حیائی اور برے کاموں سے باز آجاؤ۔ اگر تم ان امور پر عمل کرو گے تمہارے دلوں میں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوگی جو آخر تمہاری استقامت کا باعث ہوگی اَلْعَدْلِ سے مراد توحید ہے العدل التوحید قَالَهُ ابن عباس قرآن مجید کی یہ آیت اس قدر جامع ہے کہ اس میں تمام ابواب خیر اور تمام ابواب شر کو جمع کر دیا گیا ہے قال ابن مسعود هذه اجمع آية في القرآن لخير يمتثل و لشر يجتنب (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۳۵) قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب دینے کا ذکر ہو وہاں دفع عذاب کے لئے تین امور بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اس سورت میں اہل مکہ کے لئے عذاب کی دھمکی تھی اس لئے امور ثلاثہ کو ذکر کیا گیا۔ ۹۷ یہاں عہد سے ایمان و اسلام کا عہد مراد ہے جو ہر آدمی اسلام قبول کرتے وقت یا بالغ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اسلام کے تمام احکام و حدود کی پابندی کرنا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر دین اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس عہد بیعت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔ عن ابن عمر كنا اذا بايعنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم على الاسلام قال لنا فيما استطعتم (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۴، صدا ج ۲ ص ۲۷۳) بَعْدَ تَوْكِيدِهَا یعنی اپنے عہدوں کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے۔ ۹۸ یہ عہد توڑنے والوں کے لئے تمثیل ہے۔ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں خلل تھا وہ سوت کاتتی تھی پھر کاتنے کے بعد سوت کو نوچ ڈالتی (ابن کثیر) فرمایا عہد کو توڑنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ کم عقل عورت سوت کات کر توڑ دیتی تھی۔ اَنْكَاثًا مکرر سے مکرر یہ عَزْلِهَا سے حال ہے۔ تَتَّخِذُونَ۔ لَا تَكُونُوا کے فاعل کا حال ہے۔ دَخَلًا سے مراد غدر و خیانت ہے اور یہ تَتَّخِذُونَ کا مفعول ثانی ہے۔ (روح) اَنْ تَكُونَ ای بسبب ان تکون (مدارک) امۃ اول سے جماعت مشرکین اور امۃ ثانی سے جماعت مؤمنین مراد ہے آدمی تعداد اور مال و دولت میں زیادہ، ازیں علت داد و فرمان داد (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فراوانی مال و زر کی وجہ سے اپنے عہد و میثاق کو اپنے بھائیوں سے غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ۔ المعنى لا تغدروا بجماعة بسبب ان تكون جماعة اخرى اكثر منها و اعز بل عليكم الوفاء بالايمان (روح ج ۱۴ ص ۱۲۶) ۹۹ کفار کو کثرت مال عطا کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ کسی قوم کی کثرت

موضح قرآن ف۱ اچھی زندگی قیامت کو دلاویں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور راحت میں ف۲ دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے رجوع نہ ہو وہ اور سر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اس کا کلام ہے اور اسی کے نام ہیں ف۳ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا یعنی یہ وحی اس وقت کے موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو لوگوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ ف۴ یعنی ہر حال میں اسکے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر ویسی خوبی سنوارے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یک آیت را بآیت دیگر نسخ کنیم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تعداد اور دولت تمہارے لئے عہد شکنی کا باعث نہ بنے کیونکہ یہ ایک آزمائش ہے جس سے تمہارا امتحان مقصود ہے کہ کون اپنے عہد پر قائم رہتا ہے اور کون عہد کو توڑتا ہے۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمُ الخ قیامت کے دن تم پر خوب واضح ہو جائے گا کہ عہد توڑ کر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ ۷۷ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، ان میں کوئی اختلاف نہ ہوتا اور سب ہی اللہ کے عہد پر قائم ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ ان میں کون ضد کرتا ہے اور کون اللہ کی طرف انابت اور رجوع کرتا ہے۔ وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ چنانچہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں انہیں ہدایت کی توفیق نہیں ملتی وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور جو لوگ نیک نیتی سے حق کی جستجو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور انہیں قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے۔ ۷۸ امر زائد مرتب کرنے کے لئے مضمون مذکور کا بصورت نہی اعادہ کیا گیا۔ نیز اعادہ سے تاکید مقصود ہے اپنی قسموں اور اپنے عہدوں کو غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ اس (عہد شکنی) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے پاؤں دین اسلام کی راہ سے پھسل جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ عہد بیعت توڑ کر دوبارہ کفر میں چلے جائیں گے انکا یہ عمل دوسروں کے لئے بھی بیعت توڑ کر اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہوگا اس لئے تمہیں دنیا اور آخرت میں اس عہد شکنی کا سخت ترین عذاب جھیلنا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں عہد اور ایمان سے مراد عام نہیں بلکہ بیعت اسلام کا عہد مراد ہے کیونکہ اتنی سخت وعید ترک اسلام پر ہی ہو سکتی ہے، اور اس کے بعد مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ الخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عہد اسلام مراد ہے۔ ۷۹ اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کی ظاہری شان و شوکت، مال و دولت اور افراد کی کثرت کو دیکھ کر عہد اسلام کو مت توڑو کیونکہ یہ دنیا کا تمام ساز و سامان اور مال و دولت آخرت کے مقابلے میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہے۔ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہاری جو قدر و منزلت اور تمہارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ اس دنیوی مال، سامان اور عیش سے کہیں بہتر ہے۔ ۸۰ دنیا کی حقیر کا بیان مقصود ہے یعنی دنیوی ساز و سامان کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ آخرت کی فکر کرو۔ کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی اور ختم ہو جانیوالی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں منکرین کے لئے جو عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے جو ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا جو لوگ دنیا میں عہد اسلام پر قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے احکام و حدود کی پابندی کریں گے آخرت میں ان کے تمام اعمال کا انہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولت دنیا

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

زبان عربی ہے صاف ف وہ لوگ جن کو شبہ اللہ کی باتوں پر یقین

اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف جھوٹ تو

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

وہی لوگ جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہوا اللہ سے شبہ یقین لانے

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

کے ف مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اس پر غضب ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے ف یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دنیا کی شے زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

لوگوں کو ف یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

آنکھوں پر اور یہی ہیں بیہوش خود ظاہر ہے کہ

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ

موضح قرآن ف۱ ایک شخص کا غلام رومی نصرانی کے مرنے تھا حضرت کے پاس آبیٹھتا صحبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے ف۲ یعنی جتنا سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں ف۳ پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہے سن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہلوا دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر مرنا قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ف۴ اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا
انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ يَوْمَ تَاْتِيْ
بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف جس دن آئے گا

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
ہر جی جواب وسوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا پائے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً
اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف اور بتلائی اللہ نے ۳ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ
تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ
پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے ف اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ
رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا
گنہگار تھے ف سو کھاؤ ۴ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ
اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

قلیل وحقیر ہے۔ (۲) اس کی دنیا سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور اول عَاقِبَةُ كُفْرِهِمْ سے اور دوم وَبَالُ سُوْٓءِ سے اور سوم وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ **۸۱ھ** جو مرد وزن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہوگی کیونکہ مؤمن موحد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر وقناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہانِ دنیا کو تخت وتاج اور بے شمار سامانِ تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حَيٰوةً طَيِّبَةً سے اخروی زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور پر لطف ہونا کسی تشریح وتوضیح کا محتاج نہیں۔ والمراد بالحياة الطيبة الحياة التي تكون في الجنة إذ هناك حياة بلا موت وغنى بلا فقر وعز بلا سقم وملك بلا هلاك وسعادة بلا شقاوة (روح ج ۱۴ ص ۲۰) **۸۲ھ** یہ دلیل وحی یعنی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریات دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکور الصدر امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرمانے لگیں تو اس کی ابتدا میں شیطان سے استعاذہ ضرور کرلیا کریں کیونکہ دورانِ تلاوت وسوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی مکر وفریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے ورغلانے اور وسوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو وسوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ یہ میں بار سببیہ ہے والمعنى بسببه ..... اى من اجل من اجل حمله اياهم على الشرك بالله صاروا مشركين (کبیر ج ۵ ص ۲۱۹) تلاوتِ قرآن سے پہلے استعاذہ کے مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ **۸۳ھ** یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی وسوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام ابتداء میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

موضح قرآن ف لگے میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچ گئے تھے بازبانی لفظ کہہ لیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی ایک بزرگ تھے عمار ان کے باپ یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھانے مرگئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں ف یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ ف ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا مکہ کا کہ پہلے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہتے ف یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمٰن ف ایں قصہ اجمالی انتزاع کردہ شدہ است از قصہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار ولہٰذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہ در یک سیاق ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ
بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو شے اپنی زبانوں کے
الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان
الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
باندھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں شے اللہ پر
لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾
ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے
وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ
اور جو لوگ شے یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سنا چکے
وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ
اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف پھر بات یہ ہے
اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ
کہ تیرا رب شے ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اس
بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
کے پیچھے اور سنوارے اپنے کام سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا
رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ
مہربان ہے ف اصل میں تو ابراہیم تھا شے راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف کا
وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ
اور نہ تھا شرک والوں میں وہ شکر حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

منزل ۳

جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مفتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افترا کرتے ہیں۔ **۸۸** یہ فَاِذَا قَرَاْتَ سے متعلق ہے قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات واستقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جائیں ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

موضح قرآن ف سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ف۲ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ف۳ یعنی حلال اور حرام میں اصل علت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حنیف آنرا گویند کہ حج وختنہ وغسل جنابت میکردہ باشد واللہ اعلم ۱۲۔

۸۵ یہ جواب شکوی ہے اور شبہ بادنی کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افترا نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب منسوخ کے بجائے ناسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیبلوھم ایا لنسخ حقوا قالوا فیہ ھو الحق من ربنا انا الحکمۃ انہ حکیم لا یفعل الا ما ھو حکمۃ وصواب حکم لہم بثبات القدم وصحۃ الیقین وطمانینۃ القلب (مدارک ج ۲ ص ۲۳۱) **۸۶** یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے مکہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بلعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن توصاف، شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا یہ طعن کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض ازراہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت معقول دیا گیا۔ **۸۷** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افترا روی تخلص کر سکتا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ كَفَرَ الخ شرط ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ اس کی جزاء مقدر ہے جس کی تقدیر پر مَنْ شَرَحَ الخ کا جواب والا ہے۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ جزاء مقدر کے مضمون سے مستثنیٰ ہے وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ الخ قبل سے استدراک ہے اور فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ الخ مَنْ شَرَحَ کا جواب ہے۔ (مدارک، روح، بحر) یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور منہ سے کلمہ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے البتہ جس شخص کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر اس سے کلمہ کفر کہلوایا جائے مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ غضب الٰہی سے مستثنیٰ ہے البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ اور کفر کو صحیح سمجھ کر اس کا اقرار کیا ہو اس پر اللہ کا غضب بھی ہوگا اور اس کے لئے شدید ترین عذاب ہے۔

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا
اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اس کو دنیا میں
حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ
خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا
کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں سے
جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ
کا دن جو مقرر کیا تھا سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کر دیگا
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى
ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے تو بلا اپنے
سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ
رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس
هِىَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ
طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھٹک گیا اس کی راہ اور وہی
اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ
بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں ف۱ اور اگر تم بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی
بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ
جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف۲ اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے
اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾
اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

۸۹ شرح صدر کے ساتھ کفر کو قبول کرنے پر یہ سزا اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور بوجہ عناد انہیں ہدایت کی توفیق بھی نصیب نہ ہوگی۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ ان کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے کے لئے دل، سننے کے لئے کان، اور دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں مگر انہوں نے ان سے کام نہ لیا اور ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اور ان کو ہدایت کی توفیق سلب کر لی۔ یہ لوگ وسائل علم کو استعمال نہ کرنے کی بنا پر حق سے بالکلیہ غافل ہیں اور آخرت میں ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ **۹۰** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور یہ مہاجرین اور مجاہدین کیلئے بشارت اخروی ہے۔ یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ جن لوگوں نے محض دین حق کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور وطن سے بے وطن ہوئے، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بڑا ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ **۹۱** یہ ظرف غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے متعلق ہے۔ نصب علی الظرفیۃ بوجیہ (روح ج ۱۴ ص ۲۴۷) اور یَوْمَ سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت کے دن جب کہ ہر شخص اپنی نجات کے لئے کوشش کر رہا ہوگا اور اپنے دفاع میں مصروف ہوگا اور جس ان ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا و سزا دی جائے گی اور کسی پر بھی ظلم نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ مہاجرین و مجاہدین فی سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ **۹۲** قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئی عجیب اور عبرت یہاں آخری معنی مراد ہے۔ لغت میں

موضح قرآن ف۱ دنیا کی خوبی آسودگی اور فضیلت سارے جہان میں ف۲ یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق ان کے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخر یہ حکم بھی ف۳ اسی ملت پر آئے ف۴ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ف۵ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قصہ نہ بڑھے ف۶ پہلے تو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی یہود بحث میکردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدا تعالیٰ روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند خدا تعالیٰ تعظیم روز شنبہ باین سبب بر ایشان واجب گردانید واللہ اعلم ۱۲۔

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ضَرَبَ بمعنی جَعَلَ، قَرْیَۃً مع صفت جعل کا مفعول اول مؤخر مثلاً مفعول ثانی مقدم یعنی کر دیا اللہ نے مکہ کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا یہاں سے وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک سورت کی ابتدا یعنی اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے متعلق ہے ابتدائے سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قریۃ سے مکہ مکرمہ مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا بھیجا ہوا پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی تکذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتے کا مردار اور گوبر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ لَمَّا ابتلوا بالجوع سبع سنین وقطع العرب عنهم المیرة بأمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکلوا العظام المحرقة والجیفة والکلاب المیتة والجلود وهو الوبر یعالج باللہ م (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۵) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بددعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْئَتَكَ عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ (روح ج ۱۴ ص ۱۳۶) مشرکین مکہ بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابوسفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قرابت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفو و درگذر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بتقاضائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو ان کے غلہ پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی) مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصہ دوم — نفی شرک فعلی

اس حصہ میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہٰذا اب فکلوا سے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آجاؤ۔ اس میں تحریمات غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال و طیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورۂ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ ص ۲۹۸ یہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودان باطل کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجا لاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ **۹۴** اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے مردار، دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون)، خنزیر اور۔ نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ بقرہ حاشیہ ص ۲۱۴ ج ۱۔ **۹۵** یہ ماتصف پر متفرع ہے بخلاف وتقولوا علیہ مرتب هٰذَا حَلٰلٌ یہ نذر غیر اللہ پر اور هٰذَا حَرَامٌ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افترا ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریم انما هو للہ عزوجل ولیس لاحد ان یقول او یصرح بهذا فی عین من الاعیان الا ان یکون البادی تعالیٰ یخبر بذلک عنه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۶) لہٰذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محللات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ انهم کانوا یحرمون البحیرة والسائبة والوصیلة والحامد وکانوا یقولون مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا فقد زادوا فی المحرمات وزادوا ایضاً فی المحللات وذلک لانهم حللوا المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ تعالیٰ فاللہ تعالیٰ بین ان المحرمات هی هذه الاربعة وبین ان الاشیاء التی یقولون ان هذا حلال هذا حرام کذب افتراء علی کبیر ج ۱۰ ص ۱۹۶) **۹۶** اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ۔ تا۔ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ پر افترا کرتے اور خواہش نفس سے از خود تحریمات کرتے ہیں وہ آخرت میں فلاح نہیں پائیں گے اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ **۹۷** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہود پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں تھیں تو حلال مگر ہم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ چانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ سے سورۂ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الآیۃ (انعام ۱۴۶) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ اور یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور سورۂ نساء (ع ۲۲) میں فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ **۹۸** شُكْرَ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکلیہ ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہ اب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آجائیں اور اعمال صالحہ بجا لائیں تو اللہ تعالیٰ ایسے

Maktaba Tul Ishaat.com

تو بیان ہے کہ ان کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دے گا۔ السُّوْءَ سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ السوء الشرك قاله ابن عباس رض (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۵)۔

خاتمہ

۹۹ھ جب دونوں قسموں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریقہ پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمَّةً بروزن فُعْلَةً بمعنی مفعول ہے ای ما موما اور تاء مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمَّةً یعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عند علیہ السلام من الخیر ما کان عند امة ومعنی جماعة الکثیرة ... وقیل الامة ههنا فعلة بمعنی مفعول کالرحلة بمعنی المرحول (روح ج ۱۴ ص ۲۵۴) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِتًا لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَنِيْفًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دین توحید کو ماننے والے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ہر قسم کا شرک (شرک فی التصرف اور شرک فعلی) کرنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اللہ کی نعمتوں کا انکار اکرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَبٰىهُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمالیا اور صراط مستقیم (راہ توحید) کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا میں ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ ۱۰۰ھ دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آجاؤ۔ ۱۰۱ھ یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملت ابراہیمی کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجالاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فيه على نبيهم حيث امرهم بالجمعة فاختاروا السبت وهم اليهود (روح ج ۱۴ ص ۲۵۴) حضرت شیخ فرماتے ہیں فِيْهِ میں فی بمعنی لام اجلیہ ہے ای اختلفوا لاجل تعظيم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا ۱۰۲ھ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و محکمہ جن سے دعویٰ خوب واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انذار کے ساتھ ترغیب و تبشیر بھی ہو۔ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نفع و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوت توحید پیش کرتے رہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پرواہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ یعنی انما عليك يا محمد تبليغ ما ارسلت به اليهم ودعائهم بهذه الطرق الثلاثة وهو اعلم بالفريقين الضال المهتدي فيجازي كل عامل بعمله (خازن ج ۴ ص ۱۲۵)۔ ۱۰۳ھ اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ ۱۰۴ھ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے من طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے عناد و ہٹ دھرمی پر رنجیدہ رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجالائیں یا محسنین سے مخلصین مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام تگ و دو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ ای هو ولي الذين اجتنبوا السيئات ووفى العاملين بالطاعات قيل من اتقى في افعاله واحسن في اعماله كان الله معه في احواله ومعينه نصرة في المامور وعصمة في المحظور (مدارک ج ۲ ص ۲۳۶) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجۂ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لامحالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہٰذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ نحل میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔
۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۳۔ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ تا ۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ (۱۶) نفی شرک فی التصرف۔
۴۔ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ (۱۹) نفی شرک فی العلم۔
۵۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ (۲۳)
۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۝ مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔
۷۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ (۴۸) ۔ تا ۔ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ (۵۲) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ نفی شرک فعلی۔ دیا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذریں غیر خدا کی دیتے ہیں۔
۹۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (۶۵) ۔ تا ۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَیْئًا وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ (۷۳) نفی شرک فی التصرف۔
۱۰۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا ۔ تا ۔ وَهُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تمثیل برائے معبود برحق و معبود باطل۔
۱۱۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (۷۷) نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
۱۲۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۔ تا ۔ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۱۳۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ ۔ تا ۔ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ (۸۶) نفی شرک فی التصرف والاختیار۔ مدعومہ غائب قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔
۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۔ تا ۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (۱۱۵) نفی شرک فعلی۔
۱۵۔ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً ۔ تا ۔ وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (۱۲۰) نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی۔
۱۶۔ مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تکالیف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعوی توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔
۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

(آج بتاریخ ۷ جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر ۴۵ منٹ پر سورۂ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید السادات وعلی آلہ وصحبہ مادامت الارض والسموات)

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۷ سُورۂ بنی اسرائیل

ربط : سورۂ بنی اسرائیل کو سورۂ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نحل یعنی شہد کی مکھی الہام الٰہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کارساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان تو لیتے لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کرکے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

معنوی ربط : سورۂ نحل میں مشرکین کے مطالبۂ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہ فساد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین قحط میں مبتلا کر دیا جس کا سورۂ نحل کی آیت ذیل میں ذکر کیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً الخ (ع ۱۵) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرکانہ اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان سے قحط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھا لینے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جحود پر اڑے ہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (رعد ع ۱)

اب سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزہ اسراء دکھا دیا ہے۔ اگر عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہیں مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تخویف کیلئے ہی دکھلائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنت جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قوم ثمود نے معجزۂ ناقہ دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اور قوم فرعون نے معجزۂ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔

خلاصہ : اس سورت میں معجزۂ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ معجزۂ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تخویف ہے۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۔ تا ۔ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (ع ۲) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمٰن کہہ کر۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ میں پکار کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکارو تاکہ صحابہؓ کو تعلیم ہو جائے۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ الخ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اس لئے کہ تمام صفات کارسازی کا مالک وہی ہے اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیات توحید دس اور آیات معجزہ پانچ ہیں۔

آیاتِ توحید | ایک دلیل وحی — تین دلائل نقلیہ — چھ دلائل عقلیہ

دلیل وحی : سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ الخ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای سبحوا سبحانَ اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا۔ کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے۔

دلائل نقلیہ : (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب تورات نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بناؤ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو۔

(۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ — تا — كَانَ مَحْذُوْرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

(۳) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ — تا — وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو کو مانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرتے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے۔

دلائل عقلیہ : (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

(۲) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ — تا — وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (ع ۲) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبر سب کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے

Maktaba Tul Ishaat.com

لائق بھی وہی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ ـــ تا ـــ خَبِيْرًا بَصِيْرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل۔ رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرتا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور پھر خبیر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضاجوئی کیلئے نذریں منتیں دو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۴) توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا، مخلوق سے مصائب و مضرات دفع کرنا اور ان کی حاجات مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کارسازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ ـــ تا ـــ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (ع ۷) دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گذار کر کنارے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا اس قادر و رحیم کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ ـــ تا ـــ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (ع ۱۰) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو، فرشتو اور جنو! اگر رحمت خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بخل سے کام لینے لگو گے اور مخلوق خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔

آیاتِ معجزہ یا آیاتِ تخویف

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى (الخ ع ۱) معجزۂ اسراء اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہ بھی سات آسمانوں تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔ مشرکین مکہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ (الخ) معجزۂ اسراء کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزۂ اسراء ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (الخ ع ۶) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر جب انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ (الخ) یہ معجزۂ معراج بھی ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ (الخ) مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں، ان کے معبودان باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنا لیتے۔ مشرکین نے تو راہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسراء دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی اپنی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا (الخ) گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے شہروں سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى (الخ ع ۱۲) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور مسئلہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیگر قوم فرعون کے پاس بھیجا قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب معجزۂ اسراء کے بعد اگر مشرکین مکہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

معجزۂ اسراء دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ ماننے پر چونکہ عذاب کی تخویف سنائی گئی اس لئے رکوع ۳ و ۴ میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ امر اول وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں ذکر کیا گیا اور وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ـــ تا ـــ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا میں امر ثانی کا ذکر کیا گیا اور وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ـــ تا ـــ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا میں امر ثالث کا ذکر کیا گیا۔ مسئلہ توحید کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کے شروع میں اور پھر آخر میں بڑی شدت کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا۔ امور ثلاثہ کے شروع میں فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور آخر میں فرمایا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرمادی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو بھڑکا کر انکے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ شیطان چونکہ انسان کا پرانا دشمن ہے اس لئے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا (الخ) میں قصۂ آدم و ابلیس بیان کر کے بنی آدم کو اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزۂ اسراء اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر تم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبادا وہ مکر و فریب سے تمہارے دلوں میں شبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزۂ اسراء کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (الخ) میں امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلنا رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الخ) اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مختصر خلاصہ

عذاب قحط ہم نے اٹھا لیا ہے اور اب تمہارے مطالبے کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزۂ اسرار ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ معجزۂ اسرار چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ اول آیات توحید دوم آیات معجزہ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزۂ اسرار ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ یعنی حاجات میں جب بھی پکارو صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اُس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ الخ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ دلیل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کمال سازی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

آیات توحید

ایک دلیل وحی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ سے ذکر کی گئی۔

دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ تین ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ الخ دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ الخ سوم آخر میں علماء اہل کتاب سے اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ (۱۲ع)

دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں۔ (۱) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے۔ (۲) وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ سارا نظام شمسی اللہ کے تصرف میں ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۳) اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ (۳ع) تمام کارزق چونکہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے۔ (۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۴ع) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ (۵) رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ (۸ع) سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تکوینی احکام نافذ ہیں لہٰذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے۔ (۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ (۱۰ع) ساری کائنات کا رب اور جج واحد اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے۔

آیات معجزہ

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی الخ مسئلہ توحید کی خاطر معجزۂ اسرار پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ معجزہ اسرار کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزۂ اسرار دکھایا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (۶ع) یہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ نرم کر لیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسرار کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

(بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلاں دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔

اگر بحرمت فلاں کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ شرکیہ نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں تردید شرک و بدعت سے پُر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آگئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کر دے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کرے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۂ آل عمران میں واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ اور سورۂ انعام میں پارہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاھدین ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل شہید اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگان دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہٰذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا، بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبادت سے خالی ہیں ——— ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم

Maktaba Tul Ishaat.com

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّاَرْبَعُ عَشْرَةَ رُكُوْعًا

سورہ بنی اسرائیل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو رات رات مسجد

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَ

تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اللہ اور

اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ

دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی

اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲

اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا

تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو بٹھایا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ

شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ

حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں

لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی

كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ

سرکشی پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اور اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں۔ اس سورت کا نام سورۂ بنی اسرائیل اس لئے ہے کہ اس میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے بعض اہم واقعات کا ذکر ہے۔ اس سورت کا دوسرا نام سورۂ اسراء بھی ہے۔ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ اس سورت کی پہلی آیت میں معجزۂ اسراء کا ذکر ہے اس لئے اس کا نام سورۂ اسراء بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اللہ اور

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲

اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳

تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو بٹھایا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ حق ماننے والا

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴

اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی سرکشی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ

پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

موضح قرآن ف حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر جہاں تک ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اللہ اور

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲

اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳

تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو بٹھایا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ حق ماننے والا

وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴

اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی سرکشی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ

پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو۔ درشتی سے کام نہ لو۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا (۱۲ م) سے قصۂ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزۂ اسراء کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریب سے خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ (۱۰ م) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزۂ اسراء کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ ۱۵ اس آیت میں معجزۂ اسراء کا ذکر ہے۔ معجزۂ اسراء یعنی معجزۂ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بجسدہٖ عنصری تھا اور حالت بیداری میں تھا۔ مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا بجسد عنصری بحالت بیداری بچشم سر مشاہدہ کرایا۔ وذهب معظم السلف والمسلمين الى انه كان اسراء بالجسد وفي اليقظة الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۱) والاصح بل الصحيح ان الاسراء في اليقظة بعد البعثة مرة واحدة الخ (جامع البیان ص ۴۲۱) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر ما شاء اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورۂ نجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانه ركب البراق بمكة ووصل الى بيت المقدس وصلى فيه الخ اسری بجسدہ الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین مکہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورۂ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ

Maktaba Tul Ishaat.com

عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ
اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ
کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا ۵ پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ
باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا شکر ۶ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لِاَنْفُسِكُمْ ۡ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ
اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا وعدہ

الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ
دوسرا بھیجے اور بندے کہ اداس کردیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷
جیسے گھسے تھے پہلی بار اور خراب کردیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ
بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۸ اِنَّ
اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ ف ۸ بیشک

هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ
یہ قرآن راہ بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

منزل ۴

عبادًا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار وکان وعدًا مفعولًا ۝۵ ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددنٰکم باموال وبنین وجعلنٰکم اکثر نفیرًا ۝۶ ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلھا فاذا جاء وعد الاٰخرۃ لیسوٓءٗا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرًا ۝۷ عسٰی ربکم ان یرحمکم ۚ وان عدتم عدنا ۘ وجعلنا جھنم للکٰفرین حصیرًا ۝۸ ان ھذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لھم

ف ۸ تورات میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھر کر دے۔ اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے۔ یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

موضح قرآن

فتح الرحمٰن ف۸ واین وعدہ متحقق شد بسلاطین جالوت بادشاہ عمالقہ ۱۲ ف۸ واین ہم متحقق شد وقتیکہ حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ ف۸ و این وعدہ متحقق شد وقتیکہ حضرت یحییٰ را کشتند پس بخت نصر را مسلط ساخت و ایشان عود کردند بفساد و تکذیب حضرت پیغامبر ما و جنگ کردند با او پس خدا تعالیٰ عود فرمود بتعذیب ایشان بقتل و اسر و جزیہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جب مشرکین نے معجزۂ اسراء کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں بے ساز و سامان مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے مسلح اور کئی گنا بڑے لشکر کو فتح و خواری کے ساتھ معجزانہ طور پر شکست دی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى (طٰہٰ ۲۳) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دیا اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ اس کے بعد اس مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ عصا اور ید بیضا عطا فرمایا کہ قوم فرعون کے سامنے مسئلہ توحید پیش کرو، اپنی سچائی اور مسئلہ کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزات دکھاؤ۔ اگر انہوں نے ان معجزات کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو ہم فرعون اور اس کی قوم کو آپ کے سامنے اس طرح ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کر کے ہلاک کیا گیا چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آگیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوبکر! اب بھی محمد کو مانو گے؟ فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں کونسی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کر کے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صحیح بتا دی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا (خازن ج ۴ ص ۱۳۲) مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ ۵ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے ھو ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور وہی سب کچھ دیکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا نہیں لہٰذا عبادت میں، دعا اور پکار میں اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ انہ ھو السمیع (لقمان ج ۲۱ ص ۲۵ع ۱) ۶ توحید پر پہلی نقلی دلیل۔ اس میں دعوی توحید پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات سے نقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ فرمایا ہم

اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ
ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک اور مانگتا ہے آدمی
بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
برائی جلد جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان
عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ
جلد باز اور ہم نے بنائے رات اور دن نشانیاں دو نمونے
فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً
پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو
لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی
السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝
برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر
وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ
اور جو آدمی ہے لگا دی ہے ہم نے اسی کی بری قسمت اس کی گردن سے اور نکالیں گے
لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝
اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ
پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی کافی ہے آج کے دن اپنا
حَسِيْبًا ۝ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ
حساب لینے والا جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو

ع ۱۰ ۱۱ ۱۲

منزل ۴

ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کر کے ہلاک کیا گیا چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آگیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوبکر! اب بھی محمد کو مانو گے؟ فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں کونسی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کر کے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صحیح بتا دی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا (خازن ج ۴ ص ۱۳۲) مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ ۵ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے ھو ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور وہی سب کچھ دیکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا نہیں لہٰذا عبادت میں، دعا اور پکار میں اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ انہ ھو السمیع (لقمان ج ۲۱ ص ۲۵ع ۱) ۶ توحید پر پہلی نقلی دلیل۔ اس میں دعوی توحید پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات سے نقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ فرمایا ہم

موضح قرآن ۱ یعنی گھبرایا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی، اور اس کی دعا بعضی اس کے حق میں بری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو، سو ہر طرح اللہ بہتر جانتا ہے جلدی کرنا اسی کی رضا پر شاکر رہے۔ ۲ گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت و اندازہ مقرر ہے جیسے رات اور دن کسی کے گھبرانے۔ اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونہ اسی کی قدرت کا ہے۔ ۳ یعنی بری قسمت کے ساتھ برے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔

فتح الرحمٰن ۱۵ یعنی در حالت تنگدلی بر خود و اولاد خود دعائے بد مکنند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں پڑتا
وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ
بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا شبہ جب تک نہ بھیجیں
رَسُوْلًا ۝۱۵ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا
کوئی رسول ف اور جب شبہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیجیں ہم
مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ
اس کے عیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہوئی ان پر بات
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرن
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۱۷ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو شلہ جلدی گھر
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے
لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸ وَمَنْ
اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی بُرائی سن کر دھکیلا جا کر اور جس نے
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
چاہا پچھلا گھر اور دوڑی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے
فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۱۹ كُلًّا نُّمِدُّ
سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ ۔ اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں پڑتا

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ ۔ بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا شبہ جب تک نہ بھیجیں

رَسُوْلًا ۝۱۵ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا ۔ کوئی رسول ف اور جب شبہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیجیں ہم

مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ ۔ اس کے عیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہوئی ان پر بات

فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ ۔ پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اکھاڑ کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرن

مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ ۔ نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۱۷ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ ۔ جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو شلہ جلدی گھر

عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا ۔ جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے

لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝۱۸ وَمَنْ ۔ اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی بُرائی سن کر دھکیلا جا کر اور جس نے

اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔ چاہا پچھلا گھر اور دوڑی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے

فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۱۹ كُلًّا نُّمِدُّ ۔ سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں

سے اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔ یعنی اے اولاد نوح شکر گذار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گذار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گذار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوح شکور اور موحد بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کرو گے تو قوم نوح کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کونوا موحدین شاکرین لنعم اللہ مقتدرین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحر ج ۵ ص ۳۰۴) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا، کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ نوح میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہو جاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید سمجھانے کے لئے معجزۂ اسراء دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی یہی تعلیم ہے لہٰذا اے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان تو جو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ۵۸ تخویف دنیوی کا

ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شر و فساد بپا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انتقام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین مکہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزۂ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ الخ فسادنی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یوریل المعاصی وخلاف احکام التوراۃ (کبیر ج ۵ ص ۳۴۵) ۵۹ پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، محرمات کو حلال کر لیا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر مجوسی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے جالیس موضع قرآن ف یعنی بُرے عمل آفت لاتے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ
ان کو اور ان کو تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا
بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ لے کیسا بڑھا دیا ہم نے
بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ
ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں
وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اور بڑی فضیلت مت ٹھہرا لے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم
اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ
پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ
کہ نہ پوجو تو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو تم
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا
تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے
قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ
نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو
صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ
چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (قرطبی)۔ لِيَسُوْٓءٗا متعلق ہے اِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ کے مقدر کے اِذَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا لِيَسُوْٓءٗا ۱۱ اس کے بعد اگر تم ٹھیک راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہ فساد اختیار کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا قبول کیا۔ وعاد بنو قريظة وبنو النضير واشباههم فاراد واقتل النبي صلى الله عليه وسلم فسحروه وجعلوا السم في طعامه وحاربوه فعاد الله عليهم بالانتقام فقتل بني قريظة واجلى بني النضير وضرب عليهم الجزية يؤدونها عن يد وهم صاغرون (مظهری ج ۵ ص ۱۸۰) ۱۲ یہ دوسری آیت معجزہ ہے تجزیہ اسرار کی طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس کی خاطر معجزۂ اسراء دکھایا گیا۔ لہٰذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر مان لو گے اور اس کے مطابق عمل بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اس طرح یہ آیت دعوی توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی اور دعوی توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بشارت اور وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ تخویف ہے۔ ۱۳ شکوی ہے، معجزۂ اسراء دکھایا گیا تاکہ مشرکین مسئلہ توحید مان لیں ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا مگر وہ کیسے احمق اور عجلت پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الٹا کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاء ہ منصوب بنزع الخافض ای کدعاء الانسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نضر بن حارث کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن، مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما هو النضر بن الحارث قال اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ الآية فاصيب عنقه صبرا بدرا ۱۴ انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آنے کا مطالبہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔ ۱۴ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا، رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمد و رفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

Maktaba Tul Ishaat.com

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ
اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو
غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
بخشنے والا ہے اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ
اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا بے شک
الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ
اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور
الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ
شیطان ہے اپنے رب کا ناشکرا اور اگر کبھی تغافل کرے تو
عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ
ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہدے
لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
ان کو بات نرمی کی اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ
اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھے
مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
الزام کھایا ہوا ہارا ہوا تیرا رب کھول دیتا ہے روزی
لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا
جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی دیا کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا
بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ
دیکھنے والا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

ع ۳

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ ای علامتین علی وحدانیتنا ووجودنا وکمال علمنا وقدرتنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۲) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ تو پھر اور دن کو کیوں کارساز سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہو؟ ۱۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ ظفرؓ کا اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرلے گا۔ مَنِ اهْتَدٰى الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ ۱۶ تخویف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرلے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور وحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا لاقامۃ الحجۃ وقطعًا للعذر وفیہ دلیل علی ان ما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن ومعالم ج ۳ ص ۱۵۳) ۱۷ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظت حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرمست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کرلیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہوگئے ای امرناھم بالطاعۃ امر اباحۃ او امر ایجاب او تخویفًا وعیدًا ففسقوا ای فخرجوا عن الطاعۃ عاصین لنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۲) ——— دیکھو لو

موضح قرآن

۱۵ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمایا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خطا کرے اور پھر جھکا آوے تو اللہ بخشنے والا ہے ۱۶ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کر ۱۷ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ۱۸ یعنی جو کوئی ہمیشہ مخالفت کرتا ہے اور ایک وقت اس پاس نہیں تو اللہ کہ یہاں امید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ تجھ کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو تجھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ۱۹ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ۲۰ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقید ہے۔ دیئے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمٰن ۱۵ یعنی درصورت بخل ۱۲ ۱۶ یعنی درصورت اسراف ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نوح علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی سرکش اور نافرمان قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا، مسئلہ توحید کو نہ مانا اور ان معجزات کا انکار کیا۔ اسے مشرکین کہ اگر تم نے یہ معجزات باہرہ اور آیات قاہرہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اقوام سابقہ کے سے انجام کے لئے تیار رہو۔ **۱۸ھ** یہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ تھا کہ اگر یہ مسئلہ توحید حق ہوتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت اور یہ الوان و اقسام رزق کیوں دیتا حالانکہ ہم اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دنیا میں ہم عطا اور داد و دہش کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتے۔ دنیا میں روزی سب کو دیتے ہیں خواہ فرمانبردار ہوں خواہ نافرمان۔ ہاں جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے اور دنیا کا طالب اور خواہشمند

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا

خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ

بڑی خطا ہے ف۱ اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے

فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بے حیائی اور بُری راہ ہے ف۲ اور نہ مارو اس کو

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ

تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور ف۳ سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں

اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ

اس کو مدد ملتی ہے ف۴ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا

مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا

عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی ف۵ اور پورا بھرو

الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ

ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾ وَلَا تَقْفُ مَا

یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام ف۶ اور نہ پیچھے پڑ جس بات

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل

ہو تو ہم اس کو دنیا میں دولت دیدیتے ہیں لیکن آخرت میں ذلت، رحمت خدا سے محرومی اور عذاب جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ بشارت اخروی۔ لیکن جو لوگ آخرت کے متلاشی ہیں اور تلاش آخرت کے جذبہ صادقہ کے تحت وہ نیک اور بھلے کام کہ آخرت کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ اللہ کی توحید اور دیگر ضروریات دین پر ان کا ایمان بھی ہے تو ان کی کوشش کامیاب اور بارآور ہوگی۔ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اس کے لئے کما حقہ کوشش کی یعنی اللہ کے اوامر کو بجالایا اور منہیات سے باز رہا اور دین میں اختراع و احداث سے اجتناب کیا۔ ای السعی الذی ینبغی لہا وھو الاتیان بما امر والانتہاء عما نہی لا التقرب بما یخترعون بآرائہم (ابو السعود ج ۵ ص ۲۶۵) **۱۹ھ** طالبان دنیا ہوں یا طالبان آخرت اللہ کے رزق سے سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے دنیا میں رزق سے کوئی بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ **۲۰ھ** یہ آخرت کی ترغیب ہے۔ جواب شبہ کے بعد آخرت کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب فرمائی۔ دنیا میں مؤمن و کافر کے درمیان مال و دولت کے اعتبار سے بہت تفاوت و تفاضل ہے مگر یہ کچھ معتبر نہیں اصل فضیلت کا مدار تو درجات آخرت پر ہے اور درجات آخرت اعمال صالحہ سے متعلق ہیں اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ درجات آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا میں کافر اگرچہ اکثر اوقات مؤمن سے کثرت دولت میں بازی لے جاتا ہے لیکن درجات آخرت مؤمن کے ساتھ مختص ہیں اور کافر ان سے محروم ہوگا۔ المراد ان الاخرۃ اعظم واشرف من الدنیا والمعنی ان المؤمنین یدخلون الجنۃ والکافرین یدخلون النار فیظہر فضل المؤمن علی الکافر (کبیر ج ۵ ص ۲۵۶) **۲۱ھ** جواب شبہ اور ترغیب الی الآخرہ کے بعد دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ کافر بیٹیوں کو مارتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لاویں گے۔ ف۲ یعنی اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر حملہ کرے۔ ف۳ یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ آپ قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ ف۴ مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اس کے مال کو اگر سنوارے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دیکر بدی کرنی، اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔ ف۵ سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دغابازی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حق قصاص ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ
ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی ف اور مت چل
فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ
زمین پر اترا تا ہوا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ
اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب
سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّا
میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف یہ ہے ان باتوں میں سے جو
أَوْحٰٓى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ
وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا
مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَتُلْقٰى فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر
مَّدْحُورًا ﴿٣٩﴾ أَفَأَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَ
دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دیئے تمہارے رب نے بیٹے اور
اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ
اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو
قَوْلًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ
بھاری بات اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں
لِيَذَّكَّرُوا ۚ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ
تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا کہہ اگر
كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلٰى

ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

لما اثبت شریکا للہ تعالیٰ استحق ان یفوض امرہ الی ذلک الشریک فلما کان ذلک الشریک معدوما بقی بلا ناصر ولا حافظ ولا معین ذلک علی الخذلان الکبیر ۱۲ منہ ۲۳ وَقَضٰى رَبُّكَ ـــ تا ـــ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (ع ۳) چونکہ معجزہ اسراء کے بعد انکار توحید پر عذاب الٰہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہو گیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اس کے سوا کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجا نہ لاؤ اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۲۳ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار قسم کے لوگوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین دوم باقی تمام رشتہ دار سوم مساکین وغربا اور چہارم مسافر یہ دیسی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجاتے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اِحْسَانًا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا بالوالدین احسانا (مدارک ج ۲ ص ۲۲۰) یعنی والدین کے ساتھ کما حقہٗ احسان کرو۔ حسن سلوک اور ادب و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل بلا فصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورۂ لقمان (ع ۲) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ ۲۴ والدین کے حقوق و آداب کی قدرے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل آزار وہ اور دکھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کرو جس میں ذرا سی بھی بیزاری کا شائبہ ہو اور نہ ان کو جھڑکو وَلَا تَنْهَرْهُمَا یعنی ان کی کسی بات پر ناراض نہ ہو اور نہ ان کو جھڑکو وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا یعنی ان سے ادب و احترام کے ساتھ بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنی ان کے سامنے تواضع و انکسار کے ساتھ رہو۔ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا یعنی ان کے لئے دعا کرو کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا۔ ۲۵ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ یعنی تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا یعنی اگر تم نیک ہو اور تمہارا دل والدین کی طرف سے صاف ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان قصوروں کو معاف فرما دے گا جو کبھی کبھی تم سے سرزد ہو جاتے ہیں۔ ۲۶ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ یعنی والدین کے بعد رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو۔ ۲۷ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا یعنی مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ ۲۸ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ یعنی فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔ ۲۹ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا یعنی شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ ۳۰ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا یعنی اگر تم کو اپنے رب کی رحمت کی امید ہو اور اس کے انتظار میں ان رشتہ داروں کی مدد نہ کر سکو تو ان سے نرمی کے ساتھ معذرت کر دو۔ ۳۱ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی نہ تو بخل کرو کہ ہاتھ گردن سے باندھ لو اور نہ اسراف کرو کہ ہاتھ کھلا چھوڑ دو۔ ۳۲ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا یعنی اگر بخل کرو گے تو لوگ ملامت کریں گے اور اگر اسراف کرو گے تو تنگدست ہو جاؤ گے۔ ۳۳ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ ۳۴ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَّصِيْرًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے خوب باخبر ہے۔ ۳۵ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ یعنی اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ۳۶ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ یعنی ان کی روزی کا ذمہ ہم نے لیا ہے تمہارا بھی ہم ذمہ دار ہیں۔ ۳۷ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا یعنی اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ۳۸ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ بہت برا کام ہے۔ ۳۹ وَسَآءَ سَبِيْلًا یعنی بہت برا راستہ ہے۔ ۴۰ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنی کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ ۴۱ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا یعنی جو شخص ظلماً قتل کیا جائے اس کے وارث کو قصاص کا حق دیا گیا ہے۔ ۴۲ فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ یعنی قاتل سے قصاص لینے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ ۴۳ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا یعنی مظلوم کی مدد اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ۴۴ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اچھے طریقہ سے۔ ۴۵ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ یعنی یتیم کے بالغ ہونے تک۔ ۴۶ وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا یعنی وعدہ پورا کرو کیونکہ وعدہ کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔ ۴۷ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ یعنی ناپ کر دو تو پورا ناپ کر دو۔ ۴۸ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ یعنی ترازو سے تولو تو ٹھیک تولو۔ ۴۹ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا یعنی یہ طریقہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔ ۵۰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ یعنی جس بات کی تحقیق نہ ہو اس کا دعویٰ کرنے کے پیچھے نہ لگو۔ ۵۱ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنی کان آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔ ۵۲ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا یعنی زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ ۵۳ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا یعنی تکبر سے نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے۔ ۵۴ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا یعنی یہ تمام باتیں برائی کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ ۵۵ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ یعنی یہ ان باتوں میں سے ہے جو تیرے رب نے تیری طرف وحی بھیجی ہے۔ ۵۶ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کی بندگی نہ کرو ورنہ دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ ۵۷ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا یعنی کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے دیئے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا۔ ۵۸ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا یعنی تم بہت بڑی بات کہتے ہو۔ ۵۹ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا یعنی ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا تاکہ لوگ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا۔ ۶۰ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى

کہہ اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

موضح قرآن ف یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اس کا دعویٰ کر کر نہ کہئے کہ یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دیتی، ف۲ یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا اُن کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی تکلیف اور آزار کا کوئی پہلو نکل سکتا ہو تاکہ اس بڑھاپے میں ان کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان سے ڈانٹ کر اور جھڑک کر بات مت کرو وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا بلکہ نہایت نرمی اور ادب و احترام کے ساتھ ان سے بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا الخ شفقت اور مہربانی سے کنایہ ہے هٰذا استعارة فی الشفقة والرحمة بهما (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۲) اور والدین کے ساتھ بالکل اسی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ جس طرح وہ تمہارے ساتھ بچپن میں شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا گما میں کاف تشبیہ کے لئے ہے یا تعلیل کے لئے اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر مہربانی اور رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں شفقت سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ **۲۵** اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت و احترام سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی ڈھونڈنے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادائے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ عفوًا لما وقع منهما من نوع تقصير او اذية فعلية او قولية (ابو السعود ج ۵ ص ۲۰۰) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر دعا کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک کرنے کہیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ **۲۶** والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو۔ اگر کوئی مسافر حالت سفر تمہاری اعانت کا مستحق ہو تو اس سے بھی مدد کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اور فضول اور بیجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا۔ تبذیر کی تعریف یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً مشرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، شراب و کباب، حیائی سینما اپنی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تبذیر میں داخل ہے۔ سئل عن ابن مسعود عن التبذير فقال انفاق مال فی غير حقه (مظہری ج ۵ ص ۲۳۳) **۲۷** کیونکہ مال و دولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر و فساد پھیلانا اسی طرح مبذرین بھی شرک اور فواحش و منکرات کو عام کر کے ملک میں شر و فساد پیدا کرتے ہیں اذ المبذر يسعى فی افساد كالشياطين (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳۳) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران و طغیان ہی کی راہ دکھائیگا

ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
صاحب عرش کی طرف راہ وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی
يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ
باتوں سے بے نہایت اس کی پاکی بیان کرتے ہیں سیالوں
السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ
آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں
اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ
جو نہیں پڑھتی تسبیح ان کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا
اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور جب تو پڑھتا ہے قرآن
جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان لوگوں کے جو نہیں مانتے
بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى
آخرت کو ایک پردہ چھپا ہوا اور ہم رکھتے ہیں ان کے
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
دلوں پر پردہ کہ وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ
وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى
اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر بھاگتے ہیں
اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ
اپنی پیٹھ پر بدک کر وہ ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں
بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ
جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

موضح قرآن ف۱ یعنی پڑھا لکھوم رہنا کیوں قبول کرتے تحت کے ملک کو اٹ ڈالتے **۲** یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو مناسب نہیں پکڑنا اور توبہ کر دو تو مناسب **۳** یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں جتنا بھی واسطے ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اُس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ارشاد قرآن و مواعظ و الشاء الہم ۱۲ ف۲ یعنی قصد استہزاء و عیب جوئی ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾
کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے پیچھے تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا
دیکھو تو کیسے تجھ جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا
راہ نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾
ہڈیاں اور چورا چورا ہم کو پھر اٹھنا ہے گے نئے بن کر

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا
تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی مخلوق جس کو

يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ
مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے ہمکو کون لوٹا کر لاوے گا ہم کو

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ
کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب ہلائیں گے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى
تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ
نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا تم بھی پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَ
اس کی تعریف کرتے ہوئے اور خیال کرو گے کہ دیر نہیں رہے تم مگر تھوڑی دیر اور

قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو شیطان

۲۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور دو رحمت خداوندی کا امیدوار اور فراخی رزق کا منتظر ہو تو یہ بات نظر یا ہر شخص میں پائی جاتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو رنجیدگی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور ھوالرد بالطریق الاحسن (کبیر ج ۵ ص ۵۵۵) قولا میسورا سھلا لینا وعدھم وعدا جمیلا من یسر الامر (ابو السعود ج ۵ ص ۵۵۵) ۲۹ خرچ کرنے کے طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کنجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، فقراء اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دریا دلی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خالی ہاتھ ندامت و حسرت سے کف افسوس ملتے رہو بالکل خیر الامور اوسطہا کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ ۳۰ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولتمند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رازق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذریں منتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۳۱ رفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی مخلوق خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امور ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگدستی اور تنگی رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم بھی رزق کھا رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگی رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین پر اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ ۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں لَا تَزْنُوْا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تاتوا بدواعیھا من العزم علیہ او علی بعض مقدماتھا فضلا ان تباشروہ (مظہری ج ۶ ص ۳۳۷) ۳۳ یہ پنجم ظلم ہے۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی بے شناسائی کرتے جو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ ہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ملزم خواہند شد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مقتولوں کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۳۴ یہ جو تھا ظلم ہے۔ یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کر لے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلا وجہ یتیم کا مال غصب کر لینا اور ناحق اس پر قبضہ جما لینا صریح ظلم ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو واوفوا بالعھد باوامر

يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ
جھگڑا کرواتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا
عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝۵۴ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ
دشمن صریح ف تمہارا رب جانتا ہے تم کو ۵۴ اگر چاہے
يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے
عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝۵۴ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
ان پر ذمہ لینے والا ۵۴ اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں
وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي
اور زمین پر ۵۵ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو
بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ
بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور ۵۵ کہہ پکارو جن کو
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ
تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف
عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
کو تم سے اور نہ بدل دیں ۵۶ وہ لوگ وہ جن کو یہ پکارتے ہیں
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
ڈھونڈھتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ رہے نزدیک
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ
اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ۵۷ اور کوئی بستی نہیں ۵۸

اللہ تعالیٰ وسواھیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴۳)
۳۵ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری روزی حرام کے شبہ سے پاک ہوگی، تمہارے کاروبار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پاؤ گے۔ ۳۶ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن و تخمین پر عمل نہ کرو اور بلا تحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے کسی کو نشانہ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القتبی تتبع الحدس والظنون (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۵) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات ع ۳) آدمی کو چاہئے کہ بلا تحقیق کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ، آنکھیں اور کان دیئے ہیں ان سے کام لینا چاہئے۔ سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعویٰ کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو استعمال نہیں کیا۔ ۳۷ جب دنیوی مال و دولت اور جاہ و حشم کی وجہ سے انسان میں غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور عصیان و طغیان پر آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے غرور و استکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم ایک عاجز اور بے بس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین کو پاؤں کی ٹھوکر سے پھاڑ سکتے ہو اور نہ گردن اونچی کر کے اور

موضح قرآن ف یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ ۵۳ مذاکرے میں حق والا سمجھاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا سو فرمایا کہ تم پر ذمہ اُن کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھا دے۔ ۵۴ یعنی بعضے بنی تھے کہ سمجھلا گئے تیرا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ ۵۵ یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ۵۶ یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمٰن ف واین کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ ۵۷ یعنی عیسیٰ و عزیر و ملائکہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا
جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت نہ ڈالیں گے
عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُورًا ﴿٥٨﴾
اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ف
وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيٰتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ
اور ہم نے اس لئے ۵۴ موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے
بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً
ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی ان کو سمجھانے کو
فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾
پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں ۵۵ جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو ف
وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا
اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے ۵۶ کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ
جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ
دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ
اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار رہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں
فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْنَا
تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت تب اور جب ہم نے کہا
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ
فرشتوں کو ۵۷ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس
قَالَ ءَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾ قَالَ أَرَءَيْتَكَ
بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگا بھلا دیکھ تو

سینہ تان کر بہادروں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مائیگی کے باوجود اکڑ کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ۵۳ مذکورہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ مذکورہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۵۴ مذکورہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام مذکورہ سراپا حکمت الٰہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعوی توحید کا ذکر کیا گیا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا اور پھر امور ثلثہ کے بعد بھی دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت برا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کذا فی المقصود والتوحید رأس کل حکمۃ راجع البیان ص۲۴۵ انہ تعالیٰ بدأ فی ھذہ التکالیف بالامر بالتوحید والنہی عن الشرک وختمہا بعین ھذا المعنی والمقصود منہ التنبیہ علی ان اول کل عمل وقول وفکر وذکر یجب ان یکون ذکر التوحید وآخرہ یجب ان یکون ذکر التوحید تنبیہا علی ان المقصود من جمیع التکالیف ھو معرفۃ التوحید والاستغراق فیہ الخ کبیر ج۵ ص۲۹۳

۵۴ یہاں سے لیکر فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا (ع ۵) تک زجریں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت وعناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش رد نہیں فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۵۵ زجر ہے مسئلہ توحید اور نفی شرک کو تم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر الٹا ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ فرط عناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانہم اعتقدوا فی القرآن انہ حیلۃ وسحر وکہانۃ وشعر (قرطبی ج۱۰ ص۲۶۵) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۵۶ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تقدیر میں لکھ چکے یہ شہر کے لوگ ایک کو بزرگ سمجھ کر پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آئے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ف۲ یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ف۳ یعنی جب کہدیا کہ بنے گھیرے لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر نو نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھاویں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ف۴ یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

هٰذا متصل بقوله تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مشرکین کا خیال ہے کہ ان کے مزعومہ معبود الوہیت اور صفات کارسازی میں اللہ کے شریک ہیں۔ اور خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں تو وہ خدا کے یہاں قرب حاصل کرکے سفارش سے بچا لیوں گے کام کردیا کریں اور ان کے پجاری اپنی حاجات و مشکلات میں ان سے سفارش کرا کر خداوند تعالیٰ سے اپنے تمام کام حسب مرضی کرالیا کریں حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان کی تمام حاجتیں برآئیں وقیل معناہ لطلبوا الی ذی العرش سبیلا بالتقرب الیہ (معالم) عن مجاهد وقتادة ان المعنی اذا لطلبوا الزلفی الیہ تعالیٰ والتقرب الخ (روح ج ۱۵ ص ۱۰۵)

۴۳ مشرکین کے ان اقوال باطلہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ اس کے سامنے کوئی شفیع غالب ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ الخ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اور کائنات کا ذرہ ذرہ زبان حال سے یا زبان قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے اور شرک سے اللہ کی تنزیہ بیان کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے تو پھر اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا اور شریک بنانا بہت بری بات اور شرمناک گستاخی ہے جمادات کی تسبیح کے بارے میں دو قول ہیں بعض کا خیال ہے کہ حیوانات اور جمادات بھی زبان قال ہی سے تسبیح پڑھتے ہیں مگر ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قالت فرقة المراد بہ تسبیح الدلالة وکل محدث یشهد علی نفسه بان الله عزوجل خالق قادر وقالت طائفة هذا التسبیح حقیقة وکل شیء علی العموم یسبح تسبیحا لا یسمعه البشر لا یفقهه الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۳)

۴۴ اللہ تعالیٰ ایسا علیم اور معاف کرنے والا ہے کہ ساری مخلوق اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور مشرکین اس کے لئے شرکا اور شفعاء تجویز کرتے ہیں ایسی بڑی گستاخی پر بھی وہ انہیں جلدی ہلاک نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اگر توبہ کریں تو معاف فرما دیتا ہے۔ **۴۵** یہ مشرکین کے حق کو نہ ماننے اور مسئلہ توحید کا انکار کرنے کی علت ہے۔ جب آپ قرآن مجید کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں تو آپ کے اور ان کے درمیان پردہ الخ حائل کردیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قرآن ہی نہیں پاتے۔ پردہ سے ضد و عناد کا معنوی پردہ مراد ہے مشرکین محض ضد و حسد اور تعصب و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ سے دور رہتے اور نفرت کرتے تھے یہی معنوی پردہ درمیان میں حائل تھا جو انہیں حضور علیہ السلام کے قریب آنے نہیں دیتا تھا وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً الخ ضد و عناد اور انکار و جحود کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جہالت لگ چکی ہے اور ان سے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو چکی ہے اس لئے اہل لسان ہونے کے باوجود قرآن کو سمجھ نہیں سکتے اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ای کراهة ان یفقهوه (قرطبی) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ الخ جب قرآن میں اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے اور آپ توحید کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے ہیں تو وہ نفرت سے دور بھاگتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ان کے معبودان باطلہ کا بھی ذکر کیا جائے ای یحبون ان تذکر معه الهتهم لانهم مشرکون فاذا سمعوا بالتوحید نفروا (مدارک ج ۲ ص ۳۰۰) جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر ع ۴) **۴۶** مشرکین بعض دفعہ حضور علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے تاکہ ان سے قابل اعتراض اور طعن و تشنیع کے پہلو نکال سکیں آپ کی باتیں سن کر پھر باہم مشورے کرتے کہ اس پر کیا اعتراض کریں اور کیا طعن دھریں۔ آخر فیصلہ کیا کہ یہ شخص مسحور ہے یعنی اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے (العیاذ باللہ) اللہ نے فرمایا میں سب کچھ جانتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جس نیت اور مقصد سے وہ پیغمبر علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور مطاعن تراشنے کے لئے جو مشورے کرتے ہیں وہ سب مجھے معلوم ہیں اور ان تمام شرارتوں کی ان کو پوری سزا دی جائے گی۔ **۴۷** آپ کو کبھی جادوگر اور شاعر کہتے ہیں اور کبھی مسحور و مجنوں۔ ان کا یہ رویہ بھی قابل تعجب ہے کہ آپ پر طعن و تشنیع کی کوئی ایک راہ متعین نہیں کرسکتے وہ اپنے ہر طعن میں گمراہ اور صراط مستقیم سے دور ہیں۔ وہ مختلف مطاعن سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایک بات پر مستقل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے (فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا) ای حیلة فی صد الناس عنك (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۳) **۴۸** یہ شکوی ہے۔ آپ کو ساحر و شاعر اور مجنون و مسحور کہنا اور آپ لے لائے ہوئے پیغام توحید کا انکار کرنا اور شرک کرنا تو قابل تعجب تھا ہی یہ لوگ تو حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں اور دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر ہمیں دوبارہ پیدا کر لیا جائیگا۔ یہ تو بالکل ہی ناممکن بات ہے۔ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً الخ جواب شکوی ہے یعنی مرنے کے بعد اگر تم پتھر یا لوہا بن جاؤ یا ان سے بھی کوئی سخت چیز بن جاؤ جس میں جان ڈالنا تمہیں بہت ہی مشکل نظر آتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسا دشوار ہے۔ **۴۹** تعجب سے سوال کریں گے کہ ایک بار نیست و نابود ہو جانے کے بعد ہمیں دوبارہ کون زندہ کریگا آپ فرما دیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا جب تم کچھ بھی نہیں تھے۔ اس نے جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے فمن قدر علی الانشاء قدر علی الاعادة (خازن ومعالم ج ۳ ص ۱۰۳) فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ الخ اس پر وہ استہزاء و مسخر سے کہیں گے ارے بھائی وہ کب ہوگی؟ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا دوبارہ جی اٹھنے کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے۔ **۵۰** یہ تخویف اخروی ہے۔ یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آواز دی جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر زمین سے باہر آجائیں گے اور اس وقت ہر انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع و منقاد ہو گا اور ہر ایک کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری ہوگی اور جب اٹھیں گے تو ہزاروں سالوں کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے۔ **۵۱** شکوہ، جواب شکوہ اور تخویف اخروی کے بعد طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ مشرکین اگر سختی اور بد زبانی سے پیش آئیں تو بھی تم نرمی اختیار کرو کیونکہ شیطان بنی آدم کا علانیہ دشمن ہے وہ معمولی باتوں سے فساد برپا کرا دے گا اور توحید کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کو دلائل سے واضح کرتے وقت انداز گفتگو نرم اور ناصحانہ اختیار کرو۔ اذا اردتم ایراد الحجة علی المخالفین فاذکروا تلك الدلائل بالطریق الاحسن وهو ان یکون ذکر الحجة مخلوطا بالنصح الخ (کبیر ج ۲۰ ص ۱۵۱) **۵۲** اس میں التفات ہے غیبت سے خطاب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مراد مشرکین مکہ ہیں مگر تعمیم کے لئے صیغہ خطاب سے تعبیر کیا گیا کہ اے ایمان والو! اور اے مشرکین مکہ! تم سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ **۵۳** یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب وہی عالم الغیب ہے تو مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کو بزرگی عطا کی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی دعاء اور پکار ہی کا ذکر تھا۔ الزبور کتاب لیس فیها حلال ولا

Maktaba Tul Ishaat.com

حمد اھ والحمد للہ وحدہ وانما ھو دعاء وتحمید وتمجید (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داؤد بالذکر ھنا لانہ تعالیٰ ذکر فی الزبور ان محمداً خاتم الانبیاء وان امتہ خیر الامم (بحر ج ۶ ص ۵۴۴) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو حاجات ومشکلات میں مت پکارو۔ اگر الیاس نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا حاجت روا اور کارساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا جن انبیاء واولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کارساز اور مختار ومتصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں ولرزاں رہتے ہیں آیۃ ۵۷ میں اَیُّھُمْ میں اَیّ موصولہ ہے اور یَبْتَغُوْنَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ الخ سے وہ انبیاء وملائکہ علیہم السلام مراد ہیں جن کو مشرکین پکارتے تھے ای اولئک الذین ای المعبودون یطلب من ھو اقرب منھم الوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ بطاعتہ فکیف بالادنی الخ (روح ج ۱۵ ص ۹۲) یہ آیت حضرت عزیر حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی ہو وحضرت عزیر کو، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کارساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وھم الملائکۃ او عیسٰی وعزیرا الخ (مدارک ج ۲ ص ۱۳۵) ای دعوا الذین تعبدون من دون اللہ وزعمتم انھم الٰھۃ وقال الحسن یعنی الملائکۃ وعیسٰی وعزیرا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۹) قال ابن عباس فی عزیر والمسیح وامہ .... والمعنی ادعوھم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضر من مرض او فقر او عذاب لان یحولوہ من واحد الی واحد آخر او یبدلوہ (بحر ج ۶ ص ۴۱۰)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلۃ بروزن فعیلۃ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسعود فرماتے ہیں (الوسیلۃ) القربۃ بالطاعۃ والعبادۃ (روح ج ۶ ص ۱۵۹، ابوالسعود ج ۲ ص ۹۰) حضرت قتادہ رحمہ سے بھی یہی منقول ہے والوسیلۃ ھی القربۃ کما قال قتادۃ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۵۳) قال قتادۃ ای تقربوا الیہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ (ایضاً ج ۲ ص ۵۲) علامہ آلوسی رح دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ھی فعیلۃ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات وترک المعاصی من وسل الی کذا ای تقرب الیہ بشیء (روح ج ۷ ص ۱۳۵)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ ۔ الخ۔ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران ع ۲۰) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ (مؤمنون ع ۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران ع ۵) اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے بارش شروع ہوگئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہوگئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو انہوں نے اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھکا کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن ھذا الباب حدیث الثلثۃ الذین اصابتھم المطر فاووا الی الغار وانطبقت علیھم الصخرۃ تدعوا اللہ باعمالھم الصالحۃ فرج عنھم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانۃ بمخلوق وجعلہ وسیلۃ بمعنی طلب الدعاء منہ لاشک فی جوازہ ان کان المطلوب منہ حیا .... واما اذا کان المطلوب منہ میتا او غائبا فلا یستریب عالم انہ غیر جائز وانہ من البدع التی لم یفعلھا احد من السلف .... ولم یرد عن احد من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ـــــ وھم احرص الناس علی کل خیر ـــــ انہ طلب من میت شیئا الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ الآیۃ سے زندگی میں دعا کرانا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رض حضرت عباس رض کو باہر لے جاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون اللہ اپنے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس کی دعا سے توسل نہ کرتے لو کان التوسل بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقالہ من ھذہ الدار امرا عدلوا الی غیرہ الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۶) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

Maktaba Tul Ishaat.com

لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان یدعو وھم یؤمنون لدعائہ حتی سقوا (روح ج ۔ ص۱۲۵)

اسی طرح بحق فلاں دعا مانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللھم انی اسئلک بحبتی لہ وبیاتی علیہ یا وہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔ وانت تعلم ان الادعیۃ المأثورۃ عن اھل البیت الطاھرین وغیرھم من الائمۃ لیس فیھا التوسل بالذات المکرمۃ صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص۱۲۵)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث ۔ جاء اعرابی الی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفرلی فنودی من القبر ان اللہ قد غفرلک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی ہیثم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب ووضاع کہا ہے کان کذابا یضع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحیی بن معین نے اس کے بارے میں کہا لیس ثبتہ کان یکذب امام ابوداؤد نے کذاب امام ابوحاتم رازی، نسائی، دولابی، ازدی نے متروک الحدیث اور حاکم ابواحمد نے ذاھب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص۳۷۔)

ابن عبدالہادی نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو مخاطب کرکے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزاء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہے لیکن ابوالجوزاء کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبدالبر فی التمہید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیئا

دوسری حدیث ۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب یا بصیغہ حاضر وناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایھا النبی اسی طرح قبرستان میں جاکر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا ان یفراقک یا ابراھیم لمحزونون حضرت عمر نے جو اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا انی لاعلم انک حجر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کرکے فرمایا لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ الخ علی ہذا یہ خطابات ہیں یا طبیات القاع قلن لنا یا یھا اللیل الطویل ۔ یا قبر معن کیف واریت جودہ کا ۔ جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث مستدرک حاکم کتاب الدعاء ص۷۲۰ ج ۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی ..... اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک صلے اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ۔ الحدیث ص۷۲۰ پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص۱۳۸ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔

لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابوجعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ھذا الحدیث لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ من حدیث ابی جعفر وھو غیر الخطمی (ص۲۷۰) امام مسلم بن حجاج ابوجعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبداللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث وتولید الاخبار (خطبہ صحیح مسلم ص۳) اسی طرح ص۷ پر فرماتے ہیں ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابوجعفر مدینی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابوجعفر ھذا ھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابوجعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص۱۵۔)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبدالرحمن بن مہدی ہمیں عبداللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے، امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبداللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر الھاشمی المدائنی لیس بثقۃ، عن رقبۃ ان عبداللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، قال احمد ترکت انا حدیثہ وکان ابن مھدی لا یحدثنا عنہ وقال النسائی والدارقطنی متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص۴۸۴) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص۱۵ پر لکھتے ہیں اما ابوجعفر ھذا فھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین ۔ امام بخاری فرماتے ہیں ھو عبداللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر القرشی الھاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہو گیا ائمہ جرح وتعدیل نے ابوجعفر کو کذاب ووضاع قرار دیا ہے۔ لہٰذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

Maktaba Tul Ishaat.com

روایت سے عموم استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے، نیز وہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

در صواعق الہیہ است از ابن تیمیہ، در جواز استشفاع از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست، دور روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از ان بیان کند ضعیف است از جہت ضعف روح راوی، و مع ہذا آن را ئے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

علاوہ ازیں حرف ندا سے ہر جملہ خطاب اور منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف ندا کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ التحیات میں کہا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل آدم بعلی و فاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم (مجمع الزوائد) یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی وارقطنی نے تخریج کی ہے اس میں عمر بن ثابت بن ہرمز متفرد ہے جو غالی شیعہ اور کذاب و وضاع تھا۔ تفرد بہا عمر بن ثابت بن ھرمز وھو من الشیعۃ الغلاۃ الکذابین الوضاعین امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا تحدثوا عن عمرو ابن ثابت فانہ کان یسب السلف یحیی بن معین کہتے ہیں ھو عندی ثقۃ۔ امام بخاری: لیس بالقوی امام ابو داؤد: رافضی خبیث، کان من شرار الناس امام نسائی: متروک لیس بثقۃ ولا مامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق للامتک فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ ائت عمر فقل لہ ان الناس یسقون (بیہقی، ابن ابی شیبہ)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانیوالا کون ہے، وہ مجہول الحال والاتم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے یا غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر بھیجکر بارش کے لئے ان سے دعا نہ کراتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام

هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک
لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ
تو میں اس کی اولاد کو ڈھا نتی دے لوں مگر تھوڑے سے فرمایا جا چھٹ جو کوئی
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾
تیرے ساتھ ہو ان میں سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ
اور گھبرا لے ان میں جس کو تو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور لے آ
عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ
ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال اور
الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا
اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر
غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ
دغا بازی کی وہ جو میرے بندے ہیں ان پر تجھ کو غلبہ نہیں
وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ
اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے
الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ
کشتی کو دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی
كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ
ہے تم پر مہربان اور جب آئی ہے تم پر آفت دریا میں
ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ
بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں

موضح قرآن ف یعنی اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ ف مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں غلام لانے کا بخشا ہے دوسرا غلانے کا بخشا ف اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی۔ سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی بالکل ہے یعنی دریا میں دینا زور نہیں چلتا بلا یا جپو کر مر جاؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر تمیمی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندقہ ہے۔ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ھو کالواقدی امام ابوداؤد نے کہا لیس بشیٔ ابوحاتم رازی نے کہا متروک ابن حبان، اتہم بالزندقۃ ابن عدی: عامۃ حدیثہ منکر امام ابن نمیر: کان سیف یضع الحدیث وقد اتہم بالزندقۃ (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ لم یدع احد من السلف عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا طلب الحوائج منہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا طلب شفاعتہ عند قبرہ بعد موتہ فہو مما لم یفعلہ احد من السلف (القاعدۃ الجلیلۃ ص۵۶)

بعض صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے جو یہ منقول ہے۔ اللھم انی اسئلک بنبیک محمد اس سے مراد ہے اسئلک بایمانی بنبیک محمد یعنی اس میں ایمان بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

پانچویں حدیث۔ اذا اعیتکم الامور فعلیکم باھل القبور فاستعینوا باھل القبور جب تم مشکلات سے عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ ھو حدیث مفتری علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماع العارفین بحدیث لم یروہ احد من العلماء ولا یوجد فی شیٔ من کتب الحدیث المعتمدۃ (ردمحتار ج۶ ص۳۹۸)

(بقیہ ص۶۲۰ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ
پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے کہ
بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا
دھنسا دے تم کو بغل کے کنارے یا بھیجے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ
لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً
اپنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری
أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم
بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو
بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ
بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی بازپرس کرنے والا اور
كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم
ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہے ان کو
مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا
ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے
تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ
بڑائی دے کر کے جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ سو جن کو
أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ
ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا
وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ
اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ
فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِن كَادُوا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ۱۵ اور وہ لوگ تجھ کو چاہتے تھے

ملزل

مشرکین بار بار معجزے طلب کرتے ہیں مگر ہم معجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ معجزات تخویف کے لئے ہوتے ہیں اگر معجزہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے معجزات کے بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپکو مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے معجزہ سامنے ظاہر کر دیا ہے اب اگر اسکے بعد بھی نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے

وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَن كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿٥٩﴾

اور مانع نہیں ہوا ہم کو اس سے کہ بھیجیں نشانیاں مگر یہ کہ جھٹلا چکے ہیں ان کو اگلے اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی آنکھیں کھولنے والی پھر انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈر سنانے کو

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

اور جب ہم نے تجھ کو کہا کہ تیرا رب گھیرے ہوئے ہے لوگوں کو اور نہیں کیا ہم نے وہ دکھاؤ جو تجھ کو دکھایا مگر آزمانے کو لوگوں کے اور درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے اور ہم ڈراتے ہیں ان کو پھر نہیں بڑھتی ان کی مگر سرکشی بڑی

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ﴿٦١﴾

اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس کو جس کو تو نے بنایا مٹی سے

قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٢﴾

کہا بھلا دیکھ تو یہ ہے جس کو تو نے بڑائی دی مجھ پر اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو میں بیخ مار لوں اس کی اولاد کی مگر تھوڑے

قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ﴿٦٣﴾

کہا جا سو جو کوئی ان میں سے تیرا کہا مانے گا تو جہنم تم سب کا بدلہ پورا بدلہ

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾

اور بہکا لے جس پر تیرا بس چلے ان میں سے اپنی آواز سے اور چڑھا لا ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھی ہو جا ان کے مال اور اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور وعدے دیتا ہے ان کو شیطان سو دھوکے کے

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾

بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ زور نہیں چلے گا اور کافی ہے تیرا رب کارساز

رَّبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾

تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لئے کشتی دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل بیشک وہ تم پر مہربان ہے

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

اور جب پہنچے تم کو دکھ دریا میں بھول جائے سب جن کو تم پکارتے ہو سوا اس کے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی پر پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾

سو کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس سے کہ دھنسا دے تم کو بغل کے کنارے یا بھیجے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی نگہبان

أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾

یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی بازپرس کرنے والا

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾

اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر

يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾

جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ سو جن کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا

وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾

اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے

موضح قرآن ف۱ جانوروں کو سواری نہیں زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میووں کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا۔ ف۲ اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیکوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے۔ یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے۔ ف۳ یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا
کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنالائے تو ہم پر
غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا أَن ثَبَّتْنَاكَ
وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو دوست ف اور اگر یہ نہ ہوا کہ ہم نے تجھ کو مضبوط رکھا
لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾ إِذًا لَّأَذَقْنَاكَ
تو تو نزدیک جا پڑتا تھوڑے جھکنے ان کی طرف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو
ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے
عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾ وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ
ہم پر مدد کرنے والا اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو تیرے اس زمین سے
لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾
تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا
سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ
دستور چلا آتا ہے ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو
لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ
ہمارے دستور میں تغیر ف قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے شروع
غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ
رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے
مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ع
روبرو اور کچھ رات رہے جاگنا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے
عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾ وَقُل رَّبِّ
قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں ف اور کہہ اے رب میرے

ع ۸

وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ... ۵۸ ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان کفار کو عذاب سے ڈرایا جائے۔ ۵۹ ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان کفار کو عذاب سے ڈرایا جائے۔

اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا
وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ
اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد اور کہہ دے
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے
زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ
نکل بھاگنے والا اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے وہ جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ
ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے اور جب
اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ
ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بھاگے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو
الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ
برائی تو رہ جائے مایوس ہو کر فرق تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ
خوب جانتا ہے کس نے خوب پایا راستہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو تو کہہ
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم علم نہ دیا ہے
قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ
تھوڑا سا ۔ اور اگر ہم چاہیں البتہ لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ
پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے اوپر ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ
بے شک فضل اس کا تھا تجھ پر بڑا ۔ تو کہہ اگر
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
جمع ہوں آدمی اور جن اوپر اس کے کہ لاویں مثل اس قرآن کے نہ
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ
لاویں مثل اس کے اگرچہ ہو ان کا ہر ایک دوسرے کا مددگار ۔ اور البتہ
صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰۤى
ہم نے پھیر پھیر کر بیان کیا لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر قسم کا مضمون پس قبول
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ
کی اکثر لوگوں نے مگر ناشکری ۔ اور بولے ہم ہرگز نہ مانیں گے تیرا
حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ
یہاں تک کہ تو بہا دے ہمارے واسطے زمین سے چشمہ ۔ یا ہو تیرے
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾
واسطے باغ کھجور اور انگور کا پھر تو بہا دے نہریں اس کے بیچ میں بہانا
اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ
یا گرا دے آسمان جیسا کہ تو کہتا ہے ہم پر ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے اللہ
وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ
اور فرشتوں کو سامنے ۔ یا ہو تیرے واسطے گھر سونے کا یا
تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا
چڑھ جاوے آسمان پر ۔ اور ہم ہرگز نہ مانیں گے تیرا چڑھنا یہاں تک کہ تو اتار لاوے ہم پر
كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا
کتاب کہ ہم پڑھ لیں ۔ تو کہہ پاک ہے میرا رب میں تو نہیں ہوں مگر
رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى
آدمی رسول ۔ اور کچھ نہیں روکا لوگوں کو اس سے کہ ایمان لاویں جب پہنچی ان کو ہدایت
اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ
مگر یہ کہنا کہ کیا بھیجا اللہ نے آدمی رسول ۔ تو کہہ اگر ہوتے
فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ
زمین میں فرشتے چلتے پھرتے بستی میں تو ہم اتارتے ان پر
مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا
آسمان سے فرشتہ رسول ۔ تو کہہ کافی ہے اللہ
بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾
میرے اور تمہارے بیچ میں بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے
وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ
اور جس کو راہ دکھاوے اللہ سو وہی راہ پر ہے اور جس کو گمراہ کرے
لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى
سو ہرگز نہ پائے تو ان کے واسطے کارساز اس کے سوا اور ہم جمع کریں گے ان کو قیامت کے دن
وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا
منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جب
خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بجھنے لگے ہم بڑھا دیں گے ان پر بھڑکنا یہ ان کا بدلہ اس سبب سے کہ
بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ
منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہو جاویں گے ہڈیاں اور ریزہ ریزہ کیا ہم البتہ اٹھائے جاویں گے
خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ
نئی پیدائش ۔ کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ جس نے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ
پیدا کیے آسمان اور زمین قدرت رکھتا ہے اوپر اس کے کہ پیدا کرے مثل ان کے اور ٹھہرایا
لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾
ان کے واسطے وعدہ نہیں شک اس میں ۔ پھر نہ مانی ظالموں نے مگر ناشکری
قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ
تو کہہ اگر تم مالک ہوتے خزانوں کے میرے رب کی رحمت کے تب
خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ
البتہ روک رکھتے خرچ ہو جانے کے ڈر سے اور ہے آدمی بڑا تنگ دل ۔ اور البتہ
اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ
دیں ہم نے موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی کھلی پس پوچھ بنی اسرائیل سے
اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾
جب آیا ان کے پاس پھر کہا اس کو فرعون نے میں تو سمجھتا ہوں تجھ کو اے موسیٰ جادو کیا ہوا
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
کہا البتہ تو جانتا ہے میں نہیں اتارے یہ نشان مگر رب نے آسمانوں
وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾
اور زمین کے سمجھانے کو اور میں تو سمجھتا ہوں تجھ کو اے فرعون ہلاک ہونے والا
فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
پھر چاہا اس نے کہ ان کو زمین سے نکال دے پھر ہم نے غرق کیا اس کو اور جو اس کے ساتھ
جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا
تھے سب ۔ اور کہا ہم نے پیچھے اس کے بنی اسرائیل سے بسو
الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾
زمین پھر جب آوے وعدہ پچھلی بار کا تو لے آویں گے تم کو ملا جلا

Maktaba Tul Ishaat.com

لانجد انا ناصرا ینصرکم و ینصرنکم من عذاب اللہ ..... ولا تجد وا من یتبعنا بانکار ما نزل بکم بان یصرفہ عنکم (کبیر ج ۵ ص ۱۱۷) ۶۴ یہ دعوت توحید کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ اولاد آدم کو انعامات بے پایاں یاد دلا کر مسئلہ توحید منوانے کی ترغیب دی گئی۔ اے بنی آدم میں نے تمہیں ساری مخلوق پر فضیلت اور بزرگی عطا کی، خشکی اور تری پر تمہیں اقتدار عطا کیا اور پاکیزہ روزی کے بے شمار وسائل تمہیں دئے اب تمہارا فرض ہے کہ میرا احسان مانو اور میرے انعامات کا شکر کرو، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میرے سوا کسی کو عبادت اور پکار کے لائق نہ سمجھو۔ ۶۵ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر گروہ اپنے پیشوا کے ساتھ میدان حشر میں حاضر ہوگا۔ ہر امت کے نیک و موحد مومنین اپنے انبیاء علیہم السلام کیساتھ حاضر ہوں گے اور ہر امت کے مشرک اور بدکار اپنے مشرک پیشواؤں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ الخ یہ اصحاب الیمین کا ذکر ہے یعنی مومنوں کو شمائل داہنے ہاتھ میں دئے جائینگے وہ انہیں پڑھ کر خوش ہوں گے اور انہیں اپنی تمام نیکیوں کی پوری پوری جزا ملے گی۔ ای ولا ینقصون من ثواب اعمالھم ادنی شیء (خازن ج ۳ ص ۱۱۱) وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى الخ یہ اصحاب الیمین کے مقابلے میں اصحاب الشمال کا ذکر ہے۔ اور جو دنیا میں اندھا بنا اور راہ توحید کو نہ دیکھا وہ آخرت میں راہ جنت سے اندھا ہوگا اور اس سے بہت دور ہوگا کیونکہ دنیا میں تو لوگ راہ راست پر آجاتے ہیں امکان تھا مگر آخرت میں یہ امکان بھی ختم ہو جائے گا ۶۶ وَاِنْ كَادُوْا ـــ تا ـــ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تحویل ۱۷ یہ چوتھی آیت معجزہ ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی سے متعلق ہے اور اس میں تین امور مذکور ہیں۔ اول تکوی وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ قریب تھا کہ مشرکین اپنی پُرفریب اور چکنی چپڑی باتوں سے آپکو سیدھی راہ سے اور ہماری توحید سے ذرا سا ہٹا لیتے مگر ہم نے آپکو راہ توحید پر ثبات و استقلال عطا فرمایا، مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ان کے خود ساختہ معبودوں کے بارے میں ذرا نرمی سے کام لیں، ان کی مذمت نہ کریں اور کم از کم صرف یہ کہہ دیں کہ ہر دین اچھا ہے جو جس دین پر ہے ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کرلیں تو وہ آپکے گہرے دوست بن جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ (القلم ع ۲) مگر یہ میری ذات پر سراسر افترا ہے کہ ہر دین اچھا ہے کیونکہ دین کو اچھا قرار دینا میرا کام ہے اس لئے جو شخص ہر دین کو اچھا کہتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے میں نے تو صرف اس توحید والے دین اسلام ہی کو اچھا اور سچا قرار دیا ہے۔ ۶۷ اگر ہم آپکو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ذرا سا انکی طرف جھک جاتے لیکن اگر بفرض محال آپ ذرا بھی انکی طرف جھک جاتے تو ہم دنیا و آخرت میں آپکو عذاب کا مزہ چکھاتے اور کوئی آپکی مدد نہ کر سکتا۔ یہ امر ثانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور زجر خطاب ہے ۶۸ یہ امر ثالث ہے۔ معجزہ معراج ظاہر کر دیا گیا مگر مشرکین کما سکے باوجود مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپکے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ جب سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو ستایا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کر دیئے گئے کہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی مکہ والے نہ پائے تھے کہ جنگ بدر میں صنادید کفر اور اساطین شرک کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ الخ (ع ۱۲) اسکی ایک مثال آچکی ہے۔ ۶۹ سُنَّةَ منصوب ہے اور سَنَّ مقدر کا مفعول مطلق ہے یعنی مشرکین مکہ سے اللہ تعالیٰ وہی سلوک کریگا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ ای سن اللہ سنۃ والمعنی ان کل قوم اخرجوا رسولھم من بین اظھرھم فسنۃ اللہ ان یھلکھم بعد اخراجہ ونبینا صلی اللہ علیہ وسلم لا یقیمون بعد الا قلیلا (بحر ج ۶ ص ۴۵) ۷۰ یہ جملہ حرزیہ ہے اور اس میں امر مع خاتمہ اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزہ موضح قرآن و فتح الرحمن میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہو ایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ
اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر سب جمع ہوں
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾
لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
اور ہم نے پھیر پھیر کر سمجھائی ہیں لوگوں کو اس قرآن میں ہر
مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ
مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے ہم
نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾
مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کرے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ
یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے
خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا
بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے
كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ
ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے
لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ
تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے
لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ
تیرے چڑھنے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ

Maktaba Tul Ishaat.com

سُبْحٰنَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ

سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

جنہیں ۵۵ ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے

قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ کہہ اگر ہوتے

الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ

زمین میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ

اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے

لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ

بجھنے اور بھڑکا دیں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ۵۵ اس واسطے کہ

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کو

ع ۱۰ — منزل ۴

زائدۃ علی سائر الفرائض الخ وضعها الله عليك الخ (خازن)

۵۴ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر منسوخ ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفلی حیثیت باقی رہی۔ (خازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کرینگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہا حمد و ثنا کرینگے اور گڑگڑا کر شفاعت کا اذن طلب کرینگے آخر آپکو شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد ارفع راسک اشفع تشفع اسکے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کرینگے مخلوق کو عذاب سے نجات دلائیں گے اسوقت ہر شخص آپکی تعریف و ثنا سے رطب اللسان ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی آپکی تعریف فرمائے گا گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اسوقت ہوگا یہی وہ مقام ہے جس میں ولا فخر والحمد للہ کی قدح کا جھنڈا آپکے مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ (مدارک، کبیر وغیرہ) ۵۵ یہ امر ثالث یعنی وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ الخ سے متعلق ہے مشرکین آپکو مکہ سے نکالتے ہیں تو آپ غم نہ کریں اور مکہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ میں آپکے مکہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونیکے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بناؤں گا اور آپکو غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر مکہ میں واپس لاؤں گا۔ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور
کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۵۳ یہ غلبہ اسلام کی بشارت اور شوکت کی پیشگوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۵۴ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے زجر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی بیماریوں کیلئے پیام شفا ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و تکبر کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۵۵ یہ زجر ہے انسان مشرک کیلئے۔ اسکا حال بھی عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری شکر سے منہ موڑ لیتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کارسازوں سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور معبود حقیقی جل مجدہ کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ ہود ص ۔ حاشیہ نمبر ۳۔ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۵۶ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۵۶ شکوی ہے یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپکی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرا کافی نہیں ہے؟ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا اور سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہود مدینہ کے سکھانے پر مشرکین مکہ نے کیا تھا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ الخ فرمایا جواب میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ای من الامر الذی لا یعلمه

Maktaba Tul Ishaat.com

الا اللہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۵) من امر اللہ ای مما استأثر بعلمہ (مدارک ج ۲ ص ۳۰۱) روح کی حقیقت اور کنہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آج تک کسی نے سمجھی نہیں پایا اور نہ کوئی پا سکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی سے منقول ہے مضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (مدارک) علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مختص ہے۔ ای ھو من جنس ما استأثر اللہ بعلمہ من الاسرار الخفیۃ التی لا یکاد یحوم حولہا عقول البشر (ابوالسعود) علامہ خازن لکھتے ہیں والقول الاصح ھو ان اللہ عزوجل استأثر بعلمہ (خازن ج ۳ ص ۱۳۱) ۷۷ یہ زجر ہے مشرکین مکہ زاہ عنادو تعنت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متمنی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوبہ معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن وانس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنایا ہے اگر ہم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لا سکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کر کے آپکو واپس دلا سکتا ہے الا رحمۃ الخ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر مہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن (لا تفعل) ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۲۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپکو مقام محمود، شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا ۷۸ آپ ان معاندین سے فرمادیں کہ یہ معجزہ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں، یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح ومشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ قرآن مجید اپنی فصاحت وبلاغت میں، حسن وجمال نظم وتالیف میں، اخبار بالمغیبات اور دلائل وبراہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے اسی لئے تظاھروا علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن فی بلاغۃ وحسن نظمۃ تالیفہ لعجزوا عن الاتیان بمثلہ جلالین ص ۲۵۹ ۷۹ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا سبب ہے۔ ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقدہ لاینحل نہیں چھوڑا مسئلہ توحید، رد شرک، حشر ونشر، رسالت ونبوت، ترغیب وترہیب اوامر ونواہی، امثال وواقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے ہم نے وہ تمام امور بھر کر قرآن میں بیان کر دئے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے۔ مگر اسکے باوجود معاندین کفر وانکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات ومطالبات محض ضد وعناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے چلے اور بہانے ہیں۔ ۸۰ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے محض ضد وتعنت سے کیلئے تراشتے ہیں وقال کفار مکۃ تعنتا واقتراحا بعد ما الزمتھم بیان اعجاز القرآن وانضمام غیرہ من المعجزات لمن تکون من لک الخ (مظہری ج ۵ ص ۲۵۹) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہراتے رہتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے مشرکین نے کہا اے محمد! بہتک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر دے اس وقت تک ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائینگے۔ (۱) تفجر لنا من الارض تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو۔ (۲) او تکون لک جنۃ الخ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں۔ (۳) او تسقط السماء الخ یا ہماری سرکشی اور انکار وجحود کیوجہ

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
اٹھائے جائیں گے نئے بنا کر کیا انہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ
بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو
وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَأَبَى الظّٰلِمُوْنَ إِلَّا
اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں سے بن
كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ إِذًا
ناشکری کے کہہ اگر تم ۸۳ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور
لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾
بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ آيَاتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ
اور ہم نے دیں تھے موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی پھر پوچھ بنی اسرائیل سے
إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ إِنِّيْ لَأَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾
جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اکثل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ
بولا تو جان چکا ہے ۸۴ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور
الْأَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَإِنِّيْ لَأَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾
زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اکثل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے
فَأَرَادَ أَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ
پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس
مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا
کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

موضح قرآن ۷۰ شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ بھی گیہوں گانہوں سے منع تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْاَرْضِ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ
زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا لے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور سچ کے ساتھ
اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَ
اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو ف۱ اور
قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾
پڑھنے کا ڈھب کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اسکو ہم نے اتارا اتارتے اتارتے ف۲
قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ
کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو ف۳ جن کو علم ملا ہے ف۴ اس کے پہلے سے
اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ
جب ان کے پاس اس کو پڑھ کے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے
رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا ف۵ اور گرتے ہیں ف۶ ٹھوڑیوں پر
يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ
روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی ف۷ کہہ اللہ کہہ کر پکارو ف۸ یا رحمٰن کہہ کر
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز ف۹
وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ
اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ ف۱۰ اور کہہ سراہنے
لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ
اللہ کو جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع
اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف۱۱

ف۱ کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے ف۲ یہ جواب شکوہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو غرض سے پاک ہے وہ یہ سارے کام اپنی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر جبر کرنے کی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماورا ہیں یعنی لیس لی ان اسأل لکم فی طوق البشر بل لوازالله ان ینزل ما طلبوا لفعل (مظہری ج ۵ ص ۲۹۳) اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنے کی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے پابند اور اسکے احکام کے بندے ہیں صرف اسی چیز کو ظاہر کر سکتے ہیں جس کو ظاہر کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہو۔ اسی انا رسول کما انا الرسل بشر مثلہم وکان الرسول لا یأتون قومہم الا بما یظہرہ اللہ علیہ من الآیات فلیس امر الآیات الی فاتی اللہ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۲۵) ف۳ یہ بھی شکوہ پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا تو مشرکین نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ الخ یہ جواب شکوہ ہے اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم انکی ہدایت کیلئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اسلئے انکی ہدایت کیلئے لامحالہ انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ ف۴ تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من وعن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے محض ضد و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزا و سزا دیگا۔ ف۵ یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالوں اور تلاش حق کا سچا جذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر جہالت لگ چکی ہے اسلئے انہیں کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائیگا اور وہ اندھے گونگے اور بہرے ہونگے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہونگے، راحت کی کوئی بات سننا نصیب ہوگی اور نہ ایسی بات منہ سے نکالنے کی توفیق ملیگی جو قبول ہو جائے۔ لایبصرون ما یقر اعینہم ولا ینطقون ما یقبل منہم ولا یسمعون ما یلذ سماعہم لما قد کانوا فی الدنیا لا یستعملون حواسہم فی التأمل والتدبر ولا ینطقون بالحق ولا یستمعونہ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۲۵) ف۶ یہ عذاب جہنم انکو اسلئے دیا جائیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ حشر و نشر کا

موضح قرآن ف۱ کیساتھ اتارا یعنی بیچ میں بند نہیں کیا۔ ف۲ یعنی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے، اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ ف۳ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ف۴ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ف۵ رحمٰن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے۔ ف۶ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ

Maktaba Tul Ishaat.com

انکار کرتے ہیں حالانکہ اسکی دلیل بالکل ظاہر اور واضح ہے آؤ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ والنبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے جس ذات پاک اور تنہا قیوم نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر لیا کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے سب کے دوبارہ جی اٹھنے کی اللہ تعالیٰ نے ایک اٹل قسم کر دی ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسی ظاہر و باہر دلیل کے باوجود ان ظالموں نے اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار ہی کیا اور ملنے پر نہ آئے۔ اِلَّا کُفُوْرًا، جحودا الما فی بہ الصادق عن توحید اللہ وافرادہ بالعبادۃ وبعثہم یوم القیامۃ للجزاء (بحر ج ۶ ص ۳۴۳) ۸۸۶ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ اَنْتُمْ کا خطاب عام ہے، جن و بشر اور فرشتوں کو شامل ہے حاصل یہ ہے کہ متصرف و مختار اور تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر رزق کے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے دئے جائیں تو تم بخل کرو اور کسی کو کچھ بھی نہ دو کہ کہیں خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی اس کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اسے کارخانۂ عالم میں تصرف کا اختیار دیا جائے۔ قَتُوْرًا بخیل اور کنجوس۔ ۸۸۷ یہ پانچویں آیت معجزہ ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزے دیئے بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھ لیجئے وہ اس بات کی تصدیق کریں گے۔ لیکن بجائے اسکے کہ فرعون اور اسکی قوم ان معجزات واضحہ کو دیکھ کر ان پر ایمان لاتے انہوں نے ان معجزات کو جادو اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور اللہ کی توحید کو ٹھکرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعونیوں کو غرق کر دیا گیا۔ اب اے مشرکین مکہ! اگر تم نے بھی معجزۂ معراج، معجزۂ قرآن اور دیگر معجزات دیکھنے کے بعد مسئلہ توحید کو نہ مانا تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ اس طرح یہ آیت ابتدائے سورت سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا سے متعلق ہے یعنی جس طرح فرعون بنی اسرائیل کو اور موسیٰ علیہ السلام کو ملک سے نکال کر خود بھی وہاں نہ رہ سکا اسی طرح مشرکین مکہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ سے نکالنے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے ہماری سنت جاریہ یہی ہے۔ مَسْحُوْرًا اسم مفعول بھی اسم فاعل ہے ای ساحرا بغرائب فعالک (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۶) نو معجزات سے حضرت ابن عباس اور ضحاک کے مطابق حسب ذیل معجزات مراد ہیں۔ عصا، ید بیضا، زبان کی لکنت کا دور ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون۔ (خازن و قرطبی وغیرہا) ۸۸۸ فرعون کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جادو نہیں بلکہ یہ معجزات ہیں جو آسمان و زمین کے مالک نے اپنی قدرت و حکمت اور میری صداقت پر بطور دلائل ظاہر فرمائے ہیں۔ اے فرعون! سن لے مجھے یقین ہے کہ تو تباہ و برباد ہو گا اسلئے کہ تو نے معجزوں کو جادو کہا اللہ کی توحید کا انکار کیا اور میری تکذیب کی۔ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ الخ اسکے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکالنے کی ٹھان لی تو ہم نے اسکو مع لاؤ لشکر غرق کر دیا اور بنی اسرائیل سے کہا تم ملک شام میں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔ قیامت کہیں تم سب کو حساب کیلئے اکٹھا کرونگا۔ ۸۸۹ یہاں سے اہل مکہ کی طرف التفات ہے قرآن مجید کو نازل کرنیکا طریقہ بھی تھا کہ وہ ایک ایسے رسول پر نازل کیا جائے جو بشر اور عبد ہو اور اسکے تمام مضامین سراسر حق ہوں۔ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ الخ یعنی قرآن مجید کے تمام مضامین و مسائل حق ہیں ان میں باطل کا شائبہ تک نہیں قرآن کے نازل کرنے سے ہمارا مقصد حق کو واضح اور ثابت کرنا تھا تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ویسا ہی وہ نازل ہوا اَنَا اَرَدْنَا اَنْ نُنْزِلَ الْقُرْاٰنَ الا تقریبہ للحق فلما اردنا ھذا معنی فکذلک وقع وحصل (خازن ج ۳ ص ۱۳۱) اور آپکو ہم نے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو جانے عذاب سے ڈرائیں۔ مولانا آپکا کام نہیں۔ ۸۹۰ قرآن مجید ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اسلئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو دھیرے دھیرے پڑھ کر سنائیں کیونکہ ہم نے حسب مواقع تھوڑا تھوڑا کر کے اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ لوگ بالتدریج آسانی سے اس کو اپنا سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ انما فرقہ لیکون حفظہ اسہل ولیکون الاحاطۃ والوقوف علی دقائقہ وحقائقہ اسہل (کبیر ج ۲۰ ص ۱۱۳)

۸۹۱ آپ مشرکین سے کہہ دیں قرآن سراپا حق اور اللہ کی سچی کتاب ہے جو تمام احکام شریعت کو دلائل سے واضح اور ثابت کر رہی ہے۔ حق واضح ہو چکا ہے اور مسئلہ توحید مدلل ہو چکا ہے اب تم مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی، مومنین اہل کتاب تو اس قرآن اور اس کے تمام مضامین پر ایمان لا چکے ہیں۔ ۸۹۲ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے۔ از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے یہود و نصاریٰ کے وہ علماء مراد ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے وھذہ موصوفوا اھل الکتاب (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۸) یعنی انکا حال تو یہ ہے کہ جب وہ قرآن کی آیتیں سنتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ خدایا تو نے جو تورات و انجیل میں آخری رسول مبعوث کرنیکا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو چکا یعنی ما وعد اللہ تعالیٰ فی الکتب المنزلۃ وبشر بہ من بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانزال القرآن علیہ کان منجزا (مظہری ج ۶ ص ۱۰۳) ۸۹۳ مزید وصف یعنی یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا بیان کرنے کیلئے بعد عہد کو وجہ سے وصف اول کا اعادہ کیا گیا۔ ۸۹۴ آخر میں پوری سورت کا خلاصہ اور لب لباب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو جس نام سے چاہو پکارو مرجب بھی پکارو اسی کو پکارو کیونکہ تمام صفات کارسازی اور اچھے نام صرف اسی کیلئے ہیں مخلوق میں سے کسی کا نام اللہ نہیں رکھا گیا اَلْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى تعلیلیہ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے جیسا کہ سورۂ اعراف ۲۰۴ میں فرمایا فَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا یہاں فاء فصیحہ ہے یعنی چونکہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں اسلئے اسکے ناموں کیساتھ صرف اسی کو پکارو۔ ۸۹۵ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ سے متعلق ہے اور اس میں پکارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اللہ کو بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو تاکہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رواہ مسلم ایضا عن عائشۃ فی قولہ عزوجل (وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا) قالت انزل ھذا فی الدعاء (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۱) ابن المنذر والنحاس (وغیرہما) حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی منقول ہے واخرج نحوہ ابن ابی شیبۃ عن مجاھد وروی ذلک عن ابن عباس ایضا ابن جریر (روح ج ۱۵ ص ۱۰۵) علاوہ ازیں آیت کا سیاق و سباق بھی قرینہ ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے پہلے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ میں خالصۃ اللہ کو پکارنے کا حکم دیا گیا اور آخر میں وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سے خالصۃ اللہ کو پکارنے کی دلیل اور علت بیان کی گئی اسلئے قرین قیاس اور موافق سیاق و سباق یہی ہے کہ درمیان والے حصے کو بھی دعا ہی سے متعلق کیا جائے۔ ایّاً حرف شرط ہے اور فہو حسن اسکی جزا محذوف ہے اور فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى جزا کے قائم مقام ہے جو حقیقت میں شرط کی علت بیان کر رہی ہے وجملۃ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى واقعۃ موقع جواب الشرط وھی فی الحقیقۃ تعلیل لہ وکان اصل الکلام ایا ما تدعوہ بہ فھو حسن لان لہ سبحانہ الاسماء الحسنی الآیۃ (روح ج ۱۵ ص ۱۰۵) اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ سے نماز میں قرأت قرآن مراد ہے جب آپ مکہ میں دار ارقم میں چھپ کر صحابہ کیساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی قرأت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنکر بدزبانی کرنے لگتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اسقدر بلند آواز سے تلاوت فرمائیں کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں اور نہ اسقدر آہستہ پڑھیں کہ صحابہ کرام سنکر فائدہ نہ کریں بلکہ دونوں کے مابین متوسط روش اختیار کریں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی — تا — اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۔ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی۔ ۲۔ وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۔ نفی شرک فی التصرف پر دلیل نقلی موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۳۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ — تا — فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۔ (۲ ۳) نفی شرک اعتقادی۔ ۴۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔ ۵۔ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ رفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔ ۶۔ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ — تا — خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۔ (۳۰) نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔ ۷۔ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ — تا — اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۔ (۴۴) نفی شرک فی التصرف ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ کہف

نام۔ اس سورت میں چونکہ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورت کو سورۂ کہف سے موسوم کیا گیا ہے۔

شانِ نزول:۔ مشرکین مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان کے پاس جا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ان کو آگاہ کریں۔ اور اس کے بارے میں ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ اور ان کو انبیاء کی پہچان ہے وہ مدینہ میں احبار یہود کے پاس پہنچے۔ اور حضور علیہ السلام کے بعض احوال و اقوال سے ان کو آگاہ کیا۔ علماء یہود نے ان سے کہا۔ تم واپس جا کر تین باتیں اس سے پوچھو۔ اگر اس نے صحیح جواب دے دیا۔ تو وہ سچا پیغمبر ہے۔ اور اگر وہ ان کا صحیح جواب نہ دے سکا۔ تو جھوٹا ہے۔

اوّل اس سے یہ پوچھو۔ کہ گذشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیتی؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو۔ جو گذشتہ زمانے میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ نضر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور احبار یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں کل دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ آپ "انشاء اللہ" کہنا بھول گئے۔ مشرکین واپس چلے گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور آپ کو یقین تھا۔ کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ جس سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورۂ کہف نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ "انشاء اللہ" نہ کہنے پر تنبیہ فرمائی۔ (من القرطبی باختصار)۔

ربط:۔ سورہ کہف کو ماقبل سے کئی طرح کا ربط ہے۔ اوّل۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے کہ مضامین کے اعتبار سے سارا قرآن مجید چار حصوں میں منقسم ہے۔ اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ مائدہ کے آخر تک ہے۔ اس میں زیادہ تر مخالفین کا بیان ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا حصہ سورہ انعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصہ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بیان ہے۔ یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کو بالتدریج حد کمال تک پہنچانے والا اور ساری مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے بعد اس حصہ میں اس کی حاکمیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا مالک اور سب پر حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام تصرفات اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی پیغمبر کسی ولی یا کسی جن کے حوالے نہیں کیا۔ وہی قادر مطلق اور قیوم برحق ہے۔ اور وہی برکات کا سرچشمہ اور وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرا ربط:۔ مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اوّل فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ یعنی جس عذاب کی آپ ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ ان کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ (اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورۂ نحل کے ابتدا میں فرمایا۔ أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔ تم اس کی آمد کا عجلت سے مطالبہ نہ کرو۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ جس مسئلہ توحید کو تم نہیں مانتے ہو۔ وہ اس قدر ضروری اور اہم بالشان ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اسی مسئلہ کی خاطر دنیا میں بھیجا گیا۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ اس آیت میں روح سے مراد مسئلہ توحید ہے جیسا کہ آیت کے آخری حصہ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا سے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ مشرکین مکہ کے مطالبہ عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کو مسلط کر کے پورا فرما دیا۔ چنانچہ سورہ نحل کے رکوع ۱۵ میں ارشاد ہے فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى یہ تو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے تھوڑے

Maktaba Tul Ishaat.com

سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزہ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا (جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا۔ جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط:۔ جس مسئلہ توحید کو سورۂ نحل کی ابتدا میں رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفتیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الخ ماقبل پر متفرع ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی کجی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک وشبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید سے ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعیم مقیم کی خوشخبری سنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مؤمنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورۂ مریم بھی سورۂ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورۂ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا الخ (مریم ع ۶) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا سورہ کہف کی ابتدا میں جن دو جماعتوں کو المؤمنین اور اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورۂ مریم کے آخر میں بطور لف ونشر مرتب ان کو اَلْمُتَّقِيْنَ (پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجھنوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک ومختار اور متصرف وکارساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہہ:۔ اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور رئیسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت وطاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہہ:۔ کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ الخ (جن)

تیسرا شبہہ:۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہہ:۔ یہود میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کارساز اور متصرف تھے۔

چنانچہ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورۂ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پہلے شبہ کا جواب

پہلے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ ـــ تا ـــ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہ اولیٰ کا بالاختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کہف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کہف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کہف متصرف و کارساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موحد بندے تھے۔

اس کے بعد نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ـــ تا ـــ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعۂ اصحاب کہف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا ـــ تا ـــ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر مغرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے چھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ ـــ تا ـــ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دی جائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ ـــ تا ـــ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۷) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

دوسرے شبہ کا جواب

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ـــ تا ـــ وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذریں منتیں دیتے اور ان کے مقابر سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ در اصل یہ لوگ جنوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کارساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ـــ تا ـــ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا (ع ۸) میں زجر اور تخویفیں ہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ (ع ۱۰) سے شبہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ اور اس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہ کا جواب

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ـــ تا ـــ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ـــ تا ـــ لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کارساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جا سکتی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ تیسرے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرما دیں کہ میں بھی غیب داں اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعہ یہی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقاء ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کہف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کارساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور شرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کی طرح یہ حصہ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ اور ملک و تصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالتبع آئیں گے ۵۳ سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض و غایت ابتدائے سورت سے اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ۔ تا ۔ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۵۳ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد (تعریف) سے اللہ تعالےٰ کی صفات الوہیت یا بالفاظ دیگر صفات کارسازی مراد ہیں۔ مثلاً خالق و مالک اور رازق ہونا، عالم الغیب کارساز اور متصرف و مختار ہونا، مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکلکشا ہونا وغیرہ وغیرہ اس جملے کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس برکات کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمان میں رہنے والوں زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فرو کش ہونے والوں) میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کا حاصل و تجملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف و مختار ہے۔ ۵۴ اَلَّذِیْ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِی وصفہ تعالےٰ بالموصول اشعارٌ بعلیۃ مَا فِی حیز الصلۃ لاستحقاق الحمد (روح ج ۱۵ ص ۱۰۰) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں دو خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عوج (کجی) نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی میں اصول فصاحت و بلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئًا من العوج باختلال اللفظ من جہۃ الاعراب و مخالفۃ الفصاحۃ و تناقض المعنی وکونہ مشتملًا علی مالیس بحق اوداعیًا الی غیر اللہ تعالےٰ (روح ج ۱۵ ص ۱۰۰) (۲) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے منکرین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قیمًا ای مستقیمًا کما اخرجہ ابن المنذر عن الضحاک وروی ایضًا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کا علم محیط کل ہو۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ کہف ۱۵ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

سب تعریف اللہ کو ہے ۱۵ جس نے ۱۵ اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۭ ① قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ

رکھی اس میں کچھ کجی سیدھی اتاری تاکہ ڈر سنائے ۱۵ ایک سخت آفت کا

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو عمل کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ② مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں

اَبَدًا ③ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ④ مَا

ہمیشہ اور ڈر سنائے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھا ہے اولاد کچھ

لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

خبر نہیں ان کو اس بات کی ۱۵ اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات ۱۵ نکلتی ہے ۵

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو نہیں تو

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

جوکھ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے ۱۵ اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو

اَسَفًا ⑥ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے ۱۵ اس کی رونق

Maktaba Tul Ishaat.com

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا قرآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت وتصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ ۵ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا الخ میں لام اَنْزَلَ سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تخویف وانذار دوم تبشیر پہلے لِيُنْذِرَ سے تخویف پھر يُبَشِّرَ سے بشارت اس کے بعد پھر وَيُنْذِرَ سے تخویف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تخویف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المومنین) اور اجر دونوں مذکور ہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کر کے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ان لوگوں کا انذار مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے ولد تجویز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتخاذ ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی متبنّٰی بنانے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (قصص ع۱۔ و یوسف ع۳) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا تجویز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاھری النبی (روح ج۱۵ ص۱۹۵) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام) کو اپنے متبنّٰی اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف واختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ومنہم من اعتقد ان اللہ ھو السید وھو المدبر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہ لباس الشرف والتالہ ویجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکا یقلد تدبیر تلک المملکۃ فیما عدا الامور العظام فیتجلی لسانہ ان یسمیہم عباد اللہ فیسومہم وغیرھم فعدل عن ذلک الی تسمیتہم بنات اللہ وابناء اللہ (حجۃ اللہ البالغہ ج۱ ص۳۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنا دیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقے پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کر کے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھڑاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ۶ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بہ ہیں ضمیر مجرور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعوی کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ وذکر الآمدی ان تلک المقالۃ قد اخذوھا عن ورثتھم (بحر ج۶ ص۳۵۰) اٰبَآءِهِمْ (باپ دادا) سے مراد عام ہے خواہ جسمانی ہوں یا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا یلزم ان یکون ھذا ای اسلافھم (قرطبی ج۱۱ ص۳۵۔ ابن کثیر ج۳ ص۱۰۰) ۷ كَبُرَتْ كَلِمَةً الخ کلمۃ منصوب ہے۔ اور کبرت کی تمیز سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کذب وافترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آئی ہے۔ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یہ جملہ ماقبل ہی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباحت وشناعت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں ای ما یقولون فی ذالک الشان الا قولا کذبا لا یکاد یدخل تحت امکان الصدق اصلا (روح ج۱۵ ص۱۰۰۔ ابو السعود ج۵ ص۱۰۰) ۸ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ یہاں ترجی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ ترجی کے لئے ہوتا ہے اور مخذور (یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو) کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (کہف ع۶ ص۱۰۰) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ بَاخِعٌ کا مفعول لہ ہے اور اسف کے معنی شدت غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی۔ کہ مشرکین کفر وانکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت وتبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور موثر انداز کے باوجود کفر وانکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض ازراہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج وغم دامنگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضہ تبلیغ وانذار وتبشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں۔ کیونکہ دولت ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار وقدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا یعظم حزنک واسفک بسبب کفرھم فانا بعثناک منذرا ومبشرا فاما تحصیل الایمان فی قلوبھم فلا قدرۃ لک علیہ والغرض تسلیۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم عنہ (کبیر ج۵ ص۱۰۰) ۹ اِنَّا جَعَلْنَا الخ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان وشوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہئے۔ زمین پر ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زر وجواہر، حیوانات کی انواع

Maktaba Tul Ishaat.com

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
تاکہ جانچیں ہم لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف اور ہم کو کرنا ہے ۱۱ہ
مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
جو کچھ اس پر ہے میدان صاف کردیں گے کیا تو خیال کرتا ہے ۱۱ہ کہ
الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩ اِذْ اَوَى
غار اور گھر کے رہنے والے ۱۱ہ ہماری قدرتوں میں عجیب انوکھے جب جا بیٹھے
الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب ہمارے ہم کو اپنے پاس سے
رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠ فَضَرَبْنَا
بخشش اور پوری کردے ہمارے کام کی درستی پھر تھپک لئے ہم
عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١ ثُمَّ
ان کے کان اس کھوہ میں چند برس گنتی کے پھر
بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا
ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت
اَمَدًا ۝١٢ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ
وہ رہے ف ہم سنادیں تجھ کو ۱۱ہ ان کا حال ٹھیک
اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝١٣
وہ کئی جوان ہیں ۱۱ہ کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے ان کو سوجھ ف
وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ
اور گرہ دی ہم نے ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَآ
آسمان اور زمین کا ہم نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے

ع ۱ ۱۲ ۱۳

منزل ۴

ہو کر جانچیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف اور ہم کو کرنا ہے ۱۱ہ

تباہ کردیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں نہ اس پر اس قدر مغرور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہوگئی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہہ کا جواب

۱۱ہ یہاں سے لے کر اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ اَمَدًا تک پہلے شبہہ کا اتمامی رد ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اصحاب کہف غرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رُخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کارساز اور غیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا شروع کردیا چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول وَدُوْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تفسیرا لہ علیہ السلام علی جہالۃ أن اصحب الکھف کانوا عجبا یعنی انکارا ذلک علیہ ان لا یعظم ذلک بحسب ما عظم علیک السائلون من الکفرۃ فان سائر ایات اللہ اعظم من قصتھم (جز ۱۶ ص ۱۰۱) استفہام انکاری سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو عجیب داں اور کارساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصہ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض

موضح قرآن ف یعنی اس کی رونق پر دور نہ ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ف۲ یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ف۳ دو فرقے یا تاریخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بعضے کہنے لگے اس سے کم ف۴ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

سوم۔ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ الخ جب اصحاب کہف اپنا دین و ایمان بچا کر شہر سے نکل بھاگے تو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ ان کے عجز و بیچارگی کی واضح دلیل ہے اگر وہ متصرف و کارساز ہوتے تو انہیں بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی چہارم۔ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ جب وہ غار میں پناہ گزین ہو چکے تو اللہ تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا کی رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ رَحْمَةً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی طرف سے اپنی خاص رحمت سے نواز رحمت سے مراد عام ہے۔ یعنی معرفت حق، توحید پر ثبات، استقلال، رزق اور دشمنوں سے حفاظت وغیرہ وھی الھدایۃ بالمعرفۃ وَالصبر والرزق وَالامن من الاعداء (کبیر ج ۵ ص ۲۶۰) وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اور ہمارے اس معاملہ ہجرت میں ہماری صحیح راہنمائی فرما۔ اصحاب کہف تو خود اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب متصرف و کارساز اور خزائن رحمت کا مالک سمجھ کر اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بھلا وہ کس طرح الٰہ معبود ہونے کے لائق ہو سکتے ہیں ہم۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ الخ جب وہ غار میں داخل ہوئے اور ستانے کی غرض سے لیٹ گئے تو ہم نے ان پر نیند طاری کر دی اور ان کو سینکڑوں برس اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ اصحاب کہف کو اسباب کا خیال تک نہیں تھا۔ کہ ان کے ساتھ ایسا عجیب و غریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور انہیں تین سو سال تک حالت خواب میں رہنا ہوگا اس سے بھی ان کے متصرف و کارساز ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ششم ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ عرصہ دراز کے بعد ہم نے ان کو بیدار کیا۔ انہیں بیدار ہونے کا اختیار نہیں تھا۔ ہفتم لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ الخ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ محیط کل ہے اور ماضی حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے علم سے یہاں اظہار مراد ہے تسمیۃ للسبب باسم المسبب۔ اَلْحِزْبَیْنِ سے اصحاب کہف کی دو جماعتیں مراد ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تو ایک دن سے بھی کم سوئے ہیں۔ دوم وہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہم کتنا عرصہ سوئے ہیں وھم القائلون لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ والقائلون (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (روح ج ۳ ص ۱۵۴) ہم نے کئی سو سال بعد ان کو بیدار کیا۔ تاکہ ہم ظاہر کریں کہ ان میں سے کس کو ٹھہرنے کی صحیح مدت یاد رہی۔ اصحاب کہف تو خود اپنے حال سے بے خبر تھے اور انہیں حالت خواب کی صحیح مدت بھی یاد نہ رہی تو وہ غیب داں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ۱۲ اصحب الکھف والرقیم۔ کہف پہاڑ میں اس غار یا کھوہ کو کہتے ہیں جو فراخ ہو۔ الکھف الغار الواسع فی الجبل (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۵۶) الرقیم۔ میں مفسرین کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ الرقیم سے مراد وہ پتھر کی تختی ہے جو ان کے غار پر نصب کر دی گئی تھی جس پر ان کے نام کندہ تھے۔ قیل نسبوا الی حجر رقم فیہ اسمآءھم (مفردات راغب ص ۲۰۳) قال الفراء الرقیم لو کان فیہ اسمآءھم وصفاتھم (کبیر ج ۵ ص ۲۵۳) اس صورت میں الرقیم بمعنی المرقوم فیہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں الرقیم اصحاب کہف کے گاؤں کا نام تھا۔ زعم کعب انھا قریۃ خرجوا منھا (قرطبی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مشرک بادشاہ دقیانوس نامی تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور رعیت کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور میں پیش آیا چند نوجوان جو شجاع اور امیر گھروں کے چشم و چراغ تھے۔ انھما اولاد عظماء تلک المدینۃ (قرطبی ص ۳۵۵) بلکہ دقیانوس کے درباریوں اور خواص امراء کی اولاد تھے۔ وکانوا من خواص دقیانوس (ملک ج ۳ ص ۱۵۴) اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بصیرت عطا فرمایا وہ شرک سے بیزار ہو گئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔ اگرچہ انہوں نے اظہار حال سے کام لیا مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح کچھ لوگوں کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اور انہوں نے بادشاہ سے ان کی شکایت کر دی۔ بادشاہ نے ان موحد نوجوانوں کو دربار میں طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے دین کا اتباع کریں۔ اسکے معبودوں کی عبادت کریں، اور انکے ناموں کی نذریں نیازیں دیا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اسکے دین سے سرتابی کی تو انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو دولت استقامت سے مالا مال فرما دیا۔ اور وہ سر دربار بول اُٹھے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیۃ ہمارا رب اور معبود تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم تو اسکے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں پکاریں گے یہ سن کر بادشاہ نے ان نوجوانوں کو مہلت دی اور کہا ابھی تم عقل کے خام ہو۔ اسلئے اپنے معاملہ میں غور و فکر کر لو۔ نوجوانوں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور اپنا دین و ایمان بچانے کیلئے شہر سے نکل کر کہیں چل دیئے۔ راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا جو انکی طرح موحد تھا۔ وہ بھی انکے ساتھ ہو لیا چرواہے کا کتا بھی انکے پیچھے چل دیا یہاں تک کہ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے جب وہ ستانے کیلئے لیٹے تو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے لئے ان پر نیند کو مسلط فرما دیا کئی سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے تو ایک ساتھی کو کھانا لانے کیلئے بازار بھیجا۔ جب دوکاندار کو رقم ادا کی تو وہ پرانے سکے دیکھکر حیران ہوا اور خود اس آدمی کی شکل و صورت بھی اسی قسم کی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اسے بادشاہ وقت بیدقوس کے سامنے پیش کر دیا گیا جو مومن اور موحد تھا۔ جب اس نوجوان کے بتانے سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ انہیں نوجوانوں میں سے ہے جو دقیانوس کے زمانے میں روپوش ہو گئے تھے تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت سے شہریوں کو ساتھ لیکر اس نوجوان کے ہمراہ غار پر پہنچا اور باقی نوجوانوں سے ملاقات کی۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اور بہت سی رعایا توحید قبول کر چکی ہیں تو بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد اصحاب کہف اسی غار میں خلوت گزیں ہو گئے۔ اور وہیں انکا انتقال ہو گیا۔ من القرطبی وغیرہ۔ ۱۳ اب یہاں سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے گویا کہ پہلے شبہ ادنیٰ کا اجمالی جواب ذکر کیا گیا اور یہاں اسے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شروع فی تفصیل ما اجمل فیما سلف ای نحن نخبرک بتفصیل خبرھم الذی لہ شان وخطر (روح ج ۱۵ ص ۲۱۰ والسورج ص ۲۶۵) ۱۴ پہلے اجمالی ذکر میں اصحاب کہف کے مومن و موحد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ یہاں ان کے ایمان، توحید پر ان کی استقامت اور شرک سے ان کی بیزاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس تفصیل میں چار چیزیں مذکور ہیں۔ ۱۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے۔ ۲۔ وَّزِدْنٰهُمْ هُدًى انہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے کر ان کو ہدایت میں اور ترقی دیدی۔ ۳۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ظرف رَبَطْنَا سے متعلق ہے جب ظالم و جابر اور مشرک بادشاہ کی طلبی پر وہ اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور بادشاہ نے ان کو دین توحید چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر انہیں قتل کی دھمکی دی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط و مطمئن کر دیا۔ اور انہیں اپنے دین پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائی۔ اِذْ قَامُوْا مواجہین یدی الجبار وھو دقیانوس چنانچہ انہوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد توحید کا اعلان اور شرک سے بیزاری کا اظہار کر دیا اور صاف کہہ دیا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمارا پروردگار اور مالک وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہو سکتا ہے اور وہی عبادت و پکار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم اللہ کے سوا کسی خود ساختہ معبود اور کسی جھوٹے خدا کو کبھی پکارنے کے لئے تیار نہیں ہیں لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ نہایت ہی بے جا

Maktaba Tul Ishaat.com

إِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ
بات عقل سے دور ف یہ ہماری قوم ہے ٹھہرالئے انھوں نے اللہ کے سوا
آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ
اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند صاف پھر اس سے
أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ
بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ کرلیا ان سے
وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ
اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلاوے تم پر
رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم
رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں
مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن
آرام ف اور تو دیکھے تو دھوپ جب نکلتی ہے ہٹ کر جاتی ہے
كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
ان کی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا کر جاتی ہے
الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن
ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو
يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ
راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر ف اور جس کو وہ بھلاوے پھر تو نہ پائے اس کا
وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ
کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں ف اور وہ سوتے ہیں
وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم
اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو داہنے اور بائیں اور کتا ان کا

ع ۲ ۱۲

منزل ۴

بات عقل سے دور ف یہ ہماری قوم ہے ٹھہرالئے انھوں نے اللہ کے سوا

عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم وجابر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کر دیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا، ان کو پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا صراحت جہالت اور عقل کے خلاف ہے۔ ۱۵ھ

یہ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ الخ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس یملیخا یا مسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان خداؤں سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار میں گھس جاؤ۔ ھو من قول رئیسھم یملیخا فیما ذکر ابن عطیۃ وقال الغزنوی رئیسھم مکسلمینا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۳) ینشر لکم ربکم من رحمتہ یہ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً سے متعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان بہم پہنچا دے گا۔ مِرْفَقًا مفعلًا کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رفق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید ھو مصدر کالرفق یقال مفعل (کبیر ج ۶ ص ۱۱۱) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود

موضح قرآن ف ایک شہر کا بادشاہ نہایت ظالم تھا اس کے ہتھوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا بالآخر بچا نا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چغلی کی۔ اس نے روبرو بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کر آؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کراؤں۔ یا عذاب کریں وہ گیا اور شہر کو پیچھے کر نکل گئے ف اس شہر سے نکل کر ایک پہاڑ میں کھوہ تھی اس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں۔ ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے ف حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں ان پر دھوپ آتی نہ زمینہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایۂ اصلی او در تمام سال محل فطنتن ایشان نمی پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند تر است و ہمیں پایہ منحط شدہ و این جماعہ سرد بجانب شمال و پا بجانب جنوب گردہ خفتہ اند پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضوء آفتاب بر دیوار غربی و بعضی صحن غار افتد و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد و بلندی دیوار شرقی زوصول ضوء باینشان مانع آید از جانب راست منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است در وقت استواء بجز سایۂ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چوں آفتاب مائل بغروب شود ضوء آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب چپ ایشانست واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بلکہ اٰیات کے بعد الیاء من النصف الاول واللام الثانیہ من النصف الاخیر ۱۲

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ
پسارے رہتے اپنی باہیں پہ دہلیز پر اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو
لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَ
تو پیٹھ دے کر بھاگے ان سے اور بھر جائے تجھ میں ان کی دہشت ف۱ اور
كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَاۗءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَاۗىِٕلٌ
اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ف۲ ایک بولا
مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ
ان میں کتنی دیر تم رہے تم جو لے ہم رہے ایک دن یا دن سے کم
قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ
بولے تمہارا رب خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو اب بھیجو ف۳ اپنے میں ایک کو
بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى
یہ روپیہ دیکر اپنا اس شہر میں پھر دیکھے کونسا کھانا ستھرا ہے
طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا
سو لائے تمہارے پاس اس میں سے کھانا اور نرمی سے جائے اور
يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ
جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ف۴ وہ لوگ اگر خبر پائیں تمہاری
يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا
پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں اپنے دین میں تم کو اور تب تو بھلا نہ ہوگا تمہارا
اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا
کبھی اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے ف۵ ان کی تاکہ لوگ جان لیں

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ
کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں

منزل ۴

ہے فَجُوَةٌ ای متسع من الکہف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا۔ کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصہ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ ۱۷ اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طالب صادق ہے راہ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناداً گمراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۱۸ یہ فَضُرِبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندرونی ہیبتناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا۔ تو نیند کے ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی کروٹیں بدلتا رہا تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا۔ کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیۃً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ ۱۹ یہ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ کی تفصیل ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کَذٰلِكَ میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لِيَتَسَاۗءَلُوْا میں لام بَعَثْنٰهُمْ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصۂ دراز کے بعد بیدار کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو کہنے لگے لَبِثْنَا بائیوں نے کہا اللہ ہی بہتر

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانتے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ دیکھیں کہ وہ بے آرام ہوں ف۲ کیساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا بُرا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے ف۳ سینکڑوں برس رہنا الگ ایک دن معلوم ہوا مُردہ اور سوتا برابر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۴ چنانچہ مفتن ایشانرا شانہ ساقیم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جانتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوئے ہو۔ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا۔ تو وہ دوسروں کی چہ میگوئیوں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

نکتہ:۔ حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوا لَبِثْنَا الخ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوا جمع ہے اور عربی زبان کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوا جمع ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ (مدارک ج ۳ ص ۶۵)۔ ۲۰ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و متصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار ہو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآری کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی۔ کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے تمہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں۔

إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا
جب جھگڑ رہے تھے ۲۳ آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ
عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ
ان پر ایک عمارت ف ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ
غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾
جن کا کام غالب تھا ۲۴ ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ ق
سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ
اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں ۲۵ چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ
وہ پانچ ہیں ۲۶ چھٹا ان کا کتا بدون نشانہ دیکھے پتھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے
سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم
وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی
مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً
ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑو ان کی بات میں ۲۷ مگر سرسری
ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا
جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے ق اور نہ
تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن
کہنا کسی کام کو ۲۸ کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ
يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ
اللہ چاہے ف اور یاد کر اپنے رب کو جب بھول جائے ۲۹ ف اور کہہ امید ہے
أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾
کہ میرا رب مجھ کو دکھلائے ۳۰ اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ق

موضح قرآن

ف ایک ان میں روپیہ لے کر گیا شہر کو وہاں سب چیز اوپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اسوقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑا تھا بادشاہ منصف تھا چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے اللہ نے یہ سند بھیج دی بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا ہر ایک سے احوال سن آیا تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ ف اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رقصہ کو کر پھر سو گئے۔ ۲۲ یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا۔ اور اس کو نہیں کہا۔ ۲۳ اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی۔ کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا۔ اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کر دیئے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا رب اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بکوی تو اہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ ف۲ یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کو ذبح کرتے تھے۔ عن ابن عباس فی قولہ اَزکیٰ طعاماً قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان غیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ یہاں اِنَّ تعلیلیہ ہے کیونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹا لیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف وہم اس ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے وہ کارساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۴۲۱ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر قرب و جوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں۔ جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن موحد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے۔ کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آ گیا۔ جس سے بادشاہ اور اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آ گئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو لاجواب کر دیا۔ ۴۲۲ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں واپس جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ ہدف و مقصد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر گذری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا
اور رہے گذری ان پر اپنی گھوپھا میں تین سو برس اور ان نے اوپر
تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ
نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کے واسطے ہے چھپا
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم
آسمان اور زمین کے کیا عجب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں
مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾
بندوں پر اس کے سوائے مختیار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو
وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا
اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی
مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾
بدلنے والا نہیں اس کی باتیں اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم
اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو
بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ
صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں
عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ
پری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی کی دنیا کی
وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ
اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا کے
هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِن
اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے

تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے۔ کہ اصحاب کہف چونکہ ابتداء میں ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری عمارت بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انتخذ کانوا علی دیننا فنتخذ علیہم بنیانا (کبیر ج ۵ ص ۴۰۴) وروی ان طائفۃ کافرۃ قالت نبنی بیعۃ او مضیفا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۷۹) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضح قرآن ف جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتا دے یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ۳ ایک کافر حضرت کو سچے لگا کہنے اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں۔ رذالہ کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بہم (مظہری ج ۶ ص۳۰۵) یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمکانہم (مدارک ج ۳ ص۱۰۱) لنتخذن علیہم مسجدًا نعبد اللہ فیہ و نستبقی آثار اصحاب الکہف بسبب ذلک المسجد (کبیر ج ۵ ص۱۱۱) رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کہف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذریں منتیں دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ ۲۳ اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین وملکہم (مدارک) ۲۴ س استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کہف کی تعداد میں علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔ الضمیر فیہ وفی الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیۃ وبعض المحققین للیہود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ وسلم الخائضین فی قصۃ اصحاب الکہف (روح ج ۱۵ ص۲۲۲) یعنی جب آپ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد کتنے کے علاوہ نہیں بتائیں گے۔ ۲۵ یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کہف کی تعداد کتنے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ رَجْمًا بِالْغَيْبِ لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتنے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہود ہی کی ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ آپ فرما دیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو انقطعت العدۃ ای لم یبق بعدہا عدۃ عاد یلتفت الیہا وثبت انہم سبعۃ وثامنہم کلبہم علے القطع والبتات (روح ج ۱۵ ص۲۲۲) تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد رجمًا بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن وتخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک وشبہہ سے بالاتر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص۱۱۱) ۲۶ آپ اصحاب کہف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث وتمحیص نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ الخ اور اصحاب کہف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ ۲۷ یہ جملہ معترضہ ہے ہر واعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات متفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد کر لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرما دیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور انشاء اللہ نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ہذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت الٰہی کے سپرد فرما دیا کریں۔ ۲۸ یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آ جائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا تغیر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔ وھذا الحصول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکما فلا یصح الا متصلا (مدارک ج ۳ ص۱۰۱)۔ ۲۹ آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے معلق فرمایا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھی تدبیر سجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرما دے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل ومعجزات عطا فرما دے جو اصحاب کہف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت ورسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص۱۱۱) ۳۰ یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا میں بالاجمال ذکر کی تھی۔ یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی اصحاب کہف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاھد ھو بیان لمجمل قولہ تعالے فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا (کبیر ج ۶ ص۱۱۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبِثُوا الخ یَقُولُونَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حائل ہے۔ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا الخ ازالۂ شبہہ کے بعد واقعہ اصحاب کہف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اصحاب کہف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

Maktaba Tul Ishaat.com

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ھو اعلم من الذین اختلفوا فیھم مدۃ لبثھم و الحق ما اخبرك بہ (مدارک ج ۳ ص ۹) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصے کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کارساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرۂ واقعہ

۳۱ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے ہر پہلو سے مشرکین کے شبہہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا۔ کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار، عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے لَہٗ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِہٖ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ ۳۲ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ لفظ مختار سے گرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کارساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِہٖۤ اَحَدًا اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں منفرد و لاشریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالٰی ھو الذی لہ الخلق والامر الذی لا معقب لحکمہ ولیس لہ وزیر ولا نصیر ولا شریك ولا مشیر تعالٰی وتقدس (ابن کثیر ج ۳ ص) بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا وقیل الحکم ھھنا بمعنی علم الغیب ای لا یشرك فی علم غیبہ اَحَدًا (مظہری ج ۶ ص ۳۵) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ما کان و ما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو لفظوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے اُتْلُ امر بجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقار فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پڑھ کر سنانا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لازم تلاوۃ ذلك علی اصحابك (روح ج ۱۵ ص ۲۵) امرہ علیہ السلام بالمداومۃ علی قراءتہ (ابو السعود ج ۵ ص) ۳۴ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور محکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا واؤ تعلیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحَدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجا و ماوی کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجأ تعدل الیہ ان ھممت بذلك (مدارک ج ۳ ص ۹) ۳۵ یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ میں حصر ہے یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے۔ یہاں اگرچہ کوئی کلمہ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکار میں اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ ۳۶ یہ چوتھا امر متفرع ہے۔ تُرِیْدُ جملہ عَیْنٰكَ کے لك سے حال ہے۔ وَالْجملۃ علی القراءۃ المتواترۃ حال من کاف (عینك) وجازت الحال منہ لان جزاء المضاف الیہ (روح ج ۵ ص ۲۳۳) مطلب یہ ہے کہ دنیوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

Maktaba Tul Ishaat.com

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادۃ ربہ بالدنیا (ابن کثیر ج ۳ ص ۔

ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ ۲۹ یہ چھٹا امر متفرع ہے۔ اَلْحَقُّ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے اصل میں تھا ھُوَ الْحَقُّ اور اس سے مُراد بقول امام ضحاکؒ مسئلہ توحید ہے۔ امام مقاتلؒ فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ قال الضحاک ھو التوحید وقال مقاتل ھو القرآن (بحر ج ۶ ص ۔) یعنی آپ اعلان کر دیں کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ الخ یہ تہدید اور شان استغنا کا اظہار ہے مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کر کے شرک پر اڑا رہے، جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ وفیہ من التہدید والاستغناء عن متابعتھم (روح ج ۱۵ ص ۔) ۲۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے سُرَادِقُ (خیمے) جسطرح خیمے آدمیوں کے گرد گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں کو گھیر لیں گے۔ اَلْمُهْلُ تیل کی تلچھٹ، جہنم میں جب ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے۔ تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کیطرح گندا اور اس قدر گرم ہوگا کہ ان کے موچھوں کو بھون ڈالے گا۔ ۲۹ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد منکرین کے لئے تخویف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم انہ تعالیٰ لما وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذکر الوعید علی الکفر والاعمال الباطلۃ وبذکر الوعد علی الایمان والعمل الصالح (کبیر ج ۵ ص ۔) سُنْدُس باریک ریشم اور اِسْتَبْرَقٌ موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقیق من الدیباج والاستبرق الغلیظ منہ (مفردات ص ۔) ۳۰ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرا دیتے اور زر و جواہر کے خزانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور کمال رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اوّل دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرمائے گا۔ دوم دنیوی مال و دولت کی قلت اور حقارت بیان فرمائے گا۔ سوم دولت دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرمائے گا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں قطروس مشرک اور یہودا مومن کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے ثباتی، اور دولت دنیا پر مغرور ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے کنبے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضح قرآن ۔ حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملتا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

توحید کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت و یاری اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو مغرور سہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من ھذا ان الکفار افتخروا باموالھم و انصارھم علی فقراء المسلمین فبین اللہ تعالیٰ ان ذلک مما لا یوجب الافتخار لاحتمال ان یصیر الفقیر غنیا و الغنی فقیرا اما الذی یوجب حصول المفاخرۃ بہ فطاعۃ اللہ و عبادتہ (کبیر ج ۵ ص ۴۱۱) ۴۴۱ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطروس مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد کھجور کے درخت

مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گھیر دان کے کھجور کے اور رکھی دونوں کے بیچ میں

زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ

کھیتی ف ۷ دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے ہیں

مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ

اس میں سے کچھ ۴۴۲ اور بہا دی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور تھا اس کو

ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ

پھل پھر بولا اپنے ساتھی سے ۴۴۳ جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے

مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ

تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ ف ۸ اور گیا اپنے باغ میں اور وہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۙ ﴿۳۵﴾

برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا میں کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ۴۴۴

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

اور نہیں خیال کرتا میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں

رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر ف ۹ کہا اس کو دوست نے ۴۴۵

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ

جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہوگیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا

مٹی سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو یہی کہتا ہوں

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ

وہی اللہ ہے ۴۴۶ میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو اور جب

تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی اس میں ظلے اور سبزی کے کھیت لہلہا رہے تھے۔ حاصل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میووں، پھلوں اور پھلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلھا اتصاجامعۃ للاقوات والفواکہ ووصف العمارۃ بانھا متواصلۃ متشابکۃ لم یتوسطھا ما یقطعھا مع الشکل الحسن والترتیب الانیق (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) ۴۴۲ یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں۔ وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْـًٔا ای لم تنقص (مفردات ص ۳۱۱) ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جداگانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطروس کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ (روح ج ۱۵ ص ۲۵۷) ۴۴۳ باغوں اور کھیتوں کا محل وقوع، حسن ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شادابی اور اپنی نفری پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا۔ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الخ قطروس مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقت ور ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وہ شرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۴۴۴ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حب دنیا اور حرص و آز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ باغ فنا نہیں ہوگا۔ اور ہمیشہ اسی تازگی، شادابی اور رونق کے ساتھ برقرار رہے گا۔ اور میرا بھائی جس قیامت سے مجھے ڈراتا ہے اور جس آخرت کی آسائش و راحت کے لئے مجھے توحید اور اعمال حسنہ کی تلقین کرتا ہے، اول تو وہ قیامت آنے کی نہیں۔ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو آخرت میں بھی میرا

موضح قرآن ف ۷ اگلے زمانے میں ایک شخص مال ور مر گیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ لیا ایک زمین خرید کی دو طرف میوے کے باغ لگائے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ لا کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹھ رہا۔ ف ۸ مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر کرنے سے آفت آئی۔ ف ۹ منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سو ہرگز ہونا نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و حشم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص ۱۵)، حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہار ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا مشکل کشا اور مانع ضرر سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لَعَلَّ ذٰلِكَ لَكَافِرٌ مع كونه منكرا للبعث كان عابد صنم (کبیر ج ۵ ص ۱۵) ۴۵ قطروس مشرک کے جواب میں اس کا مومن بھائی یہوذا اسے وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ یہاں کفر سے مراد ذات خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروس خدا کا منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف تھا جیسا کہ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ میں اس کا اقرار گذر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور اللہ کی توحید کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف آگے آرہا ہے، الظاهر انه كان مشركا كما يدل عليه قول صاحبه تعريضا به (وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) وقوله (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) ..... فالمراد بقوله (اَكَفَرْتَ) اَشْرَكْتَ (روح ج ۱۵ ص ۳۲)، ۴۶ لٰكِنَّا اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علی خلاف القیاس حذف کر دیا گیا، دونوں جمع ہو گئے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا تو لٰكِنَّا ہو گیا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس طرح ہوگی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شان مبتدائے ثانی، اَللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّيْ اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی۔ مبتدائے ثانی اپنی خبر سے مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (کبیر ج ۶ ص ۱۵)، حضرت شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل میں تھا لٰكِنْ اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (بحر) وَلَآ اُشْرِكُ

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا
تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہوتا کچھ طاقت نہیں مگر
بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾
جو تجھے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال میں اور اولاد میں
فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ
تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور
يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا
بھیجے اس پر لوکا ایک تجھ پر آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان
زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ
صاف یا صبح کو ہو جائے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو
لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
اس کو ڈھونڈ کر وہ اور گھیر لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ ملتا
عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ
اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ
کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو اور نہ
تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا
ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی اللہ کے سوائے اور نہ
كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ
ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا
هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ ع ۷
اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعریض یا شوائ صاحبہ وجہ یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو کارساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کارساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شریک نہیں کروں گا۔ ۴۷ قطروس جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدہوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں، مَا شَآءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

موضح قرآن ف رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ لوگ نہ لگے۔ ۴۲ آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا تھا کہ آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا پوٹی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آباد رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما فیہا انما حصل بمشیۃ اللہ وان امرھا بیدہ ان شاء ترکہا عامرۃ وان شاء خربہا (مدارک ج ۳ ص ۱۷۰) شاید قطروس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل لوگ کہتے ہیں "جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا" حالانکہ یہ کلمہ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شاء اللہ و رسولہ۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ما شاء اللہ وحدہ یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں۔ جس اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامان تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس کے چھین لینے اور اسے آن واحد میں تباہ و برباد کر دینے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ ۴۸ یہ سب ہود کا کلام ہے۔ حُسْبَانًا سے عذاب الٰہی مراد ہے۔ صَعِيْدًا زَلَقًا چٹیل میدان جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ وَاَحِيْطَ بِثَمَرِهٖ (مفردات ص ۲۴۳) یعنی اگر تو کثرت مال و اولاد پر فخر کر رہا ہے اور مجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے کہ مال و اولاد چند روزہ دنیوی زندگی کی آنی فانی اور ناپائیدار زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زر و دولت میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اترا رہا ہے اور میں مال و اولاد میں تم سے کم ہوں تو جس خدائے بلند و پستی نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا فرما دے اور تیرے باغ کو طوفان برق و باد سے نیست و نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات اور سرسبز و شاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۴۹ مومن نے جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اَهْلَكَ اَمْوَالَهُ الْمَعْهُوْدَةَ مِنْ جَنَّتِهٖ وَمَا فِيْهِمَا وَاَبْوَالَهُ سُوْدٌ مُتٰى فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ الخ جب صبح کو باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال پر خرچ کیا تھا اس پر کف افسوس ملنے لگا۔ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ الخ اب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم ہو کر بول اٹھا کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ مشرک تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۵۰

جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس خاندانی جمعیت پر اسے ناز تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑے وقت میں کوئی بھی اس کے کام نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوت بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۵۱ یہاں سے اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال و اولاد اور یہ دنیوی شان و شوکت نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے۔ اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور اُخروی حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً آخر

مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مثل دنیا کی زندگی کی ۴۸ جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ
پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں
الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ اَلْمَالُ
اڑاتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف مال
وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ
اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیاں
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝۴۶ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ
کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع ف اور جس دن ہم چلائیں گے
الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ
پہاڑ ۴۷ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر لائیں ہم ان کو پھر نہ
نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۝۴۷ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ
چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ
آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم کو پہنچتے تھے
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝۴۸ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى
کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ف اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے
الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا
گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ
کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوڑتی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

موضح قرآن ف یعنی جب چاہے پھر لا دے۔ ۴۷ رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کے صالح چھوڑ جاوے ف ۴۸ یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرماوے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا ختنہ بھی نہ رہے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ
جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب
رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِأٰدَمَ
ظلم نہ کریگا کسی پر ف اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو
فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ
تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے کھلے سو نکل بھاگا
أَمْرِ رَبِّهٖ ۗ أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ
اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم پکڑتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق
دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۖ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾
میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا ہے انصافوں کو بدلا ف
مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ
دکھلا نہیں تھا میں نے انکو بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا
أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾
خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار
وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
اور جس دن فرمائیگا پکارو میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ
پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دینگے ان کو اور کر دینگے ہم انکے اور انکے بیچ
مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا أَنَّهُمْ
مرنے کی جگہ ف اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ف پھر سمجھ لینگے کہ ان کو
مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ
پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

ع ۱۸ ع ۱۹

منزل ۴

اپنا نامۂ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر بدی لکھی ہوئی ہے لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّآ أَحْصٰىهَا۔

جواب شبہۂ ثانیہ

۵۳ یہ دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجالاتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے شرک کا علم نہیں تھا فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (سورۂ یونس رکوع ۳) اور سورۂ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ اس لئے یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرتے اور ان سے شرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روز ازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آکر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۴ یہ انسانوں سے شیطان کی پرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرت عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ ۔ ہمزۂ استفہام انکاری و تعجب کے لئے ہے۔ الهمزة للانكار والتعجب (روح ج ۱۵ ص ۲۹۲) یعنی تعجب ہے کہ ایسی قدیم دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور

موضح قرآن ف۱ یہ جو کرے سو ظلم نہیں سب کی مال ہے بڑا ظالم وہ جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھے، جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے۔ اور جو چاہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ سمجھے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا۔ ف۲ یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ ف۳ یعنی خندق آگ سے بھری۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وادی الزواد بھی دوزخ تک کی بدگمری تعاقد رسید ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ
پھیر پھیر بھجائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۴ اور
كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ
ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ۱ اور لوگوں کو
النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤی وَیَسْتَغْفِرُوْا
جو روکا ۵۵ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوائیں
رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ
اپنے رب سے سوا اسی انتظار کے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آکر ہو ان پر
الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ
عذاب سامنے کا ف اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۵۶ سو خوشخبری
وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
اور ڈر سنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر ۵۷ جھوٹا جھگڑا
لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا
کہ ڈھا دیں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے گئے
هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ
ٹھٹھا اور اس سے زیادہ ظالم ۵۸ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے
فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا
پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے
جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ
ڈال دئے ان کے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ
کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون و مددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات و تصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اسی طرح یہ بھی میری عاجز و بے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اتَّخَذْتُمُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ عِبَادِیْ اَمْثَالُكُمْ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۵) ۵۶ خدائی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذریت کو شریک بنانے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ان لوگوں نے شیطانی وسوسوں میں آکر غیر اللہ کی عبادت و پکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تکمیت و توبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں۔ اس پر مشرکین اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوھم الیوم ینفذ ونکم ممّا انتم فیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۵) ھٰؤُلَآءِ الْمُشْرِكِیْنَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً كَالْمَلٰٓئِكَةِ وَعِیْسٰی وَاَخَوَاهُ هٰؤُلَآءِ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ (کبیر ج ۵ ص ۴۳۲) وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ، وبق بمعنی ہلاکت سے اسم ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مراد جہنم ہے بَیْنَهُمْ کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پیر گدی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق عذاب جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مھلکا یشترکون فیہ وھو النّار (روح ج ۵ ص ۲۹۵) بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین (جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام) کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولئک الکفار وبین الملٰئکۃ وعیسی علیہ السلام ھذا الموبق وھو ذلک الوادی فی جھنّم (کبیر ج ۵ ص ۴۳۲) ۵۷ جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۵۸ یہ زجر ہے۔ ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اٹھانے کے موضع قرآن ف یعنی کچھ اور التفات نہیں، یا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يَهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو
نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت
الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ
والا اگر ان کو پکڑے ان کے کئے پر تو جلد ڈالے
لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا
ان پر عذاب پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے کہیں نہ پائیں گے
مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ
اس سے دوسرے سرک جانے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا
لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ
جب وہ ظالم ہوگئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ اور جب
قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ
کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو نہیں میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں
الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ
دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں ف پھر جب پہنچے جہاں دونوں دریا کے
بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ
ملاپ تھا بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کرلی دریا میں
سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا
سرنگ بنا کر ف پھر جب آگے چلے ۶۲ کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس
غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾
ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف ف
قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ
بولا وہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں

ع ۷ ۲۰

منزل ۴

کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آئی تو اللہ کی توحید پر ایمان لانے، شرک کو ترک کرنے اور اپنے گذشتہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرین انبیاء سے ہوا یعنی ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔ سُنَّةَ الْاَوَّلِيْنَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بھا الاھلاک بعذاب الاستیصال (روح)، یا یہ کہ انہیں سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذاب خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔ والمعنی انھم لایقدمون علی الایمان الاعند نزول عذاب الاستیصال فیھلکوا او ان یتواصل انواع العذاب والبلآء حال بقائھم فی الحیوٰۃ الدنیا (کبیر ج ۵ ص ۱۰۳) ۵۸ یہ سوال مقدر کا جواب ہے، مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔ ۵۹ یہ کفار مجادلین پر زجر ہے، یا نباطل میں مبالغہ ہے اور باطل سے شبہات واہیہ۔ شکوک باطلہ

موضع قرآن

ف اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھائیں تو ہم بیٹھیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے، موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ف۲ یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ف۳ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ ف۴ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطٰنُ
بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے
أَنْ أَذْكُرَهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ ۖ
کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں
عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا
عجب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے
عَلٰٓى ءَاثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا
اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ
مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ
ہمارے بندوں میں کا جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور
عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسٰى
سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم کہا اس کو موسیٰ نے
هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلٰٓى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ
کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ تو مجھ کو سکھلاوے کچھ جو تجھ کو سکھایا ہے
رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
بھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ
صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ
اور کیونکر ٹھہرے گا تجھ سے دیکھ کر اس چیز کو
تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِنْ
کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر
شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾
اللہ نے چاہا - مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

منزل ۴

کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْئِلًا جائے پناہ اور جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرٰى الخ کا اشارہ محسوس مبصر کی طرف نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف ہے اور اَلْقُرٰى سے پہلے مضاف مقدر ہے ای اھل القرٰی اور اس سے مراد عاد و ثمود اور قوم لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی داستانیں عرب میں معروف و معلوم تھیں اس لئے انہیں بمنزلہ محسوس قرار دے کر تلك سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ والاشارة لتنزيلهم لعلمهم بها منزلة المحسوس (روح ج ۱۵ ص ۲۰۰) اہل بدعت ما نقول فی ھذا الرجل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبصر ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرٰى میں تِلْكَ سے معہود فی الذہن بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح هٰذَا الرَّجُلَ میں بھی معہود فی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی وقت معین، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک و کفر اور بدعملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معین وقت میں جو ان کی ہلاکت کے لئے مقرر تھا ان کو ہلاک کر دیا، اور ہمارا عذاب مقررہ وقت سے ایک پل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

جواب شبہہ ثالثہ

۶۴ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امور غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔ انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا

اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ — لِفَتٰىهُ (فتی) (نوجوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ دو دریاؤں سے بحر روم اور بحر فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ ومجمع البحرين قال مجاهد وقتادة هو مجتمع بحر فارس وبحر الروم (بحر محیط ج ۶ ص ۲۷۶، قرطبی ج ۱۱ ص ۳۷، روح ج ۱۵ ص ۲۰۲) حُقُبًا اسم مفرد ہے

موضح قرآن ف ۱ وہ بندہ خضر تھا مل کر سب پوچھا آئے گا۔ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ یہ بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چڑیا تھی دریا میں سے پانی پی چکی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔ ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کی جمع اَحْقَابٌ اور اَحْقَابٌ ہے حضرت ابن عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حقب کے معنی مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمان مبہم اور غیر محدود مراد زمان طویل یعنی مذہبا و المعنی حتی یقع اما بلوغی المجمع او مضی حقب ای سیری زمانا طویلا یعنی مجمع البحرین میں پہنچ جاؤں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیسا کہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہو اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو صحیح فیصلہ

قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ
بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھ مجھ سے
شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾
کوئی چیز جب تک میں بیان شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا ذکر
فَانْطَلَقَا ق حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ
پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے کشتی میں
خَرَقَهَا ط قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا ج
اس کو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو
لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ
البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری ف بولا میں نے
أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾
نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا
کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور
تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ق
میرے کام مشکل ف پھر دونوں چلے
حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ ق قَالَ أَقَتَلْتَ
یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے کو تو اس کو مار ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے مار ڈالی
نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ
ایک جان ستھری بغیر عوض کسی جان کے بے شک تو نے کی
شَيْئًا نُكْرًا ﴿٧٤﴾
ایک چیز نامعقول

ع ۹ ۱۱

کرے اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا لوگوں سے ان کا علم حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات مل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچائے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ، اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ خضر ہے جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک مچھلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں مچھلی گم ہو جائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۲۲۵ روح ج ۱۵ ص ۲۱۱)۔ ف۶۵ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمسفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے رک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ مچھلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے انہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے بارے میں پوچھنا یاد نہ رہا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں تھے۔ ف۶۶ جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نَصَبًا یعنی تھکاوٹ اور تکلیف۔ قَالَ أَرَأَيْتَ الخ ساتھی کو اب مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اس نے جواب میں کہا کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ مچھلی عجیب معجزانہ طور پر زندہ ہو کر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِكَ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای یقصان قَصَصًا یا مصدر بمعنی اسم فاعل اِرْتَدَّا کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس مڑے جہاں سے مچھلی دریا میں داخل ہوئی تھی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

موضح قرآن ف جب اس نافرمانی پر چڑھنے والے ناؤ والوں نے حضرت کو پہچان کر بیمات چھوڑا لیا۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور عجب لگا۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچ کر تو ڈرا لوگ نہ ڈوبے ف۲ یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ف۳ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ف۴ نکرا یعنی بے گناہ جب تک بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ

تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ دلانا کہ

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ

ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

اس کو سیدھا کر دیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ

کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جتلاتا ہوں تجھ کو بھید

مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ

ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا ف وہ جو کشتی تھی سو

لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا ۗ

چند محتاج لوگوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

اور ان کے پیچھے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو بھین کر

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ

قال الشیخ ۔ ۔ ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علی رأس المائۃ ممن ھو الیوم علی ظھر الارض احدٌ یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا، کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابو الحسین بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ (روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۲۳) رہی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بعض کاملین اور محققین صوفیا نے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالم دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالم مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کاملین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قونوی اپنی کتاب تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ان وجود الخضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ج ۱۵ ص ۳۲۳)

۶۶۸ جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ان کا مخصوص علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر وضبط سے نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر وضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں تمہیں نہ بتا دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا
ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کر ف پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَأَمَّا
ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ف اور وہ جو
الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ
دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور
تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ فَأَرَادَ
ان کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا
رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا ۖ
تیرے رب نے کہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذٰلِكَ
مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے ۵ یہ ہے
تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْأَلُونَكَ
پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا ف اور تجھ سے پوچھتے ہیں
عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾
۴ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ حال ف
إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ
ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ۲ اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا
سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ
سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ
پایا کہ وہ ۲ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف اور پایا

موضح قرآن

ف یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور جبر اور مفتا اس کے ماں باپ اس کے ساتھ غریب ہوتے۔ بیٹھے آدمی کی بنیاد بری پڑتی ہے اور بیٹھے کی بھلی، جیسے گڑی کھیر اگر کوئی بیٹھا پڑا، کوئی گرا یا۔ اگرچہ اصل میں گڑی نیچے اچھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، مگر کر کوئی پھل گڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ ف۲ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیاہی گئی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ف۳ یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری نہیں لیتی۔ آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے مکے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ۔ ف۴ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر۔ بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ف۵ یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بحسب مردماں ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ
اس کے پاس لوگوں کو ف ہم نے کہا اے ذوالقرنین ۵۸ یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے
وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ
اور یا رکھ ان میں کوئی نیک ف بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
سو ہم اس کو سزا دیں گے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دے گا اس کو بڑا
نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
طاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ
الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ
بھلائی ہے اور ہم کہیں گے اس کو اپنے کام میں آسانی ف پھر چلا ایک
سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
سامان کے پیچھے ف یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ ۵۹ پایا اس کو کہ نکلتا ہے
عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۚ
ایک قوم پر کہ نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے کوئی حجاب ف یوں ہی ہے
وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾
اور جو کچھ کہ اس کے پاس ہے آگہی اس کے پاس کی خبر ف پھر چلا ایک سامان کے پیچھے
حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ
یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ ۶۰ پایا ان سے نیچے ایک لوگ
لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
جو کہ نہیں سمجھتے کہ ہم بھی ایک بات ف بولے اے ذوالقرنین ۶۱
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ
یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے

حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم سے کچھ پوچھ گچھ کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غلام کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِيْلَ كَانَ بَالِغًا شَابًّا (روح ج ۱۵ ص ۳۰۳) وَقِيْلَ كَانَ رَجُلًا (خازن جلد ۴ ص ۲۳۲)

۵۸ یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پرانی تھی اور ایک طرف جھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی لے لی ہوتی۔ یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ ۵۹ یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضرؑ نے کہا،

موضح قرآن

ف ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا۔ اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔ ف اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی۔ ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے۔ چاہے وہ خلق کو ستاوے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ ف حاکم جو عادل ہوا اس کی یہی راہ ہے، بُروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ ف یعنی اور سفر کا سر انجام کیا۔ ف شاید وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ ف تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ ف یعنی کسی کی بولی نہ سمجھتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی اکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فتح الرحمٰن ف واس کنایت است از قدرت او بریں روزگار۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعہ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے (اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ الخ یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ ف۳ ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذاتِ خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ اَیْ عَنْ رَّاْیِیْ وَ اجْتِهَادِیْ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۲) یہ تیسرے شبہے کا اصل جواب ہے۔

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنا دے تو ہمیں اور ان میں

سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ
ایک آڑ ف بولا جو مقدور دیا مجھ کو ف۵ میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ
محنت میں بنا دوں میں تمہارے ان کے بیچ میں ایک دیوار ف لاؤ مجھ کو تختے ف۵

الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ
لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پہاڑوں کی ایک پہاڑ کی کہا

انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ
دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں

عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا
اس پر پگھلا ہوا تانبا ف پھر نہ چڑھ سکیں اس پر ف۵ اور نہ

اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ
کر سکیں اس میں سوراخ ف بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ
پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا ف۶ گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا

حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ
سچا ف۷ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو ف۸ اس دن ایک دوسرے میں گتھے

وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ
اور پھونک ماریں گے ف۹ صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان کو یکجا ف۱۰ اور دکھلائیں گے ہم دوزخ

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ
اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر ف۱۱

موضح قرآن

ف۱ یعنی آپس میں ہاتھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد، ایک یاجوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ ف۲ یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ف۳ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالا وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا، سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چار خانہ کی دھاری فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ ف۴ ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ ف۵ حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ ف۶ یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نزدیک شور قیامت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شبہ رابعہ کا جواب

۵۷۴ یہ چوتھے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا اس پر شبہہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب اُمور میں سے وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسباب ظاہری کے اعتبار سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور مغرب میں دَلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں ہوا تو مطلب یہ ہوگا وَاِنْ يَّسْـَٔلُوْكَ یعنی اگر وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس کا یہ جواب دیں۔ ۵۷۵ ہم نے اس کو زمین میں قدرت اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا یہاں كُلِّ استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراقِ اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف وہ کلی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من كل شيء سببا اراده من مهمات ملكه ومقاصده المتعلقة بسلطانه (روح ج ۱۶ ص ۳) والمراد به اتيناه من كل شيء يحتاج اليه فى اصلاح ملكه سببا (كبير ج ۵ ص ۵۲۳) اور اسباب سے اسباب عادیہ مراد ہیں والمراد بذلك الاسباب العادية (روح) تو اس سے معلوم ہوگیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ۵۷۶ یہ ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دَلدل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا اور جانبِ مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہی پر پہنچ گیا کیونکہ اس دَلدل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دَلدل میں چھپ رہا ہے حَمِئَةٍ۔ اى ذات حمأة۔ حمأۃ کے معنی کیچڑ کے ہیں عَيْنٍ حَمِئَةٍ یعنی کیچڑ والا چشمہ مراد دَلدل ہے، ایک قوم اس دَلدلی سمندر کے کنارے

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے
سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا
ف اب کیا سمجھتے ہیں وہ منکر کہ ٹھہرائیں
عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو
لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
کافروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کیا کیا ہوا گیا بہت گھاٹے کا
اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰۗىِٕكَ
اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ف وہی ہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برباد گیا انکا کیا ہوا
فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ
پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول فا ف یہ بدلہ ان کا ہے
جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾
دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ہنسی
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ
جو لوگ ف ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے
جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

موضح قرآن ف یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لاویں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ۳ یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔ ۳ وہ آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا، پھر ایک پلہ کیا تولئے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی واین کنایت است از خواری و بیقدری ۱۲۔

عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ

وہاں سے جگہ بدلنی تو کہہ اگر دریا ہو سیاہی کے لکھنے میں

رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ

رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے اس سے پہلے کہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگر

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں تم جیسے

يُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ

حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ہے ایک معبود سو جو کوئی

يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ

امید رکھے ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ كُوْعَاتٍ

سورہ مریم ہے مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ

جب پکارا اس نے اپنے رب کو چپکی آواز سے بولا اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ

بودی ہو گئی اور شعلہ مارا سر سے بڑھاپے کا اور میں نہ تھا

ع ۱۲

عنہا حولا ﴿۱۰۸﴾ قل لو کان البحر مدادا لکلمت

وہاں سے جگہ بدلنی تو کہہ اگر دریا ہو سیاہی کے لکھنے میں

ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو

رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے اس سے پہلے کہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگر

جئنا بمثلہ مددا ﴿۱۰۹﴾ قل انما انا بشر مثلکم

دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں تم جیسے

یوحی الی انما الہکم الہ واحد ۚ فمن کان

حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ہے ایک معبود سو جو کوئی

یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک

امید رکھے ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے

بعبادۃ ربہ احدا ﴿۱۱۰﴾

اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

سورۃ مریم مکیۃ وھی ثمان وتسعون اٰیۃ وست رکوعات

سورہ مریم ہے مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا ﴿۲﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر

اذ نادی ربہ نداء خفیا ﴿۳﴾ قال رب انی وھن

جب پکارا اس نے اپنے رب کو چپکی آواز سے بولا اے میرے رب میری ہڈی

العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن

بودی ہو گئی اور شعلہ مارا سر سے بڑھاپے کا اور میں نہ تھا

آباد تھی۔ ۷۷ھ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَنْ ظَلَمَ جس نے میری دعوت قبول نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ لَمْ یَقْبَلْ دَعْوَتِیْ وَاصَرَّ عَلٰی مَا کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الظُّلْمِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ ھُوَ الشِّرْکُ (روح ج ۱۶ ص ۳۴) ۷۸ھ یہ مغربی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منتہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب وتمدن سے کوسوں دور تھی اور نہیں لباس پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدْ اَحَاطَ ذوالقرنین کے پاس جو لشکر اور ساز و سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۷۹ھ یہ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا۔ السَّدَّیْن (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درّہ تھا اور جس سے یاجوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مِنْ دُوْنِہِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا یفقہون کلام احد وَلَا یَفْقَہُ النَّاسُ کَلَامَہُمْ (خازن ج ۴ ص ۱۹۰) ۸۰ھ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یاجوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس درّہ سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، قتل وغارت گری کرتے ہیں اور سرسبز وشاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ وبرباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس درّے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خَرْجًا ای جعلا من اموالنا (روح ج ۱۶ ص ۳۹) ۸۱ھ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوت بازو اور کام سے میری مدد کرو۔ میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزا حصینا وحجابا متینا (روح ج ۱۶ ص ۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۸۲ھ زُبَرَ زُبْرَۃٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین الصدف کا تثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ انْفُخُوْا ذوالقرنین نے کہا کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قِطْرًا یعنی تانبہ ۸۳ھ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلئے مکان میں چھپی پکارا اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ تو لوگ نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ اب یاجوج ماجوج نہ تو اس کو پھاند سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ الایہ لیکن جب میرے پروردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آ گئی۔ تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یاجوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب و غریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت دیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قد رکھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک برزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ھو قول حکاہ الشیخ ابوزکریا النووی فی شرح مسلم وغیرہ ضعفوہ وھو جدیر بذلک اذ لا دلیل علیہ بل ھو مخالف لما ذکرناہ من ان جمیع الناس یوم ذریۃ نوح بنص القرآن (البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۱۰۱)۔

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں ویاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح (فتح الباری ج ۶ ص ۲۹۰) اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وہو جزم وھب بن منبہ وغیرہ واعتمدہ کثیر من المتاخرین (روح المعانی ج ۱۶ ص ۳۰)۔

منگولین (تاتاری) قبائل یاجوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یاجوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یاجوج ماجوج منگولیا (تاتار) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے منبع و منشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کاکیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درۂ دار یال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درۂ دار یال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یاجوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ ۸۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چار دوں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تخویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یاجوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے۔ جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضہم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یموج مَوْجٌ سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے۔ یعنی جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شدت ہول کی وجہ سے بے چین و مضطرب ہوں گے۔ والموج مجاز عن الاضطراب ای یضطربون اضطراب البحر یختلط انسہم وجنہم من شدۃ الہول (روح ج ۱۶ ص ۳۰) وَتَرَكْنَا وجعلنا بَعْضَهُمْ بعض الخلق یَوْمَئِذٍ یَمُوْجُ یختلط فِیْ بَعْضٍ ای یضطربون ویختلطون انسہم وجنہم حیاری (مدارک ج ۲ ص ۱۰۱) ۸۵ اس سے نفخ ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا ماقبل اس پر دلالت کرتا ہے۔ الظاہر ان المراد النفخۃ الثانیۃ لانہ المناسب لما بعد (روح ج ۱۶ ص ۳۰) ۸۶ یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ والمراد منہ شدۃ انصرافہم عن قبول الحق وکبیر ج ۶ ص ۲۵۵) ۸۷ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چار دوں شبہات پر متفرع ہے۔ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہہ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف ونشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف وکارساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولیٰ یہ صلاحیت نہیں ہے۔ ۸۸ یہ مشرکین کے انجام بد اور حال حشر کا بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجا لاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف وکارساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال وافعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمال صالحہ سمجھتے ہیں۔ اولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تولا تک نہیں جائے گا۔ کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہوگا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ لان المیزان انما یوضع لاھل الحسنات والسیئات من الموحدین لتتمیز بمقدار الطاعات ومقدار السیئات (کبیر ج ۶ ص ۲۵۶) ۸۹ یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۹۰ یہ شبہہ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہہ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعت معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے قالہ قتادۃ (روح) یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ غیب دان اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ تو جب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر وناظر نہیں۔ تو متصرف وکارساز بھی نہیں ہو سکتے۔ ۹۱ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا۔ کہ میں غیب داں اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبہ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کرایا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ ۹۲ آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا الایہ جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقاء کی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجا لائے اور اپنے رب

Maktaba Tul Ishaat.com

کی عبادت اور پکار میں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جلی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی نامور کی نذریں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یعنی ریاکاری سے اپنے اعمال کو بچائے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورۂ کہف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ ـــــ تا ـــــ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی متصرف و کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

۲۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ـــــ تا ـــــ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (ع۴) نفی تصرف از اولیاء اللہ (اصحاب کہف)

۳۔ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا ـــــ تا ـــــ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (ع۴) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔

۴۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا الآیۃ (ع۴) نفی تصرف و اختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ـــــ تا ـــــ وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا (ع۴) نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۶۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ـــــ تا ـــــ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ـــــ تا ـــــ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (ع۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ ـــــ تا ـــــ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (ع۷) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔

۱۰۔ نَسِيَا حُوْتَهُمَا ـــــ تا ـــــ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ (ع۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔

۱۱۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ ـــــ تا ـــــ مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (ع۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۱۲۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ ـــــ تا ـــــ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا (ع۱۰) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۱۳۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ۔ نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام

۱۴۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ (ع۱۱) ذوالقرنین کو مافوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔

۱۵۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ۔ نفی شرک فی التصرف۔

۱۶۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ۔ الآیۃ۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔

۱۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ الآیۃ۔ نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ مریم

ربط :- سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورۂ مریم سورۂ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ :- سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴ کے آخر تک لَمْ تَجْعَلْ لَّهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتدا وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔

پہلا شبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ جو چاہیں کرا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران رکوع ۱۴ وہ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بیزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں (حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام) کا مختصر ذکر کیا گیا۔ ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَنَادَيْنٰهُ اے موسیٰ علیہ السلام کو ہم ہی نے نبوت عطا کی اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکارے کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجات عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آبا و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کارساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے مخلوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور مخلوم ہوں وہ کارساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ میں اور پھر چھ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الخ میں ایک سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء سُو اور پیران سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے محض نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطور ثمرۂ اصل دعوٰی کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔ جو سورۂ کہف کی ابتدا میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈر سنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ رکھے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اَلْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو موضوعی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً الخ (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کارسازی کریں دوم۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ الخ (ع ۶) شفاعت قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آ سکیں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حصہ اول

۲ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر رکوع ۴ کے آخر هَلْ نَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ اس حصہ میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ۳ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں، ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۵ حاشیہ ۲ ۴

یہ پہلے شبہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا عجز و اضطراج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی عجز و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رَحْمَتَ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا مبدل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ مجموعہ مل کر ذِكْرُ کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی مبتدا محذوف هٰذَا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ نِدَآءً خَفِيًّا یعنی آہستہ اور چھپ کر یہ نَادٰى کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا اخفاء اور آہستگی سے کی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفاء برابر ہے۔ تو دعا میں اخفاء بہتر ہے جو ریا سے ابعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ وَاَخْفَى سنة الله فی اخفاء دعوته لان الجهر والاخفاء عند الله سيان فكان الاخفاء اولى لانه ابعد عن الرياء واد خل فی الاخلاص (کبیر ج ۵ ص۱۱۳ کبیر ج ۵ ص۱۱۴) ۵ یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا میں اپنی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ جو شخص اس قدر عاجز ہو کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے وہ کسی طرح دوسروں کا کارساز نہیں ہو سکتا۔ وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ بِشَقِيًّا سببیہ ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے فاعل محذوف ہے اصل میں تھا بِدُعَائِیْ اِیَّاكَ یعنی میں اس وجہ سے بدبخت نہیں ہوں کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بدبخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ۶ موالی سے ان کی عصبات اور بنو اعمام مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔ اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوت دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنَّمَا كَانَ مَوَالِيَهٗ فَهِمِيْنَ لِلدِّيْنِ فَخَافَ بِمَوْتِهٖ اَنْ يُّضَيِّعَ الدِّيْنَ فَطَلَبَ وَلِيًّا يَّقُوْمُ بِالدِّيْنِ بَعْدَهٗ (کبیر ج ۵ ص۱۱۴) يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یہاں وراثت سے وراثت علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثت مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ہاں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ اَیْ یَرِثُنِیْ مِنْ حَیْثُ الْعِلْمِ وَالدِّیْنِ وَالنُّبُوَّةِ فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا یُوْرِثُوْنَ الْمَالَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ (ابو السعود ج ۵ ص۶۵)

موضح قرآن ف ڈیڑھ بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ ۲ بھائی بند راہ نیک نہ چلنے دیں یہ ڈر ہوگا۔ ۳ اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور رکھے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو وہی قائم مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ ۴ ایسی بھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ ۵ یہ فرشتے نے کہا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ

صبح اور شام ف۱ اے یحییٰ ف۲ اللہ والے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اسکو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ

حکم کرنا لڑکپن میں ف۳ اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾

پرہیزگار ف۴ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ کا اور نہ تھا زبردست خود سر ف۵

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ

اور سلام ہے اس پر ف۶ جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

زندہ ہو کر ف۷ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا ف۸ جب جدا ہوئی ف۹

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ف۱۰ پھر پکڑ لیا ان سے ورے

حِجَابًا ۠ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی

سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

پورا ف بولی مجھ کو رحمن کی پناہ تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۡ

ہے تو ڈر رکھنے والا بولا میں تو ف۱۱ بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا بولی کہاں سے ہوگا ف۱۲ میرے

غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ

لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی بولا

ع ۱ ۴ دنیا زاد

منزل ۴

قَالَ كَذٰلِكِ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ اسی طرح ہی ہوگا۔ تم دونوں میاں بیوی کے ابھی حالات میں تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے زکریا! تعجب کیوں کرتے ہو۔ ایک وقت تھا کہ تم معدوم تھے۔ تو میں نے تجھے موجود کر دیا اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ف۵ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی۔ کوئی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے ان کو بیوی کے امید سے ہونے کا پتہ چل جائے۔ تاکہ وہ اس نعمت کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تمہاری بیوی امید سے ہو جائے گی۔ تب تم تندرست اور چنگا بھلا ہونے کے باوجود تین دن بات نہیں کر سکو گے۔ صَوِیًّا تندرست۔ گونگا پن سے محفوظ سوی الخلق سلیم الجوارح مالک ثلاثۃ یکلم والخرس (ابو السعود ج ۵ ص ۷۵) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت زکریا علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ورنہ انہیں علامت مقرر کرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جو غیب داں نہ ہو۔ وہ کارساز اور متصرف فی الامور نہیں ہو سکتا۔ ف۹ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب قدرت خداوندی سے حمل قرار پا گیا۔ تو زکریا علیہ السلام سے قوت گویائی سلب ہو گئی۔ اور جب وہ اپنی خراب (عبادت گاہ) سے نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے۔ تو زبان سے کچھ بول نہ سکے۔ اس لئے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا۔ کہ تم سب شکر نعمت کے طور پر صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ ولعلہ علیہ السلام کان مامورا بان یسبح شکرا ویامر قومہ (روح ج ۱۶ ص ۱۰۱) ف۱۰ اس سے پہلے اندماج ہے کیونکہ یہ حکم تو ان کے پیدا ہونے کے بعد ہی دیا جا سکتا تھا۔ ای فلما ولد وبلغ سنا یومر مثلہ فیہ فلما یحیی (روح) الکتاب میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد تورات ہے۔ کتاب کو قوت سے پکڑنے سے اس پر پورا پورا عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ الحکم سے حکمت یعنی دین کی سمجھ یا

موضح قرآن ف۱ منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وقت آیا۔ ف۲ یعنی کتاب لوگوں کو سکھانے لگا اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔ ف۳ ایک لڑکے نے ان کو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ ف۴ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ ف۵ اللہ اپنے بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ ف۶ یعنی غسل حیض کرنے کو نہیں پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوتے ہیں شرم سے وہ مکان شرقی کو تھا اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو ف۸ یعنی جوان خوش صورت۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ یوں یحییٰ متولد شد دو سالہ گشت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً
یوں ہی ہے فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾
لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف
فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا
پھر پیٹ میں لیا اس کو علیحدہ پھر چلی ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں ف پھر لے آیا اس کو
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ
درد زہ ایک کھجور کے جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ
اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پس آواز دی اس کو
تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾
اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ ق
وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا
اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گرے گی تجھ پر تازی
جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ
کھجور پس اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ
روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف پھر لائی اس کو
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾
اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو لگے اے مریم تو نے کی یہ بیڑ طوفان کی

عقل یا نبوت مراد ہے انہ الحکمۃ وھو الفہم فی التوریۃ والفقہ فی الدین والثانی قول معمر انہ العقل والثالث انہ النبوۃ وذلک لان اللہ تعالیٰ بعثہ نبیا وعیسیٰ علیہما السلام ولہما صبیان لکما بعث عیسیٰ وھو صبی علیہ السلام۔ وقد یطلق الاشد کما مر اختصار ج دمشقی، حَنَانًا یہ الحکم پر معطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت وَزَكٰوةً یہ بھی الحکم پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی۔ اور اسے تصدیق و مہربان اور مبارک بنایا۔ ۱۱ھ گناہوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے والے حدیث میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ گناہ کرنے کا ارادہ ہی کیا۔ وَبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ ماں باپ دونوں پر احسان کرنے والا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چونکہ ماں باپ دونوں تھے۔ اس لئے دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲ھ سلام سلامتی اور امان یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے وقت مس شیطان سے موت کے وقت وحشت موت سے اور آخرت میں ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ ابن عطیہ کہتے ہیں کہ سلام سے مراد تحیہ متعارفہ ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں تشریف و تکریم کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر تحیہ نازل فرمائے گا۔ یہاں تین مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ولادت اس وقت سے جو زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسے دنیوی زندگی کہتے ہیں موت اس پر دنیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور برزخی زندگی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ بعث بعد الموت اس پر برزخی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اخروی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ ۱۳ھ یہ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھلوں کا موجود ہونا شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید یہ خارق عادت امران کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خارق عادت امور کا ظاہر ہونا، جن کا ذکر سورۂ آل عمران ع ۵ میں کیا گیا ہے۔ شبہ میں ڈالتا تھا کہ شاید وہ بھی متصرف و مختار ہوں۔ نیز انجیل میں ان کے لئے لفظ ابن اللہ کا وارد ہونا (انجیل کی زبان میں جس کے معنی اللہ کے پیارے اور برگزیدہ کے ہیں) اس سے بھی وہم پڑتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات ان کے حوالے کر دیئے ہوں یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کر کے دونوں شبہوں کا رد کر دیا گیا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ ۱۴ھ ای نحیت وتباعدت (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۰) یعنی اپنے گھر سے نکل کر دور مشرق کی جانب کسی جگہ چلی گئی۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید برے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا کی تیزار محذوف ہے۔ ای فانی اعاذک باللہ الرحمن منک یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذھب اور بعض نے تتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استعاذہ سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر (کذا من الروح ج ۱۶ ص ۱۰۰) ۱۵ھ فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں

موضح قرآن ف نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ ۲ھ یعنی جننے کے وقت۔ ۳ھ یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ۴ھ ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ

كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ

تھی تیری ماں بدکار تو پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ

بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں

اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِىْ

اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی

مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِىْ ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا

جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنیوالا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست

شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ

بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں

وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی

الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں کہ

يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا

رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ

کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا ہے شک اللہ نے رب میرا اور رب تمہارا

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن والے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ لِاَهَبَ لَكِ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ الَّذِىْ قَالَ اَرْسَلَتْ هٰذَا الْمَلَكَ لِاَهَبَ لَكِ (قرطبی ج ۱۱ صلہ روح ج ۱۶ صلہ) فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے اِیْ لِاَكُوْنَ سَبَبًا فِىْ هِبَتِهٖ بِالنَّفْخِ فِى الدِّرْعِ (روح) اس سے اہل بدعت کا یہ شبہہ رفع ہو گیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

ع۱۶ فرشتے کی باتیں سن کر حضرت مریم کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے پوچھنے لگیں کہ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہ نکاح سے ہاتھ لگایا ہے نہ میں بدکار ہی ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا۔ کہ تیرے رب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مس بشر کے بغیر بیٹا پیدا کرنا میرے لئے مشکل نہیں۔ بلکہ یہ ایک آسان کام ہے اور میں اس طرح بغیر باپ بیٹا پیدا کر کے اسے اپنی قدرت کا اعجاز بناؤں گا۔ اور وہ ایمان والوں کے لئے باعث رحمت ہوگا اور یہ بات لوح محفوظ میں مقدر ہو چکی ہے یا ازل میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (امر مقضیًا محکمًا فرتعلق به قضاءه الازلی او قدر وسطر فی اللوح الامر به جبریل علیه السلام (ابو السعود ج ۴ صـ) لِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً اٰيَةً سے یہاں معجزہ مراد ہے یا اٰيَةً سے علامت مراد ہے یعنی بغیر باپ اس کی پیدائش کو اپنے کمال قدرت کی علامت اور دلیل بنا دوں اِیْ وَلِنَجْعَلَ وَهَبْنَا لَهٗ لِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِلنَّاسِ وَبُرْهَانًا يَسْتَدِلُّوْنَ بِهٖ عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِنَا (ابو السعود ج ۴ صـ) مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فرشتہ ہے۔ جو انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا ہے نیز بیٹا پیدا ہونے کی کیفیت کا علم بھی نہیں تھا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ غیب داں نہ تھیں۔ اس لئے وہ متصرف و مختار بھی نہیں ہو سکتیں

ع۱۷ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا جس سے وہ فوراً حاملہ ہو گئیں۔ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ اور اس کے بعد فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ یعنی وہ اس کے فوراً بعد ایک دور جگہ چلی گئی۔ اور پھر فوراً دردزہ ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا۔ ان پر فوراً دخول جو تراخی بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ حمل کے فوراً بعد بچے کی پیدائش ہو گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ۱۱ صـ) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین کا قول ہے۔ کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے نوماہ، عطا، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ (کبیر ج ۵ صـ روح ج ۱۶ صـ)

ع۱۸ نادٰی کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے مِنْ تَحْتِهَا یعنی حضرت مریم سے نیچے سے چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے چھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ جب حضرت مریم کو دردزہ کی تکلیف شروع ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ چلی گئیں۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف دہ مکان میں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی۔ کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارے

Maktaba Tul Ishaat.com

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ فَاخْتَلَفَ
پس اس کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ نکالے
الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت
مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۸﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا
دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئینگے ہمارے
لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۹﴾ وَاَنْذِرْهُمْ
پاس بے انصاف آج کے دن گمراہی بیک رہے ہیں اور ڈر سنا ان کو
يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ
اس پچھتانے کے دن کو جب فیصلہ ہوچکے گا کام اور وہ بیخبر ہے ہیں اور وہ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ
یقین نہیں لاتے ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی
عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ
زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئینگے اور تو ذکر کر کتاب میں
اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۲﴾ اِذْ قَالَ
ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا
لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ
يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ
کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے
الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا
خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

وقال الم ع ۲

منزل ۴

وَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ فَاخْتَلَفَ

ہوا اس کی بندگی کرو یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ نکالے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت

مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۸﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا

دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئینگے ہمارے

لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۹﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

پاس بے انصاف آج کے دن گمراہی بیک رہے ہیں اور ڈر سنا ان کو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ

اس پچھتانے کے دن کو جب فیصلہ ہوچکے گا کام اور وہ بیخبر ہے ہیں اور وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ

یقین نہیں لاتے ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی

عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئینگے اور تو ذکر کر کتاب میں

اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۲﴾ اِذْ قَالَ

ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا

لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا

اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

منزل ۴

پاؤں تلے چشمہ بہ رہا ہے اور کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چشمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو ۱۹ فَاِمَّا تَرَيِنَّ الخ فاعل الخطاب ہے اور وہ حضرت مریم کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی واشربی علامہ آلوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پینے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ عادۃً کھانا پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ ص ۱۰۰) فَاِمَّا تَرَيِنَّ یہ بھی حضرت جبرئیل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں۔ اور راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے بچے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں محظورات مثلاً دکھانا پینا، جماع کے علاوہ کلام کرنے سے بھی پرہیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسی طرح بحالت روزہ کسی آدمی سے بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد بہ الصوم عن المفطرات المعومۃ وعن الکلام وکانوا لا یتکلمون فی صیامہم وکان قربۃ فی دینہم فیحمل ندرہ و قد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فہو منسوخ فی شرعنا کما ذکرہ الجصاص فی کتاب الاحکام وروی عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ دخل علی امرأۃ قد نذرت ان لا تتکلم فقال ان الاسلام ہدم ہذا فتکلمی (روح ج ۱۶ ص ۱۰۰) ۲۰ قَرِيًّا بہت بری بات۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوگئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اٹھے۔ کہ اے مریم تو نے یہ کس قدر بری حرکت کی ہے۔ یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ ان ہارون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔ وکان اخاہا من ابیہا ومن افضل بنی اسرائیل (مدارک ج ۳ ص ۱۰۰) یعنی اے مریم! تو تو ہارون جیسے نیکوکار اور پارسا کی بہن ہے۔ تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تو نے یہ کیا کر ڈالا۔ ۲۱ حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتا دیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عبد اللہ و کلمۃ اللہ ہوگا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران ع ۵ میں ہے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ الخ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح باتیں کریں۔ کبھی اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ ۲۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی

موضح قرآن ف جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لا کر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ اور مجھے اس نے والدہ سے حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان پر بَرًّا بِوَالِدَتِیْ کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ **۲۳ھ** یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے

سَوِیًّا ﴿۴۳﴾ یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ
سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے
كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ
رحمٰن کا نافرمان اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں
یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ
آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا
وَلِیًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ
ساتھی ف وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم
لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ
اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت کہا
سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ
تیری سلامتی رہے تجھ پر میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر
حَفِیًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
مہربان ف اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور
اَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾
میں بندگی کروں اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم
فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا
پھر جب جدا ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے
لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا
اس کو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ق اور دیا ہم نے ع
لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾
ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا ق

یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ وانت تعلم ان الظاھر المتبادر من المدۃ المذکورۃ مدۃ کونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیا فی الدنیا علی ما ھو المتعارف وذلک لا یشمل مدۃ کونہ علیہ السلام فی السماء (روح ج ۱۶ ص ۹) دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی رہا زکوۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں؟ **۲۴ھ** یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ یعنی (۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعث بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اس کے بعد اخروی زندگی ہے۔ **۲۵ھ** ذٰلِكَ سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں۔ کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ **۲۶ھ** یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کُن سے پیدا کر لے **۲۷ھ** یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ پر معطوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کی پوجا کرو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں دو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ سے ماقبل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسلک ہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے هٰذَا مَا ذُكِرَ مِنَ التَّوْحِیْدِ (روح ج ۱۶ ص ۱۰) (هٰذَا) اَلَّذِیْ ذُكِرَتْ (صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ) فَاعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۲) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارو

موضح قرآن ف یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ ف۲ تیرے سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور میٹھا باپ کو نہ کہ کر نکل جاوے وہ میٹھا حاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی انہوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے رہنے الفت کو یہاں اسحٰق کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے ف۴ یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور ان پر رحمت بھیجتے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس لئے وہ خود پکارے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۲۸ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء سوء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب متصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطورية منهم هو ابن الله والملكانية ثالث ثلثة وقالت اليعقوبية هو الله (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۱) ۲۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اَسمع بہم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ وانذرھم یوم الحسرۃ الخ قیامت کے دن کو یوم الحسرت (افسوس کا دن) فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۳۰ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفخۂ اولیٰ کے وقت سارا نظام عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ
اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کو بیشک وہ تھا چنا ہوا اور تھا
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ
رسول نبی ف اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی
وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ
اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو واسطے اور بخشا ہم نے اس کو واسطے اپنی مہربانی سے بھائی اس کا
هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ
ہارون نبی ف اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کو وہ تھا
كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ ۚ وَكَانَ
وعدے کا سچا اور تھا رسول نبی ف اور
يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ
حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے
رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ
رب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کر کتاب میں ادریس کو تھا وہ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ
سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر وہ ف یہ وہ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ
لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی
اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۪ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ
اولاد میں اور انہی میں جن کو سوار کیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں
وَاِسْرَآءِيْلَ ۪ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى
اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنائیے

جواب شبہ ثالثہ

۳۱ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جد امجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں۔ کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو تو صرف نصاریٰ پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب متصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہ دور فرمایا۔ ۳۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آزر تھا۔ جو نہ صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۹ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورۂ شعراء

موضح قرآن ف جن کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ ف ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ ف یعنی انکے ساتھ مددگار ہوئے۔ ف ایک شخص سے وعدہ کیا تھا جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی ہے۔ ف لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کپڑے انہیں سے سیکھ خلق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان جدان سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر بھی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ فتح الرحمٰن ف یعنی بر آسمان ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ فَخَلَفَ
آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر اگلی جگہ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
آئے ناخلف ۸۴ کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ
مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ۸۵ اور
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
یقین لایا اور نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں
وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ
اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں ہمیشہ کے جن کا وعدہ کیا ہے
الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾
رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا
نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام اور ان کو ہے انکی روزی وہاں
بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
صبح اور شام کی یہ وہ بہشت ہے جو میراث دیں گے ہم اپنے بندوں میں
مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا
جو کوئی ہوگا پرہیزگار اور ہم نہیں اترتے ۸۶ مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو
بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ
ہمارے آگے ہے ۸۷ اور جو ہمارے پیچھے ۸۸ اور جو اس کے بیچ میں ہے اور نہیں
رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
تیرا رب بھولنے والا ۸۹ رب آسمانوں کا اور زمین کا ۹۰ اور جو ان کے بیچ ہے

اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ دراصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الشیطٰن الخ معبودان باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا۔ کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کر کے اس سے شرک کراتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کر کے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ الخ یہ تخویف اُخروی ہے ۸۴ یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر خلاف ہے، خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِیًّا ای اعتزلنی سالما العرض ۱۲ یصیبک منی مضرۃ قالہ ابن عباس قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۔ بعض نے ملیًّا کی تفسیر دھرًا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دور رہو۔ ۸۵ یہ سلام تحیہ نہیں۔ بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علی ان المراد بسلامہ المسالمۃ التی ھی المتارکۃ لا التحیۃ (قرطبی بحوالہ حفیا مہربان اعتزلکم الخ سے استغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے۔ کہ وہ مجھے غائب و خاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ۸۶ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت دی۔ لسان صدق الخ لسان سے مجازًا کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح و ثنا مراد ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یادگار بنا دیا۔ کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصدق الثناء الحسن الباقی علیھم آخر الابد قال ابن عباس (بحر ج ۶ ص ۱۹۲) ۸۷ تین انبیاء

موضح قرآن ف۱ بک بک نہ سنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے ف۲ میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ف۳ ایک بار جبرئیل کئی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد وایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے بھیجے کہا۔ آسمان و زمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے بیچ میں جتنے ہوئے وہ تجھ سے آگے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قیامت ۱۲ ف۲ یعنی از ابتدار خلق و آسمان و زمین ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾
سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو جانتا ہے تو اسکے نام کا ف ف

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾
اور کہتا ہے آدمی ف۲ کیا جب میں مرجاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہوکر

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ
کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ
چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر لاویں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ
سامنے لاویں گے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے ف پھر جدا کریں گے ہم

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾
ہر ایک فرقہ میں سے جو نسان میں سے سخت رکھتا تھا رحمٰن سے اکڑ

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَ
پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾
کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾
پھر بچالیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اس میں گھٹنے ف

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ
ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی ہے

ع ۴

منزل ۴

۶۴ حضرت ادریس علیہ السلام بھی بہت ہی سچے اور اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ لیکن وہ متصرف کارساز نہ تھے۔ ۶۵ یہ اشارہ مذکورہ چھ پیغمبروں کی طرف ہے۔ یعنی ان تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام سے نوازا۔ حضرت آدم کی اولاد سے جیسا کہ ادریس علیہ السلام اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے آباء واجداد کو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ طوفان سے بچایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یعنی حضرت زکریا، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام اس آیت میں چھ طریقوں سے ان انبیاء علیہم السلام سے الوہیت کی نفی کی گئی ہے۔ اول انعم اللہ علیہم اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا دوم من ذریۃ آدم یہ سب اولاد آدم ہیں۔ سوم ھدینا ہم نے ان کی صراط مستقیم راہ توحید کی طرف راہنمائی کی چہارم واجتبینا ہم نے ان کو دوسروں پر فوقیت دی اور بلند مراتب عطا کئے پنجم وشغم واذا تتلیٰ علیہم جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتیں تو وہ اظہار عجز کے طور پر سجدے میں گر جاتے اور ہمارے خوف سے روتے رہتے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ سب ہمارے برگزیدہ بندے تھے۔ ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑتے اور اسی کو پکارتے اور اسی سے سب کچھ مانگتے تھے۔ تو جو لوگ اپنے ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان

موضح قرآن ف۱ اللہ کے نام سب اس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ ف۲ مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور جن سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ ف۳ بہشت کی راہ ہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ بڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور اعمال حسنہ کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ماضی ۱۲ ف۲ یعنی آدمی کافر ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ ۴۲ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے۔ کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلف۔ مخالف اور بُرے لوگ الخلف الردیٔ (مفردات)، ان مخالف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادات کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو ترک نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیّا اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیّا ای ضلالا یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزاء الغی قالہ الزجاج ۱۲ رکبیر ۵۴ یعنی وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ ۴۳ یہاں سے لے کر من کان تقیا تک بشارت اخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ من تاب الخ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولئک یدخلون الخ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلک الجنۃ سے پہلے یقال لہم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تقیا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ھند انہ الموحد فتذکرہ لا تغفل (روح ج ۱۶ ص ۱۰۱) من کان تقیا عن الشرور (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۱)

جواب شبہ رابعہ

۴۷ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا۔ کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ

نَدِيًّا ﴿٧٤﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ
اثاثا وریا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ
لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ
إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۚ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ
هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ
الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ
خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَأَيْتَ
الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَ
وَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ
عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ
الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾

دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے قول ہیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ف۲ یعنی ہیکار ہے میں جانے کیونکر دنیا جانچنے کی ہمگ ہے بھلا برا پاویں گے آخرت میں جہاں نیک و بد بھلائی برائی میں شامل ہیں ف۳ فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں جنوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ ف۴ یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں نیکیاں سب ہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ ف۵ ایک کافر مالدار ایک نو مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیوے تو بھی میں منکر ہوں۔ اس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو یہی مال و اولاد وہاں بھی ہو گا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت بٹتی ہے یہاں سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں۔ ف۶ جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ ف۲ یعنی در قیامت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آسکتے بلکہ ہم امر الٰہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجاتے ہیں و لکنی عبد مامور اذا بعثت نزلت و اذا حبست احتبست (روح) ۴۵ ما بین ایدینا (جو کچھ ہمارے سامنے ہے) سے زمان مستقبل و ما خلفنا (جو کچھ ہمارے پیچھے ہے) سے زمان ماضی اور وما بین ذلک (اور جو کچھ اس کے درمیان ہے) سے زمانہ حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں مار سکتے۔ لہٗ ظرف کی مبتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے۔ لہ ما بین ایدینا الخ ای لالنا۔ وما کان ربک نسیا یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ غیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۴۶ شبہات دور کرنے کے بعد دعوی سورت کو بیان فرمایا۔ کہ زمین و آسمان یعنی ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ واصطبر لعبادتہ اور اسی کی عبادت اور پکار پر پابند ہو جاؤ۔ کیونکہ متصرف اور کارساز وہی ہے۔ اور کوئی نہیں ھل تعلم لہ سمیا یعنی ہم صفت اور مثل۔ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی وہ اپنی صفات کارسازی میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾
اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے ۴۷ اللہ کے سوا اوروں کو معبود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مددگار۔
كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ
ہرگز نہیں ۴۸ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے
ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى
مخالف تو نے نہیں دیکھا ۴۹ کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان
الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ
منکروں پر ابھارتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر
اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى
ہم تو گنتی کرتے ہیں ان کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کریں گے ۵۰ پرہیزگاروں کو
الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى
رحمٰن کے پاس مہمان بنا کے بھیجتے اور ہانک لے جائیں گے گنہگاروں کو
جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ
دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا ۵۱ مگر جس نے
اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ
لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ ف۱ اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن
الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ
رکھتا ہے اولاد ۵۲ بے شک تم آ بھڑے ہو بھاری چیز پر ف۲ ابھی
السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ
آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور شگافتہ ہو زمین اور گر پڑیں
الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾
پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ بکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد

ع ۵

منزل ۴

حصہ دوم

۴۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے، کہ یہ کس طرح ممکن ہے، کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ یہ شکوے کا جواب ہے۔ یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے ہست اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ ۴۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرتے رہے یا ان کے ہمزاد جو انہیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہمزادوں کیساتھ میدان حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انھم یحشرون مع قرنائھم من الشیاطین الذین اغووھم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۰) پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثم لننزعن الخ پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے۔ کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ کھڑا کیا جائے گا۔ عتیا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثم لننزعن من کل شیعۃ" "ثم لننزعن من کل فرقۃ الاعتی فالاعتی کانہ یبتدأ بالتعذیب باشدھم عتیا ثم الذی یلیہ وھذا نص کلام ابی اسحٰق فی معنی الآیۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۴)

۴۹ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے۔ کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ ف۲ یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شدہ و وعدۂ ثواب را مستحق گشتہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اور نہیں چاہیئے رحمٰن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہیں آسمان میں

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾

اور زمین بجز اس کے کہ رحمٰن کا بندہ ہو کر اسکے پاس آنی ہے اور اس کی ہے آنی گنتی

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ہر ایک ان میں سے آئیگا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا البتہ جو یقین لائے ہیں ۶۴

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾

اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمٰن محبت ف ۷

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ

سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ تو خوشخبری سنائے کو ڈرنے والوں کو

تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ

اور ڈر سنائے جھگڑالو لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ۶۵

قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

تو خبر پاتا ہے کسی ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَخَمْسٌ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِ رُكُوْعَاتٍ

سورہ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا

۱ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ۲ مگر

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے ۳ اتارا ہوا ہے اس کا جس نے بنائی

منزل ۴

الضحیٰ

شرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَاَذْلَقْنٰهُ الخ یہ شکوی ہے نَذِيًّا ای عجلًا وجمعًا یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے۔ ہماری محفلیں کس قدر پُر شوکت اور شاہانہ ہیں اور دنیا میں جاہ و جلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی محفلیں پُر شوکت اور شاہانہ ہیں۔ **۵۱** تخویف دنیوی اَثَاثًا ساز و سامان رِءْيًا منظر یہ دنیوی شان و شوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال و دولت اور شان و شوکت والے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ **۵۲** یہ زجر ہے۔ جو لوگ دنیوی مال و جاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد و عناد میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو جائے۔ فسیعلمون الخ اب تو نہیں مانتے۔ لیکن اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین (مومنین اور کفار) میں سے برا تھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار و اعوان کمزور ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف و کارساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ وانما ذکر ذلک ردًّا لما کانوا یزعمون من اَنَّ لهما اعوانًا من شرکائهم (روح ج ۱۶ ص ۱۳۵) **۵۳** اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات و استقلال عطا فرماتا ہے، ویثبت اللہ المؤمنین علی الهدی ویزیدهم فی النصرة الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۴) والبقیت الصّٰلِحٰتُ الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال و زر پر مغرور اور ظاہری جاہ و جلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک انجام ہوگا۔ **۵۴** شکوی مع تخویف۔ ائمہ ستہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شرک نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک

توضیح قرآن ف ۷ یعنی ان سے محبت کرے گا یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا۔

فتح الرحمٰن ف ۷ یعنی باہمدیگر دوست باشند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

میں تمہیں ضروری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مرجائے اور پھر دوبارہ زندہ ہوجائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کردوں گا کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال وزر کی کثرت ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۵۵ھ اَطَّلَعَ اصل میں اِطْتَلَعَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا۔ تائے افتعال کے مقابلے میں طا واقع ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طا سے بدل دیا گیا۔ اور اول کو تائی میں ادغام کردیا گیا۔ اور ہمزہ وصل ماہین سے ساقط ہوگیا۔ تو اَطَّلَعَ ہوگیا۔ یعنی جو شخص یہ دعوی کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہوگی کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعوی غلط ہے۔ سنکتب مایقول وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھ رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گھمنڈ ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کرلیں گے اور قیامت کے دن تن تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہوگی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفردًا لامال له ولاولد ولاعشیرة تنصره (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۴۵) ۵۶ھ یہ رجعہ ہے۔ عِزًّا سے مراد اعوان و انصار ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے میدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیعتزوا بالهتهم ویکونوا لهم شفعاء و انصارا ینقذونهم من العذاب (مدارک ج ۳ ص ۳۵) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرمادی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنا رکھے ہیں اور جن کی عبادت کرتے اور جن کے نام کی نذریں منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس قصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ ۵۷ھ یہ مشرکین کا رد ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہوگی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہوجائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ ۵۸ھ ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تؤزهم ازًّا ای تغریهم و تهیجهم علی المعاصی (روح ج ۱۶ ص ۱۰۳) فلا تعجل علیهم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے مکر و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہوجانا چاہئے تھا۔ انما نعد لهم عدًّا الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آچکا ہے اور معدود چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ ۵۹ھ یہ بشارت اخروی ہے۔

وفدًا ای رکبانًا (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ ونسوق المجرمین الخ یہ تخویف اخروی۔ ۶۰ھ یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا شفاعت وہی کرسکے گا، جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہوگی۔ یا عهدًا سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی۔ جو اہل توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العهد لا الٰه الا اللّٰه اس سورت میں اس کو مراد مشفوع له ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کرسکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضًا لایشفع الا من شهد ان لا الٰه الا اللّٰه وتبرأ من الحول والقوة الا لله ولایرجوا الا اللّٰه تعالٰی (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۵۴) ۶۱ھ یہ شکوی ہے سورۂ کہف کی ابتداء میں فرمایا وینذر الذین قالوا اتخذ اللّٰه ولدًا یعنی ان لوگوں کو زجر و تخویف سنائی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورۂ کہف اور مریم میں مشرکین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شبہات کے بعد سورۂ کہف والے شکوے کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کارساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتخذ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لقد جئتم شیئًا ادًّا اے اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا تم مشرکین کے قول مذکور کی شناعت و قباحت کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیئًا ادًّا بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم هدًّا انکر کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظ ان ادعوا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شنیع اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہوجائے۔ ۶۲ھ اس میں مشرکین کے قول فظیع کا رد ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اور اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کارسازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہوسکتے۔ والمراد انه ما من معبود لهم فی السموٰت والارض من الملٰئکة والناس الا وهو یاتی الرحمٰن ای یاوی الیه ویلتجی الی ربوبیته عبدًا منقادًا مطیعًا خاشعًا راجیًا کما یفعل العبید (کبیر ج ۵ ص ۳۵) ۶۳ھ وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ وکلهم اٰتیه یوم القیٰمة فردًا قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ای کل واحد من اهل السموٰت والارض العابدین والمعبودین اٰتیه عزوجل منفردًا عن الاٰخر فینفرد العابد دون من کان یعبده من الاٰلهة التی زعموا انها انصارا و شفعاء والمعبودون عن الاتباع الذین عبدوهم الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۰۴) ۶۴ھ مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کریگا۔ یا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ ۶۵ھ یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، جو سورۂ کہف کی ابتدائی

Maktaba Tul Ishaat.com

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتخاذ ولد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد یا دوسرے باطل کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈر سنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو اتقین سے اور دوسرے فریق کو قَوْمًا لُّدًّا سے تعبیر کیا گیا۔ ۶۶ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تخویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔ والمعنی اھلکنٰھم بالکلیۃ واستأصلنٰھم بحیث لا تری منھم احدًا ولا تسمع منھم صوتا خفیا فضلا عن غیرہ (روح ج ۱۶ ص ۱۰۵)

سورۂ مریم میں آیاتِ توحید اور اُن کی خصوصیات

۱۔ کٓهٰیٰعٓصٓ۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا۔ الیٰ آخر الآیات۔ نفی تصرف از زکریا علیہ السلام۔

۲۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔

۳۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ـــ تا ـــ كُنْ فَيَكُوْنُ نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ ـــ تا ـــ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

۵۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ (ع ۳) ـ تا ـ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا (ع ۴) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۶۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہبوں نے اختلاف ڈال دیا۔

۷۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ـــ تا ـــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔

۸۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ـــ تا ـــ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

۱۰۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (ع ۷) نفی شفاعت قہری۔

۱۱۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ـــ تا ـــ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۲۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام واولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ بروز بدھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء سورہ مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ طٰہٰ

ربط | سورۂ طٰہٰ کو سورۂ مریم کے ساتھ نامی ربط ہے کہ سورۂ مریم میں حضرت مریم کے احوال سے معلوم ہو گیا کہ وہ متصرف و کارساز نہ تھیں اب سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام میں ہی سب کا کارساز ہوں لہٰذا مجھے ہی پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے۔ مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے۔ سورۂ کہف اور سورۂ مریم میں ان کا جواب دے دیا گیا اس کے بعد سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ | سورۂ طٰہٰ میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول توحید دوم تشجیع۔

مسئلہ توحید

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور متصرف و کارساز ہے لہٰذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ آیات توحید پانچ ہیں۔ (۱) تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ت ــــ لَہٗ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (ع ۱) توحید کی خاطر اگر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم نامہ اس بادشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۲) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے (۳) قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ــــ ت ــــ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی (ع ۳) پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی دینا اسی کا کام ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۴) اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِکُ لَھُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۳) یہ گوسالہ نفع نقصان کا مالک نہیں اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو متصرف اور نافع و ضار ہو۔ (۵) اِنَّمَآ اِلٰھُکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَسِعَ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔

اس کے بعد فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ (ع ۵) میں آیات توحید کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عظیم الشان اور عالی مرتبہ بادشاہ ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔

آیات تشجیع

آیات تشجیع بھی پانچ ہیں جن کا مقصد جرأت دلانا اور شجاعت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کرنے کی ترغیب و تعلیم دینا ہے۔ (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (ع ۱) یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت و تذکرہ ہے۔ لیکن توحید کی وجہ سے اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرنا۔ (۲) وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ــــ تا ــــ فَاسْمَعْ مَا یُوْحٰی دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی توحید کی خاطر کس قدر مصائب برداشت کئے آپ بھی اللہ کلمۃ اللہ میں ہر مصیبت پر صبر کریں۔ (۳) کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ ــــ تا ــــ اٰتَیْنٰکَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا (ع ۵) یعنی ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کے قصے اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغ احکام الٰہی کی خاطر انہوں نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ (۴) وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ ــــ تا ــــ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا (ع ۷) وحی کو یاد کرنے میں آپ جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرا دیں گے۔ نیز خیال رہے آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔ (۵) فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ ــــ تا ــــ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (ع ۸) کوئی بھی مصیبت آجائے اس پر صبر اور اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس صبر پر اس قدر اجر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں دو قصے بھی ذکر کئے گئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کا۔ پہلا قصہ تفصیل کے ساتھ اور دوسرا اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت، بہادری اور عزم و استقلال کے ساتھ مسئلہ توحید کی تبلیغ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مانند تمہارے عزم میں کسی قسم کی کمزوری نہ آنے پائے۔ آخر میں فرمایا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ یعنی مشرکین کی کثرت دولت اور مال و منال کی پروا نہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ۔ پھر وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا سے امر بصلوٰۃ نماز کا ذکر کیا گیا۔ ۲ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ۳ یہ پہلی آیت تشجیع ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید صرف اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور اس کی وجہ سے مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کریں اور تذکیر و تبلیغ کرتے رہیں۔ لِتَشْقٰی۔ لتتعب لفرط تاسفک علیھم وعلی کفرھم و حرصک علی ان لا یموتوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۲) جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ (کہف ع ۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کثرت صلوٰۃ میں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ واقعہ اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن آیت کی تفسیر کے مناسب وہی بات ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ لیکن اس کی تبلیغ و اشاعت میں اگر کوئی مصیبت اور تکلیف آ بھی جائے۔ تو کوئی بات نہیں اسے مردانہ وار برداشت کریں۔ کیونکہ یہ حکم نامہ اس شہنشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اگر اس کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے۔ تو کیا ہوا ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است ناز کی کے راست آید بار می باید کشید

Maktaba Tul Ishaat.com

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى

زمین اور آسمان اونچے وہ بڑا مہربان

الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶ وَاِنْ

زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر

تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ۝۷ اَللّٰهُ

تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کو اللہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۸ وَهَلْ اَتٰىكَ

اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی ۵ اسی کے ہیں سب نام خاصے ۶ اور پہنچی ہے تجھ کو ۷

حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ ۸ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگتا کر یا پاؤں

عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ۝۱۱

آگ پر پہنچکر رستہ کا پتہ ۹ پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ

اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان

طُوًى ۝۱۲ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰٓى ۝۱۳ اِنَّنِيْٓ

طوی میں ۱۰ اور میں نے تجھ کو پسند کیا ۱۱ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جو بھیجتا ہوں

اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

اللہ ہوں ۱۲ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

۴ یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِیْلًا، نُزِّلَ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ قوی متمکن ہے۔ تمام کائنات عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوا علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملک وقالوا استوی فلان علی العرش ای ملک (مدارک ج ۳ ص ۳۰) استوا علی العرش کی مفصل تحقیق سورۂ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ حاشیہ ۶۳ سورۂ ۷

۵ یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ الخ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے وَاِنْ تَجْهَرْ شرط کی جزا محذوف ہے اور فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى جملہ ماقبل کی علت اور جواب محذوف کے قائم مقام ہے وان اجرت فانہ یعلم السر واخفی فانہ یعلم السر واخفی قائم مقام جواب الشرط ولیس الجواب فی الحقیقۃ والاصل عند البعض وان تجھر بالقول فاعلم ان اللہ یعلمہ فانہ یعلم السر واخفی الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۷)

۶ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ماقبل کی علت ہے اور تقدیم ظرف افادہ حصر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی کی صفتیں بے شمار ہیں۔ جس صفت سے چاہو اس کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ (بہت ہی اچھے نام) سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطہ اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف ع ۲۲ میں ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

۷ یہ دوسری آیت توحید ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہٰذا آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق لترغیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاقتداء بموسی علیہ السلام فی تحمل اعباء النبوۃ والصبر علی مقاساۃ الخطوب فی تبلیغ احکام الرسالۃ۔ (روح ج ۱۶ ص ۱۶۵)۔

۸ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضح قرآن ف۱ چھپا جو آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو۔ ف۲ کافر جب رحمٰن سنتے تو کہتے تم ایک کو پکارتے ہو کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ ف۳ یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اسے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بھیجا پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ ف۴ میدان آگ سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی پاپوشیں ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جہر، الطریق اولی مید ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى

میری یاد کا ہی کو قیامت بیشک آنے والی ہے میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دے

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا

ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف سو کوئی تجھ کو نہ روکے اس سے وہ شخص جو

يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی ہلاک ہوگا ف اور یہ کیا ہے

بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا

تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں

عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾

اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ

فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہوگئی

تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا

دوڑتا ہوا فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دینگے اس کو پہلی

الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ

حالت پر ف اور ملا لے اپنا ہاتھ ۱۳ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہوکر

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا

بلا عیب یہ نشانی دوسری ف تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو ۱۴ اپنی نشانیاں

الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ

بڑی جا طرف فرعون کی ۱۵ کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَ

اے رب ۱۶ کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

منزل ۴

ع ۱ ۱۰

دنبوت کے لئے چن لیا ہے۔ لہٰذا اب میری باتوں پر کان دھرا اور ان کو غور سے سن۔ ۱۰ یہ توحید کی دوسری آیت ہے۔ وہ پیغام جس کی تبلیغ کے لئے تمہیں رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے یہ ہے کہ میرے سوا اور کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرنا اور صرف مجھے ہی پکارنا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ اس میں اہم مقاصد نماز کا ذکر ہے۔ لِذِكْرِيْ یہ اَقِمْ کے متعلق ہے یعنی توحید کے بعد میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ ای حافظ بعد التوحید علی الصلوٰۃ (قرطبی جلد ۱۱ ص ۱۷۵) بلام اجلیہ ہے۔ ای اقم الصلوٰۃ لاجل توحیدی یعنی تبلیغ توحید پر ثبات و استقلال کی خاطر نماز قائم کرو۔ کیونکہ نماز مصائب و شدائد برداشت کرنے میں مدد و معاون ہے۔ ۱۱ یہ تخویف اُخروی ہے۔ اَكَادُ اُخْفِيْهَا حضرت عبداللہ بن عباس اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ اکاد اخفیھا من نفسی فکیف یعلمھا مخلوق و کیف اظھرھا لکم (خازن ج ۴ ص ۲۱۵، قرطبی ج ۱۱ ص ۱۷۵ وغیرہ) یعنی اگر ممکن ہوتا تو قیامت کے معین وقت کا علم میں اپنی ذات سے بھی پوشیدہ رکھتا۔ اس لئے مخلوق میں سے اسے کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ محاورہ ہے جب کسی بات کے کتمان میں مبالغہ مقصود ہو تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ وھذا الاصل علی ما جرت بہ عادۃ العرب من ان احدھم اذا اراد المبالغۃ فی کتمان الشیٔ قال کدت اخفیہ من نفسی (روح ج ۱۶ ص ۱۵۱) ۱۲ اس سے مقصود لاٹھی کی تعیین کرانا ہے کہ یہ وہی لاٹھی ہے جس سے تم یہ کام لیتے ہو کہا وہی ہے تو فرمایا القہا اسے زمین پر ڈال دو۔ لاٹھی کا زمین پر پھینکنا تھا کہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا۔ حکم ہوا ڈرو مت اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ ۱۳ یہ دوسرا معجزہ تھا۔ یعنی اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالو وہ روشن اور سفید ہوگا۔ ان دونوں معجزوں کا تجربہ وہیں وادی طوٰی میں کرا دیا۔ تاکہ ان کو پہلے سے ان کی حقیقت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو وہ بلا جھجک انہیں پیش کر سکیں۔ ۱۴ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے ای فعلنا ما فعلنا لنریک (روح)

موضح قرآن ف موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی رتبہ تکلم اور قیامت کو چھپاتا ہوں وقت کسی نہیں بتایا۔ ۲ف نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی محبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے۔ ۳ف یعنی پھر لاٹھی ہو جاویگی۔ ۴ف بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

من اینتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گذر جانا اور فرعون کا مع لاؤلشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۵ طغیٰ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا چنانچہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اس کا اعلان تھا۔ ۱۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ

اُحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ
کھول دے گرہ ۱۵ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف اور دے
لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖ
مجھ کو ایک کام بٹانے والا ۱۵ میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر
اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾
میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف کہ تیری پاک ذات کا ہم بیان کریں بہت
وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ
۱۵ اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا
قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ
ملا تجھ کو ۱۵ تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر
مَرَّةً اُخْرٰى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾
ایک بار اور بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ۳
اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ
کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دریا میں
فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ
پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھالے اس کو ایک دشمن میرا اور
عَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ
اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ۱۵ اور تاکہ پرورش پائے
عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ
میری آنکھ کے سامنے ف جب چلتے لگی تیری بہن ۱۵ اور کہنے لگی میں بتلاؤں تم کو
عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا

ایسا شخص جو پالے اس کو پھر یہ بھیجا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضائے بشریت اس کام سے بددل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ ۱۷ یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا۔ کہ یہ تو میرا دشمن ہو گا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دو طشتوں کو لوں کا ایک و طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دہکتا ہوا کوئلہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ (قرطبی، روح وغیرہ) ۱۸ یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں مل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ۔ اَزْر کے معنی قوت کے ہیں۔ لازر القوۃ الشدیدۃ (مفردات ص۱۵) یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا ازر کے معنی ظہر کمر ہے۔ یعنی میری کمر مضبوط فرما۔ (اشدد بہ ازری ای ظہری (قرطبی ج۱۱ ص۱۹۳) وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک

موضح قرآن ف سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ ۳ ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہیئے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابوبکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے سمجھانے سے ایمان میں آگئے۔ ۳ اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہو گئیں ۴ فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا۔ تب خواب میں یہ دیکھا صندوق میں ڈال دیا، وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھایا اُن کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بنادے۔ ۲۹ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد ما یکون منہما فی تضاعیف اداء الرسالۃ ودعوۃ المردۃ العتاۃ الی الحق (بیضاوی ج ۲ ص ۱۵۵) ۳۰ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَیْنَآ الخ یہ پہلا انعام ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا۔ کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے

وَلَا تَحْزَنَ ۘ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ
اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو ۳۳ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور
فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ
جانچا ہم نے تجھ کو ایک دفعہ جانچنا پھر ٹھہرا تو کئی برس ۳۴ مدین والوں میں
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝۴۰ وَاصْطَنَعْتُكَ
پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو
لِنَفْسِيْ ۝۴۱ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا
خاص اپنے واسطے ۳۵ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کرو
فِيْ ذِكْرِيْ ۝۴۲ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۴۳
کہ یاد میں جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝۴۴ قَالَا
سو کہو اس سے ۳۶ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے
رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝۴۵
اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے
قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝۴۶ فَاْتِيٰهُ
فرمایا نہ ڈرو ۳۷ میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اس کے
فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ
پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی
اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ
اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر
رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝۴۷ اِنَّا قَدْ
تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ تدبیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَیْنَا یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پکڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ۳۱ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ اپنی نگرانی میں تیری تربیت ہو۔ ۳۲ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمشیرہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ۳۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبطی اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبطی پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں رات مدین کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

۳۴ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ۳۵ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ ۔ انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی ہرگز نہ کرنا۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْهَبَا سے بدل ہے۔ ۳۶ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل

موضح قرآن ۔ یہ سارا قصہ سورۂ قصص میں ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کرے یا اس کے دل میں خوف خدا آجائے تذکر اور خشیہ میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متاثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیہ سے مراد یہ ہے کہ یا کم از کم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فليرجع من الانكار الى الاقرار وان ينتقل من الانكار الى الاقرار لكنه يحصل فى قلبه الخوف فيترك الانكار وان كان لا ينتقل الى الاقرار الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۵) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے اور تخشی سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے۔ پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (نازعات) یہاں ارشاد ہے لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فَتَنْفَعُهُ الذِّكْرٰى (عبس) قَالَا رَبَّنَا الخ قَالَا بصیغہ تثنیہ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ اى ان يعجل علينا بالعقوبة ولا يصبر الى اتمام الدعوة واظهار المعجزة (روح ج ۱۶ ص ۱۹۰) ——— اَوْ اَنْ يَّطْغٰى الخ یا بعد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ او ان يزداد طغيانا الى ان يقول فى شانك ما لا ينبغى (روح) لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی تم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرا دے یفرط علينا بان لا يتمهنا او ان يطغى بان يقتلنا (کبیر ج ۶ ص ۵۵) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف وہراس شرک نہیں۔ ۴۷ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلا دیا کہ تم بے خوف وخطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء ما الخوف ما يلحق البشر من الخوف على انفسهما عرفهما الله سبحانه ان فرعون لا يصل اليهما ولا الى قومه (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۰۳)

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾
حکم ملا ہے ہمیں کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے دلا

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ
بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا اے موسیٰ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے

اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ
دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سجھائی ف۱ بولا پھر کیا حقیقت ہے

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ
ان پہلی جماعتوں کی کہا ان کی خبر میرے رب کے ہاں لکھی ہوئی ہے

لَّا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف۲ وہ ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے ف۳

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ
زمین کو بچھونا اور چلا دیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی

شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں

لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
عقل رکھنے والوں کو ف۴ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ف۵ اور اسی میں تم کو پھر لے جائیں گے

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ
اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے دکھلائیں فرعون کو ف۶

اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا
اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا بولا کیا تو آیا ہے ف۷ ہم کو نکالنے

ع ۱۱

موضح قرآن ف۱ یعنی کھانے پینے کا ہوش دلایا جانور کو دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ ف۲ فرعون خانہ دوسری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزہ اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر مٹی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا۔ ف۳ یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ این پیام رسانید فرعون را ۱۲ ف۲ بطلب معاش خود ش ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَأْتِيٰهُ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے صاف کہہ دو ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں، اس لئے تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو عذاب مت دو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات لے کر آئے ہیں اور یاد رکھو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے سلامتی صرف اس شخص کے لئے ہے، جس نے وہ ہدایت قبول کرلی جو ہم لے کر آئے ہیں ای السلامۃ من العذاب فی الدارین لمن اتبع ذلک بتصدیق آیات اللہ تعالیٰ الہادیۃ الی الحق (روح ج ۱۶ ص ۱۹۵) ۲۸ھ اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص پر آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ ۲۹ھ جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جاکر اسکو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبُّنَا الخ یہ تیسری آیت توحید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کا کوئی اسم علم ہے نہیں کہ میں کہہ دوں وہ فلاں ہے۔ اس کی صفات بے شمار ہیں، اور وہ صفات ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا رب وہ ہستی ہے جس نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ ہر مخلوق کو ایک مخصوص ہیئت اور صورت عطا فرمائی۔ ای انہ یعرف بصفاتہ ولیس لہ اسم علم حتی یقال فلان بل ہو خالق العالم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۳) ۳۰ھ پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی ثم ہدی الی طریق الانتفاع والارتفاق بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقائہ وکمالہ الخ (روح ج ۱۶ ص ۲۰۰ بحوالہ ابو السعود) ۳۱ھ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لاجواب ہوگیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرنوں کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ ای مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ۶ ص ۲۴۹) اور لوح محفوظ علم الٰہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الٰہی میں ہونے کی تمثیل ہے وجوز ان یکون المراد بالکتاب الدفتر کما ہو المعروف فی اللغۃ ویکون ذلک تمثیلا لتمکنہ وتقررہ فی علمہ عزوجل (روح ج ۱۶ ص ۱۹۵) ۳۲ھ یہ ارشاد الٰہی ہے اور ماقبل کے لئے تنویر ہے۔ کُلُوْا وَارْعَوْا انعامکم یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النہیٰ نُہیَۃ کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود

مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ
ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لاتے ہیں تیرے مقابلہ میں ایسا ہی جادو

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ
سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ

اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ
تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن

وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ
اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے وہ پھرا فرعون ۵۳ھ پھر جمع کئے

كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا
اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے تم پر خرابی تمہاری جھوٹ نہ بنو

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ
اللہ پر پھر غارت کرے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو پہنچا جس نے

افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا
جھوٹ باندھا پھر جھگڑے اپنے کام پر ۵۴ھ آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
مشورہ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں ۵۵ھ چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ
نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرادیں تمہارے

الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ
اچھے خاصے چلن کو سو مقرر کرلو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور

اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ
جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰ ۵۶ھ یا تو

موضح قرآن ف دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کا غرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہرا دے سب کے روبرو یہ چاہیں کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فروری کی سالگرہ کا۔ ف۲ جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جدا جدا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ
ڈالیں اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں
أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن
تم ڈالو ۵۴ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں
سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً
ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر ۵۵
مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَ
موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور
أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا
ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کو بنایا ہوا
كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ
تو فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو پھر گر پڑے
السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَٰرُونَ وَمُوسَىٰ
جادوگر ۵۶ سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے
قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ
بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ۵۷ میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے
الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم
جس نے سکھلایا تم کو جادو سو اب میں کٹواؤں گا ۵۸ تمہارے ہاتھ اور اوندھی
مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ۖ وَ
طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنے پر اور
لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾ قَالُوا لَن
جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک ہے والا وہ بولے

منزل ۴

پر ڈٹا رہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علی نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علی توحیدہ فکذب وابی۔ ای لم یؤمن وھذا یدل علی انہ کفر عنادا لانہ رای الآیات عیانا فالاخبار (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۱) ۵۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادوگر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا، اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگروں کو بلا لیا۔ ادھر مقررہ دن بھی آپہنچا قال لہم موسیٰ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادوگروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لاتفتعلوا علیہ الکذب ولاتشرکوا بہ ولاتقولوا للمعجزات انہا سحر (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۱) ۵۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (خازن ج ۴ ص ۲۲۱، بحر ج ۶ ص ۲۹۴) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ (یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ۵۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم ڈر و مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور پختہ عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضح قرآن ف تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نُؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا
ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اس چیز سے جو ہمارے پاس آئی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کریگا اس دنیا کی

الدُّنْيَا ۷۲ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ
زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۷۳
تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو ۷۴ اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا
بات یہی ہے جو کوئی آیا ۷۵ اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۷۴ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ
مرے اس میں نہ جیے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۷۵
نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ
باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۷۶ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ
اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ ۙ
کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۷۷ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ
سوکھا نہ خطرہ کر آپکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے

ع ۳ ۱۲

ف ۳۹ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادوگروں نے ایسا اس لئے کیا کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیروہ علیہ السلام وقدموہ علی انفسہم اظہارا للثقۃ بامرھم وقیل مراعاۃ للادب معہ علیہ السلام (روح ج ۱۶ ص ۲۳۳ تا ۲۳۵ ج ۱۱ ص ۲۳۳) ذلک سبب ایمانہم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۳)

ف ۴۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جادوگروں سے ہرگز خائف اور متاثر نہیں ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے جادوگروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں۔ اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں

ف ۴۱ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان کے جادو سے متاثر ہو کر معجزۂ عصا سے شک میں نہ پڑ جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ مت کرو۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی۔ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ اب اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو چٹ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات کہاں۔ ف ۴۲ فاء فصیحہ ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ فوراً ایک ہیبتناک اژدھا کی شکل میں منتقل ہو کر جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔ اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب جادوگروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین الیقین حاصل ہو گیا اور فوراً بول اُٹھے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ ف ۴۳ جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگروں کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری

موضح قرآن ف زور آوری کروایا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے۔ پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈرانا تھا سو اُن پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جادوگر یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الخ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ ۴۴ھ چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے تجھے اپنی رعیت کے درمیان شرمسار ہونا پڑا۔ لہٰذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سولی دیدوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لاکر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم (فرعون اور اس کے ہمنوا) جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ یا رب موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمانکم بہ انا اور رب موسیٰ علی ترک الایمان (خازن ج ۴ ص ۲۳۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان و یقین اور مستحکم ہو گیا۔ ۴۵ھ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔ لہٰذا اب ان دلائل سے روگردانی کر کے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے کبھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ تو ہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کر لے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا یہ مَا جَآءَنَا پر معطوف ہے ۴۶ھ آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع ما بعدہ کا تعلیل لعدم المبالاۃ المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء (روح ج ۱۶ ص ۲۳۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی تو جو چاہے کر لے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا الخ ہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کر دے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ ۴۷ھ یہ خَطٰيٰنَا پر معطوف ہے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آسکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ
اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل ۴۲ھ
قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ
چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا ہم سے ۴۳ھ داہنی طرف
الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾
پہاڑ کی ۴۴ھ اور اتارا تم پر من اور سلوی
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ
کھاؤ تم ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ گزرو اس میں زیادتی
فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ
پھر تو اترے تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ
فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
سو وہ پڑا گیا ف اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور
عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ
کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے ف۲ اور کیوں جلدی کی تو نے ۴۵ھ
قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ
اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آئے ہیں میرے پیچھے اور
عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا
میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو پھر ڈالا
قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ
تیری قوم کو ۴۶ھ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر الٹا پھرا

موضح قرآن ف۱ زیادتی نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو۔
فتح الرحمٰن ف۲ یعنی بداون توبہ ۱۲ ف۳ مترجم گوید چون موسیٰ باستصواب کس از قوم خود بجانب طور متوجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت کرد و خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ

موسیٰ ۵۸ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ (۱) کیا طول ہو گئی تم پر مدت (۲)

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر ۵۹ غضب تمہارے رب کا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ۶۰ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے ولیکن ۶۱ اٹھوا یا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ

سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے (۳) پھر بنا کالا ان کے واسطے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۚ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

موسیٰ کا سو وہ بھول گیا (۴) بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کو جواب تک نہیں دیتا

قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ

ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا ان کے برے کا اور نہ بھلے کا اور

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ

کہا تھا ان کو ۶۲ ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے

بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے ۶۳ سو میری راہ چلو اور مانو

اور ایمان لانے کے بعد فرعون سے کہا کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کیا تھا۔ اب ہم اللہ سے یہ گناہِ عظیم بخشوانا چاہتے ہیں (ابن کثیر ص ۱۵۹ ج ۳) یا اگیارہ سے مقابلے میں آنے پر مجبور کرنا مراد ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے۔ جب جادوگر جمع ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض نشانات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں اس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ مگر فرعون کے ڈر سے بادلِ ناخواستہ مقابلہ میں شریک ہوئے (روح، بحر وغیرہ)۔ **۴۸** یہ فرعون کے قول اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى کا جواب ہے۔ یعنی مؤمنین کے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے انعامات سے بہتر ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دیرپا ہے (واللہ خَيْرٌ ثَوَابًا، لِمَنْ اَطَاعَهٗ (وَّاَبْقٰى) عِقَابًا لِمَنْ عَصَاهُ وهو رد لقول فرعون وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى (مدارک ج ۲ ص ۴۷) **۴۹** یہاں سے تا ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى جادوگروں کے قول کی حکایت ہے یا اوحال الٰہی ہے۔ مجرماً سے مراد مشرک ہے۔ وقول لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى مُؤْمِنًا على ان المراد بالمجرم المشرك (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۶) تَزَكّٰى یعنی شرک سے پاک ہوا۔ تطهر من الشرك بقول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قيل هذه الآيات الثلث حكاية قولهم وقيل خبر من الله تعالى لا على وجه الحكاية وهو اظهر (مدارک ج ۲ ص ۴۷) **۵۰** جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے معجزات اور ان کی تبلیغ وارشاد سے فرعون اور اس کی قوم پر اپنی حجت تمام کر دی اور وہ ایمان نہ لائے تو اب ان کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات کا وقت آپہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں۔ راستہ میں بحرِ قلزم آئے گا۔ لیکن وہ تمہارے سفر میں حائل نہیں ہوگا۔ آپ اپنی لاٹھی اس پر ماریں فوراً اس کا پانی سمٹ کر اس میں بارہ خشک اور چکنے کے قابل راستے بن جائیں گے۔ بے خوف وخطر جائیے۔ نہ فرعون کے پیچھے سے جا پہنچنے سے ڈریئے نہ سمندر میں غرق ہونے کا خطرہ دل میں لائیے **۵۱** حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں قوم کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ صبح جب فرعون کو اس کا علم ہوا تو پوری شان وشوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے بطور اعجاز دریا میں خشک راستے بنا دیئے جن سے وہ صحیح سلامت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون نے بھی لشکر سمیت گھوڑے ان کے راستوں میں اتار دیئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ **۵۲** قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلا کر ان کا شکر ادا کرنے اور ایمان وطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی وسرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لما انجاهم من فرعون قال لهم هذا ليشكروا (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۶)

موضح قرآن **۵** وعدہ تورات دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے بیمار پڑے وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے **۶** فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا گنبا کہ وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا۔ **۷** یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمٰن **۱** یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ
میری ۔ بولے ہم ہرگز اسی پر بیٹھے رہیں گے ۔ جب تک لوٹ کر آئے
إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾ قَالَ يَا هَارُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ
ہمارے پاس موسیٰ ۔ کہا موسیٰ نے اے ہارون ۔ کس چیز نے روکا تجھ کو جب تو نے دیکھا انہیں
ضَلُّوا ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ
کہ وہ بہک گئے ۔ کہ تو میرے پیچھے نہ آیا ۔ کیا تو نے نافرمانی کی میرے حکم کی ۔ وہ بولا
يَا بْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي
اے میری ماں کے بیٹے ۔ نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ میرے سر کے بالوں کو ۔ میں
خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ
ڈرا ۔ کہ تو کہے گا ۔ پھوٹ ڈال دی تو نے ۔ بنی اسرائیل میں
وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾
اور ۔ یاد نہ رکھی ۔ میری بات ۔ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے اے سامری
قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
بولا ۔ میں نے دیکھ لیا ۔ جو ۔ اوروں نے نہ دیکھا ۔ پھر بھری میں نے ایک مٹھی
مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ
پاؤں کے نیچے سے اس پیغمبر کے جو گئے ہیں ۔ پھر میں نے وہی ڈال دی ۔ اور یہی صلاح دی مجھ کو
لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَن
میرے جی نے ۔ کہا موسیٰ نے دور ہو ۔ تیرے لئے
تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ
کہا کرے ۔ مت چھیڑ ۔ اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ جو تجھ سے نہ ٹلے گا
وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ
اور دیکھ ۔ اپنے معبود کو ۔ جس پر تمام دن تو ۔ مشغول رہتا تھا

لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَا
ہم ضرور جلا ڈالیں گے اس کو ۔ پھر ضرور اڑا دیں گے اس کو ۔ دریا میں اڑا دینا ۔ ۔ بیشک
إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾
معبود تمہارا ۔ اللہ ہے ۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اس کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَاكَ
اسی طرح ۔ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر ۔ کچھ حال ۔ جو گزر چکا ہے ۔ اور ہم نے دی ہے تجھ کو
مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ
اپنی طرف سے ۔ نصیحت ۔ جس نے منہ پھیرا اس سے ۔ تو وہ لادے گا قیامت کے دن
الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ
بوجھ ۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں ۔ اور برا ہے ان کے لئے قیامت کے دن
الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ
بوجھ ۔ جس دن پھونکا جائے گا صور میں ۔ اور ہم جمع کریں گے

کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو بے جا اور بُرے کاموں میں خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ ۚ نافرمانوں کے لئے تخویف اُخروی وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ ۚ فرمانبرداروں کے لئے بشارت اُخروی ۵۵ حسب میقات خداوندی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقباء اور سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو وفورِ اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے نکل گئے۔ اور نقباء سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا وخوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سے ساری قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۵۶ یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور تمہارے پیچھے ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اسی اخبرنٰھم بما فعل السامری (روح ج ۱۶ ص ۲۴۳) سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر اُن کو ڈھال کر گوسالے کی شکل کا بُت تیار کیا۔ جو گوسالے کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) بھول میں ہیں۔ جو کوہ طور پر رب سے ہم کلام ہونے چلے گئے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص ۳۶ حاشیہ ۱۲ ۵۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور کی میعاد

گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ وغضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَعْدًا حَسَنًا

موضح قرآن ف۱ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔ ف۲ جس وقت بنی اسرائیل بیٹھے دریا میں پیچھے پیچھے فرعون ساتھ فوج کے بیٹھا جبرئیل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو اُن تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں اُن کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی، وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی، سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا غنیمت سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بقتال اہل ضلال ۱۲ ف۲ یعنی درکالبد کہ از زر ساختہ بود بشکل گوسالہ ۱۲ ف۳ یعنی اگر باکسی ہم نشین شدی سرد و راتب میگرفت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور و ہدایت ہوگی۔ وعدھم ان یعطیھم التوراۃ التی فیھا ھدی ونور ولا وعد احسن من ذلک واجمل (بحر ج ۴ ص ۳۳۳) ۵۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور پھر میں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرتے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لنا ھو وعدوا ان یقیموا علی طاعۃ اللہ عزوجل الی ان یرجع الیھم من الطور (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۲) ۵۹ قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیش نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ ای من قدرتنا واختیارنا (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۵) ای ولکنا حملنا امرہ علی غیر وجھہ ذلک انفسنا ای کنا مضطرین (قرطبی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ ۶۰ اس میں انہوں نے بیچارگی اور اضطرار کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوا یوں کہ قبطیوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں پگھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر چلے گئے ہیں۔ ای فعفل عنہ موسیٰ وذھب یطلبہ فی الطور (روح ج ۱۶ ص ۲۴۵) ۶۱ یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اتنی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کارساز ہو۔ ثم بین اللہ تعالیٰ فساد اعتقادھم بان الالوھیۃ لا تصلح لمن سلبت عنہ ھذہ الصفات (بحر ج ۶ ص ۲۱۹) ای ھو عاجز عن الخطاب والضر والنفع فکیف تتخذونہ الٰھا (مدارک ج ۳ ص ۴۹) لہٰذا بے بس اور عاجز کو معبود بنا لینا سراسر حماقت اور قضیۂ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ۶۲ پرستاران گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شناعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آ کر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضہ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیش نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ھرون علیہ السلام انما قال ذلک شفقۃ منہ علی نفسہ وعلی الخلق اما الشفقۃ علی نفسہ فلانہ کان مامورا من عند اللہ بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر وکان مامورا من عند اخیہ موسیٰ علیہ السلام بقولہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ (کبیر ج ۴ ص ۹۵) ۶۳ حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھلائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کارساز خدائے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدائے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبُّکُمُ الرَّحْمٰنُ میں مبتدا و خبر کی تعریف مفید حصر ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ و تعریف الطرفین لافادۃ الحصر ای وان ربکم المستحق للعبادۃ ھو الرحمٰن لا غیر (روح ج ۱۶ ص ۲۴۹) ۶۴ یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے انکا ارادہ یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مچ ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعہ علیہ السلام الیھم غایۃ لعکوفھم علی عبادۃ العجل لکن لا علی طریق الوعد بترک ذلک عند رجوعہ علیہ السلام بل بطریق التعلق بالمستحیل (روح ج ۱۶ ص ۲۴۹) ۶۵ یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلما رجع موسیٰ وسمع الصیحۃ والجلبۃ وکانوا یرقصون حول العجل الخ (قرطبی ۱۱ ص ۲۳۶، خازن و معالم ج ۴ ص ۲۲۵) ۶۶ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایات مراد ہیں جو وہ کوہ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے مالک تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آ گئے۔ کان (موسیٰ) علیہ السلام حدیدا متصلبا غضوبا للہ تعالیٰ وقد شاھد ما شاھد فغلب

Maktaba Tul Ishaat.com

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ إِنَّمَا
ہم اس کو جلا دیں گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر تمہارا
إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ
معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز ہوا گھیرے ہے
عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ
کس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو کچھ ان کے احوال جو پہلے
سَبَقَ وَقَدْ آتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَّنْ
گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب جو کوئی
أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾
منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے بڑا بوجھ
خٰلِدِيْنَ فِيْهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾
رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کو
يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ
جس دن پھونکیں گے صور میں اور پھر لائیں گے ہم گنہگاروں کو اس دن
زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا
نیلی آنکھیں ف۱ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے مگر
عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ إِذْ يَقُوْلُ أَمْثَلُهُمْ
دس دن ف۲ ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں اچھی
طَرِيْقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ
راہ رو ش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف۳ اور تجھ سے پوچھتے ہیں
الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو ف۴

لو قاتلت بعضهم ببعض وتفرقوا أن تقول فرقت بين بني اسرائيل (روح) ولم ترقب قولي قال ابو عبيدة لم تنتظر عهدي وقد وعى (قرطبي ج ۱۱ ص ۲۳۹) ۶۸ھ

حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد درپردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔ سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال كان السامري رجلا من اهل باجروكان من قوم يعبدون البقر وكان حب عبادة البقر في نفسه وكان قال اظهر الاسلام مع بني اسرائيل (ابن كثير ج ۳ ص ۱۳۳) قال قتادة كان السامري عظيما في بني اسرائيل من قبيلة يقال لها سامرة ولكن عدو الله نافق بعدما قطع البحر مع موسى الخ (قرطبي) ۶۹ھ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

موضح قرآن ف۱ دنیا میں اسلوبھی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ بتا الگ رہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دو نوں کو تپ چڑھتی اس مارے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا۔ شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کریگا جیسے جہاز سے پیر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انھا سے باتو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ ف۲ یعنی اندھے اور شاید یونہی نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے ف۳ یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آویگا یا قبر میں رہنا ف۴ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی جو کچھ کہا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گناہ ہے (۱۲) ف۲ یعنی دو دنیا (۱۲)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جبرئیل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے۔ اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پرستی برھتی ہے۔

تنبیہ:- آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی، صحابہؓ تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے۔ عثمانی) بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وفی بعض الآثار انه رأى كلما رفع الفرس يديه او رجليه على التراب اليبس يخرج النبات فعرف ان له شانا فاخذ من موطئه حفنة (روح ج ۱۶ ص ۲۵۳) اس کی زیادہ تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۵۲ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ قریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا اڑی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گذار دی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وہ تو دنیا میں عذاب تھا اور دنیا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ ای لن يخلفك الله موعده الذى وعدك على الشرك والفساد فى الارض ليجزيك فى الاخرة بعد ما عاقبك بذلك فى الدنيا (زرقانی ج ۲ ص ۲۰۰) ۵۱ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو ہر وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں اسی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا سنوار سکتا ہے۔ ۵۲ یہ پانچویں آیت توحید ہے گو سالہ سامری کا عجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کا رخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الٰہ اور معبود بننے کے قابل نہیں، جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گو سالہ جماد اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیونکر معبود ہو سکتا ہے ۵۳ کاف۔ بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشجیع ہے یعنی

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی سفارش چلے گی ف۲ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انقیاد اسرائیل کند ۱۲ ف۲ یعنی مسلمان باشند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات ہم آپ پر اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے توحید کی خاطر کس قدر مصیبتیں اٹھائیں اس طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گے لہٰذا آپ بھی ان پر صبر کریں۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ ہماری وحی سے معلوم کر کے گذشتہ لوگوں کی اخبار بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ **۵۷۴** ذِكْرًا سے قرآن کریم مراد ہے۔ وتفسیر الذکر بالقرآن ھو الذی ذھب الیہ الجمہور (روح ج ۱۶ ص ۲۵۹) مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي لہٰذا منکرین قرآن کے لئے تخویف اُخروی ہے۔ **۵۷۵** اس سے پہلے چونکہ نفخ صور، حشر نشر اور قیامت کا ذکر تھا۔ اس لئے مشرکین

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا
ان کے دل میں سوچ سو بلند و برتر ہے اللہ کا ۵۷۶ اس سچے بادشاہ کا اور تو
تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ
جلدی نہ کر قرآن کے لئے میں ۵۷۷ جب تک پورا نہ ہو چکے
وَحْيُهٗ ۚ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ
اس کا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ ف اور ۵۷۸
عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ
ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے
لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
اس میں کچھ ہمت ف اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو ۵۷۹
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا
آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے
يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا
اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا سو
يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ
نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑے گا تکلیف میں تجھ کو یہ ملا ہے
اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا
کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ
تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ
پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ پھر جی میں ڈالا اس کے شیطان نے ۵۸۰
قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ
کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا رہنے کا اور

کے لئے اسبات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ بیٹھیں کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمادیا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ کے جواب میں فَقُلْ پر فاء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سألوك ہے اسی لئے جزا پر فاء داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صفصفًا صاف ہموار عِوَجًا نشیب پستی۔ اَمْتًا بلندی اور اونچائی **۵۷۶** الداعی سے حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یوید اسرافیل علیہ السلام اذا نفخ فی الصور (لاعوج لہ) ای عن دعائہ لا یزیغون ولا یحرفون بل یسرعون الیہ ولا یحیدون عنہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۶) اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبت خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ ای خفیت لہیبتہ تعالیٰ وشدۃ ھول المطلع (روح ج ۱۶ ص ۲۶۰) ھَمْسًا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ **۵۷۷** یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ جس کی تعبیر مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صالحین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوع لہ یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں۔ جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودان باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعناہ لاجلہ وکذا ورضی لہ ای لاجلہ ویکون من للمشفوع لہ او بدل من الشفاعۃ علی حذف مضاف ای الا شفاعۃ من اذن لہ ویکون من للشافع (بحر ج ۶ ص ۳۰۶) پہلی صورت کا حاصل یہ

موضح قرآن ف جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت انکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اوسکی تسلی کر دی تھی کہ اسکا یاد کھولنا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی۔ ف دیکھو جو رانہ کھایا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگا کہ شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی مشرکوں کے حق میں نہ ہوگی اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت صرف انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہی کریں گے مشرک پیروں اور راہنماؤں کو شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ الخ قیامت کے دن تمام بنی آدم اللہ کے سامنے عاجز اور سرافگندہ ہوں گے کیا فقیر اور کیا امیر، کیا رعیت اور کیا بادشاہ سب لرزاں اور ترساں ہوں گے اور جنہوں نے شرک کیا ہوگا وہ سراسر خسارے میں ہوں گے۔ ان کے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ عنت ای ذلت وخضعت اور ظلم سے شرک مراد ہے (روح)۔ ۸۵ یہ نیکوکاروں کے لئے بشارت اُخروی ہے وَكَذٰلِكَ

اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی ایسا مدلل اور جامع قرآن نازل کرنا ہمارا کام ہے۔ لہٰذا تم اس عظیم الشان کتاب پر عمل کرو۔ ۸۶ یہ آیات توحید کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل توحید سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف ومختار اور عالم الغیب ہے لہٰذا وہی سب سے بڑا اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۸۷ یہ چوتھی آیت تشجیع کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن مجید کی وحی اترتے وقت اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُسے غور سے سُنیں۔ جب وحی ختم ہو جائے تو پھر آپ اُسے پڑھ لیں۔ جب آپ کے ذہن میں محفوظ ہو جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت واستقلال سے قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔ ہمارے پیغمبر آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ آدم علیہ السلام کے عزم میں کمزوری آ گئی۔ ۸۸ ہم نے بنی آدم کی تخلیق سے پہلے آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ جنت میں رہیں اور وہیں کے پھلوں اور میووں میں سے جو چاہیں کھائیں اور ایک درخت سے ہم نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کے قریب نہ جائیں مگر ان سے بھول ہو گئی اور انہوں نے شجر ممنوعہ سے تناول کر لیا۔ اس طرح وہ عزم اور ثبات قدم کا ثبوت نہ دے سکے یا عزم سے پختہ ارادہ مراد ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام نے بالارادہ اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ بھول ہو گئی تھی اور اللہ کا حکم یاد نہیں رہا تھا۔ كما نبه لما مدح سبحانه القرآن وحرض على استعمال التؤدة والرفق في اخذه وعهد على العزيمة بامره وترك النسيان في ضرب حديث آدم مثلا للنسيان وترك العزيمة (روح ج ۱۶ ص ۱۰۹)۔ ۸۹ مقصد یہ ہے کہ ابلیس تمہارا پرانا جدی پشتی دشمن ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے تمہیں کفر وشرک اور دوسرے گناہوں سے ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے فریب سے بچو۔ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ الخ یہ جنت کی خوبیاں ہیں کہ وہاں نہ بھوک ہوگی، نہ پیاس اور نہ دھوپ یعنی وہاں ہر قسم کا آرام وسکون ہوگا۔ ۹۰ اس واقعہ کی مزید تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں دیکھیں حاشیہ ۷۵ تا ۷۹۔ ۹۱ یہ اللہ کی ہدایت سے اعراض کرنے والوں کے لئے تخویف اُخروی ہے اور یہ استیناف ہے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق نہیں مَعِيْشَةً ضَنْكًا تنگ روزی اس سے یا تو آخرت کی زندگی میں رزق کی تنگی مراد ہے یا دنیا کی زندگی میں۔ دنیا میں وہ اگرچہ مالدار ہوں گے۔ لیکن ان کے دلوں سے وصف قناعت چھین لیا جائے گا اور ان کو حرص ولالچ کے مرض میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ موضح قرآن ۔ ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں نفاق کر کر گناہ کیا اس نفاق کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ
تجھ کو بھلا دیئے گئے اور اسی طرح ۵۸۳ بدلہ دیتے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور
يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ
یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے
وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
اور بہت باقی رہنے والا ۵۸۴ سو کیا ان کو نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے
مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ
بہت سی امتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی بستیوں میں اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات ۵۸۵
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾
نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتا یہ بھگتنا اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا ہوا
فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
سو تو سہتا رہ جو وہ کہتے ہیں ۵۸۶ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ
سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ
اٰنَاۗيِٕ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو
تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
راضی ہو ف۱ اور مت پسار اپنی آنکھیں ۵۸۷ اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دیئے ہم
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ
ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی

نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العدۃ بتاخیر عذابھم والاجل المسمی لاعمارھم لما تاخر عذابھم اصلا (روح ج ۱۶ ص ۲۵۶) ۵۸۸ یہ پانچویں آیت تسبیح ہے جو پانچ اوقات

قال الم ۷۰۷ طٰہٰ ۲۰

تھا تو آج تجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال کذلک تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور اُن سے آنکھیں بالکل بند کر لیں اور اُن سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان آیاتنا تلک واضحۃ مستنیرۃ فلم تنظر الیہا بعین المعتبر ولم تتبصر وترکتہا وعمیت عنہا فکذلک الیوم نترکک علی عماک ولا نزیل عطاءہ عن عینیک (بحر ج ۶ ص ۲۸۵) لیکن یہ اندھاپن ایک معین وقت تک ہوگا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وھذا الترک یبقی الی ما شاء اللہ تعالیٰ ثم یزال الخ عنہ فیری اھوال القیمۃ ویشاھد النار کما قال سبحانہ وای المجرمون النار الخ (روح ج ۱۶ ص ۲۵۶) ۵۸۶ جو لوگ حدود الٰہیہ کو پھاند کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو نابینا اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ الخ یہ مکذبین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ ۵۸۵ اجل مسمّٰی، کلمۃ پر معطوف ہے اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل

موضح قرآن ف۱ آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی ف۲ یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ ف۳ آخر وعدہ پر بھیجے گئے مسلمانوں میں اور کافروں میں ف۴ دن کی حدوں پر یعنی پہر پہر وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہوگا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾
ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ
اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا ۹۵ اور خود بھی قائم رہ اس پر

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ
ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے

لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن
پرہیزگاری کا ۹۶ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس ۹۷ کوئی نشانی

رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي
اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو نشانی اگلی

الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم
کتابوں میں کی ۹۸ اور اگر ہم ہلاک کرتے ان کو ۹۹

بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا
کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ

أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن
بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر

قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ
ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی

مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ
راہ دیکھتا ہے ۹۳ سو تم بھی راہ دیکھو آگے جان لوگے کون ہیں

أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾
سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

ع ۱۷

پر مشتمل ہے۔ امر اول فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ یعنی آپ مشرکین کی بیجا باتوں اور انکے طعن وتشنیع پر اور انکی طرف سے جو مصائب آئیں ان پر صبر کریں۔ امر دوم وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ کی تسبیح وتقدیس اس پر حمد ومعاون سے لہٰذا آپ جمع وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ صبر واستقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی وناصر ہے۔ اس آیت سے پانچوں نمازوں کا حکم مستنبط ہے قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ نماز فجر قَبْلَ غُرُوبِهَا نماز عصر وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ نماز عشاء اور أَطْرَافَ النَّهَارِ نماز ظہر ومغرب (قرطبی، روح وغیرہ) ۹۸ یہ امر سوم ہے۔ یعنی آپ مسئلہ توحید کو جرأت وشجاعت سے خوب پہنچائیں اور کفار ومشرکین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے وافر دولت دے رکھی ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ محض چند روزہ رونق اور شان وشوکت ہے۔ ان کو مال ودولت دینے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے نزدیک انکی کوئی قدر ومنزلت ہے بلکہ یہ محض ابتلا اور امتحان ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کے سوا کچھ نہیں ۹۹ یہ امر چہارم ہے یہ امر مصلح کا ذکر ہے۔ یعنی اہل وعیال کو نماز کی پابندی کا حکم فرمائیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا امر ششم اور خود بھی نماز کی پابندی کریں لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا یہ ذمہ داری آپکی نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے روزی کمائیں بلکہ روزی کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ آپ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہیں آپ اسکا زیادہ اہتمام کریں۔ ای لا نسئلك ان ترزق نفسك ولا اهلك (نحن نرزقك) وایاهم فلا تهتم لامر الرزق (مدارک ج ۳ ص ۵۵) مطلب یہ ہے کہ نماز پر مداومت کریں کوئی نماز ناغہ نہ ہونے پائے۔ نماز کیوقت تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ کر پوری توجہ کیساتھ نماز ادا کریں اور اکتساب معاش ادائے نماز سے ہرگز مانع نہ ہو کیونکہ روزی رساں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ۹۱ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے تھے کہ آپ کوئی دلیل یا معجزہ کیوں نہیں لاتے جو آپکی صداقت ظاہر کرے أَوَلَمْ تَأْتِهِم الخ جواب شکوی ہے۔ یعنی آپ نے ایسی باتیں بیان کی ہیں جنکی پہلے آپکو خبر نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب من جانب اللہ ہے اور کتب سابقہ یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں وہ آپ کی بشارت پڑھ چکے ہیں۔ جو آپکی نبوت وصداقت پر نہایت واضح دلیل ہے تو گویا یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ یرید التوراة والانجیل والکتب المتقدمة وذلك اعظم اٰية اذا اخبر بما فيها وقيل أَوَلَمْ تَأْتِهِم الاية الدالة على نبوته بما وجد في الكتب المتقدمة من البشارة (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۵) ۹۲ یہ استیناف ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ہم نے قرآن منکرین پر حجت قائم کرنیکے لئے نازل کیا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن وہ کوئی عذر نہ کر سکیں۔ یعنی اگر ہم قرآن نازل کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتے۔ تو قیامت کے دن وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنا رسول بھیج کر اور اس پر اپنی آیتیں نازل فرما کر ہمیں سیدھی راہ کیوں نہ دکھائی۔ تاکہ ہم تیرے پیغمبروں کا اتباع کرتے اور آج ذلیل ورسوا نہ ہوتے۔ ۹۳ یعنی آپ ان متمردین اور معاندین سے کہہ دیں کہ ہم اور تم سب ایک دوسرے کے انجام کے منتظر ہیں۔ تم انتظار تو کرو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ (بقیہ سورۂ طٰہٰ کی آیات ترجمہ ۹۱

موضح قرآن ف۱ اور خاوند غلام سے روزی کماتے ہیں اور خاوند بند کی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے ف۲ یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخرالزمان کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قرآن مشتمل است بر قصص وغیرآن موافق کتب سابقہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ انبیاء

ربط | سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (ع ۱) اب سورہ انبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (ع ۲)

خلاصہ | سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں (ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد) اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتدا میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ تک مشرکین پر زجر و شکوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے تحت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ الخ یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ (ع ۲) تخویف دنیوی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (۲) وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (۳) اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا (ع ۳) اس کے بعد بطور معارضہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی موید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا مشرکین پر شکوی ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُبْحٰنَهٗ وجہ دوم بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ وجہ سوم لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ وجہ پنجم یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وجہ ہفتم وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

اس کے بعد اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ـــ تا ـــ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا مادہ ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ زجر ہے سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ تخویف دنیوی۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ الخ شکوی لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا جواب شکوی مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ (ع ۴) تخویف دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ام لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زجر اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ الخ تخویف اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ تھے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ (۱۵) دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا دلیل نقل سوم از حضرت لوط علیہ السلام وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ وَاسْتَجَبْنَا لَهٗ دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ الخ دلیل نقل پنجم از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ الخ دلیل نقل ششم از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری کا شکوی اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے کی دعا کی۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ الخ دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں پکارا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ الخ آیات تمام مذکورہ واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دوڑ کر بجا لاتے اور امید و بیم کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو غائبانہ پکارتے تھے۔ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الخ دلیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً الخ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَاَنَا رَبُّكُمْ واؤ تفسیر یہ ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوْٓا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باقی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے۔

فتح الرحمٰن ۱۲ منہ ترجمہ گویدم از نشانہ عقوبت عام مید اشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

الف سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا

اور پیغام نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر ہی مردوں کے ہاتھ وحی کیے ہم نے انکو سو پوچھ لو

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان کے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸

ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاتے ۵ اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہنے والے ف

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ

پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سو کیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور

اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا

غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب

فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں ۵ اور کتنی بستیاں توڑ ڈالیں ہم نے

قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

بستیاں جو تھیں گنہگار ۵ اور اٹھا کھڑے کیے ان کے پیچھے اور

اٰخَرِيْنَ ۝۱۱ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے

يَرْكُضُوْنَ ۝۱۲ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ

ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش

فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ

کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پوچھے ف ۵ کہنے لگے ہائے خرابی ہماری

سب کے لئے عام ہے۔ اور حساب سے حساب آخرت مراد ہے۔ یعنی قیامت سر پر ہے۔ مگر یہ لوگ غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے۔

۳ دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی آیت توحید نازل ہوتی ہے۔ تو وہ استہزار و تمسخر کے ساتھ اسے سنتے ہیں۔ اور ان کے دل اس میں غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں۔ محدث یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ يستمعون القرآن مستهزئين لاهية قلوبهم معرضة عن ذكر الله مشاغلة عن التامل والتفهم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۵)

۴ یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ الذین ظلموا بظاہر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے۔ مگر قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا چاہئے تھا۔ مفسرین اور ائمہ نحو نے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول۔ اسروا کا فاعل نہیں۔ بلکہ (۱) اسروا کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے (۲) الذین کا فعل یقول اس سے پہلے محذوف ہے (۳) الذین سے پہلے فعل اعنی محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (۴) یہ مجرور ہے۔ اور مع صلہ الناس کی صفت ہے۔ یا اسروا کی واو علامت جمع ہے۔ علامت فاعل نہیں (من القرطبی والبحر وغیرہما)۔ ۵ یہ مشرکین کا بہت بڑا اعتراض تھا۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں۔ پیغمبر تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ الخ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو (معاذ اللہ) جادوگر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادوگر ہوتا ہے۔ وکانوا یعتقدون ان الرسول من عند اللہ لا یکون الا ملکا وان کل من ادعی الرسالۃ من البشر وجاء بمعجزۃ فھو ساحر ومعجزتہ سحر (کبیر ج ۶ ص ۲۹۱) ۶ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی

موضح قرآن ف یعنی موت بھی آئی ان کو ۲ یعنی یہ بات ہوئی نہ تھی۔

فتح الرحمٰن ف یعنی یہ گھنوار کی قوم احوال ثمانی پر سنہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔ اور کوئی نہیں لہٰذا فریادرس، کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برافروختہ ہو کر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ ردّ علیہم فی قولہم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۵۱) ۵ھ باطل کی راہیں بے ثمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بَلِ افْتَرٰىهُ بلکہ وہ خدا پر افترا اور بہتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی سند سے کہیں جو رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ۸ھ مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ الخ تکلیف دنیوی اور مطالبہ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے من مانگے معجزے دکھائیے جائیں۔ تو وہ ایمان لے آئیں؟ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ والمعنی ان اھل القری اقترحوا علی انبیآئھم الآیات وعاھدوا انھم یؤمنون عندھا فلما جآءتھم نکثوا وخالفوا فاھلکھم اللہ فلو اعطیت ھؤلآء ما یقترحون لنکثوا ایضاً (مدارک ج ۳ ص ۳۵)

۹ھ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ ردّ علیہم فی قولہم ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۵۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ۱۰ھ یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع ۱ میں ان کا قول منقول ہے۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء

موضح قرآن ۱۱ کھلوایا یعنی پیٹا۔ ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کاملوں کو تم کہتے ہو خدا کا پیٹا۔

فتح الرحمٰن ۴ھ یعنی خبر دی بودند و این مناقض لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چرا آدمی رسول باشد بلکہ در جنسیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ ۵ھ یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ ۶ھ مراد درین کلام رد است بر عبادت اصنام ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ ۱۱ یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم و احکام شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۳) ۱۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَصَمَمْنَا ای اهلكنا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمہ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا أَحَسُّوا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْكُضُوا الخ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گذرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزاء کہا گیا۔ لعلكم تسئلون غدا عما جرى عليكم ونزل بأموالكم فتجيبوا السائل عن علم ومشاهدة (مدارک ج ۳ ص ۵۵) ۱۳ جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

۱۴ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ فضول کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق و توحید اور دین اسلام، باطل (کفر و شرک) پر غالب آ سکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگان خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت دینا ہی ہے۔ ۱۵ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهُ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بندگی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ تھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہیں وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای ولہ تعالیٰ خاصۃ جمیع المخلوقات خلقا وملکا وتدبیرا وتصرفا واحیاء وامانۃ وتعذیبا وانابۃ من غیران یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالا واستتباعا الخ (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) ۱۶ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الٰہا اذ لا یستحق ھذا الاسم الا القادر علی کل مقدور والانشار من جملۃ المقدورات (مدارک ج ۳ ص ۵۵) ۱۷ مذکورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوا نہ آسمان میں کوئی الٰہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ وہ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور متصرف و مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٣﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں اس سے پوچھ نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے
يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ
پوچھ جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے سوا اور معبود ۵۱۵
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَ
تو کہہ لاؤ اپنی سند ۵۱۶ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور
ذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ
یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے سچی بات
فَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن
سو وہ ہیں منہ پھیرے ف اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی
رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا
رسول مگر یہ کہ ہم حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے
فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا
سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے کر لیا کسی کو بیٹا
سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ
وہ پاک ہے اس لائق نہیں ۵۱۷ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں
بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا
بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ
ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی
ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَن
جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

۵۱۵ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ۵۱۶ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعیٰ پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعیٰ پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ عقل تو دعوائے توحید کی مؤید ہے۔ جیسا کہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کارساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیاء سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ علی ہذا دلیل وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۵۲۰ یہ توحید پر تمام انبیاء علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ۵۲۱ یہ شکوی ہے یعنی انبیاء علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ کارساز بنا لئے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ و ارفع ہے۔ کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا والد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ الخ فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں دخیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں جواب ثالث لَا يَسْبِقُوْنَهٗ الخ وہ اس کے سامنے دم وقت ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھکر بات کبھی نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جانتے والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس وسابع لَا يَشْفَعُوْنَ الخ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہو گی۔ مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائیں اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الٰہ الا اللہ وشفاعتہم الاستغفار (روح ج ۱۷ ص ۱۳۳) قال ابن عباس ھم اھل شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ ..... والملٰئکۃ یشفعون غدا فی الاخرۃ کما فی صحیح مسلم وغیرہ وفی الدنیا ایضا فانہم یستغفرون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۵۸)

موضح قرآن ف پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر وہ حاکم ہوتے تو جہاں خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہئے اس بغیر کیونکر نائب ہو وے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلٰهٌ مِّنْ دُونِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ
ان میں کہے ۲۹ کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دیتے
جَهَنَّمَ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ﴿۲۹﴾ أَوَلَمْ يَرَ
دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا
الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا
ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین
رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ
بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے
أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ
پھر کیا یقین نہیں کرتے ف اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ
أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ ۖ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھ دیئے اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ
يَهْتَدُونَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ
راہ پائیں ف اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ
عَنْ آيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ
آسمان کی نشانیوں کو ان میں منہ پھیرے ہیں ف اور وہی ہے جس نے بنائے رات
وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۳۳﴾
اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھیر میں پھرتے ہیں ع ۳
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے ف پھر کیا اگر تو مر گیا
فَهُمُ الْخٰلِدُونَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَ
تو وہ رہ جائیں گے ف ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

گے جو ظالموں اور باغیوں کی سزا ہے۔ ۲۳ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۔۔۔ تا ۔۔۔ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ کَانَتَا رَتْقًا یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فَفَتَقْنٰهُمَا تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الآیۃ الم یعلموا ان السمٰوٰت والارض کانتا معدومتین فاوجدناھما (روح ج ۱۷ ص ۳۴) زمین و آسمان کو عالم ہست سے عالم ہست میں لانا زمین میں پہاڑ اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکنیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام شمسی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالیٰ کی توحید پر اجمل عقلی دلیل ہے۔ ۲۴ یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے کُلُّ نَفْسٍ الخ یہ ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

موضح قرآن

ف منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی ع
زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفہ سے ع یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر نہ کرتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ف بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن ع یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے ف کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ و کردن آسمانہا نازل کردن مطراست و دا کردن زمین روئیدن گیاہ ازوی ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾
ہم تم کو چاہتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا
اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۵۲۵ تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ
کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمٰن کے نام سے

هُمْ كَافِرُونَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ
منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی جلدی کا ف۲ ۵۲۶ اب دکھلاتا ہوں تم کو

آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا
اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ
وعدہ ۵۲۷ اگر تم سچے ہو اگر جان لیں

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا
منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَأْتِيهِم
اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
ناگہان پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنظَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۵۲۸ رسولوں سے تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤١﴾
پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۳

ع ۳

۵۲۵ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور متصرف و کارساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدائے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۵۲۶ زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاُوْرِيْكُمْ آيٰتِيْ الخ تخویف دنیوی ۵۲۷ شکوی نَوْيَعْلَمُ الَّذِيْنَ۔ تا وَلَاهُمْ يُنْظَرُوْنَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے فَتَبْهَتُهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء (فَتَبْهَتُهُمْ) ای تحیرهم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹)

۵۲۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تکذیب سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بدقماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ یہی طریقہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

موضح قرآن ف۱ نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی بُرا کہتا ہے۔ ف۲ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کنایت است از غلبۂ استعجال بر آدمی ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ
اور کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں ۵۳ اور دن میں رحمٰن سے

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ
کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ
کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچا لیتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا
کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا

هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ
ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
پھر یہ نہیں دیکھتے ۵۴ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس

اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ
کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ۵۵ تو کہہ میں تم کو ڈراتا ہوں ۵۶

بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ
اور کہیں پہنچ جائے ان تک ایک بھبھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ
ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کی ۵۷

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ
قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

منزل ۴

مضبوطہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جا رہے ہیں؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر سکیں گے۔؟ أفلا یری ھؤلاء المشرکون أنا نقد رتنا فی اثنیان الارض من جوانبہا باخذ الواحد بعد الواحد وفتح البلاد والقری مما حول مکۃ وادخالہا فی ملک محمد صلے اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۴۲)

۵۱ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں۔ تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کر لو۔ مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الٰہی اور احوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ لیکن وہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں ہائے کاش! ظالم ہم ہی تھے" اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ۔ اخبر تعالٰی انّ

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ صَمُّوْا عَنْ سَمَاعِ مَا اُنْذِرُوْا بِهٖ اِذَا نَالَهُمْ شَيْءٌ مِّمَّا اُنْذِرُوْا بِهٖ لَوْ كَانَ يَسِيْرًا نَادَوْا بِالْهَلَاكِ وَاَقَرُّوْا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (خازن ج ۴ ص ۲۴۲) ۵۲ یہ تخویف اخروی ہے۔

موضح قرآن ۵ ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔
فتح الرحمٰن ۵ یعنی باسلام اسلم وغفار پیش از ہجرت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا
برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئینگے اس کو اور ہم کافی ہیں
حَاسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ
حساب کرنے کو والے اور ہم نے دی تھی ۳۳ موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنیوالی کتاب
وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ
اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو جو ڈرتے ہیں
رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾
اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں
وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾
اور یہ ایک نصیحت ہے ۳۴ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے
وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا
اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۳۵ اور ہم رکھتے تھے
بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ
اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۳۶ اور اپنی قوم کو یہ کیسی
التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ
مورتیں ہیں جن پر تم مجاور ہو بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا
اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ
اپنے باپ دادوں کو ۳۷ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر ہے تم ۳۸ اور
اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے بھی بات
اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ
یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۳۹ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والاول ارجح ۳۴ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے۔ جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں؟

۳۵ دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وکنا بہ عٰلمین اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ من قبل یتعرف مبنی علی الضم ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوۃ (ابن جریر ج ۱۷ ص ۳۳)

۳۶ اذ قالوا موخر سے متعلق ہے اور اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثیل۔ تمثال کی جمع ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم بیٹھے ہو۔ التمثال موضوع للشیٔ المصنوع مشبہا بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۲۵) ان القوم کانوا عبادا اصنام علی صور مخصوصۃ کصورۃ الانسان او غیرہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱) و کانت علی ما قیل صور الرجال یعتقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوہا حسبما تخیلوا (روح ج ۱۷ ص ۵۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شبہ کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی ہے۔ ۳۷ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثیل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباء واجداد صریح گمراہی میں تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تبع ہو۔ ۳۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سچ کہہ رہے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم موضح قرآن ۔ یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۪ وَاَنَا عَلٰی
آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ
اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ
تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر سو پھر کر ڈالا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾
ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں ف۱

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾
کہنے لگے کس نے سو۴۱ کیا یہ ہم ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾
وہ بولے ہم نے سنا سو۴۲ ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہو اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں سو کے سامنے شاید وہ

یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
دیکھیں بولے سو۴۳ کیا تو نے کیا یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۫ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا
اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے سو۴۵ ان کے اس بڑے نے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی
سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ
جی میں پھر بولے سو۴۶ تم ہی بے انصاف ہو ف پھر

بڑے بت کی طرف جو شاید اس اور اس سے پوچھیں کہ حضرت کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرت سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت برجمان ہیں اور کلہاڑا آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی یرجعون الیہ کما یرجع الی العالم فی حل المشکلات فیقولون ما لھؤلاء مکسرۃ ومالک صحیحا والسلاح علیک عالمک (کبیر ج ۶ ص ۱۹۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا ۴۱ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کر واپس آئے تو حسب دستور اپنے معبودوں کو نذر اور سجود پیش کرنے کے لئے عبادتخانے میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ٹوٹا پھوٹا بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ۴۲ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر کر ہاتھ یا اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ یذکرھم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سمعنا فتی یذکرھم) یعیبھم فلعلہ الذی فعل ذلک بھم (روح ج ۱۷ ص ۱۳۱) ۴۳ قالوا فاتوا الخ مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم اسے کس قدر عبرتناک سزا دیتے ہیں ای یحضرون عقوبتنا لہ (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انھم کرھوا ان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یجیئوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل وھذا قول الحسن وقتادۃ والسدی وعطاء وابن عباس رضی اللہ عنہم (کبیر ج ۶ ص ۱۹۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ کی تفصیل کا کہ آپ نے ان تماثیل کے تمام پجاریوں کے علم میں آنے اور ان سب کے سامنے پیش ہونے سے قبل کس وقت وہ آگ جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برملا ان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کر سکیں اور اس حقیقت کا اعلان کر سکیں۔ کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں فاتوا بہ علی اعین الناس ای علی رؤس الاشھاد فی الملاء الاکبر بحضرۃ الناس کلھم وکان ھذا ھو المقصود الاکبر لابراھیم علیہ السلام ان یبین فی ھذا المحفل العظیم کثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم فی عبادۃ ھذہ الاصنام التی لا تدفع عن نفسھا ضرا ولا تملک لھا نصرا فکیف یطلب منھا شیٔ من ذلک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۱) ۴۴ قالوا انت الخ اس سے پہلے اندراج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت موضع قرآن ف۱ یہ علاج کرنا انھوں نے چپکے سے کہا پھر جب شہر سے باہر گئے ایک میلے میں سب بت خانے میں جا کر سب کو توڑ ڈالا سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابراہیم علیہ السلام کو سرعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لیں تو وہ انھیں حسب منشا سزا دے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور الٹے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵ قال بل فعلہ الخ لفظ بل اضراب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جس کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بتفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے توڑ ڈالا۔ یہ تمہارا بڑا ثابت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کر لیا۔ امام رازی نے اس توجیہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ وربما انہ کنایۃ عن غیر مذکور ای فعلہ من فعلہ وکبیرھم ھذا ابتداء الکلام وروی عن الکسائی انہ فعل یقف عند قولہ بل فعلہ ثم یبتدی کبیرھم ھذا (کبیر ج ۲۲ ص ۱۶۳) ۴۶ فرجعوا الی انفسھم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو اسقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کر سکیں وہ دوسروں کے کیا کام آ سکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظۃ ولا یملک لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ ویدفع عنھم البأس من لا یرفع عن رأسہ القناص (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۲) ۴۷ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تضلیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انھیں آلیا اور مہر جہالت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہو گئے قال اھل التفسیر اجری اللہ تعالیٰ الحق علی لسانھم فی القول الاول ثم ادرکتھم الشقاوۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقروا علی انفسھم بالظلم (مدارک ج ۳ ص ۶۳) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبود بولنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایھا الملک انھا لا تنطق کذلک وانا انما اتخذناھا آلھۃ مع العلم بالوصف (روح جلد ۱۷ ص ۶۶) ۴۸ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بیچارگی اور بے بسی کا اقرار کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی کو عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تف تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے صریح احمقانہ فعل کی قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ ۴۹ قالوا حرقوہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے بہوت و لاجواب ہو گئے تو اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں طے کیا کہ ابراہیم نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انھیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو سزا دینی چاہیئے اور اسے جلا کر خاک کر دینا چاہیئے۔ لما عجز داعی الحاجۃ وضاقت بھم الحیل وھذا دیدن المبطل المحجوج اذ بہت بالحجۃ وکانت لہ

نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
اندھے ہو گئے سر جھکا کر رہ گئے ۴۷ تو کو جانتا ہے میاں یہ
يَنْطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
بولتے نہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ کے سوا
مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ
ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا ۴۸ بیزار ہوں میں تم سے
لِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾
اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں
قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾
بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ۴۹ اگر کچھ کرتے ہو تم
قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَ
ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ۵۰ ابراہیم پر اور
اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ
چاہتے تھے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے زیاں کاروں میں اور بچا نکالا
وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾
اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں ف۳ برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے ف
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا
اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب زیادہ انعام میں اور سب کو
صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ
نیک بخت کیا ف اور ان کو کیا ہم نے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور
اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ
بھیجا ہم نے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

موضح قرآن ف یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ف۲ دعا تھی بیٹے کی انعام میں دیا پوتا۔
فتح الرحمن ۱ یعنی این کنایت است از عزم شدن ۱۲ ۲ در آتش انداختند ۱۲ ۳ یعنی زمین شام ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

قد سمّ یقرع الی المناصبۃ (روح ج ۱۷ ص ۹۶) وانصروا الھتکم بتحریق ابراھیم لانہ یسبھا ویعیبھا (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۰) ۵۰ قلنا یٰنارُ الخ نمرود نے اسی گڑھے میں چار دیواری بنوائی اور اسمیں چالیس دن تک ایندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگوادی جب آگ خوب مشتعل ہوگئی اور ہوا کے رخ سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اسمیں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسوقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کر کے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء انا الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الٰہ انت سبحانک رب العٰلمین لک الحمد ولک الملک لا شریک لک اور ادھر اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ یٰنارُ کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بوجودیہ چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کرتے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کرلی گئی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کرسکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیم سے اللہ نے جلانے کی خاصیت سلب کرلی اور اسکی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف برودت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنھا طبعھا الذی طبعھا علیہ من الحر والاحراق وابقاھا علی الاضاءۃ والاشراق والاشتعال کما کانت واللہ علی کل شئی قدیر (بحر ج ۶ ص ۳۳۰) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں ۵۱ ونجینٰہ ولوطا الخ ہم نے ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے ونجینٰہ اسحٰق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ونجعلنٰھم ائمۃ ضمیر منصوب سے حضرت ابراہیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس رسیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا یٰنارُ کونی الخ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا فجعلنٰھم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ ووھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی وجعلنٰھم ائمۃ ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا واوحینا الیھم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا کانوا لنا عبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا ۵۲ ولوطا اتینٰہ الخ یہ تیسری تفصیل نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بدعملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اسپر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کردیا اور حضرت لوط علیہ السلام

اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ
دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا ہم نے
حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حکم اور سمجھ ۵۲ اور بچا نکالا اسکو اس بستی سے جو کرتے تھے
تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾
گندے کام وہ تھے لوگ بُرے نافرمان اور
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا
اس کو دے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں اور نوح
اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ
کو جب ۵۳ اسنے پکارا اُس سے پہلے پھر قبول کرلی ہم نے اسکی دعا سو بچا دیا اسکو اور اس کے
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ
گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بُرے لوگ
فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ
پھر ڈبا دیا ہم نے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے ۵۴
فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا
فیصل کرنے کھیتی کو جبکہ چر گئیں جب رات میں ایک قوم کی بکریاں اور ساتھ تھا
لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا
ہمارے ان کا فیصلہ ف۱ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا
حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ
تھا ہم نے حکم اور سمجھ ف۱ اور تابع کئے ہم ۵۵ نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور

اور اُن پر ایمان لانیوالوں کو بچا لیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کرلیا اٰتینٰہ حکما وعلما ونجینٰہ۔ واد خلنٰہ فی رحمتنا مجرمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ۵۳ ونوحا اذ نادی الخ یہ چوتھی تفصیل نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا تو ہم نے اس ہولناک طوفان سے انکے اہل ایمان ساتھیوں کو بچا لیا

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد نے بکریاں (دلوا دیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چونکہ حج کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جگتا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو انکا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہوجاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب در آمدہ وچرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کرد بدادن گوسفندان عوض زراعت وسلیمان حکم این قوم را بامصلاح زراعت وآں قوم را بانتفاع از شیر غنم تا وقتیکہ زراعت بحال خود رسد وحکم سلیمان اصوب بود ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّيْنٰهُ ان کو عذاب سے ہم ہی نے بچایا وَنَصَرْنٰهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا ۸۲ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقل دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔ جب وہ ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اِذْ نَفَشَتْ الخ یہ اس قضیے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کی کھیت میں گھس گئیں اور اسے تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ لیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلا دیں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اجڑا ہوا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈال دیا ۸۳ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الخ ہم نے پہاڑ اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کی تعلیم دی ۸۴ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ الخ یہ مع داؤد پر معطوف ہے ای سخرنا لہ الریح الخ (اور ہم نے سلیمان کے لئے تند ہوا کو مسخر کر دیا) یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ الخ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ الخ الرابع پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ یعنی سرکشی اور طغیان سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ سراپے شکر گذار بندے تھے اس لئے وہ خود مختار و کارساز اور لائق الوہیت نہ تھے كُنَّا بِكُلِّهِمْ شٰهِدِيْنَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ سلیمان علیہ السلام کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا دونوں کو علم و حکمت ہم ہی نے دی وَسَخَّرْنَا پہاڑوں کو ہم ہی نے تابع فرمان کیا وکنا فٰعلین یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنٰهُ زرہ سازی کی صنعت ہی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور انکی حفاظت کرنیوالے بھی ہم ہی تھے

الطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ
اڑتے جانور اور یہ سب کچھ ہمنے کیا اور اسکو سکھلایا ہمنے بنانا ایک تمہارا لباس
لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾
کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۱ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف۲
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ
اور سلیمان کے تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کی طرف
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ
جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۳ اور تابع کئے
الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ
کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے
ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
سوا تھے اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا ف۴ اور ایوب کو ف۵ جس وقت پکارا اپنے
رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾
رب کو کہ مجھ پر پہنچی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ۡ وَاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ
پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اسکو کنبے
وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾
اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنیوالوں کو ف۶
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾
اور اسمٰعیل اور ادریس ف۷ اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۸
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾
اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ف۲ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر ہوا کو آئی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اوپر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دو مہینہ میں پہنچاتی ف۳ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکالتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سنہ میں حوض برابر بلقن تانبے کی اور کنوے برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت کام ان سے لیتے ف۴ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گذار تھے پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مویشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست دار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر نہا کر بھلے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۵ کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور اللہ پر یہ نعمت سہی

Maktaba Tul Ishaat.com

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ
اور مچھلی والے کو جب ۵۹ چلا گیا غصہ ہو کر ۱ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
اسکو ۲ پھر پکارا ۶۱ ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے

سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ
تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاد

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ
اور بچا لیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا لیتے ہیں ایمان والوں کو ۲ اور

زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ
زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ۶۲ اور تو ہے

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۠ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ
سب سے بہتر وارث ۵ پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحییٰ اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ
اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ
اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ۳

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا
اور وہ عورت جس نے قابو ۶۳ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہانوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً ۡ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ
کے سب ایک دین پر ۶۴ اور میں ہوں رب تمہارا سو پوجو مجھ ۶۵ میری بندگی کرو ۳ اور

منزل ۴

ہو گئے اور ان کے انکار و اصرار پر ناراض ہو کر ہجرت کر لی حالانکہ ابھی تک اللہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں ہوا۔ غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب حجت تمام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عنقریب ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونیوالا ہے اسلئے یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ فَغَضِبَ اَیْ غَضِبَ اللّٰہُ عَلٰی قَوْمِہٖ لِشِدَّۃِ شَکِیْمَتِھِمْ وَتَمَادِیْ اِصْرَارِھِمْ مَعَ طُوْلِ دَعْوَتِہٖ اِیَّاھُمْ وَکَانَ ذَھَابُہٗ ھٰذَا ھِجْرَۃً عَنْھُمْ وَلَکِنَّہٗ لَمْ یُؤْمَرْ بِہٖ (روح ج ۱۷ ص ۸۳) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر دوانہ ہوئے اور بحر روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اسمیں سوار ہو گئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا کہ سواریوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا آپ سمجھے کہ انہوں نے بلا امر ربانی ہجرت کر کے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں چھلانگ لگا دی ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قید خانہ بنایا ہے ۶۰ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ اَیْ لَنْ نُّضَیِّقَ عَلَیْہِ رِزْقَہٗ وَلَا نُقَدِّرُ عَلَیْہِ اَنْ نَّحْبِسَہٗ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ (خازن ج ۳ ص ۲۵۰) فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نُّقَدِّرَ عَلَیْہِ اَیْ لَنْ نُّضَیِّقَ عَلَیْہِ وَھُوَ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ اَیْ یُضَیِّقُ وَمِنْ قَدَرَ عَلَیْہِ رِزْقَہٗ اَیْ ضَیَّقَ

الذکر ج ۱۷ ص ۱۶۹) ۶۱ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ الخ مچھلی کے پیٹ میں پہنچکر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے انکی آہ و زاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا حضرت یونس علیہ السلام نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متصرف و کارساز موضح قرآن ۵ حزقیل کے بارہ دل میں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بنیا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کندھے سے لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں بہہ گئے۔ کنارے اگلے دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑ لے گیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے طے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت سے آخر خفا ہو کر بددعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا۔ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں چکر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا ہوا یعنی اولوالعزم لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توبہ سے یا ڈر سے وہ حجت تمثیل نہیں یہاں سے اس کی غلطی نکلی۔

فتح الرحمٰن ۵ یعنی بر قوم خود بغیر اذن الٰہی ۱۲ منہ ۶ القصہ حوت او را بلعید در کشید ۱۲ منہ ۳ یعنی اصل دین و اصل است و اختلاف در فروع می باشد ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی وَنَجَّيْنٰهُ اور مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا ۹۲ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ یہ تو میں تفصیلی نقلی دلیل ہے یعنی ذکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ذکریا کی دعا ہم ہی نے قبول کی وَوَهَبْنَا اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَاَصْلَحْنَا اور ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا الخ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ڈر کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَنَا تمام انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور ہمارے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت ذکریا علیہ السلام مراد ہیں ۹۱ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ الخ یہ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَاَحْصَنَتْ یعنی عفت فامتنعت من الفاحشة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسٰی علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا جننا اور عیسٰی علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک عجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وَجَعَلْنٰهَا اٰيَةً وَّابْنَهَا اٰيَةً دلالة على قدرتنا فيما شاء (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسٰی کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کارسازی کے لائق نہیں ہیں ۹۴ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے سوا حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں امۃ یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہوا امة الملة وهذه اشارة الى ملة الاسلام وهي ملة جميع الانبياء (مدارک ج ۳ ص ۳۰) خطاب للناس تابعة والاشارة الى ملة التوحيد والاسلام (روح ج ۱۷ ص ۱۵) لما ذكر الانبياء قال هؤلاء كلهم مجتمعون على التوحيد فالامة بمعنى الدين الذي هو الاسلام قاله ابن عباس و مجاهد وغيرهما (قرطبی) ۹۵ وَاَنَا رَبُّكُمْ الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں واؤ تفسیریہ ہے اور جملہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب اور کارساز ہوں لہٰذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دين سوى ديني ولا رب غيري فاعبدوني وحدوني (خازن ج ۴ ص ۲۶) ای انا الهكم الله واحد (فاعبدوني) خاصة (روح ج ۱۷ ص ۱۵) ۹۶ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بدعمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور زمینی دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کارساز بھی ایک

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ ۹۴ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۹۵ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ

اور حرام ہے بستی پر جس کو ہلاک کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئیں گے ۹۵ یہاں تک کہ جب کھول دیے جائیں

يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۹۶ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

یاجوج اور ۹۶ ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں اور نزدیک آئے سچا وعدہ ۹۷ پھر اس دم اوپر کی رہ جائیں منکر دل کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے اس سے

بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۹۷ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

نہیں بلکہ ہم تھے گنہگار ۹۷ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو ۹۸ اللہ کے سوائے

اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۹۸ لَوْ كَانَ

ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ

هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۹۹

معبود ۹۹ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۱۰۰ اِنَّ

ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ۱۰۰ بیشک

منزل ۴

موضح قرآن ۹۴ یعنی کفر نہیں چھوڑتے سب ہی کہتے ہیں ۹۵ یعنی جب پہنچی جان کر ٹلاری ۹۶ یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمٰن ۹۴ یعنی در اصل دین ۱۲

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
جن کے لئے پہلے سے ہم طے ہو چکی ہماری طرف سے بھلائی وہ اس سے
مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
دور رہیں گے ف۱۰۲ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ ف۱۰۳ اور وہ اپنے
اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
جی کے مزوں میں ہمیشہ رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ
گھبراہٹ میں ف۱۰۴ اور لے آئیں گے ان کو فرشتے ف۱۰۵ یہ دن تمہارا ہے جس کا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن ہم لپیٹ لیویں گے آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ
طومار میں ف۱۰۶ کاغذ جیسا رہے سے بنایا تھا پہلے ف۱۰۷ پھر اس کو دہرا دیں گے
وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا
وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے
فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
زبور میں نصیحت کے پیچھے ف۱۰۸ کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے
عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ
میرے نیک بندے وا ف۱۰۹ اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ
عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
بندگی والے اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو یہ بات کر کہ جہان کے لوگوں پر
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ
تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے ف۱۱۰ کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا تم

منزل ۴

جب حجت خدا وعدی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے سلسل عناد و عناد کی وجہ سے مہر جہالت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔

المعنی و ممتنع علی قریۃ قدرنا اھلاکھا او حکمنا بہ رجوعھم الینا ای تو بتھم علی ان (لا) اسیف خطیب مثلھا فی قولہ تعالیٰ (ما منعک ان لا تسجد) فی قول (روح)، ف۱ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتدا، محذوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انھم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا، اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاھد والحسن (لا یرجعون) لا یتوبون عن الشرک (روح) انھم لا یرجعون عن الشرک ولا یتوبون عنہ وھو قول مجاھد والحسن (کبیر ج ۶ ص ۱۵۰)

ف۲ حتی اذا فتحت الخ یہ تحویف اخروی ہے ضمیر سے سب لوگ مراد ہیں یاجوج ماجوج۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفخہ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے کو روندتے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کی طرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائے گا تو وہ زمین کے ہر حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور ہر طرف شر و فساد برپا کر کے ایک تباہی مچا دیں گے

ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدب انھم یاجوج وماجوج وھو الاظھر وھو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانھم یحشرون الی ارض الموقف وھم یسرعون من کل حدب (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳)

ف۳ واقترب الوعد الحق سے قیامت مراد ہے وھو بعد النفخۃ الثانیۃ من البعث والحساب والجزاء لا النفخۃ الاولی (روح، ص ۹۵ ج ۱۷) ف۴ انکم وما تعبدون الخ ما تعبدون سے بُرے پتھر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مُورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں بقرینہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی ف۵ لو کان ھؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیر رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ بھی شامل ہوگی۔ الہین و بکاء عویل (مدارک ج ۳ ص ۹۵) ف۶ ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب انکم وما تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش نے ایک سرکردہ ابن الزبعری کے پاس آئے اور اُسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمد کے پاس ہوتا تو اس کو اسکا معقول

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمن ف۲ یعنی دور آخر زمان پیغامبری مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبعری کی بات لاجواب ہے اور محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرمادیا۔ کیونکہ ان کے حق میں الحسنیٰ (جنت یا بھلائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القرطبی و ابن کثیر وغیرھما ﴿۱۰۱﴾ الحسنیٰ! اس سے مراد جنت ہے یا رحمت و سعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنیٰ ای الجنۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۳) الحسنی یعنی السعادۃ والعادۃ الجمیلۃ الجنۃ (خازن و معالم ج ۳ ص ۳۶) الحسنیٰ ای الخصلۃ الفضلیٰ فی الحسن وھی السعادۃ وقیل التوفیق للطاعۃ والمراد من سبق ذلک تقدیرہ فی الازل (روح ج ۱۷ ص ۹۵) ﴿۱۰۲﴾ المعنی الرحمۃ والسعادۃ (جامع البیان ص ۲۹) ﴿۱۰۳﴾ عنھا ای عن جھنم یعنی جن کے لئے حسنیٰ کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنم سے دور رکھا جائیگا وہ تو جنت میں ہوں گے ﴿۱۰۴﴾ لا یسمعون الخ جملہ سعدۃ سے بدل ہے اسمیں دوزخ سے ان کے بُعد کی قدرے تفصیل دیگئی ہے یعنی ان کو دوزخ سے اتنا دُور کیا جائیگا کہ وہ آتش دوزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سُن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلہ تک سنائی دیگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہو جائینگے ﴿۱۰۵﴾ لا یحزنھم الفزع الخ نار جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتھم من الافزاع بالکلیۃ بعد نجاتھم من النار لانھم اذا لم یحزنھم اکبر الافزاع لم یحزنھم اعلاہ بالضرورۃ کذا قیل (روح ج ۱۷ ص ۹۹) الفزع الاکبر سے نفخہ ثانیہ یا تمام احوال قیامت مراد ہیں ﴿۱۰۶﴾ تتلقاھم الملٰئکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کرینگے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلھم الملٰئکۃ علی ابواب الجنۃ یھنئونھم و یقولون لھم ھذا یومکم الذی کنتم توعدون (قیل تستقبلھم ملائکۃ الرحمۃ عند خروجھم من القبور۔ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۳) ﴿۱۰۷﴾ یوم نطوی السماء الخ یوم کا عامل اذکر محذوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحزنھم یا تتلقاھم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف لا یحزنھم ... وقیل ظرف لتتلقاھم (روح) اعلم ان التقدیر لا یحزنھم الفزع الاکبر یوم نطوی السماء او وقت تلقھم الملٰئکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶ ص ۲۰۰) ﴿۱۰۸﴾ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درہم برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تا خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون و فساد حادث ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلاسفہ ملاحدہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم ازلی و ابدی مانتے جو صحیح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فنا عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کوتاہ نظری اور بے تعمقی کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فنا عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیمانس ملطی۔ فیثا غورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس

موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ

تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہدے میں نے خبر کر دی تم کو

عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دُور ہے جو

تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا ﴿۱۰۹﴾ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ﴿۱۱۰﴾ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر ہے تم کو جانچنا

لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ

تمہارا اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ﴿۱۱۱﴾ رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بناتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا

شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے ﴿۱﴾ جس دن تم اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی

عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور

Maktaba Tul Ishaat.com

اکذا فی الروح ج ۱۷ ص ۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۱ کما بدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لامحالہ ایسا کرینگے۔ وعداً مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ ای وعدنا وعدا۔ علینا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای علینا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۵) ۵۲ ولقد کتبنا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ انہ یراد بھا ارض الجنۃ کما قال سعید بن جبیر ان الارض فی الدنیا قد ورثھا الصالحون وغیرھم وھو قول ابن عباس ومجاھد وغیرھما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسۃ یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ ص ۳۴۳) وقیل المراد بھا الارض المقدسۃ وقیل الشام (روح ج ۱۷ ص ۱) ۵۳ عبادی الصلحون الخ اس سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنۃ یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۶) قال مجاھد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واتفق المفسرین علی ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۵) لیکن اسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصلحون۔ تمام سلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصلحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۴ ان فی ھذا الخ ھذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اوفق ای فیما جری ذکرہ فی ھذہ السورۃ من الوعظ والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ھذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔ (مدارک ج ۳ ص ۱) وما ارسلنک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کر دی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سوء استعداد اور ضد وعناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مومن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مومن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہو گیا اور کافر غرق وخسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن آمن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلم مما الحق الامم من المسخ والخرق (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۵) والظاھر ان المراد بالعلمین عالم الکفار وجہ ذلک علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما ھو سبب لسعادۃ الدارین ومصلحۃ النشأتین الا ان الکافرون حرموا علی انفسھم الانتفاع بذلک واعرضوا لفساد استعدادہ عما ھنالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۴) ۵۶ قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کے بعد دلیل وحی ذکر کی گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب وبلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف وکارساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کارساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکاریں سننے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: ای فاسلموا کقولہ تعالیٰ (فھل انتم منتھون) ای انتھوا (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۵)۔ استفھام یتضمن الامر باخلاص التوحید والانقیاد الی اللہ تعالیٰ (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رد شرک پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق واجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثۃ الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام وعدد ھم لا یتوقف علی الوحدانیۃ فیجوز التمسک بالادلۃ السمعیۃ کاجماع الانبیاء علیھم السلام علی الدعوۃ الی التوحید ونفی الشریک وکالنصوص القطعیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ علی ذالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) ۵۷ فان تولوا الخ ان تولوا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما اوحی الی اورکم سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی گئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتاتے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کائنین علی سواء فی الاعلام بذلک لم اخص احدا منکم دون احد (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) فقد اعلمتکم ما ھو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء لم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت اعلما (کبیر ج ۲۱ ص ۲۰۲) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کر کے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عناد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما اعلمتکم بہ من وحدانیۃ اللہ تعالیٰ لقیام الادلۃ علیھا (روح) ۵۸ وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتا دی ہے کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلاء کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہو گے اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ سب کچھ نہ ہو گا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی وبربادی ہو جا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہو گا اور قیامت کب قائم ہو گی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا نہیں فرمایا وھذا الایذان ھو اعلامہ بما یحل بمن تولی من العقاب وغلبۃ الاسلام ولکنی لا ادری متی یکون ذلک (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) ما توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبۂ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہر حال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظہور الدین او الحشر مع کونہ آتیا لا محالۃ (روح) امام رازی فرماتے ہیں۔ أقریب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا۔۔۔ ان ما یوعدون بہ من غلبۃ المسلمین علیھم کائن لا محالۃ ولا بد ان۔۔۔ یلحقھم بذلک الذل والصغار وان کنت لا ادری متی یکون ذلک لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۲۱ ص ۲۰۵) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

Maktaba Tul Ishaat.com

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطا نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رقمطراز ہیں ای لا ادری متی یکون یوم القیامۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ ولکنی اعلم بانہ کائن لا محالۃ اولا ادری متی یحل بکم العذاب ان لم تومنوا (مدارک ج ۳ ص ۴۷) علامہ خازن راقم ہیں (ما توعدون) یعنی یوم القیامۃ لا یعلمہ الا اللہ (خازن ج ۴ ص ۲۹۲) علامہ قرطبی خامہ فرسا ہیں (ما توعدون) یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب قالہ ابن عباس وقیل اذنتکم بالحرب ولکنی لا ادری متی یوذن لی فی محاربتکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ای ھو واقع لا محالۃ ولکن لا علم لی بقربہ ولا ببعدہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۰) ۵۹ انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے ۵۹ وان ادری اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تمام کرنا مقصود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلا مہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۹۱ قال رب احکم الخ یہ تخویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمادے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل و خوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے ای رب اقض بیننا وبین اھل مکۃ بالعدل المقتضی لتعجیل العذاب والتشدید علیھم فھو دعاء بالتعجیل والتشدید والا فکل قضائہ تعالیٰ عدل وحق (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) ۹۲ وربنا الرحمٰن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلہ میں ہماری مدد کریگا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم کانوا یقولون ان الشوکۃ تکون لھم وان رایۃ الاسلام تخفق ..... فاستجاب اللہ عزوجل دعوۃ رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم فخیب اٰمالھم وغیر احوالھم ونصر اولیاءہ علیھم فاصابھم یوم بدر ما اصابھم (روح ج ۱۷ ص ۱۰۱) واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آج بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ نو بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارعین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُوْرَۃُ الْحَجِّ

ربط سورۂ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہو گیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۂ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعا اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہٰذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۂ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۂ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ: مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اوّل ــــــ نفی شرک فی التصرف

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الخ تخویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور متمرد ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرۂ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر و توانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ ھو الحق الخ اور ان الساعۃ اٰتیۃ الخ جو کہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التصرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اول علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد و عناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہ فی الدنیا خزی الخ (ع ۱) تخویف دنیوی و اخروی۔ ومن الناس من یعبد اللہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

رجحالت جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیئے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ اُن کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین امنوا والذین ھادوا الخ (ع ۲) تخویف اخروی الم تران اللہ یسجد لہ الخ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا وہی ساری کائنات کا مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے اسی لئے صرف اسی سے استعانت و استغاثہ کرو۔ فالذین کفروا الخ (ع ۲) منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۳) مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے ان الذین کفروا ویصدون الخ (ع ۳) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

حصّہ دوم ـــــــ نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ واذ بوانا لابراھیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور میں تحریمات اللہ بجالائیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذ بوانا لابراھیم مکان البیت الخ (ع ۴) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں ویذکروا اسم اللہ الخ ولیوفوا نذورھم (ع ۴) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمات اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے۔ ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (ع ۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ چوپائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا لیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (ع ۴) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان ولکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۵) والبدن جعلنٰھا لکم الخ نذور اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (ع ۵) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے محض توحید کی خاطر تم سے اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولا دفع اللہ الناس الخ مشروعیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرائے تو دنیا میں اور تو اور عبادت بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوک فقد کذبت الخ (ع ۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ قل یا ایھا الناس انما انا لکم نذیر مبین (ع ۷) ترغیب ایمان فالذین امنوا وعملوا الصلحت الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی اٰیٰتنا الخ تخویف اخروی برائے منکرین۔ وما ارسلنا من قبلک الخ (ع ۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈال دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دُور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (ع ۸) تخویف اخروی۔ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تخویف اخروی والذین ھاجروا فی سبیل اللہ الخ (ع ۸) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کے لئے بشارت اخرویہ و دنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر مرگ پر یا اگر کفار سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل ملی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل ثانی ہے یعنی جو اللہ سارے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ الم تران اللہ انزل من السماء الخ (ع ۸) اعادۂ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اول ہے۔ الم تران اللہ سخرلکم الخ (ع ۹) دوسری عقلی دلیل۔ وھو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۹) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہمنے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تران اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر مع تشنیع مشرکین۔ یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبئکم بشر من ذالکم الخ (ع ۹) تخویف اخروی برائے مشرکین۔ یا ایھا الناس ضرب مثل الخ (ع ۱۰) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین حاجات میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہٰذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر، اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے۔ اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شئی (ہر بات کو سننے والے) ہیں اور نہ بصیر بکل شئی (ہر چیز کو دیکھنے والے اور جاننے والے) ہی ہیں لہٰذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا ایھا الذین امنوا ارکعوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ملۃ ابیکم ابراھیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مختصر خلاصہ

سورۂ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اول ابتداء سورت سے بیکر رکوع ۳ کے آخر تک ذقہ من عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصرف دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زجریں ہیں زجروں کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ (واذ بوانا لابراھیم ع ۴) سے بیکر رکوع ۵ کے آخر ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل عقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے (۱) تحریمات باری ان کو قائم رکھو۔ (۲)۔ تحریمات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو (۳)۔ اللہ تعالیٰ کی مذمت اسکو پورا کرو (۴)۔ غیر اللہ کی مذمت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یقاتلون الخ جہاد اور اسکے متعلق ان اللہ علی نصرھم الخ وعدۂ فتح و نصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۂ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

پہلا حصہ۔ نفی شرک فی التصرف

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۂ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۱؎ یا ایھا الناس اتقوا الخ یہ تکوینی افرادی ہے۔ سورت کی ابتداء میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلۃ الساعۃ الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب تن کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل لموجب الامر بذکر بعض عقوبات یوم القیامۃ فان ملاحظۃ عظمھا و ھولھا دفعۃ حاضر من مبادیہ ومقدماتہ من الاحوال والاھوال التی لا مجال لمنشا سوی التدرع بلباس التقوی (ابو السعود ج ۶ ص ۳۰) ۲؎ زلزلۃ الساعۃ۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (ہچکولے) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئیگا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبیر ج ۶ ص ۳۰۶ بحر ج ۶ ص ۳۴۳) (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے ساتھ آئیگا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلۃ الساعۃ قیامھا فتکون معھا (خازن و معالم ج ۵ ص) وقال الحسن اشد الزلزال ما یکون مع قیام الساعۃ (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئیگا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین و انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئیگا صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیجدے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۵) ۳؎ یوم ترونھا تذھل الخ یہ قیامت کے ہولناک زلزلے کا بیان

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ
تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور انپر نشہ نہیں پر آفت
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝٢ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جھگڑتے ہیں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝٣
اللہ کی بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ
جس کے حق میں لکھا گیا ہے کہ جو کوئی اسکا رفیق ہو سو وہ اسکو بہکائے اور لے جائے
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝٤ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
عذاب میں دوزخ کے اے لوگو اگر تم کو
فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
دوبارہ جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ
نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اسواسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ
مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر
لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ
جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبض کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں
يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ
سے پھیر لایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مائے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیرخوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سراسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار ادھر اُدھر دوڑنے لگیں گے حالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں فتور آجائیگا۔ فخوف عذاب اللہ ھو الذی اذھب عقولھم وطیر تمیز ھم وردھم فی مخوحال من یذھب السکر بعقلہ (تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۵۲۲) ۵ وتضع کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیرخوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر ونشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی دہشت سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ۶ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر وتخویف کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک واضح حقیقت ہے خواہ مخواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے ۷ ویتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے وسوسے اور شبہات پیدا کرکے ان کو توحید اور ایمان بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں یجوز ان یرید شیاطین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دونھم الی الکفر والثانی ان یکون المراد منہ ذالک ابلیس وجنودہ (کبیر ج ۶ ص ۴۹۶) ۸ من تولاہ الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاہ ای اتخذہ ولیا واتبعہ (روح ج ۱۷ ص ۱۱۳) یعنی جو شخص بھی ان شیاطین سے دوستی رکھے گا اور انکی پیروی کریگا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کرکے جہنم کی کا راستہ دکھائیں گے ۹ یا ایھا الناس الخ یہ توحید اور قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے اس دلیل کے دو حصے ہیں ایک حصے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدھما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ وتطورہ فی مراتب سبع ..... والثانی فی الارض التی تشاھدون تنقلھا من حال الی حال الخ (بحر ج ۶ ص ۳۵۱ ۔ ۳۵۲) فانا خلقناکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات تو بالکل ظاہر اور شک و ریب سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر ونشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبتم فی البعث فتاملوا ربیکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء تربا وماء وھیں سبب انکارکم البعث الاھذا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) تمہارا سب سے بڑا اشکال یہی ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائینگے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرۂ آب کو مختلف احوال سے گذار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کرلو۔ انسان کی پیدائش جہاں

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ
اور تو دیکھتا ہے زمین خشک پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤
تازی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں
ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ
یہ سبب کر اس واسطے کہ اللہ وہی ہے حق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑥ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ
ہر چیز پر کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں
فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ
اور یہ کہ اللہ اٹھائیگا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص ہے
مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ
جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بغیر کتاب
مُنِيرٍ ⑧ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ
روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ راہ بہکائے اللہ کی راہ سے اس کیلئے
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ⑨
دنیا میں رسوائی ہے اور ہم چکھائیں گے اس کو قیامت کے دن جلنے کی مار
ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیجی تیرے دو ہاتھ اور اس لئے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا
لِلْعَبِيدِ ⑩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ
بندوں پر اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر
فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ
پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچی اس کو جانچ

فتح الرحمٰن دا یعنی تحریر کنان ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انقلب على وجهه خسر الدنيا والاخرة ذلك
پھر گیا ان اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے
هو الخسران المبين ⑪ يدعوا من دون الله ما لا
ٹوٹا صریح وہ پکارتا ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز
يضره وما لا ينفعه ذلك هو الضلل البعيد ⑫
کو کہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر
يدعو لمن ضره اقرب من نفعه لبئس المولى
پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر اسکے نفع سے بیشک برا دوست
ولبئس العشير ⑬ ان الله يدخل الذين امنوا
ہے اور برا رفیق اللہ داخل کرے گا ان کو جو ایمان لائے
وعملوا الصلحت جنت تجرى من تحتها الانهر
اور کئے بھلے کام باغوں میں بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
ان الله يفعل ما يريد ⑭ من كان يظن ان لن
اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ
ينصره الله في الدنيا والاخرة فليمدد بسبب الى
مدد کریگا اسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسی
السماء ثم ليقطع فلينظر هل يذهبن كيده ما
آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے
يغيظ ⑮ وكذلك انزلنه ايت بينت ۙ وان الله
اسکا غصہ دلائے اور اسی طرح ہم نے یہ قرآن حکم بھیجے اور یہ کہ اللہ
يهدي من يريد ⑯ ان الذين امنوا والذين
بھلا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں اور جو

حشر و نشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ ملک الموت مختار اور متصرف و کارساز بھی وہی ہے ۱۲ فانا خلقنکم الخ یعنی اول تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر تمہیں قطرۂ منی سے پیدا کیا۔ فانا خلقنکم ای ابا کم من تراب ثم خلقتم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچکر اور کئی منزلیں طے کر کے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گذرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقکم من تراب فی ضمن خلق ادم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ التی یتکون منہا المنی منہ الخ (روح ج ۱۷ ص ۱۱) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱،۲) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرۂ منی سے بتفصیل بالا (۳) علقۃ جما ہوا خون جب منی رحم مادر میں پہنچکر حمل کی صورت اختیار کر لیتی ہے کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغۃ گوشت کا ٹکڑا۔ خون مزید پرورش پاکر گوشت بن جاتا ہے مخلقۃ کامل الخلقت جو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہو اس کی قد و قامت، رنگ و روپ، شکل و صورت اور صحت و توانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقۃ المسواۃ الملساء من النقصان والعیب.... فالنطفۃ التی یخلق منہا الانسان متفاوتۃ فمنہا ما ھو کامل الخلقۃ ومنہا ما ھو علی عکس ذالک فیتبع ذالک التفاوت تفاوت الناس فی خلقہم وصورہم وطولہم وقصرہم وتمامہم ونقصانہم (روح ج ۷ ص ۱۱) ۱۲ لنبین لکم الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف اطوار و مدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ تمہاری قدرت کاملہ اور صنعت تامہ کا اظہار ہو جائے لنبین لکم ما یرید من کمال قدرتنا بتصریفنا اطوار خلقکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱) ونقر فی الارحام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دو سال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے ۱۲ ثم نخرجکم طفلا الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اسکی مدت حمل پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیساتھ اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل و تمیز اور نمو بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ محذوف ہے ای ثم نخرجکم طفلا لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا کمالکم فی القوۃ والعقل والتمییز (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۱۳)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق یبقیکم مقدر ہے اصل میں تعاکم یبقیکم لتبلغوا اشدکم ۱۲ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت و عقل کو پہنچکر کچھ لوگ اسی ملک عدم ہو جاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنیہ کمزور سے کمزور ہو جاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہو جاتے ہیں ای یبلغ من السن ما یتغیر بہ عقلہ فلا یعقل شیئا (معالم، خازن ج ۴ ص ۱۱)

موضح القرآن ۱۲ یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم ہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی اُدھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل بھی نہ اسطرف نہ اسطرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل جائے ۱۲ دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اسکی بندگی چھوڑ دے اور چھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا دیوے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اور کھینچنے تو چڑھ جائے جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رسی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اوپر جان

فتح الرحمٰن ۱۲ یعنی اگر ان غصہ میں ہیچ خبر نکند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائے قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اس نے انسان کو پہلی بار آپ گل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائینگے اور ان کے بدن کا روواں روواں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الا ماشاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے ان ذروں کو یکجا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ ساری کائنات کا مالک خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہٰذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں ۱۱۔ وتری الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ھامدۃ خشک بے آب و گیاہ دھموداً لارض الا یکون فیہا حیاۃ ولا نبت ولا عود ولم یبسط مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اھتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ ربت پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پودے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہاتے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کارساز ہے۔

۱۵ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائیگا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہ یحی الموتی وانہ علی کل شئی قدیر وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور یہ سب ان اللہ ھو الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرر ھذین الدلیلین رتب علیہما ما ھو المطلوب والنتیجۃ وذکر امورا خمسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۱)

۱۶ ومن الناس الخ یہ زجر اول کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ضدی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں۔ عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم ولا ھدی ولا کتب منیر۔ علم دلیل عقل۔ ھدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقل یہ نادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقل اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستدل بہ دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۷ ثانی عطفہ الخ یہ یجادل کے فاعل سے حال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیضل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے یعنی جدال سے اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق بجادل علۃ لہ فان غرضہ من الجدال الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۱۷، ص ۱۳۲)

۱۸ لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تخویف دنیوی ہے وندیقہ یوم القیمۃ الخ تخویف اخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الاخرۃ اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور ذالک عاطفہ کے بعد اعلم مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جائز نہیں۔

۱۹ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذبذب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علی حرف ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۲۰ خسر الدنیا والاخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کر لی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کرنے کی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی

۲۱ یدعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خسارے کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ امتناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۱۷، ص ۱۳۲)

۲۲ یدعوا لمن ضرہ الخ لام ابتدا یہ ہے جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مآل دعائہ وعبادتہ غیر اللہ تعالیٰ ویقرر کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۱۷، ص ۱۳۵) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا انکی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے پجاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

Maktaba Tul Ishaat.com

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں پڑتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدھا انھا لا تضر ولا تنفع بانفسھا ولکن عبادتھا تسبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۳) مشرکین معبودان باطلہ کی اسا خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبد وثنھم لتوھم انھم یشفعون لھم غدا کما قال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ اقرب من نفعہ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا نہ نفع کی نسبت اقرب الی الفھم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرور ہوگا۔

۲۴ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے۔

۲۵ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریگا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سربلند کرکے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کرکے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرکے گا لیکن جس شخص کا از راہ بغض وحسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض وحسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اُسکے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکنایۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لیختنق یعنی چھت سے رسی لٹکا کر خودکشی کرے ولیمدد بحبل الی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (خازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مرجا کما یقال للحاسد ان لم ترض ھذا فاختنق ومت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اسکو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کرکے اس کو منقطع کر دے پھر دیکھے کہ اس حیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بھا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصر ان تھیأ لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اُسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے۔ جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت کیا کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹک رہا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی"۔ اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہوگا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اسلئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفعاء بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ وکذلک انزلنہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عائد محذوف ہے ای یرید ھدایتہ یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ ان الذین الخ یہ تخویف اخروی ہے الذین امنوا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ھادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابئین حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس وقمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصاریٰ قوم عیسیٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشرکوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابئین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں اور دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فللکفرین النار وللمومنین الجنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

هَادُوا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ

یہودی ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو

اَشْرَكُوْٓا ۙ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ

شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا ان میں قیامت کے دن

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۷ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ

اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۲۵ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

جو کوئی ۲۶ آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ

اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت

النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ

۲۷ آدمی اور بہت ہیں کہ اوپر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو اللہ ذلیل کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝۱۸ هٰذٰنِ

اس کو کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ۲۸ دو

خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

فریق ہیں ۲۹ جھگڑے ہیں اپنے رب پر جو لوگ منکر ہوئے ۳۰ اللہ کو سننے ہوئے

لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ

لیے ہیں ۳۱ کپڑے آگ کے ڈالے ہیں ان کے سر پر

الْحَمِيْمُ ۝۱۹ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝۲۰ وَ

جلتا پانی گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور

لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝۲۱ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے

منزل ۴

۲۵ ان اللہ علی کل شیء شہید یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ ای انہ عالم بمایستحقہ کل واحد منھم فلا یجری فی ذالک الفصل ظلم ولا حیف (خازن ج ۵ ص ۲۹) ۲۶ الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و لا فتیاد ولیس المراد بہ اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص ۳) کیونکہ جمادات اور بے جان چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے فانہ مامن جماد الا وھو مطیع للہ خاشع للہ و مسبح لہ الخ (معالم ج ۵ ص ۳) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے تکوینی احکام سے سرمو انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز اور متصرف بھی وہی ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرنی چاہیئے رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے ۲۷ وکثیر من الناس الخ یہ فعل محذوف کا فاعل ہے ای یسجد لہ بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک و کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں من یھن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کرے اس کو عزت و اکرام اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا ۲۸ ھذان خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے استدر واضح ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کارسازی میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہیں ۲۹ فالذین کفروا ۔۔۔ تا ۔۔۔ ذوقوا عذاب الحریق یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی توحید میں مومنوں کے ساتھ جھگڑا کرنے والے فریق کا اخروی انجام یہ ہوگا کہ جہنم میں ان کو آگ کا لباس پہنایا جائیگا اور اوپر سے ان کے سروں پر سخت گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے بدن پگھل جائیں گے ولھم مقامع من حدید اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے یا کوڑے ہوں گے جب وہ عذاب جہنم سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے تو فرشتے کوڑوں یا ہتھوڑوں سے مار کر انھیں واپس جہنم میں دھکیل دینگے ان جھنم لتجیش فتلقیھم الی اعلاھا فیریدون الخروج منھا فتضربھم الزبانیۃ بمقامع الحدید فیھوون فیھا (خازن و معالم ج ۵ ص ۱)

موضح قرآن ۱ مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے جگڑے یا سرے سے۔ سب غلط ہیں ف ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ
دوزخ سے گھٹنے کے جائے پھر ڈالدیے جائیں گے اور چکھتے رہو
الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
جلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو جو یقین لائے اور کیں
الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنائے جائینگے
فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ
ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک
فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ
وہاں ریشم کی ف اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی وا
وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف جو لوگ منکر ہوئے
وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے
الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ
جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا
وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب
اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ
دردناک ف اور جب ٹھیک کردی ہم نے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ
لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ
شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کو اور

۳۴ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے انھیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات پہنائے جائیں گے ھدوا الی الطیب الخ دنیا میں ان کو کلمۂ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی جس کی وجہ سے آخرت میں انھیں یہ جزا دی گئی ای ارشدھم الی التوحید الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۵)

۳۵ ان الذین کفروا الخ تخویف اخروی ان مشرکین کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور یَصُدُّوْنَ۔ اِنَّ کی خبر ہے یا یَصُدُّوْنَ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای ھم یصدون اس پر یہ جملہ کفروا کے فاعل سے حال ہوگا اور اِنَّ کی خبر محذوف ہوگی تقدیر آخر آیت ای نذیقھم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید سے روکیں انھیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے

دوسرا حصہ ۔ نفی شرک فعلی

۳۶ واذ بوانا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لعقبہ یرجعون و مجوفۃ (روح ج ۱۷ ص ۱۳۱) مشرکین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرکے گویا وہ اولاد ابراہیم میں اور ملت ابراہیمی کے پیرو کار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک کیا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی نذریں نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سراسر ان کیخلاف ہیں ۳۶ ان لا تشرک الخ ان مفسرہ ہے ما قبل کے لئے کیونکہ بوّأ امر اور قول کے معنوں کو متضمن ہے ہم نے ابراہیم کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چار دیوں عبادات بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں اعلان کردینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آکر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن ف یہ جو فرمایا کہ وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں در گہنوں میں سے کنگن اس لئے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھوں میں ف ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ۳ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا اور مزاحم ہوئے فتح الرحمان ۱۲ یعنی در دنیا ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الْقَآىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ
کھڑے ہونے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے ف۱ اور پکار دے لوگوں میں
بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ
حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر دبلے اونٹوں پر ہر آئیں
كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
راہوں دور سے ف۲ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور یاد کریں ۳۷
اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ
اللہ کا نام گنتی دن جو معلوم ہیں ف۳ ذبح کر چوپایوں مویشی کے جو اللہ نے
الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾
دیئے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ دبرے حال کے محتاج کو ف۴
ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا
پھر چاہیئے کہ ختم کریں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں
بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ
اس قدیم گھر کا ف۵ یہ سن چکے اور جو کوئی تعظیم رکھے ۳۸ اللہ کی حرمتوں
اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ
کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف۶ ۳۹
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ ۚ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
مگر جو تم کو سنائے ہیں ف۷ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ
اور بچتے رہو ۴۰ جھوٹی بات سے ۴۱ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ۴۲
بِهٖ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ
اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا ۴۳ آسمان سے

ملزم ۴

ویذکروا اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور فقیر اور مساکین کو بھی کھلاؤ بھیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے ثم لیقضوا تفثھم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المناسک کلہ من الوقوف بعرفۃ والسعی بین الصفا والمروۃ (رمی الجمار ابن روح ج ۱۷ ص ۱۳۵) ولیوفوا نذورھم اور اللہ کی نذریں پوری کریں ۳۸ ومن یعظم حرمات اللہ الخ یہ تحریمات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے ۳۹ واحلت لکم الخ تحریمات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں اسلئے انھیں کھاؤ الا ما یتلی علیکم میں تحریمات اللہ کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو، انھیں حلال مت جانو اور ما یتلی علیکم سے الرجس مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ المعنی ان اللہ تعالیٰ احل لکم الانعام کلھا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تحرموا شیئاً مما احل کتحریم البعض البحیرۃ ونحوھا وتحللوا فیما حرم کاحلال لھم اکل الموقوذۃ والمیتۃ وغیرھما۔ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) الا ما یتلی علیکم آیۃ تحریم استثناء متصل لما اختار الاکثرون منھا علی ان ما عبارۃ عما یعم المحرم منھا العارض کالمیتۃ وما اھل بہ لغیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۷)

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان دبا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ کئی لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف۲ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں بیٹھے کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو ایام مالک کے یہاں فرض ہے ف۳ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھائے اور جو بدلا قصور کا ہو نہیں آپ کھائے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں ٹہرنا قبولیت کا علم ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا جہاں سے بیک شروع کرتے ہیں۔ حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے لگے رہتے ہیں اور تیسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کیوں سے جو ملا ہو وہ ادا کریں اصل منت الند کی ہے اور کسی کی نہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پرانے نماز گذاروں ۱۲ ف۲ یعنی یوم نحر ۱۲ ف۳ یعنی کعبہ زیرہ کہ اول بنا شد بعد ازاں بیت المقدس ۱۲ ف۴ یعنی شتر و گاؤ و بز و گوسفند ۱۲ ف۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ
پھر اچکے ہیں اس کو اڑتے ہوئے مردار خور یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دور مکان

سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا
میں ف ذرا یہ سن چکے ۴۳ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لی چیزوں کا

مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ
سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ
وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ۴۵ ف اور ہر امت کیواسطے

جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
ہم نے مقرر کردی ہے قربانی کہ یاد کریں ۴۶ اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے

مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ
جو ان کو اللہ نے دیے سو اللہ تمہارا ۴۷ ایک اللہ ہے سو اسی کے

أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ
حکم میں رہو ف اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو وہ ۴۸ کہ جب نام لیجئے اللہ کا

وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ
ڈر جاویں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ
قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کعبہ پہنچنے کے

جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ
ٹھہرا دیے ہیں ہم نے ۴۹ تمہارے واسطے نشان اللہ کے نام کے تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ
سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

منزل ۴ ع ۱۱

۴۰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں من بیانیہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے ای عبادۃ الاوثان (امام وخازن) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اصل عبارت اس طرح تھی فاجتنبوا الرجس الذی ھو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا، پکار اور نذر ومنت جو سراسر ناپاک اور نجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی یا رجس عبادۃ الاوثان وقدر وی ذالک عن ابن عباس (ابن جریر) کانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وھو العبادۃ (روح ج ۱۷ ص ۱۲۳) اس صورت میں من بیانیہ ہوگا ۴۱ واجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور اعادۂ فعل مزید اہتمام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تلبیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قیل ھو قول المشرکین فی تلبیتھم لبیک لاشریک لک لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک (معالم وخازن ج ۳ ص ۴۸۱) یا غیر اللہ کی نذر ومنت ماننا اور تحریم مشرکین مراد ہیں کانہ تعالیٰ لما حث علی تعظیم الحرمات اتبع ذالک بما فیہ مرد لما کانت الکفرۃ علیہ من تحریم البحائر والسوائب (روح ج ۱۷ ص ۱۲۳) سورۂ مائدہ کی تفسیر (ص ۲۰ حاشیہ ۱۱) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہاں اھل میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہے فاجتنبوا قول الزور ای النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر ونیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ ماننے سے بھی اجتناب کرو ۴۲ حنفاء للہ الخ حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال مؤکدہ ہیں وھما حالان مؤکدتان من واو فاجتنبوا (روح ج ۱۷ ص ۱۲۳) حنفاء جنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہونیوالا اور خالصتہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین فرائع الی الدین الحق مخلصین لہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص ۱۲۳) ومن یشرک باللہ الخ ایک تمثیل کے ذریعے شرک کی تباہکاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں مشرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک دیا اور اپنی جان ضائع کردی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھینکے من اشرک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاکا لیس بعدہ ھلاک بیان صور حالہ بصورۃ حال من خر من السماء فاختطفتہ الطیر فتفرق قطعا فی حواصلھا او عصفت بہ الریح حتی حوت بہ فی بعض المھاوی البعیدۃ (مدارک ج ۳ ص ۴۸) یا یہ تشبیہ تفصیل ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ

موضح قرآن ۔ برائی کھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تمکو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور مہتبرے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت ہوئی وہ سب اسکو راہ میں سے ایک لے گئے یا اس سے منکر ہو کر ہری ہوگیا ف جتنے مولی ہیں انکا حق یہی ہے کہ کام لینے پھر کھانے پاس لیجا کر چڑھائیے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کیلئے کو چڑھایا اور وہ یا نزدیک ہوگا یعنی مولی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کرکے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت بچ نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل وفکر کو اس طرح معطل کر دینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں "اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر وہیں ہو گیا۔"

۴۴ ذالک ومن یعظم الخ ذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ او اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعائر سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الھدایا کما روی عن ابن عباس ومجاھد وجماعۃ . . . واطلقت علی البدن الھدایا لانھا من معالم الحج او علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۱۷ ص۱۵)

۴۵ ثم محلھا الخ محل مصدر میمی ہے بمعنی وجوب یا ظرف زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶ ولکل امۃ جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسکا اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا فسر ہ مجاھد ھنا بالذبح واراقۃ الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۷ ص۵۳) یہاں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منتیں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منھا امۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۵۰)

۴۷ فالھکم الخ چونکہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہٰذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز بھی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ المراد اخلصوا لہ تعالیٰ الذکر خاصۃ واجعلوا وجھہ سالما خالصا لا تشوبوہ باشراک (روح ج ۱۷ ص۱۳) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذکرہ وان یکون الذبح لہ لانہ رازق ذالک . . . . . فالالہ واحد لجمیعکم وکذلک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۴۸ وبشر المخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۹ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھاوے کا بیان ہے۔ صواف قیاما اندر قطارا وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیر کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذلک سخرھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم بہ التقرب والاخلاص (روح ج ۱۷ ص۱۵)

۵۰ لن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوش دلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اسکا خون اُٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذلک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو وبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدین

(معالم وخازن ج ۵ ص۱۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے کو اور بیقراری کرنے کو اس طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ

تمہارے بس میں کر دیا ہے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ﴿۱۱﴾ اللہ کو نہیں پہنچتا ہے

لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ

انکا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کو اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ بتائی اور

بَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ

بشارت سنا نیکی والوں کو ﴿۱۲﴾ اللہ ہٹاتا ہے مخالفوں کو ﴿۱۳﴾ ایمان والوں سے ﴿۱۴﴾

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں آتا ﴿۱۵﴾ کوئی دغاباز ناشکرے ﴿۱۶﴾ حکم ہوا ان لوگوں کو جن

يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں ﴿۱۷﴾ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ

قادر ہے ﴿۱۸﴾ وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعوی کچھ نہیں

إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ

سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ﴿۱۹﴾ لوگوں کو

بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ

ایک کو دوسرے سے تو ڈھا دیے جاتے ﴿۲۰﴾ صومعے اور عبادت خانے

وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مدد کرے گا ﴿۲۱﴾

ع ۵ ۱۲

۵ ان اللہ یدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی وھی اول ایۃ نزلت فی القتال بعد ما نھی عنہ فی نیف وسبعین ایۃ علی ما روی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما (روح ج ۱۷ ص ۱۹۳) ۵۲ ان اللہ لا یحب الخ یہ ماقبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکرگذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور ابو العالیہ زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خانوا اللہ وجعلوا معہ شریکا وکفروا نعمہ قال الزجاج من تقرب الی الاصنام بذبیحتہ وذکر علیھا اسم غیر اللہ فھو خوان کفور (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۹) ۵۳ اذن للذین الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورۂ حج مدنی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہوگا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہل نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں الجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلاوجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و مختار اور کارساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اُذِنَ کا متعلق یعنی مأذون فیہ مقدر ہے بقرینہ یقاتلون ای فی القتال التقدیر۔ اذن للذین یقاتلون فی القتال وحذف المأذون فیہ لدلالۃ یقاتلون علیہ (کبیر ج ۲۳ ص ۱۳۳) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اُذِنَ کا مفعول مقدر ہے یعنی اُذِنَ للذین یقاتلون ان یقاتلوا الخ ۵۴ ولولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعۃ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادتخانہ (کبیر ج) صلوت۔ صلوٰۃ کی جمع ہے اور صلوٰۃ یہودیوں کے عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والمدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر ڈنکا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ای لولا اظھارہ وتسلیط المسلمین علی الکافرین بالمجاھدۃ لاستولی

موضح قرآن ۱۲۔ اونٹ کو نزع کے بدلے نحر ہے کھڑا کر کے قبلے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ۱۲ جب تک حضرت مکہ میں رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

صحیح الرحمٰن ۱۲ یعنی نصر ۱۲ لہذا ایشان را ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ
اللہ جو مدد کرے گا اس کی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ہے وہ لوگ کہ

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا
اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ
زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
اللہ کے اختیار میں ہے آخر کام کا ف اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو تجھ سے پہلے جھٹلا چکے ہیں

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ
نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى
اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسےٰ کو جھٹلایا

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ
پھر میں نے ڈھیل دی ۵۵ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
میرا انکار سو کتنی ۵۵ بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ
سب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئے نکمے پڑے اور کتنے محل

مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ
بیٹھ گارے کے کیا سیر نہیں کی ۵۵ ملک کی جو ان کے

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا
دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ دنیا میں نیکی اور صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت کی پیشگوئی ہے ویکون (الذین ان مکنٰھم فی الارض) اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یکن فی الارض غیرھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۷۰) ھو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ المھاجرین ان مکنٰھم فی الارض ولیسط لھم فی الدنیا کیف یقومون بامر الدین ودلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) علامہ خازن رقمطراز ہیں کہ الذین ان مکنٰھم چونکہ ان لوگوں ہی کی صفت ہے جن کا پہلے الذین اخرجوا من دیارھم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین ہی مراد ہیں۔ وقیل ھم المھاجرون وھو الاصح لان قولہ الذین ان مکنٰھم صفۃ لمن تقدم ذکرھم وھو قولہ الذین اخرجوا من دیارھم (ص ۱۰۳) وفیہ دلیل صحۃ امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم لان الایۃ مخصوصۃ بالمھاجرین لانھم المخرجون بغیر حق والمکنون فی الارض منھم الخلفاء دون غیرھم فلو لم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی الصفات (روح ج ۱۷ ص ۱۴۳)

۵۷ وان یکذبوک الخ والی المصیر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے وان یکذبوک الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزردہ خاطر نہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمایئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اسوقت آپکی قوم آپکے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کافروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

موضح قرآن ف جو اسکی مدد کریگا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے آپس میں سزا یا دیں

ف یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں ھٰذا تسلیۃ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من تکذیب اھل مکۃ ایاہ ای لست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) ھذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعزیۃ، ای کان قبلک انبیاء کذبوا فصبروا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاتتدبھم واصبر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۳) ۵۸ فامليت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خداداد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اڑے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو قوام سابقہ کا ہوا ۵۹ فکاین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت سی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ کھیتیاں اور باغات تباہ کر دئے یہاں تک کہ ان کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمۃ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمۃ اھلکناھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال ای وھی ظالمۃ اھلھا مشرکون (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) ۶۰ افلم یسیروا الخ اس میں سیر و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے ہیں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ مفکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں عبرت تو شاید ان کے دل کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ای یعلمون ما یجب ان یعلم من اللہ حیدر (روح ج ۱۷ ص ۱۶۶) ۶۱ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا ولن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسوا کن عذاب سے ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کریگا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئیگا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ ای ان اللہ انجز ذلک یوم بدر (خازن ج ۵ ص ۲۱) ۶۲ وان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنے کی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ھذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الاخرۃ الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۸) ۶۳ وکاین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے حاشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي
انھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو
الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ
سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب کو اور اللہ ہرگز نہ خلاف کریگا
اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا
اپنا وعدہ اور بیشک ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو
تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
تم گنتے ہو ف ۱ اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے ڈھیل دی ان کو اور وہ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا
گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے
النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لوگو ف ۲ میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تم کھول کر سو جو لوگ یقین لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾
اور کئیں بھلائیاں ف ۳ ان کے لئے بخشش ہے ان اور آبرو کی روزی ہے عزت کی
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے
الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا
رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے ف ۴ تجھ سے پہلے یا نبی سو
نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ
جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ڈالا اس کے خیال میں پھر صاف کر دیتا ہے
اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
شیطان کا ڈالا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

موضح قرآن ف یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی اگر خواہد کار ہزار سال در یکروز تمام کند پس امہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جز او کسی نمیداند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے تمہید ہے یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۶۴ قل یا ایھا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونک بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۶۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے راستے میں شبہات پیدا کرنے کی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای یبذلوا الجھد فی ابطالھا فسموھا تارۃ سحرا وتارۃ شعرا وتارۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱۷ ص ۱۴۱) ۶۶ وما ارسلنا الخ یہ مشرکین کے زعم باطل کے رد میں ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴) تمنی بمعنی قرأ ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے مرثیہ میں کہا تھا ؎

تمنی کتاب اللہ اول لیلۃ واٰخرھا لاقی حمام المقادر (بحر)

اور امنیتہ ای قراءتہ وتلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک واہی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۃ والنجم اذا ھوی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے ومناۃ الثالثۃ الاخری تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرا دیئے۔ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جبریل علیہ السلام نے آکر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القاء تھا یہ قصہ شان نبوت کے سراسر منافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحٰق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وھی قصۃ سئل عنھا[1] الامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ھذا من وضع الزنادقۃ وصنف فی ذالک کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۶۳) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منھا شئی یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) علامہ خازن لکھتے ہیں انہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح او سلیم متصل (خازن ج ۵ ص ۲۳۳) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۳۵) امام ابوالسعود قمط از ہیں۔ وھو المردود عند المحققین (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۵۶) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اھل التحقیق فقالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام ومناۃ الثالثۃ الاخری پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری وقرب صوتہ من صوت النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علی المشرکین وقالوا ما حمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنی) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبھات فی تلوۃ السامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی ہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا تاکہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنی پر دو باتیں متفرع ہیں اول القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اسکی صراحت موجود ہے ——— (سجاد بخاری) ———

Maktaba Tul Ishaat.com

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

سب خبر رکھنے والے حکمت والے ہیں تاکہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان لوگوں کو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ

جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور

الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کریں وہ لوگ

اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ

جن کو سمجھ دی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کیطرف سے پھر اس پر یقین لائیں

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور نرم ہو جائیں اسکے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ سیدھی اور منکروں کو شک رہیگا

فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ

اس قرآن سے جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا

يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ

آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جسمیں کچھ بھلائی نہ ہو راج اس دن اللہ کا ہے

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ان میں فیصلہ کریگا سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں

فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

سو ان کے لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے

ع ۱۲

۶۷ لیجعل الخ یہ القی سے متعلق ہے یعنی شیطانی وسوسے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جائے اور وہ وساوس و شبہات کے تابع ہو کر کفر و عناد پر مضبوط ہو جائیں الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبھم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم الخ فیسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں کا اثر زائل کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لھاد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے ان کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرما دیتا ہے ۶۸ ولا یزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (قرطبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم اسی لامثل لہ فی عظم امر او ادراک (یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو) حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک شبہات رفع ہو جائیں گے اور انھیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پا چکے ہوں گے ۶۹ الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم بھی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک ای السلطان القاھر والاستیلاء التام والتصرف

۱۲

منع قرآن نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال سے۔ اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یاد نہ رہا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ف یعنی اس میں گمراہ اور بہکنے میں سوا کافر کا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا عمل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمٰن و امثالاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ جہت کردہ اند مرا سوی کہ نخل بسیار دارد و یمامہ بجانب یمامہ و ہجرت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ سبکہ در آمدہ اند و علی و نصر میکنند پس وہم آمد کہ در ہمان سال ایں معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہا کہ چند متحقق شدہ و امثال ایں صورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ ان کو دیگا اللہ
رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿٥٨﴾
روزی خاص طور اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿٥٩﴾
البتہ پہنچا دیگا ان کو ایک جگہ جس کو پسند کرینگے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
یہ سن چکے تمہیں اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے
لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ
تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے یہ اس واسطے کہ اللہ
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللّٰهَ
لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اس واسطے کہ اللہ
سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا
سنتا ہے دیکھتا ہے یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو
يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
پکارتے ہیں اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر
الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
بڑا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی
فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾
پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ
اسی کی ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بےپروا

منزل ۴

ہے۔ یحکم بینھم یعنی یوم القیامۃ ھو للہ وحدہ لا منازع لہ فیہ ولا مدافع ... ثم بین حکمہ فقال (والذین امنوا وعملوا الصلحت فی جنت النعیم والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک لھم عذاب مھین (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۳) کفار و مشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت و رسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت و رسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی ۵۷ والذین ھاجروا الخ۔ ھو العامل لکبیر یہ ان اللہ یدافع عن الذین امنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم و ستم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح و کامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین ھاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال و جان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لا ینقطع ابدا وھو رزق الجنۃ لان فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین (خازن ج ۵ ص ۲۵) ۵۸ لیدخلنھم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیات صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز و اکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے گا ۵۹ ومن عاقب الخ ولینصرن اللہ من ینصرہ میں مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک لمی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم و شدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انھیں فتح و ظفر سے ہمکنار کریگا موضح قرآن ف۱ یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ف۲ یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کریگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْحَمِيدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي

تعریفوں والا ۔ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا تمہارے ۔ جو کچھ ہے

الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ

زمین میں ۔ اور کشتی کو جو چلتی ہے ۔ دریا میں اس کے حکم سے ۔ اور

يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر ۔ مگر اس کے حکم سے

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

بیشک ۔ اللہ ۔ لوگوں پر ۔ نرمی کرنے والا ۔ مہربان ہے ۔ اور اسی نے

اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ

تم کو جلایا ہے ۔ پھر مارتا ہے ۔ پھر جلاوے گا ۔ بے شک انسان

لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ

ناشکرا ہے ۔ ف ۔ ہر امت کیلئے ہم نے مقرر کر دی ایک بندگی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ

سو چاہیے ۔ جھگڑا کریں ۔ اس کام میں ۔ اور تو بلائے جا ۔ اپنے رب کی طرف بیشک تو

لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ

سیدھی راہ پر ۔ سوجھ والا ۔ ف ۔ اور اگر ۔ ۸۲ ۔ تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

خوب جانتا ہے جو ۔ تم کرتے ہو ۔ اللہ فیصلہ کریگا ۔ تم میں ۔ قیامت کے دن

فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

جس چیز میں ۔ تمہاری راہ جدا جدا تھی ۔ ف ۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں ۸۳ ۔ کہ اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

جانتا ہے جو کچھ ہے ۔ آسمان ۔ اور زمین میں ۔ یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں

ع ۱۵

منزل ۴

۷۴ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ ہو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل انی ہے وعدۂ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ذکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر التعداد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے مجرات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لا سکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے اسی ذٰلِكَ الْنَصْرُ کا شانہ قادر علی تقلیب بعض مخلوقات علی بعض والدلالۃ بین الاشیاء المتضادۃ ومن شانہ ذٰلِكَ (روح ج ۱۷ ص ۱۹) ۷۵ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ بھی قبیل کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح ناصر (مدد کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اسطرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمۃ الحکم لابد منہ اذ لابد للناصر من القدرۃ علی نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذٰلك (روح) ۷۶ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ ہو الحق الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل تھی ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصتہً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پجاریوں کو مغلوب و مقہور کریگا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل ظاہرہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہٰذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الٰہیتہ فلا یصلح لہا الا من کان عالما قادرا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۳) العلی قدرت میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و سہیم سے پاک و منزہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود ازلی اور ابدی، ای العالی علی کل شئی بقدرتہ والعالی عن الاشباہ والانداد۔۔۔۔ الکبریاء عبارۃ عن کمال الذات۔ ای لہ الوجود المطلق ابدا وازلا فھو الاول القدیم والاٰخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱)

۷۷ الم تر ان اللہ انزل تا۔ ان الانسان لکفور یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک عتقادی) کا اعادہ ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیر اور اپنے بندوں اور تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں اور ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے ۷۸ لہ ما فی السموت الخ تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ ہے کہ محتاج نہیں مگر ساری کائنات اسی کی محتاج ہے الحمید وہ تمام کمالات کا مالک بغیر فضل اور تعریف خیر مفید حصر میں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کارسازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے لہٰذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۷۹ الم تر ان اللہ سخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین

موضح قرآن ف یعنی اس کا حق نہیں مانتا ۸۲ یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ
یہ اللہ پر آسان ہے ف اور پوجتے ہیں ۸۴
دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ
اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اس نے اور
مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی نہیں
مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ
مددگار اور جب سنائے ان کو ۸۵ ہماری آیتیں صاف
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی
الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ
بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو
يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ
پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمُ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا
ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا
اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾
ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھرنے کی جگہ
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا
اے لوگو ایک مثل کہی ہے ۸۶ سو اس پر کان
لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دھرو جن کو تم پوجتے ہو

مسئول ۴ ع ۱۶

علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔ جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطفہ سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانسان لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکر گذار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالے کے تمام احسانات و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالے کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بناتا اور آخرت کا انکار کرنا ہے (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظهر من الآيات الدالة على قدرته ووحدانيته (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) ۸۱ لكل امة جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ہے منسکا قربانی کرنے کی جگہ قال قتادة ومجاهد موضع قربان يذبحون فيه (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۶) اللہ تعالی نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقلی پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعلی جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہر پیغمبر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الى ربك الى توحيده وعبادته حسبما بين في منسكهم وشرعتهم (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۶۵، روح ج ۱۷ ص ۱۹۵) ای الی توحیدہ و دینہ والایمان بہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) ۸۲ وان جادلوك الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری سزا دے گی اللہ یحکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخویف و تحذیر ہے۔ وهذا وعيد وانذار ولكن برفق ولين (بحر ج ۶ ص ۳۶۵) ۸۳ الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں ۸۴ ویعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالے نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

موضح قرآن ف یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں
لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا
اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی
لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور
الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ
جس کو چاہتا ہے اللہ کی قدر نہیں سمجھے جیسی اس کی قدر ہے
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ
بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ہے اللہ چھانٹ لیتا ہے
الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے
وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾
اور پیچھے ان کے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ
اے ایمان والو رکوع کرو اور
اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ
سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور
افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾
بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو

منزل ۴

یہ مثال ہے مشرکین کے معبودوں کی جن کو وہ مصائب میں پکارتے ہیں اور جن سے حاجت روائی کی امید رکھتے ہیں۔ فرمایا اے مشرکین اللہ کے سوائے تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضا جوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقل کی بات ہے۔ ضعف الطالب والمطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوئے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا (الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ والمطلوب الآلهة (روح ج ۱۷ ص ۲۰۳)

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اسلئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف مشکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارة الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یستغیثون بهم فی الشدة غافلین عن اللہ تعالیٰ ویذرون لهم النذور والعقلاء منهم یقولون انهم وسائلنا الی اللہ تعالیٰ ... ولا یخفی انهم فی دعواهم اشبه شیء بعبدة الاصنام الغالین انما نعبدهم لیقربونا الی اللہ زلفی ... ومنهم من یثبت التصرف لهم جمیعا فی قبورهم ... والعلماء منهم یحصرون التصرف فی القبور فی اربعة او خمسة واذا طولبوا بالدلیل قالوا ثبت ذلك بالکشف قاتلهم اللہ تعالیٰ ما اجهلهم واکثر افترائهم ومنهم من یزعم انهم یخرجون من قبورهم ویتشکلون باشکال مختلفة ... وکل ذلك باطل لا اصل له فی الکتاب والسنة وکلام سلف الامة وقد افسد هؤلاء علی الناس دینهم (روح ج ۱۷ ص ۲۰۳)

موضح قرآن ف۱ چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے اسکے بت کی مکھی چاٹتی ہے بت کو نہ وہ صورت آتی ہے نہ کو نہ اس موت کا شیطان ف۲ یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں یہ پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی

Maktaba Tul Ishaat.com

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ
اور محنت کرو ۹۱ اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اسکے واسطے محنت اس نے
اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر
الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ۹۲
اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ
ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان
مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
پہلے سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے
عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
لوگوں پر سو قائم رکھو نماز ۹۳
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا
اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو
بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ
اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے
فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ
۹۴ سو خوب مالک ہے اور
نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾
خوب مددگار ۹۵

منزل ۴

عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوہ ولا تعبدوا غیرہ (کبیر ج ۶ ص ۲۶۳) وافعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۹۱ وجاھدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور بے خود اس میں شرک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جا

کو کارساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ۸۸ اللہ یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنالیا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کارسازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانہ عالم میں متصرف و مختار اور کارساز نہیں ہیں کیونکہ کارسازی کے لئے غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شئی (ہر بات کو سننے والا) اور بصیر بکل شئی (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کارساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے۔ معبود من دون اللہ کی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کارسازی سے عاری ہیں ۸۹ یعلم ما بین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہٰذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذریں نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۹۰ یا یھا الذین امنوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کارساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی روا لغرض ہر شعبہ کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو کسی

موضح قرآن ۱۲ اسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تا رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تمکو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تمکو اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سکو صحیح راہ بتاتے ہیں

فتح الرحمٰن ۱۲ یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ھو اجتبٰکم الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حرج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطہارۃ والصلوٰۃ والصوم والحج الیسر دبا الایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الماء والزاد والراحلۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۳۶) ۹۲ ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقلی ہے ملۃ کا ناصب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۱) اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل اتقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو اُن کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا ستکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اسی کو ترجیح دی (خازن ص ۲۷۳ ج ۴) ۹۳ لیکون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے۔ میرا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آئندہ نسلوں کو حق بتا دیا شہید بمعنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شہید اعلیکم) ای یوم القیٰمۃ ان قد بلغکم وتکونوا شہداء علی الناس) ای تشہدون یوم القیامۃ علی الامم ان رسلھم قد بلغتم (خازن ج ۵ ص ۳) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقر کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۷۳ حاشیہ ۹۴ فاقیموا الصلوٰۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجالاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و اطاعت پر نہ رکھو بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ انما خصکم بھذہ الکرامۃ والاثرۃ (فاقیموا الصلوٰۃ) ..... وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۳۶) واذ قد خصوا بھذہ الکرامۃ والاثرۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرۃ والولایۃ الا منہ فھو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۲) ۹۵ ھو مولیکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک و متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سورۂ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ یایھا الناس ان کنتم فی ریب ——— تا ——— وانہ علی کل شئ قدیر (ع ۱) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرف
۲۔ یدعوا من دون اللہ ——— تا ——— لبئس المولیٰ ولبئس العشیر (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ——— تا ——— ان اللہ یفعل ما یشاء (ع ۵) نفی شرک فی التصرف
۴ واذ بوانا لابراھیم ——— تا ——— فالھکم الہ واحد فلہ اسلموا (ع ۵) نفی شرک فعلی
۵ ذالک بان اللہ ھو الحق ——— تا ——— وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف
۶ الم تر ان اللہ انزل ——— تا ——— وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف
۷ الم تر ان اللہ سخر لکم ——— تا ——— ان الانسان لکفور (ع ۹) نفی شرک فی التصرف
۸ الم تعلم ان اللہ یعلم ——— تا ——— ان ذالک علی اللہ یسیر (ع ۹) نفی شرک فی التصرف بالذات ونفی شرک فعلی بالتبع
۹ ان الذین تدعون من دون اللہ ——— تا ——— ان اللہ لقوی عزیز (ع ۱۰) تمثیل برائے نفی تصرف وانتیاز از معبودان باطلہ
۱۰ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقلی و نقلی اور وحی کی دلیل نہیں ہے
۱۱ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔
۱۲ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔
۱۳ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔
۱۴ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔
۱۵ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۱۲ بجے بعد نماز عصر سورۂ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ ——— سجاد بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ مومنون

ربط سورۂ مؤمنون کو سورۂ حج کے ساتھ ما قبل سے ربط یہ ہے کہ سورۂ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الخ (ع ۴) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۂ مومنون کی ابتدا میں فرمایا۔ قد افلح المومنون الخ جو مومنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیئے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اوّل۔ سورۂ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم اور سورۂ مومنون میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون — تا — والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوم یہ ہے کہ سورۂ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۂ مومنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولھم اعمال من دون ذالک ھم لھا عٰملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتدا سے لے کر اذا ھم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصہ وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصہ اوّل

حصہ اول کی ابتدا میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اوّل۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون — تا — والذین ھم لاماٰنٰتھم وعھدھم رٰعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین — تا — فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گذار کر اس سے کامل الخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور حاجت روا ہے

دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فوقکم — تا — تنبت بالدھن وصبغ للاکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کارآمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ دینے والا بھی وہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبرۃ — تا — وعلیھا وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کارساز ہے اور وہی پکار اور نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحا — تا — وان کنا لمبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیھم رسولا (ع ۲) — تا — ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ

Maktaba Tul Ishaat.com

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا ـــ تا ـــ فبعدا لقوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسیٰ و ہارون علیہما السلام ثم ارسلنا موسیٰ و ھٰرون ـــ تا ـــ لعلھم یھتدون حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ الآیۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی وربکم الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدھا راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔

وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اوّل کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدر کا اعادہ ہے۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں امر اوّل کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یؤتون ما اتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصّہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم

پہلی عقلی دلیل وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار ـــ تا ـــ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے

دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیھا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ قل من رب السمٰوٰت السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچا لے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ھی احسن (ع ۹) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعٰلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ المؤمنون مکیۃ وھی مائۃ وثمان عشرۃ اٰیۃ ست رکوعات

سورۂ مومنون ہے مکہ میں اتری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

کامیاب ہو گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳

عجز کرنے والے اور جو کسی بات بے ہودہ کی طرف التفات نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

شرم کی جگہ کو تھامے رہتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر کہ اپنے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ

ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷

ڈھونڈے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸

اور جو اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

میراث لینے والے جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

منزل ۴

حصہ اوّل۔ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ۔ توحید پر تین عقلی اور چھ نقلی دلائل کا ذکر ۲ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو یا بسناد دوم جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جانا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاۃ من المرھوب ای فازوا بما طلبوا ونجوا عما ھربوا (مدارک ج ۳ ص ۲۵) سورۂ حج کی ابتدا میں ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں ۳ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موضحہ ہیں الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون یہ امر اوّل ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبث کام کرے۔ وفی المنھاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاۃ بقلبہ بان لا یخطر بہ غیر ما ھو فیہ وان تعلق بالآخرۃ وبجوارحہ بان لا یعبث باحدھا (روح ج ۱۰ ص ۴) ۴ والذین ھم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لغو کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التصرف ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گانا بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۲) وقال الضحاک ان اللغو ھنا الشرک وقال الحسن انہ المعاصی کلھا فھذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال ھو الشرک وقول من قال ھو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۵) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

۵ والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدینۃ نصابھا وقدرھا واما اصلھا فقد کان واجبا بمکۃ (جامع البیان ص ۲۹۳) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ او المراد زکوٰۃ النفس وتطھیرھا من الرزائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی (سورہ الاعلیٰ) ۶ والذین ھم لفروجھم حٰفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ

Maktaba Tul Ishaat.com

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ہے آدمی کو
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ
چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو[١٣] پانی کی بوند کرکے ایک جگہ میں
مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
ٹھکانہ میں پھر بنایا[١٤] اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا
اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا[١٥]
الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبٰرَكَ
ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں واہ سو بڑی برکت
اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
اللہ کی جو صنعت سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تم اس کے بعد[١٦]
لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾ وَ
مروگے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے اور
لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا
ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے[١٧] اور ہم نہیں تھے
عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِينَ ﴿١٧﴾ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
خلق[١٨] سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے[١٩] پانی
بِقَدَرٍ فَأَسْكَنّٰهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ
ناپ کر پھر ٹھہرا دیا[٢٠] زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو
بِهٖ لَقٰدِرُونَ ﴿١٨﴾ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ
لے جاسکتے ہیں پھر اگائے ہم نے تمہارے واسطے[٢١] اس سے باغ

وہ ظالم اور حد سے گذرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کیطرف بڑھنے والے ہیں۔ ای الظلمون المجاوزون الحدمن الحلال الی الحرام (الخازن ومعالم ج ٥ ص ٣٢) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء فالک میں داخل ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعۃ والاستمناء بالکف (ارالۃ الشھوۃ (مدارک ج ٣ ص ٨٥) ویدخل فیما وراء ذالک الزنا واللواط ومواقعۃ البھائم والاخلاف فیہ (روح ج ١٨ ص ٤) روافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ ازواجھم میں داخل ہے اور وما آتوا ذالک میں داخل نہیں لہذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی از روئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی زوجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (١) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اسکا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (٢) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (٣) خاوند کی جانب سے طلاق دیئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکے گی (٤) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی لیکن متمتع بہا یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (١) اس کے اور متعہ کرنیوالے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (٢) اولاد بھی شرعاً اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (٣) طلاق کی ضرورت نہیں مدت ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (٤) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کر سکتی ہے۔ اس طرح متمتع شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلناہ من الاستمناء (نکاح المتعۃ لان المتمتع بھا لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا توارث ولا یلحق بہ ولدھا ولا یخرج من اکاحھا بطلاق یستأنف لھا وانما یخرج بانقضاء المدۃ التی عقدت علیھا وھا رت کالمستأجرۃ (قرطبی ج ١٢ ص ١٠٤) ٥ والذین ھم لامنتھم الخ یہ تیسری صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ٩ والذین ھم علی صلوتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

فتح الرحمٰن وایعنی نفخ روح و روئیدن ناخن و موئی ١٢۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ھم فی صلاتھم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلا ناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا من وقت وطھارۃ وغیرھما والقیام علی ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذالک دابہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۶۵) ۱۰ اولئک ھم الوارثون الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المومنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں، ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ھم فیھا خلدون اور وہ جنت الفردوس کیا میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انھیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لایموتون ولایخرجون منھا (روح ج ۱۸ ص ۱۲) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۱ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ یوم القیمۃ تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحم مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کر کے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ (زخرف ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حصر تو یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدم ؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے خلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ۱۲ ثم جعلنٰہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحم مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحم مادر میں ٹھہرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے ضمیر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔ ای ثم جعلنا نسلہ ــــ ویکون (النطفۃ) منصوبا بنزع الخافض واختارہ بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اور قرار مکین یعنی قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحم مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۱۶) ۱۳ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحم مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ نطفہ قرار پا جانے کے کچھ عرصہ بعد رحم اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظما یہ چوتھی حالت ہے عظاما کا مضاف مقدر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذا عظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما پانچویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشانٰہ خلقا اخر یہ چھٹی حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس و حرکت تھا اور اس کے اعضاء بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کامل بنا دیئے۔ ای خلقا مبانیا للخلق الاول مباینۃ ما بعدھا حیث جعل حیوانا وکان جمادا وناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان المکمہ وودع باطنہ وظاھرہ بل کل عضو من اعضائہ وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیط بھا وصف الواصفین ولا نعت الناعتین (کبیر ج ۶ ص ۲۷۵) فتبٰرک اللہ الخ یہ دلیل مذکور کا نتیجہ اور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفے کو مختلف احوال سے گذار کر ایک خوبصورت قامت الخلقت اور کامل الحواس انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات و منفعت اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی منفعت و برکات دینے والا نہیں، خلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۴ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تخویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن اشارۃً وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن تمھیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے ہوش کرو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵ ولقد خلقنا فوقکم ــــ تا ــــ وصبغ للاکلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر تھا دوسری دلیل میں آسمان و تیسری دلیل میں انسان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسانوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہٰذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طرائق، طریقۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اسے طریقہ کہتے ہیں اور آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا یا طریقہ راستے کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسموٰت طرائق لان بعضھا فوق بعض عند العرب سمی کل شئی فوق شئی طریقۃ وقیل لانھا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱) قال علی بن عیسٰی سمیت بذالک لانھا طرائق للملئکۃ فی العروج والھبوط والطیران الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۷۶ کذا فی جامع البیان ص ۲۹۹) ۱۶ وما کنا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

Maktaba Tul Ishaat.com

نَخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ

کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹

تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ لَكُمْ

لے اگتا ہے تیل اور روٹی ۲۰ ڈبونا کھانیوالوں کیواسطے اور تمہارے لئے

فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَ

چوپایوں میں ۲۱ دھیان کرنیکی بات پلاتے ہیں ہم تمکو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور اُنپر

وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

اس کی قوم کے پاس ۲۲ تو اُسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا

حاکم نہیں اُسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ

جو ۲۳ کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْٓ اٰبَآئِنَا

تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا ۲۴ اگلے باپ

وقف لازم

قد افلح ۱۸ ع ۱ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اُسی نے عطا فرمائے ہیں اس لئے اُسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اُسی کو پکارو۔ اور اس کے پیدا کئے ہوئے خلوی و پھلوں سے اُسی کے نام کی نذریں دو ۲۱ وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں صافی بطونہا۔ سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے ولکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً انکی تجارت کے ذریعے دولت کا تے ہو دھیان کا کون

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا
دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے ۱۵ کہ اس کو سودا ہے سو راہ دیکھو
بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾
اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری ۲۶ کہ انہوں نے جھٹلایا مجھ
فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ۲۷ ہماری آنکھوں کے سامنے اور تمام حکم
فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ
سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو ڈال لے کشتی میں
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی شامت ہے پہلے
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ
سے حکم چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں
ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ
کے واسطے بیشک ان کو ڈبونا ہے پھر جب بیٹھ چکے تو
وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہیو شکر اللہ کا جس نے
نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ
چھڑایا ہمکو گنہگار لوگوں سے اور کہیو اے رب
اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾
اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ
اس میں نشانیاں ہیں ۲۹ اور ہم ہیں جانچنے والے ۳۰ پھر

چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کر کے روزی کماتے ہو۔ وعلیہا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اسکی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطا کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک دلائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۲۲

ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجا لاؤ یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعا ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو ۲۳ فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح ؑ سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح ؑ پیغمبری کا دعوے کر کے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول

بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذا باللہ ـــــ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمہم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۴ ما سمعنا الخ ہذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بحذف) ای بارسال بشر رسولا او بما امرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹۰) الذی یدعونا الیہ نوح (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۶) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو بالکل بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولہم ہذا ما لکونہم ابا ئہم فی فترۃ او لافراط غلوہم فی التکذیب والعناد او کما کہم فی الغی والفساد (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۵ ان ہو الخ

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ بھی رؤسا مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سُنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہو جائے اور وہ اپنے اس عجیب و غریب دعوٰی سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عداوت کی انتہا تھی ۲۶ قال وہب الضبعی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی رہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ میری متواتر تبلیغ و دعوت پر ان کے مسلسل انکار و جحود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کر دے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے۔ اسی اھلکھم بسبب تکذیبھم ایای (کبیر ج ۸ ص ۲۷۰) ۲۷ فاجیبت الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کرنیکا فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کرو اور جب تنور میں سے پانی ابلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہو جاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کر لو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انہیں ہلاک کرنیکا فیصلہ کر چکے ہیں ۲۸ فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء کرو جس نے ظالم و سرکش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کارساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل رب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت اتاریو اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنایو (منزلاً مبارکاً متسببا لمزید الخیر فی الدارین (روح ج ۱۸ ص ۲۵) ۲۹ ان فی ذالک الخ اس واقعہ مذکورہ کی طرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور موعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین توحید کو ہلاک کرتا ہے۔ ای دلالات علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وانہ ینصر انبیاءہ ویہلک اعداءھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۰) ۳۰ وان کنا الخ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء۔ بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انہ کنا المبتلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا المنتظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۳۰ ج ۱۸) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم وعقاب شدید او مختبرین بھذہ الآیات عبادنا المنتظر من یعتبر ویتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوح کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوح کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کارساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ثم انشانا الخ قوم نوح کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں ۳۱ فارسلنا فیھم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے از ہود

اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ
اٹھائی ہم نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور پھر بھیجا ہم نے ان میں
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
ایک رسول ان میں کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اس کے سوائے
اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ
پھر کیا تم ڈرتے نہیں اور بولے سردار اس کی قوم کے جو
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى
کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا ہم نے
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا
دنیا کی زندگی میں اور کہا نہیں یہ ایک آدمی تمہارے جیسے تم کھاتا ہے جس سے
تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ
تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس سے تم پیتے ہو اور کہیں
اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ
تم چلنے لگے ایک آدمی کے اپنے برابر کے اور تم بیشک خراب ہوئے کیا وہ وعدہ دیتا
اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ
تمکو کہ جب تم مر جاؤ اور ہو جاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تمکو
مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ
نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے اور کچھ نہیں
هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ
یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر
بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا
اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے تو مدد کر کو

كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں تو کو رہ جائینگے پچھتانے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے ٹھیک پھر کر دیا ہم نے انکو کوڑا سو دور ہو جائیں

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

ٹھیک گار لوگ ٹ پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پیچھے بہت جماعتیں

اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا

پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس اسکا رسول

كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ

اسکو جھٹلا دیا پھر چلائے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ

سو دور ہو جائیں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اسکے بھائی

هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کیطرف

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

پھر گئے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں کو

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

سو ہو گئے ہلاک کیے ہوئے ہم نے موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً

تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کا اور اسکی ماں کو نشانی

مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں ہی ہونے کی کونسی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا تفضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کما تعلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیئے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید المغبونون بترککم الھتکم و اتباعکم ایاہ عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۲) الخسرون عقولکم و مغبونون فی اسماء کم حیث اذللتم انفسکم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۸۵) ۳۴ انکم الخ یہ بھی رؤسار مشرکین کا مقولہ ہے انکم ای یقول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ھیھات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ھیھات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدر ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد الوعدون (بحر ج ۶ ص ۳۰۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ ابوحیان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدر یہ ھیھات یعنی زجاج کا قول ھیھات کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ھیھات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم ۳۵ ان ھی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائینگے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان ھو الا رجل الخ یہ ہودؑ تو (عیاذا باللہ) خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے ای ما ھو الا مفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبائہ للہ وفیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳)

فتح الرحمٰن ف اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ
تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو

آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا
ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی بہتا تھا

الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي
رسولو کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو

بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً
تم کرتے ہو میں جانتا ہوں اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب

وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم
ایک ہی دین اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر چھوٹ ڈالکر کر لیا اپنا کام

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾
آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہم فرقے جو ان کے پاس ہے اسپر خوش ہیں وہ

فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا
سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ایک وقت تک کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ

نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ
ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال سے اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر انکو بھلائی پہنچاتے ہیں ہم

فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ هُم
بھلائیاں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں وہ البتہ جو لوگ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ
اپنے رب کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور جو لوگ

منزل ۴

جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غثاء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے اسی کو غثاء السیل وھو ما یحملہ من الورق والعیدان الیابسۃ (روح ج ۱۸ ص ۳۴) یہ اس دلیل کا تمرہ ہے مشرکین قوم ہود نے جن خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا ۳۷ ثم انشانا الخ ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ وما تسبق من امۃ الخ ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہوئی ۳۸ ثم ارسلنا الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا ثم تری اصل میں دتوی تھا واؤ کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ تسلسا سے حال واقع ہے ای ارسلنا رسلنا متواترین (بحر، روح) وجعلنھم احادیث الخ یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان سی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بھا یتعجب منھا (مدارک ج ۳ ص ۹۳) ۳۹ ثم ارسلنا موسیٰ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

موضح قرآن از حضرت میاں جیو جو ان سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مر چکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا یعنی سب سوبوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں ف ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوارا کھٹا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا اَنؤمن لبشرین الخ اور صاف کہہ دیا موسےٰ و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انھیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو سارے کی سارے ہماری غلام ہے اور بدقسمت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انھیں حقیر سمجھتے تھے۔

۴۰ فکذبوھما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انھیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اٰتینا موسی الکتٰب الخ موسےٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سراپا ہدایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا ۴۱ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوتے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے ربوۃ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ھی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱۸ ص ۳۵) ربوہ سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ھی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۳۵) قال قتادۃ کنا نحدث ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ الی ربوۃ ذات قرار ومعین) ھو بیت المقدس فھذا واللہ اعلم ھو الاظھر (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۶) قال قتادۃ وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص ۴۰۵) حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انھیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انھیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو لیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں وذکر ان سبب ھذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسیٰ علیہ السلام فھربت بہ امہ الخ (روح ج ۱۸ ص ۳۵) وسبب الایواء انھا فرت بابنھا عیسےٰ الی الربوۃ ولبثت بھا اثنتی عشرۃ سنۃ وانما ذھب بھما ابن عمھا یوسف ثم رجعت الی اھلھا بعد ان مات ملکھم (کبیر ج ۶ ص ۴۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ فنادٰھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چشمہ یا ندی تھی (ابن کثیر) ۴۲ ذات قرار پرامن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح) ۴۳ یایھا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یایھا الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ غیر اللہ کے لئے تحریمات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذریں نیازیں دو من الطیبت یعنی غیر الرجس من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے یہ حکم دیا تھا حکایۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لیخوطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱۸ ص ۳۹) ھذا النداء والخطاب لیسا علی ظاھرھما لانھم ارسلوا متفرقین فی ازمنۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذالک ووصی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳) واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اسکی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دونگا ۴۴ وان ھذہ الخ اس میں خطاب جس سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا۔ والخطاب للرسل علیھم السلام علی نحو ما مر وقیل عام لھم ولغیرھم (روح ج ۱۸ ص ۴۰) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم وشریعتکم ایھا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملۃ وشریعۃ متحدۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۹۵) امۃ واحدۃ یہ ان ھذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسکے سوا کوئی حاجت روا اور دور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ھذہ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو ۴۵ فتقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اسکا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

Maktaba Tul Ishaat.com

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فتقطعوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینت بغیا بینھم الآیۃ (البقرہ ع ۲۶) اور آل عمران (ع ۲) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم الآیۃ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کرنے والے گمراہ اور باغی مولوی اور پیر ہی تھے زبر، زبور کی جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں زبرا ای فرقا وقطعا مختلفۃ (خازن ج ۵ ص ۳۹) ۴۶ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انھم معلومون بہ معتقدون انہ الحق (روح ج ۱۸ ص ۴۲) ۴۷ فذرھم الخ یہ مشرکین قریش پر شکوی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انھیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انھیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ۴۸ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انھیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لا یشعرون یہ یحسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بنا پر ان کے دلوں پر مہر جبریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور امہال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان بہم پہنچا لو۔ بل لا یشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ھم اشباہ البھائم لا فطنۃ لھم ولا شعور فیما ملوا وتفکروا انھو استدراج ام مسارعۃ فی الخیر فیہ تھدید ووعید (بحر ج ۶ ص ۴۱) ۴۹ ان الذین الخ وقوع عذاب کے لئے ابتدا سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٦٠﴾
اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ
اور جو لوگ کہ دیتے ہیں ۵۱ جو کچھ دیتے ہیں اور انکے دل ۵۲ ڈر رہے ہیں اس کے کہ ان کو

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦١﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ
اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف ۵۳ یہ لوگ ۵۴ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں

وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦٢﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
اور وہ ان پر پہنچے ہیں گے ۵۵ اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے ۵۶ مگر اس کی گنجائش کے موافق

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٣﴾
اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ
کوئی نہیں ان کے دل ۵۷ بے ہوش ہیں اس سے اور ان کو ۵۸ اور کام ہیں

مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٤﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا
اس کے سوائے کہ وہ ان کو کرنے ہیں یہاں تک ۵۹ کہ جب پکڑیں ہم

مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَجْأَرُوا
ان کے آسودہ لوگوں کو عذاب میں تبھی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ

الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٦﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي
آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سنائی جاتی تھیں

تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٧﴾
آیتیں ۶۰ تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے

مُسْتَكْبِرِينَ ۖ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٨﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا
اس سے بہکتے ہوئے اس کو قصہ کو کچھ خاطر میں نہ لاتے تھے سو کیا انہوں نے غور نہیں کیا

موضح قرآن ف یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آئے نہ آئے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلم انہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذکرہ بقولہ یحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات ثم قال بل لا یشعرون۔ بین بعدہ صفات من یسارع فی الخیرات ویشعر بذلک (کبیر ج ۶ ص ۲۹۱) ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں الذین ھم فی صلاتھم خشعون کا اعادہ ہے ۵۰ والذین ھم بآیات الخ اس میں قد افلح المومنون کا اعادہ ہے۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون میں ھم عن اللغو معرضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاء) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ جلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل ہونے دیتے ہیں اختار بعض المحققین التعمیم ای لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیا ولا خفیا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۱۸ ص ۴۴) ۵۱ والذین یؤتون الخ اس میں الذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم مراعون کا اعادہ ہے یؤتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال بر کو شامل ہے۔ قال ابن عباس و ابن جبیر ھو عام فی جمیع اعمال البر کانہ قال والذین یفعلون من انفسھم فی طاعۃ اللہ ما بلغہ جھدھم (بحر ج ۶ ص ۴۱۱) یعنی اللہ کی اطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرتے ہیں انھیں بجا لاتے ہیں ۵۲ وقلوبھم وجلۃ الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انھیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولئک الذین یسارعون فی الخیرات (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۲) ۵۳ اولئک یسارعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں ۵۴ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات و خیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سیئہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ولدینا کتب الخ کتاب اسم جنس ہے اور اس سے اعمالنامے مراد ہیں اور یہ تخویف اخروی ہے یعنی ہمارے پاس تمہارے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی ۵۵ بل قلوبھم الخ یہ بل لا یشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترساں ولرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتی الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انھیں چاہئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولھم اعمال من دون ذلک الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورۂ حج میں غیر اللہ کی نذر و نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ ۵۶ حتی اذا الخ یہاں سے لیکرا ذا ھم فیہ مبلسون تک تخویفیں شکوے اور زجریں ہیں۔ حتی اذا اخذنا الخ یہ تخویف دنیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی وزاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ اور دیگر ائمہ سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابھم یوم بدر من القتل والاسر کما روی عن ابن عباس ومجاھد وابن جبیر وقتادۃ وقد قتل واسر فی ذلک الیوم کثیر من صنادیدھم ورؤسائھم (روح ج ۱۸ ص ۴۷) ۵۷ قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون ای ترجعون، مستکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو آیتی سے مفہوم ہو رہا ہے مثلاً، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناتا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ تمہاری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے ۵۸ افلم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوتے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءھم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے بھی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بہ جنۃ یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذا باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکید زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شناعت کا اظہار مقصود ہے اتضمنۃ لانکار الواقع و استقباحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انھیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد

Maktaba Tul Ishaat.com

اَلْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾
اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس ف۱

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ
یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانیوالے کو سو وہ اسکو اوپرا سمجھتے ہیں ف۲ یا

يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ
کہتے ہیں اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ف۳ انکے پاس سچی بات اور ان میں کو

لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
سچی بات بری لگتی ہے اور اگر سچی چلے ان کی خوشی پر

لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ
تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں

اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾
ف۴ ہم نے بھیجا ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَّهُوَ خَيْرُ
یا تو ان سے مانگتا ہے ف۵ کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر

الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ
روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
پر اور جو لوگ ف۶ نہیں مانتے آخرت کو

عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا
راہ سے ٹیڑھے ہوتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولدیں

مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾
جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی پر ابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بھٹکتے ہوئے ف۷

اور بعض وعناد بھی قال سفیان بطے قد عرفوہ ولکنھم حسدوہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۴) ام یقولون بہ جنۃ جنون ولیس کذلک لانھم یعلمون انہ ارجحھم عقلا واثبتھم ذھنا (مدارک ج ۳ ص ۹۲) ف۵۹ بل جاءھم الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت وعیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق وامانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں واکثرھم للحق کارھون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑ اور حق بیان کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد وضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں جاءھم بالحق (یعنی القرآن والتوحید الحق والدین الحق واکثرھم للحق کارھون) حسدا وبغیا وتقلیدا (قرطبی) ف۶۰ ولو اتبع الحق الخ یہ زجر ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس الامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کارساز ہیں۔ لات ومناۃ وعزی وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر ونیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعھم الغاوون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تر انھم فی کل وادیھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اول یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ لفسدت السموت الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان کا نظم ونسق بہت سے معبودوں اور کارسازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواءھم بان کان الشرک حقا لفسدت السموت والارض حسبما قرر فی قولہ تعالیٰ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (روح ج ۱۸ ص ۵۲) ف۶۱ بل اتینھم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا وآخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن و۱ بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنیوالے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ف۲ یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اس کی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ف۳ حضرت کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شرف وفضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات وخیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونیکا اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تلبیہ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللھم لبیک لاشریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول واقرار کی مزید تشریح وتنویر کردی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کرکے ان کے خود ساختہ کارسازوں کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہوجاتے ہیں ۶۲ ام تسئلھم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس پر کوئی اجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا برے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخراج ربک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دیگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور وھو خیر الرازقین روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھدی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ انی ما یعطیک اللہ من رزق وثواب خیر (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۱) ۶۳ ان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمنھم الخ ان کی سرکشی اور ضد اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد وعداوت اور بغض وحسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۶۴ ولقد اخذنھم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ھو القحط والجوع الذی اصابھم بدعاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس وابن جریر وغیرہ (بحر ج ۶ ص ۴۱۵) ان کی سرکشی اور ضد وعناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب میں مبتلا رہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۶۵ حتی اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آڑے آرہے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہوجائیں گے لیکن جب ہم نے ان پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروگراموں کی کامیابی اور ہر خیر وبرکت سے مایوس ہوجائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ **حصہ دوم** ——— منفی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیل اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم ۶۶ وھو الذی انشأکم الخ

وَلَقَدْ أَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾
اور ہم نے پکڑا انھیں کو آفت میں پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ تضرع کرتے

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ
یہانتک کہ جب کھولدیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب کیا اس میں

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
آس توڑتے ہی ف اور اسی نے بنائے تمہارے کان ۷۸ اور آنکھیں اور

الْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
دل تھوڑا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے

الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
زمین میں اور اسی کیطرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا
اور اس کیلئے ہے ۷۹ بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں تو وہی کہے

مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا
ان جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ۸۰ کہتے ہیں کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا
اور ہڈیاں کیا ہمکو زندہ ہوکر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ
پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی ۸۱ تو کہہ کس کی ہے

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ
زمین ۸۲ اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب اللہ کا

قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں ۸۳ تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

موضح قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا
اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم
تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے
لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ
اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے بھیجا سچ اور
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ
وہ البتہ جھوٹے ہیں نہیں اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ
مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۚ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ
اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾
چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے ان کی بتائی باتوں سے
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ
جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں تو کہہ
رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ
اے رب میرے اگر تو دکھائے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوتا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کر تو
فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ
ان گنہگار لوگوں میں اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھا دیں جو ان سے وعدہ
لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ
کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم

اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں۔ موت و حیات اور سارا نظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شریک نہیں اور وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیتہ و

واللہ لایجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ واللہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۳) ﴿۸۶﴾ بل قالوا الخ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا اذا متنا الخ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کر دیئے جائیں گے لقد وعدنا نحن الخ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سراسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناتے چلے آ رہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوتی ہے وہاں ایک سے حشر و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ﴿۸۶﴾ قل من الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قل افلا تذکرون ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذکرون) فتعلموا ان من خلق الارض ومن فیہا کان قادرا علی اعادۃ الخلق وکان حقیقا بان لا یشرک بہ بعض خلقہ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من رب السموٰت الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قل افلا تتقون ظالمو! کچھ تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک وہی ہے اس کے وضع ہو گیا کہ کسی کو کارساز نہیں بنانا فلا تشرکوا بہ او افلا تتقون فی جحودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ہذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من بیدہ ملکوت الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ملک میں ہے

موضح قرآن ۱۲ یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کر یو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اعلم بما یصفون ﴿۹۶﴾ وقل رب اعوذ بک من
خوب جانتے ہیں جو یہ بناتے ہیں اور کہہ اے رب ۷۶۲ میں تیری پناہ چاہتا ہوں
همزت الشیطین ﴿۹۷﴾ واعوذ بک رب ان یحضرون ﴿۹۸﴾
شیطان کی ہانکیوں سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس کو میرے پاس آنیں ۷۶۳
حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون ﴿۹۹﴾
یہانتک کہ جب پہنچے ان میں ۷۶۴ کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیجدو
لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة
شاید کہ میں بھلا کام کروں اپنی چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے ۷۶۵
هو قائلها ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ﴿۱۰۰﴾
کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ۷۶۶
فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا
پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہونگی ان میں اس دن اور نہ
یتساءلون ﴿۱۰۱﴾ فمن ثقلت موازینه فاولئک
ایک دوسرے کو پوچھے گا ۷۶۷ سو جس کی بھاری ہوئی تول ۷۶۸ سو وہی لوگ
هم المفلحون ﴿۱۰۲﴾ ومن خفت موازینه فاولئک
کامیاب ہونگے اور جس کی ہلکی تول سو وہی لوگ ہیں
الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون ﴿۱۰۳﴾ تلفح
جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں ۷۶۹ جھلس دیتی
وجوههم النار وهم فیها کلحون ﴿۱۰۴﴾ الم تکن
ان کے منہ کو آگ اور وہ انمیں بدشکل ہونگے ۷۷۰ کیا تم کو
ایتی تتلی علیکم فکنتم بها تکذبون ﴿۱۰۵﴾ قالوا
میری آیتیں ۷۷۱ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

یہ ان ھذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا کہ مسئلہ توحید اور حشر ونشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمند ان کو سمجھ سکتا ہے۔ وانهم لکذبون اس لئے مشرکین اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد بالبعث وقیل مایعمه والتوحید ویدل علیٰ ذالک السیاق (روح ج ۱۸ ص ۵۹) ۷۷۰ ماتخذ اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت وممبرہن کرنے کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی ہو۔ وما کان معه الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک وسہیم بھی کوئی نہیں کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعلا بعضهم الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وحدہ لا شریک ہے وہی قادر ومتصرف اور مختار وکارساز ہے اور ہر چیز اسی کے اختیار وتصرف میں ہے واذا کان کذالک فاعلموا انه الله واحد بیده ملکوت کل شئی ویقدر علی کل شئی (خازن ج ۵ ص ۴۳) ۷۷۱ سبحٰن اللہ الخ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے متصرف ومختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہ ہر شریک سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے ۷۷۲ قل رب اما الخ تخویف دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تو یہ اس عذاب کی شدت وفظاعت کے اظہار کے لئے کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہوگا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے (روح) ولنا علی ان نریک الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت وطاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر رہے ہیں تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۷۳ ادفع بالتی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضح قرآن واچھی شیطان کی ہے دین کے جواب وسوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی کو پھر آنا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ف۱ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے ف۲ جلتے جلتے بدن سوج جائے گا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں بمن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی ۵۴ وقل رب الخ توحید بیان کرتے وقت آپ شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال و افعال میں دخل دیں ۵۵ حتی اذا جاء احدھم الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

قل افلح ۱۸ — ۷۶۸ — المؤمنون ۲۳

ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ﴿۱۰۶﴾
اے رب زور کیا ہم پر ہماری بدبختی نے اور ہے ہم لوگ بہکے ہوئے
ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظلمون ﴿۱۰۷﴾ قال
اے ہمارے رب نکال لے ہمکو اسمیں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا
اخسئوا فیها ولا تکلمون ﴿۱۰۸﴾ انه کان فریق من
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا میرے
عبادی یقولون ربنا امنا فاغفر لنا وارحمنا و
بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہم پر اور
انت خیر الرحمین ﴿۱۰۹﴾ فاتخذتموهم سخریا حتی
تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پکڑا یہانتک کہ
انسوکم ذکری وکنتم منهم تضحکون ﴿۱۱۰﴾ انی
بھول گئے ان کے تمکو میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے
جزیتهم الیوم بما صبروا انهم هم الفائزون ﴿۱۱۱﴾
آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
قل کم لبثتم فی الارض عدد سنین ﴿۱۱۲﴾ قالوا
فرمایا تم کتنی دیر رہے ۵۳ زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے
لبثنا یوما او بعض یوم فسئل العادین ﴿۱۱۳﴾ قال
تم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ۵۴ فرمایا
ان لبثتم الا قلیلا لو انکم کنتم تعلمون ﴿۱۱۴﴾
تم اس میں بہت نہیں ۵۵ تھوڑی ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے
افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا
سو کیا تم خیال کئے تھے ۵۶ کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

منزل ۴

(۱) اقال کم الخ

ربنا غلبت الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیجدے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ شرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا ارجعون جمع برائے تکرار ہے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیا فی جھنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تثنیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قفا نبک من ذکری حبیب و منزل ای قف قف۔ ارجعون علے جھۃ التکریر ای ارجعنی ارجعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۹) ۵۶ کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا ہے کہ مگر کچھ فائدہ دمن دونہ ھو برزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں واپس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہوچکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے ۵۷ فاذا نفخ الخ تخویف اخروی ہے نفخ سے نفخہ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہوکر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہوجائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں ایکدوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسبی امتیاز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غرور سے کچھ فائدہ ہوگا ۵۸ فمن ثقلت الخ یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف اخروی ہے وہاں نسبی اور خاندانی بڑائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوھھم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلا ڈالے گی اور ان کی شکلیں جل کر بدنما اور قبیح ہوجائیں گی ۵۹ الم تکن الخ یہ زجر ہے اور اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

موضح قرآن ۱ یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی ہوگی کہ تم زمین میں کتنا رہے یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ عذاب ہی آیا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
پھر کرنہ آؤ گے تم سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ
مالک اس عزت کے تخت کا اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا
جس کی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ
بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
بہتر سب رحم والوں سے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
سورۃ نور لے مرتی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
یہ ایک سورت ہے کہ ہمنے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا
تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا
ہر ایک کو دو سو درّے اور نہ لگے تمکو ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

منزل ۴

جو ضعفاء مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ صنادید قریش ابوجہل وغیرہ انکی ہنسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور حق ماننے والوں سے مسخری نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتی انسوکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و مسخر میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نسیان کا باعث بن گئی ای اشغلتم بالاستھزاء بھم عن ذکری (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و تمسخر سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے ۵۱ انی جزیتھم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم مسخر کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں نے ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب و کامران ہیں ۵۲ قال کم لبثتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے قالوا لبثنا یوما الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں اے ہمارے پروردگار شدت ہول عذاب کے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھو جو انسانوں کی عمریں لکھتے رہتے ہیں اچھی طرح معلوم ہوگا الملئکۃ العادین لاعمار الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۰۰) ۵۳ قال ان لبثتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تعلمون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جا کر تم کیا کر لو گے ۵۴ افحسبتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرتے رہے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کبھی ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۵۵ فتعلی اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ثمرہ ونتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شریکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف ومختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر ونیاز کا مستحق ہے۔ اسی تنزہ وتقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد والشرکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) لا الہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے ۵۶ ومن یدع الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر ومشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاءہ العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند ربہ کانہ قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ (الا اللہ تعالیٰ) (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) سورت کی ابتدا میں فرمایا قد افلح المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر ومشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت ورحمت کی تلقین فرمائی ۵۷ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ عفو ورحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب وعقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا ادرکت احدا اغنت عن رحمۃ غیرہ ورحمۃ غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱)

سورۂ مومنون میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ قد افلح المومنون ـــــ تا ـــــ ھم فیھا خلدون ۵ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان
۲۔ ولقد خلقنا الانسان ـــــ تا ـــــ وعلیھا وعلی الفلک تحملون ۵ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ
۳۔ ولقد ارسلنا نوحا ـــــ تا ـــــ افلا تتقون ۵ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی
۴۔ یایھا الرسل کلوا من الطیبت ـــــ تا ـــــ انی بما تعملون علیم ۵ (ع ۳) نفی شرک فعلی
۵۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون ـــــ تا ـــــ وھم لھا سبقون (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔
۶۔ ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن ط نفی کارسازی از غیر اللہ۔
۷۔ وھو الذی انشا لکم السمع ـــــ تا ـــــ افلا تعقلون ۵ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔
۸۔ قل لمن الارض ومن فیھا ـــــ تا ـــــ قل فانی تسحرون ۵ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔
۹۔ ما اتخذ اللہ من ولد ـــــ تا ـــــ فتعلی عما یشرکون۔ نفی شرک فی التصرف
۱۰۔ فتعلی اللہ الملک ـــــ تا ـــــ وانت ارحم الرحمین (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورۂ مومنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ نور

ربط سورۂ نور کو سورۂ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے:۔ سورۂ مومنون کی ابتدا میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۂ نور میں فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سورۂ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورۂ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؓ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۂ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر وَيُمَحِّصَ الْمُصِيْرُ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعوی توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعوی توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:۔

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنٰھا و فرضنٰھا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ والزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنٰت الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا۔ چوتھا حکم والذین یرمون ازواجھم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جاءو بالافک (ع ۲) سے لیکر واللہ غفور رحیم (ع ۳) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجریں ہیں۔ ان الذین جاءو بالافک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھڑ کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموہ ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلقونہ بالسنتکم ـــ تا ـــ واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ ولا یاتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون ـــ تا ـــ ھو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی اس کے بعد الخبیثٰت للخبیثین الخ میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (ع ۴) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ الخ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عمومی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البتہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے باستثنا

Maktaba Tul Ishaat.com

پاؤں بھرو اور زیور وغیرہ ظاہر کر سکتی ہیں اور (۴) ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون وانکحوا الایامی منکم الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکتب الخ ـــــ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انھیں مکاتب کر دو۔ چھٹا قانون ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم ایٰت الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتدا سورت میں مذکور ہوئی اور تخویف دنیوی ہے۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض الخ (ع ۵) اس میں دعوئی توحید کو ایک تمثیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک کارساز ہے اسکی صفات کارسازی وصفات الوہیت اسی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعوئی توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارنے والوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالھم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہے کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۶) دعوئی توحید جو اللہ نور السمٰوٰت والارض میں مذکور ہے پر پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ وتقدیس کا اعلان کرتی ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض الخ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دعوئی مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور اولے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار وتصرف میں ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ دعوئی توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل وصورت اور افعال وخواص کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تام کا کرشمہ ہے وہی قادر وتوانا اور قیوم ودانا سب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا ایٰت بینٰت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتدائے سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون اٰمنا باللہ ـــــ تا ـــــ بل اولئک ھم الظٰلمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوی ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعوی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین ـــــ تا ـــــ فاولئک ھم الفائزون ۵ (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل وجان سے پیروی کرتے ہیں واقسموا باللہ ـــــ تا ـــــ الا البلغ المبین ۵ (ع ۷) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ـــــ تا ـــــ لعلکم ترحمون ۵ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے

دوسرا حصہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں اور منافقوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا یھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت وخواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ہلکے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پردے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعمیٰ حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جا سکتے ہو۔ کذلک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل۔ مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقع پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان للہ ما فی السمٰوٰت والارض ط آخر میں دعوئی توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حصہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح وتطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعوی توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعوی توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲
پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۙ وَّالزَّانِيَةُ
بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى
نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ
ایمان والوں پر ف اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ
نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو اسی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ
درّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ
ہیں نافرمان ف مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَ
اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ
جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو ف اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ
سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ
کہ بیشک وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو

منزل ۴

۲ سورۃ انزلنٰھا الخ سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھذہ سورۃ اور انزلنٰھا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (ابوالسعود) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر و عفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کرتے ہیں فرضنٰھا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مقدر ہے ای فرضنا احکامھا (روح) احکام سے ستر و عفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیھا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مشمول ہے

آیٰت بینٰت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ ف فرضنٰھا اشارۃ الی الاحکام التی بینھا اولا ثم قولہ وانزلنا فیھا ایٰت بینٰت اشارۃ الی ما بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص ۳۱)

۳ الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر و عفاف اور تطہیر معاشرہ سے متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور زانیہ کو سو سو درّہ مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تاکہ لوگ بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو باتوں کا خاص خیال رکھو اول ولا تاخذکم بھما رأفۃ الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو، نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی کرو اور نہ اس قدر ہلکے کوڑے مارو کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم ولیشھد عذابھما الخ جاری کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجم منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر المعنی کشجاعۃ علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وجودھا تم (روح ج ۱۸ ص ۷۹) اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے شاعر سے بھی ثابت ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضح قرآن ف مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرلے تو درست ہے ف قید والیاں یعنی کبھی ان کو بری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے عیب کیا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید از ین آیت معلوم شد کہ زانیہ منصرہ بر زنا را نکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آنست کہ حرام کردہ شد شرک زنا بر مسلمانان یا گویند خاص است بقومی یا گویند منسوخ است وفیہ ما فیہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم ابن صوریا کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وکیف یحکمونک وعندھم التورٰۃ فیھا حکم اللہ الخ (ع ۶) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا تغیر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں ۴ الزانی لاینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جائے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لاینکح کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لایکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تقبیح الامر الزانی اشد تقبیح بیبان انہ بعد ان رضی بالزنا لایلیق بہ ان ینکح العفیفۃ المؤمنۃ ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ مثلہ فی طبقتہ ... (فلا ینکح) خبر ومرادمنہ لایلیق بہ ان ینکح کما تقول: السلطان لایکذب ای لایلیق بہ ان یکذب ونزل ھذا الفعل منزلۃ عدمہ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ فالمعنی الزانی لا یطا فی وقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ھی اخس منھا من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان النکاح فی ھذہ الآیۃ الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے بآیت وانکحوا الایامی منکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۶) لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ۵ وحرم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہوگا۔ والاشارۃ یحتمل ان تکون للزنا المفھوم مما تقدم والتحریم علیہ علی ظاھرہ وعلل ھذا الجملۃ وما قبلھا متضمنۃ لتعلیل ماتقدم الخ (روح ج ۱۸ ص ۸۳) یا اشارہ مذکور بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحرمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کاملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کاملین کے دلوں کو ایسے بدکار مرد و زن اور عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ ویحتمل ان تکون لنکاح الزانیۃ دعلیہ فالمراد من التحریم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعھم عن نکاح الزانی جعل نفوسھم ابیۃ عن المیل الیہ فلایلیق ذلک بھم الخ (روح) ۶ والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہو گئی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بڑے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگائے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی درّے مارے جائیں ولا تقبلوا لھم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ھم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ مستانفہ ہے کلام مستانف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انقضاء الجملۃ الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص ۳۳۲) الا الذین قالوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائے گا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا علی ما کلموا استثنا من الفاسقین کما صرح بہ اکثر الاصحاب ... کون الاستثناء من الجملۃ الاخیرۃ مذھب الحنفیۃ فعندھم لاتقبل شھادۃ المحدود فی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص ۹۵) ولیس یقتضی ظاھر الایۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاھر ھو ما یعضدہ کلام العرب وھو الرجوع الی الجملۃ التی تلیھا الخ (بحر ج ۶ ص ۳۳۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵۳ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص ۳۴۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (کما فی روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۶) ۷ والذین یرمون ازواجھم الخ یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لما ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں اپنے اوپر بد عا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے شھادۃ احدھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

Maktaba Tul Ishaat.com

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا
اس شخص پر اگر وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جائے گی

الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
مار شے یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر کہ مرد وہ شخص

الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ
جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ اِنَّ
تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا حکمت جاننے والا تو کچھ نہ ہوتا جو

الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ
لوگ ف لائے ہیں تہمت طوفان تمہی میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو

شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ
وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۱ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
اس کیواسطے بڑا عذاب ہے ف کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان

مُّبِيْنٌ ۝۱۲ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ
ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد ۱۳

ع ۱

ماز زجر یہ منافقین و مؤمنین گروہ پر زجر ۱۲

اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ۹ ولولا فضل الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانیوالوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ لَوْ کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے آرہی ہے۔ اس سورت میں لَوْ چار بار آیا ہے لیکن اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور دوسرے لَوْ کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور چوتھے کا جواب ایک ہے ۱۰ ان الذین جاءو الخ یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم ہو گئے۔ اول وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ دوم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں جیسے حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی زبان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے حکم میں خطاب تمام مسلمانوں کو ہے غیبت سے وہ منافقین اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کر کے

موضح قرآن ف اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رضؓ پر پیغمبر ایک جہاد سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوچ ہوا فجر کی اذان کا وقت نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں۔ ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لے چلے جا پہنچایا۔ کمبخت منافق لگے اپنے روسیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم اٹھائیں دن رات روتے رہوتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دور کوع تک ف تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ بعضے خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چھپ کر مجلسوں میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پھپھولوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

Maktaba Tul Ishaat.com

منکم کا لفظ استعمال فرمایا ۔ ومعنی (منکم) من اھل ملتکم وممن ینتمی الی الاسلام سواء کان کذالک فی نفس الامر ام لا فیشمل ابن ابی لانہ ممن ینتمی الی الاسلام ظاھرا وان کان کافرا فی نفس الامر (روح ج ۱۸ ص ۱۱۵) ۱۱ لا تحسبوہ الخ اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے تہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ھو خیر لکم لانکم بکوہ الثواب العظیم وظھور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشرۃ ایۃ فی براھۃ

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ
پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں
الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
جھوٹے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ۱۵ اور اسکی رحمت
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ
دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ
کوئی آفت بڑی ف جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ۱۵ اور
تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ
بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور
تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ
تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ۱۵ اور کیوں نہ
اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ
جب ۱۵ تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ
تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ
پھر نہ کرو ۱۵ ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو اور
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ
کھولتا ہے اللہ تمہارے لئے حکم کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف جو
الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
۱۵ لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

لکل امرئ منھم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے ۱۲ والذی تولی الخ اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور لیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ والاقرب فی الروایۃ ان المراد بہ عبداللہ بن ابی ابن سلول فانہ کان منافقا یطلب مایکون قادحا فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعالہ فیما کان یاتی الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۵) والذی تولی کبرہ) ھو عبداللہ بن ابی ابن سلول (معالم التنزیل ج ۵ ص ۶۲) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں موصول سے عبداللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو:۔ مدارک ج ۳ ص ۱۰۳، جامع البیان ص ۳۰۶، ابوالسعود ج ۶ ص ۳۳۶، روح ج ۱۸ ص ۱۱۵، بحر ج ۶ ص ۳۳۵ وغیرہ ۱۳ لولا اذ سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے۔ قالوا ظن پر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے میں حسن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی مخلص اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں ۱۴ لولا جاءو الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے ہیں لہٰذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط بات سنتے ہی اعلان کر دیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی۔ وھذا توبیخ وتعنیف للذین سمعوا الافک ولم یجدوا

موضح قرآن ف چاہیے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگاویں انکو جھٹلاویں۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ف یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل عملی عذاب کے تھی یعنی پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے۔ اگلی آیت میں پتہ بتا دیا۔

فتح الرحمٰن ۱۲ یعنی جبھی کہ میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و مانند یہ ایم و تحقیق نمیدانیم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فی دفعہ وانکارہ الخ (بحر ج ۶ ص ۳۳۰) ۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے پہلے ولولا فضل اللہ الخ گذر چکا ہے وہاں لو کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضتم الخ لو کا جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عفیفہ عورت اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً نہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس المنافقین کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت میں دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا ۱۶ اذ تلقونہ الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ لمسکم کے متعلق ہے۔ (روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلائی ہوئی خبر کو ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے تھے اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو ایسا ہو سکتا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبونہ ھینا الخ تم اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا احساس ہونا چاہیئے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے میں لب کشائی مناسب نہ تھی ۱۷ ولولا اذ سمعتموہ الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اے اللہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگایا گیا ہے یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔ ویبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے احکام نازل فرماتا ہے جس میں تمام بنی آدم کی فلاح و بہبود ہو ۱۸ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے نیز تہمت لگانے کی علت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۙ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ
نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور
اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
یہ کہ اللہ مہربانی کرنے والا مہربان تو کوئی بھی نہ بچتا اے ۱۸ ایمان والو نہ
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر
الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ
شیطان کے سو وہ تو یہی سکھلائیگا بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ
فضل ۱۸ تم پر اور اسکی رحمت تو نہ ستھرا ہوتا تم میں ایک شخص بھی کبھی
وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
ولیکن اللہ ستھرا کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے
وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا
اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے ۱۸ اور کشائش والے اس پر کہ دیں
اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ
قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں
وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے
لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۱۸ جو لوگ ۲۳ عیب لگاتے ہیں

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں ۱۹ ولولا فضل اللہ الخ لو کا جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضح قرآن ۱۸ جب طوفان اٹھانیوالے جھوٹے پڑے اور ان کو حد ماری گئی اسی کوڑے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیقؓ کا بھانجا مفلس بیوا اسکی خبر لیتے تھے اب قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دونگا۔ اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو ان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بند نہ کرونگا

Maktaba Tul Ishaat.com

المحصنت الغفلت المؤمنت لعنوا في الدنيا و
حفاظت والیوں پر ایمان والیوں کو اللہ پر چھٹکارے ہے دنیا میں اور
الاخرة ولهم عذاب عظيم ﴿۲۳﴾ يوم تشهد عليهم
آخرت میں اور ان کیلئے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کردیں گی
السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون ﴿۲۴﴾
ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
يومئذ يوفيهم الله دينهم الحق ويعلمون ان
اسدن پوری دیگا انکو اللہ ان کی سزا جو واجب ہے اور جان لیں گے کہ
الله هو الحق المبين ﴿۲۵﴾ الخبيثت للخبيثين
اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں گندوں کے واسطے
والخبيثون للخبيثت والطيبت للطيبين والطيبون
اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
للطيبت اولئك مبرءون مما يقولون لهم
واسطے ستھروں کے وہ لوگ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو بنا رکھتے ہیں ان کیواسطے
مغفرة ورزق كريم ﴿۲۶﴾ يايها الذين امنوا
بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف اے ایمان والو

لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستانسوا و
مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرو اور
تسلموا على اهلها ذلكم خير لكم لعلكم
سلام کرو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تذكرون ﴿۲۷﴾ فان لم تجدوا فيها احدا فلا
یاد رکھو ف پھر اگر نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اس میں نہ

ع ۳

مذہب حنفیہ اخروی ۱۲

مذہب قانون معاشرت ۱۲

کذلك لا يجوز اتباعه وطاعته (روح جلد ۱۸ ص ۱۲۳) ۲۱ ولو لا فضل الله الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ماذکی متکلم الخ جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بیحیائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام وحدود مقرر فرمادیئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہوجاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرماکر ان کے منہ بند کردیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آیات بینات نازل فرماکر توحید اور شریعت کی راہ واضح کردی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی کھول دیا ہے تاکہ گنہ گار توبہ کرکے گناہوں سے اپنے کو پاک کرسکیں تو یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہوسکتا ولکن اللہ یزکی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل وکرم شامل حال ہوتب ہی انسان گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے ای ان توکیتہ لکم وتطھیرہ وھدایتہ انما ھی بفضلہ لا باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۰۷) ۲۲ ولا یأتل اولوالفضل الخ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رض حضرت مسطح رضہ کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رضہ سے بھی غلطی ہوگئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضہ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رض نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضہ پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش دعطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

موضح قرآن ف ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جائے زندہ کس حال میں ہو۔ اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فوراً بول اٹھے باللہ یا ربنا انا لنحب ان تعفو عنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بحال کر دیا ۲۳ ان الذین یرمون الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ھذا خاص فی عبداللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص ۶۳، خازن ص ۹۵) یوم تشھد الخ ظرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے گویائی کا اختیار سلب کرے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار کے بغیر بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان النطق من اللہ من غیر اختیار ھم (جامع ص ۳۰۷) یومئذ یوفیھم اللہ الخ دینھم، دین کے معنی حساب اور جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابھم وجزاءھم (قرطبی) (یعلمون) ان اللہ ھو الحق المبین الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس انھا نزلت فی عبداللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامۃ علم حیث لا ینفعہ (بحر ج ۶ ص ۴۴۳) ۲۴ الخبیثٰت للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عفیف انسان ہیں اور زنا ایسی خباثت سے مبرا ہیں۔ قال مجاھد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من الرجال وکذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) یا الخبیثات سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ طیب و طاہر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہٰذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دیتا کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اطھر من الرسول فازواجہ اذن لا یجوز ان یکن الا طیبات (کبیر ج ۶ ص ۳۶۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاک اور مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارۃ قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقۃ وصفوان (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اولئک مبرءون مما یقولون ای عائشۃ وصفوان مما یقول الخبیثون والخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یا ایھا الذین امنوا الخ قصہ افک کی تفصیل کے بعد اب آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دواعی کا سدباب ہو جائے اور آئندہ کے لئے کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کریں حتی تستانسوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابھا (روح ج ۱۸ ص ۱۳۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو وتسلموا علی اھلھا جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ اگر اجازت نہ دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم ارجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ھو ازکی لکم۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا واپس آ جانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالا رہو گے اب دروازے پر چمٹ کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لما فیہ من سلامۃ الصدور والبعد عن الریبۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا
جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تمکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ
فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾
تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ
نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا
فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
اس میں کچھ چیز ہو تمہاری فا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو
تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
چھپاتے ہو ف کہدے ایمان والوں کو ۲۹ نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں
وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
اور تھامے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے بیشک اللہ کو خبر ہے
بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
جو کچھ کرتے ہیں ف اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا
اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
اپنی آنکھیں ۳۰ اور تھامے رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھائیں فا
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۭ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ
اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ۳۱ اور ڈال لیں ۳۲ اپنی اوڑھنی
عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا
اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر
لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل و عیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً ہوٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیۃ وقتادۃ ومجاھد ھی الفنادق التی فی طرق السابلۃ قال مجاھد لایسکنھا احد بل ھی موقوفۃ لیاوی الیھا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) ھی الخانات والمنازل المبنیۃ للسابلۃ . . . . . وقیل بیوت التجار وحوانیتھم (خازن ج ۵ ص ۶۲) ۲۹ قل للمومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا داعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۳۰ وقل للمومنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غض ابصار اور حفظ فروج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں دلا یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ . . . . دلیضربن بخمرھن الخ عورت کے خلقی حسن و جمال میں سینہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی خاص طور سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالدیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب ع ۶) میں مذکور ہے۔ ولا یبدین الخ اور اپنی زیبائش کو

موضح قرآن

کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ کہے سے برا نہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ۳ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیویں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جانا چاہیے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ۴ تھامے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھاویں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی تہ تھی

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذی رحم محرم ہیں باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اور نساء ھن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باہر دہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن و جمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس

أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ
یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے
إِخْوَٰنِهِنَّ أَوْ بَنِىٓ أَخَوَٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا
بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا
مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ ٱلتَّٰبِعِينَ غَيْرِ أُو۟لِى ٱلْإِرْبَةِ
اپنے ہاتھ کے مال سے یا کاروبار کرنیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض
مِنَ ٱلرِّجَالِ أَوِ ٱلطِّفْلِ ٱلَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا۟ عَلَىٰ
نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا
عَوْرَٰتِ ٱلنِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو
يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ
چھپاتی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے
ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا۟ ٱلْأَيَـٰمَىٰ
ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ ﴿۳۱﴾ اور نکاح کردو رانڈوں کا
مِنكُمْ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن
اپنے اندر کے اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر
يَكُونُوا۟ فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ وَٰسِعٌ
وہ ہونگے مفلس تو اللہ انکو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا
عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ ٱلَّذِينَ لَا يَجِدُونَ
سب کچھ جاننے والا ﴿۳۲﴾ اور اپنے آپ کو تھامے رہیں جن کو نہیں ملتا
نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَٱلَّذِينَ يَبْتَغُونَ

رضی اللہ عنہ لا یحل للمسلمۃ ان تراھا یھودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفھا لزوجھا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ﴿۳۲﴾ او ما ملکت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم ہیں ہیں ای من الاماء ولو کوا فرا واما العبید فھم کالاجانب (روح ج ۱۸ ص ۱۴۳) او التابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گذارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بس اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شہوت وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کر سکتی ہیں الرجل یتبع القوم فیاکل معھم ویرتفق بھم وھو ضعیف لا یکترث للنساء ولا یشتھیھن (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۴) المراد بالتابعین غیر اولی الاربۃ ھم الذین یتبعون القوم لیصیبوا من فضل طعامھم لا ھمۃ لھم الا ذلک ولا حاجۃ لھم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۱۰۰) او الطفل الذین الخ اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

موضح قرآن واشگاف میں سے کھل چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور نئی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا بچہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگل کا چھلا اور باقی بدن اور کٹاڈھا کھنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدذات عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ۱۲ رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب ہے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن و حاصل این آیت آنست کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند سر و گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیاں فرض است نہ از محارم۔ واللہ اعلم

Maktaba Tul Ishaat.com

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ کروٹیں لینے لگیں وتوبوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر ونواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخلو عن سھو وتقصیر فی اوامرہ ونواھیہ وان اجتھد وافذا وصی المومنین جمیعا بالتوبۃ وبتا میل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) ۳۳ وانکحوا الایامیٰ الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامیٰ ایم کی جمع ہے اور ایم غیر شادی شدہ مرد وعورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد وزن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الایم قال نفر من شمیل کل ذکر لا انثی معہ وکل انثی لا ذکر معھا بکرا کان او ثیبا ... وفی شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم التی لا زوج لھا واصلہ ھی التی کانت متزوجۃ فافقدت زوجھا یقع علیھا الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۷) یعنی جس عورت ومرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں الصالحین سے یا تو شرعی معنی مراد ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں اور زوجین اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیحصن دینھم ویحفظ علیھم صلاحھم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵) یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ
لکھت آزادی کی مال کہ ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے ہیں تو لکھو لکھ کر دینا اگر سمجھو
فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ
ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمکو دیا ہے
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں ۳۵ قید سے رہنا
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ
کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے گا
فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳
تو اللہ ۳۵ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ
اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں ۳۶ کھلی ہوئی اور کچھ حال
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۴ اَللّٰهُ
ایسا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف اللہ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ
روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ۳۷ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ
اس میں ہو ایک چراغ ۳۸ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا جیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا
وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ

چوتھا قانون معاشرت ۱۲

ع ۴ ۱۰ ۱۰

دوسری توضیح ۱۲

موضح قرآن ف لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام، لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھیں تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کرے گا اور دولتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروانی مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ف۲ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قندیل روشن است ۱۲۔ ف۲ یعنی در قندیل ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(قیل المراد بالصلاح صلاحا للعتوی ای الصالحین للنکاح والقیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۲) ۳۴ ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہو سکتے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقر یا غنی کر دیتا ہے ۳۵ ولیستعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجدون نکاحا) استطاعۃ تزوج من المھر والنفقۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان و نفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر و ضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کر دے تو نکاح کر لیں ۳۶ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہو جائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو خیرا سے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کر دو۔ ای امانۃ وقدرۃ علی الکسب (روح) ۳۷ اٰتوھم الخ جب ان کو مکاتب کر دو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح، معالم، خازن) ۳۸ ولا تکرھوا فتیٰتکم الخ یہ صلاح و عفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کر دیا ہے اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبداللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جاریتان یقال لھما مسیکۃ وصعاذۃ وکان یکرھھما علی الزنا ضربیۃ یاخذ منھما الخ (خازن ج ۵ ص ۷۵) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الآیۃ بل ھی عامۃ فی سائر المکلفین (روح ج ۱۸ ص ۱۵۶) ۳۸ ان اردن الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادہ تحصن کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادہ تحصن نہ ہو تو اکراہ کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اول ارادہ تحصن کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقبیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک رہنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آ چکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک رہنے کا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولیٰ انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ (آل عمران) یہاں اضعافا مضاعفۃ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مفرد جائز ہے فیہ تو بیخ للموالی ای اذا رغبن فی التحصن فانتم احق بذلک (مدارک ج ۳ ص ۱۱۰) دوم ارادہ تحصن کا ذکر اغلب حالات کی رعایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر و اکراہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر و اکراہ کی نوبت نہیں آئے گی اذا شرط الارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم ترد التحصن فانما تبغی بالطبع (خازن ج ۵ ص ۷۶) سوم۔ لا تنکحوھا فتیٰتکم الخ نکاح کر دینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کر دو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف و طہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قال الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان کے انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہیے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ۳۹ ومن یکرھھن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیھن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم و گناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر و اکراہ کے بعد بمقتضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سرزد ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعلیق المغفرۃ لھن مع کونھن مکرھات لا اثم لھن... لاعتبار انھن وان کن مکرھات لا یخلون فی تضاعیف الزنا عن مثابۃ مطاوعۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۵۸) ۴۰ ولقد انزلنا الخ..... دوسری بار ترغیب مع تخویف دنیوی آیت مبینات دلائل توحید اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گذشتہ لوگوں کے قصص و امثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انابت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں ۴۱ اللہ نور السموٰت الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو جائیں گے اور مسئلہ توحید اور دین اسلام سے پھر جائینگے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح و تطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعوی توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموٰت والارض اللہ تعالیٰ سارے جہان کا نور ہے سارے جہان کی رونق اور چہل پہل اسی کی ذات سے قائم ہے۔ سارے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ذرے ذرے سے اس کی قدرت ظاہر و ہویدا ہے۔ وہی سارے جہان کا مدبر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاھد وابن عباس فی قولہ (اللہ نور السموٰت والارض) یدبر الامر فیھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹) (روح ج ۱۸ ص ۱۶۳) قال مجاھد

Maktaba Tul Ishaat.com

يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ
کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے
لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ
اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ
اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا کہ
تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ
بلند کریں اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اسکی وہاں صبح اور
وَالْاٰصَالِ ۝۳۶ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ۙ
اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے
يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝۳۷
ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائینگے دل اور آنکھیں
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ
تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادہ دے ان کو
فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۸ وَ
اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
جو لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو
مَاۗءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
پانی یہانتک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر پورا

ف توضیح پر نور ہے یعنی ہدایت کرتا ہے اللہ اپنے نور کی جسکو چاہے ۱۲

ف یعنی بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کارسازی سارے جہان کے ذرے ذرے سے ظاہر و عیاں تھی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات کی ضیا پاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر چمکا اٹھا اور پھر

ف یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان و زمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کیا قدر ابن عباسؓ نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چنگا ہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا ہے ف ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بدعمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بدعمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

موضح قرآن

فتح الرحمٰن ف حاصل این مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلماں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد و بہت اشعار بآں مواظبت می فرماید ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

نور علی نور کا مصداق بنگیا یھدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے سارے جہان میں ظاہر وعیاں ہے۔ جہان کے ذرّے ذرّے سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چراغ کی روشنی وضوح و انجلار کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کارساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ویضرب اللہ الامثال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ھو اعلم بمن یستحق الھدایۃ ممن یستحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) فی بیوت الخ دعوی توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف ومختار اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس کرتے ہیں۔ فی بیوت ظرف لیسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیھا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت وفیھا تکریر لقولک زید فی الدار جالس فیھا (بحر ج ۶ ص ۴۵۸) یا فی بیوت جزء مقدم ہے رجال نکرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والمراد بالاذن الامر وبالرفع التعظیم (روح ج ۱۸ ص ۱۴۵) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما المراد بہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وھو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۵) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح وشام اس کی تسبیح و تقدیس کا ورد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادات ہی سے غافل ہوجائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے یخافون یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہوجائینگے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیھم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح وتقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی جزاء دے اور مزید فضل ومہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزق من یشاء ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل وکرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار وکارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہے کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب کے بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب یہ کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین وآسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت ودعا میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافرخانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالھم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قیعۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو تپتی ہوئی صحرا میں سفر کر رہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بدحال ہوچکا ہو، دور سے اسے سراب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام ونشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا رأی السراب من ھو محتاج الی الماء یحسبہ ماء فقصد یشرب منہ فلما انتھی الیہ (لم یجدہ شیئا) فکذلک الکافر یحسب ان عملا وانہ قد حصل شیئا فاذا وافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیھا ولم یقف علی افعالہ لم یجد شیئا بالکلیۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۶) حتی اذا الخ۔ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد ظلمات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ محذوف ہوگا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائینگے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انھیں امید حق ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کریگا او کظلمات الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک وجہالت کے ایسے ہی تہ بتہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رشد وہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک وضلالت کے ان دبیز اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبھھا (اعمالھم) فی ظلمتھا وسوادھا لکونھا باطلۃ وخلوھا عن نور الحق بظلمات متراکمۃ من لج البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمناک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضاجوئی کے لئے ناچ وگانے کی نذر ومنت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر الیفا نذر کے طور پر ناچ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان وقلم کی نوک پر لانے سے شرم وحیا مانع ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ
اسکا لکھا اور اللہ جلد لیتے والا ہے حساب طرف یا جیسے اندھیرے کہ دریا میں

لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ
چڑھی آتی ہے اوپر ایک لہر تیسرے اوپر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ
اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ قریب نہیں کہ اسکو دیکھ سکے

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ
اور جسکو اللہ نے نور نہ دیا اس کیواسطے نہیں روشنی دنیا کی کہیں

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ
دیکھا کہ اللہ کی پاکی کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں اور اڑتے

صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
پر کھولے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور پاکی اور اللہ کو معلوم ہے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى
جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور

اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ
اللہ ہی کی طرف جانا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر ملا دیتا ہے

بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
پھر ان کو رکھتا ہے تہ پر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے

خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ
بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ
اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

ع ۱۱ ۵۴۷

۵ منزل ۴

غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ وللہ ملک السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی وہی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر۔ من پر معطوف ہے۔ اور پر صافات اس کے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جس رخ چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں کل کی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے ای کل واحد منہ ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل و مسبح صلاۃ نفسہ و تسبیحہ الخ (ابو سعود ج ۶ ص ۳۵۰)۔ وبالجملہ فالمراد بالصلوٰۃ والتسبیح ما الہمہ اللہ تعالیٰ کل واحد منہما من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵۰)۔

۴۹ الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی سی سلب کرلے۔ یہ سارا نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب اللیل والنہار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی

موضح قرآن ۔ کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمٰن ۔ حاصل این مثل آنست کہ اعمال کافر ضبط شود و در آخرت آنرا ہیچ ثواب نباشد ۱۲ منہ حاصل این مثل آنست کہ ہر کافر ظلمات بہیمیہ متراکم شدہ است و انوار ملکیہ از وی بکل معدوم شدہ است ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ
ابھی اسکی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
رات اور دن کو اس میں دھیان کرنی ہے آنکھ والوں کو
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
اور اللہ نے بنایا ہر چلنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے
عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ
اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي
چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں کھلی کر بتانے والی اور اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
چلاتے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
۵۲ ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم ہمیں گئے پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں مانتے والے اور جب
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
ان کو بلاتے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ کرے جب ہی ایک فرقہ ان کا
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آتیں اسی طرف قبول کرکر

آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء ۔۔۔ من جبال ای من قطع عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۱۸ ص ۱۵)

۵۰ واللہ خلق الخ یہ دعوئ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع واقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوپائے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سارے جہان میں متصرف ہے ۵۱ ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے

۵۲ ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکوی ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعوی کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تک کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعوئ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی کے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ چلو اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لھم الحق الخ لیکن اگر انھیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا تو وہ ذکر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعۃ طلبا لحقھم لا رضا بحکم رسولھم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵)

۵۳ افی قلوبھم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا اور رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انھیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ھم

Maktaba Tul Ishaat.com

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴ (انما کان الخ) منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں اخروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو۔ مخلصین کا حال یہ ہے کہ

أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ
کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا وہمے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا
اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾
ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ط
إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
ایمان والوں کی بات یہ ہے کہ جب بلائے انکو اللہ اور رسول کیطرف
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
فیصلہ کرے انکے درمیان تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہی لوگ کامیاب
الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَ
ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ تعالیٰ سے اور
يَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ
پرہیز چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی
أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ
کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو ضرور نکل کھڑے ہونگے تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری
مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا
چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو
اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ
اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۵۶ پھر اگر منہ پھیروگے تو اس کا ذمہ ہے
مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ
جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو
تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ
تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کرلیا ہے اللہ نے

دہ اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون وچرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ و من یطع اللہ الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے یخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵)

۵۵ واقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپکا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائینگے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کنی کترا جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرما دیا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعۃ معروفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدا محذوف ای طاعتکم طاعۃ وجملۃ تعلیل للنھی کانہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعۃ لان طاعتکم طاعۃ معروفۃ بانھا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطاۃ من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ قل اطیعوا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرما دیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ ای فان تتولوا بحذف احدی التاءین

موضح قرآن ف دل میں روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

(قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۶) یرید فان تتولوا فانما رتسوہ و انما ضمر رقم انفسکم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۶) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو ان کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کروگے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤگے اور ان کے احکام کی تعمیل کروگے تو فلاح دارین کی راہ پاؤگے اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہوگے۔ ورنہ تمہاری سرکشی شرارت اور مخالفت سے پیغمبر کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کے ذمہ فریضہ تبلیغ تھا جو اس نے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں ۵۷ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کردیگا انکو
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ
ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو ۱۲ اور
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
جمادیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کردیا ان کیواسطے اور دیگا ان کو
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے ۵۸ شریک نہ کرینگے میرا
شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵
کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف ۲
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اور قائم رکھو نماز کو اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ
تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تھکا دینگے
فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۵۷ يٰٓاَيُّهَا
ملک کو ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانیکی اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ
ایمان والو اجازت لیکر آویں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف ۳ اور
الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ
جو کو نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی
صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

اس طریق سے ادا کردیا۔ وما علی الرسول الا البلغ المبین التبلیغ الموضح فضمر رعدم القبول لیس لا لکم (جامع ص ۳۱۱) ۵۷ وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔ اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرما دیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہوگئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جبابرہ مصر اور عمالقہ شام کو ہلاک کرکے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کردیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرکے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم ای بنی اسرائیل حین اورثھم مصر و الشام بعد ھلاک الجبابرۃ (بحر ج ۶ ص ۴۶۹) ۵۸ یعبدوننی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ مستانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقہ پادشاہ ساخت ۱۲ ف۲ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رض کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور مجھے ہی سارے جہان کا متصرف و کارساز سمجھیں گے اور حاجات و مہمات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ لا یعبدونني لا یشرکون بي شیئا ففیہ دلالۃ علی ان الذین عناھم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشرک (کبیر ج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تخویف و تہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور ناقدری کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال و جان اور ان کی عزت و آبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھا لیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ قال اھل التفسیر اول من کفر بھذہ النعمۃ وجحد حقھا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوہ غیر اللہ ما بھم وادخل علیھم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوۃ (خازن ج ۵ ص ۲۷) ۵۹ واقیموا الصلوٰۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضر الفصل وان طال (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) ۶۰ لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر و شرک میں منہمک اور ہمارے احکام سے بغاوت و سرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائیں گے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
کی نماز سے پہلے یہ تین وقت ان کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ گناہ نہیں تم پر اور نہ ان پر
جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ
ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ
کھول دے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ﴿۵۸﴾ اور جب پہنچیں
الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
لڑکے تم میں کے عقل کی حد کو تو اجازت لیں جیسے لیتے رہے ہیں ان سے
قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ
اگلے یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ﴿۵۹﴾ اور
الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جو بیٹھ رہی ہیں عورتیں بیاہ کی آس جن کو توقع نہیں بیاہ کی ان پر گناہ نہیں
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ
کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے بے نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس
يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ
سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ﴿۶۰﴾ نہیں ہے
عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
اندھے پر گناہ کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ
الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ
بیمار پر کچھ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے
بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

دوسرا حصہ اصلاح و تطہیر معاشرہ کیلئے

تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر

موضح قرآن ۱ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ۲ ویسی پروانگی جیسے بڑے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں ۳ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ۴ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمٰن ۱ حاصل آنست کہ محارم و اطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند و عریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را و اطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی ۶۱ یاایھا الذین اٰمنوا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت وعصمت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام وہدایات کا تتمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ھذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الآیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص۲۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالطت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور لونڈیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینی چاہیئے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح الخ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافون علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد ورفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے یطوفون علیکم للخدمۃ وتطوفون علیھم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی حرج وھو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج۳ ص۱۱۱) ۶۲ واذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جس کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں معاشرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۶۳ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۶۴ لیس علی الاعمیٰ الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اپنے بھائیوں کے گھر سے یا اپنی بہنوں کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی
عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ
پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی
مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا
کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر کو نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ اکٹھے مل کر
اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً
یا جدا جدا پھر جب داخل ہو گھروں میں تو سلام کرو اپنے لوگوں پر دعا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے نشانیاں
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
تاکہ تم سمجھو تو ف ایمان والے وہ جو یقین لائے ہیں اللہ کو
وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا
اور اس کے رسول پر جب ہوتے ہیں اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے
حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
جبتک کہ اجازت لیں تجھ سے جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ
مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے کسی کام کے اپنے
فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ
تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کو اللہ سے
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۲ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کرو بلانا رسول کا

موضح قرآن ۱؎ یعنی اپنائیت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہو تو اس کی مرضی چاہیئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کرو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمٰن ۱؎ یعنی نگاہبان وکیل حفظ او باشد ۱۲ ۲؎ یعنی اذنی کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند وحاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انھیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگڑے اور مریض وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوئی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انھیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان

بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ
اپنے اندر برابر اسکو جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو
يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ
جو سرک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں
عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ
اسکے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
عذاب دردناک سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں
وَالْأَرْضِ ۗ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ
اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن
يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ
پھیرے جائینگے اسکی طرف تو بتا دیگا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾
چیز کو جانتا ہے

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۃ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ
بڑی برکت ہے اسکو جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾ الَّذِي لَهُ
تاکہ ہووے جہان والوں کیلئے ڈر سنانیوالا وہ کہ جسکی ہے

ع ۹ ۱۵

منزل ۴

معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تھے اس کے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھانا لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیزوں یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلائے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں (روح وغیرہ) جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھانا لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ او ما ملکتم مفاتحہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنجی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں دے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھا پی سکتے ہو او صدیقکم اسی طرح اپنے گھر کے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی قید نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فھذہ رخصۃ من اللہ تعالیٰ ان یاکل الرجل وحدہ ومع الجماعۃ وان کان الاکل مع الجماعۃ ابرک وافضل (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۵) ۵۶ فاذا دخلتم الخ یہاں گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علی انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو۔ عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علی بعض نظیر قولہ تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۱۸ ص ۳۲۲)

حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ ابھر آتا ہے وصفھا بالطیبۃ لان سامعھا یستطیبھا (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۱۹) کذالک یبین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام

موضح قرآن ۱؎ حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شریعت اور آداب معاشرت کھول کر اور واضح کر کے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۶۶ انما المومنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت لیکر مجلس سے نکلتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرما دیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا شائبہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہو سکے ۶۷ لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ حکم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ اجتماعکم عندہ لامر فدعاکم فلا تقربوا منہ الا باذنہ ولا تقیسوا دعاءہ ایاکم علیٰ دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۱) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپکا نام لیکر آواز دو نہ دور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر آپکو پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصح من بعید یا ابا القاسم بل عظموہ کما فی الحجرات ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیۃ وقال سعید بن جبیر ومجاھد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بجھر (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲) ۶۸ قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پاکر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لواذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یستتر بعضھم ببعض حتی یخرج (روح ج ۱۸ ص ۲۲۶) فلیحذر الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تخویف دنیوی اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر نکل جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (ان تصیبھم فتنۃ) ای تلا تصیبھم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الآخرۃ (خازن ج ۵ ص ۹۲) ۶۹ الا ان للہ الخ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سارے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں للہ ما فی السموٰت والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرھا خلقا وملکا وتصرفا ایجادا واعدادا ابدأ واعادۃ لا لاحد غیرہ شرکۃ او استقلالا (روح ج ۱۸ ص ۲۲۸) ۷۰ قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اسے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہو گے تو وہ تمہارے اعمال ظاہرہ و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کر دے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تخویف و تہدید ہے قد یعلم ما انتم علیہ ای من مخالفۃ امر اللہ وامر رسولہ وفیہ تھدید ووعید والظاھر انہ خطاب للمنافقین (بحر ج ۶ ص ۳۴۷) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ نور میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱:۔ ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ الخ (ع ۲) نفی علم غیب از نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔
۲:۔ اللہ نور السموٰت والارض الخ (ع ۵) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے
۳:۔ الم تر ان اللہ یزجی سحابا ۔۔۔ تا ۔۔۔ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر (ع ۶) نفی شرک فی التصرف
۴:۔ وعد اللہ الذین امنوا ۔۔۔ تا ۔۔۔ لا یشرکون بی شیئا (ع ۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی
۵:۔ حد زنا، حد قذف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔
۶:۔ مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔
۷:۔ آداب و حقوق رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔

(آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے صبح سورۂ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ نجاؤ بخاری)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۵ سُورۃ الفُرقان

ربط نامی ربط۔ سورۂ نور میں فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورۂ فرقان میں فرمایا تبٰرک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط: سورۂ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ لم یتخذ ولدا یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منتیں دو۔ اب سورۂ فرقان سے سورۂ سبا تک بطور ثمرہ و نتیجہ یہ بیان ہوگا کہ جب کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں تو برکات دہندہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہٰذا اسی کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اوّل ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبٰرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ الخ فرمایا یعنی برکات دہندہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جسکا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل وخلق کل شیء الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات دہندہ ہے اسکے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعوے پر عقلی دلیلوں کے بعد واتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بے بس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات دہندہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوی اولیٰ ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکوی ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکووں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا مالھذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھانا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکوی۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیجا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ اویلقی الیہ کنز الخ چھٹا شکوی۔ رسول کی تو بڑی شاندار شان و شوکت ہونی چاہیئے۔ وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیئے۔ ان تینوں شکووں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آئے ہیں۔ وقال الظلمون الخ یہ مذکور تینوں شکووں سے متعلق ہے۔ تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعیم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعۃ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ثبورا کثیرا تخویف اخروی ہے۔ قل اذٰلک خیر ۔۔۔ تا ۔۔۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم یحشرھم ۔۔۔ تا ۔۔۔ نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں تھے۔ برکات دہندہ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین ۔۔۔ تا ۔۔۔ وکان ربک بصیرا یہ چھٹے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب لوازم بشریہ سے متصف تھے، ہماری سنت جاریہ یہی ہے وقال الذین لا یرجون الخ (ع ۳) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے یہ زائد بات ہے یوم یرون الملٰئکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصحٰب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ ویوم تشقق السماء ۔۔۔ تا ۔۔۔ ھذا القرآن مھجورا تخویف اخروی۔ وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

Maktaba Tul Ishaat.com

الذین کفروا لولا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کر کے خود بنا لیتے ہو کذالک لنثبت بہ فؤادک الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولا یاتونک بمثل الخ ساتوں شکووں کا جواب ہے کر فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجوھھم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر یہی دعوی تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد اتینا موسی الکتاب الخ (ع ۴) یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تخویف دنیوی۔ وعادا و ثمود ا۔ تا۔ وکلا تبرنا تتبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تخویف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذا رأوک۔ تا۔ بل ھم اضل سبیلا زجریں ہیں۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ (ع ۵) یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وھو الذی جعل لکم اللیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وھو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آٹھویں عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینھم لیذکروا الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وھو الذی مرج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا ملا جاملا اکٹھے چلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وھو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالی کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ویعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالی ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما ارسلناک الا مبشرا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الحی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندہ جاوید ہے۔ الذی خلق السموت والارض الخ یہ دعوی سورت پر گیارھویں عقلی دلیل ہے سارے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سارے جہان میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذا قیل لھم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدائے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبارک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعوی پر بارھویں عقلی دلیل ہے جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالی ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وھو الذی جعل اللیل والنھار الخ یہ تیرھویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یجزون الغرفۃ۔ تا۔ حسنت مستقرا و مقاما میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی الخ۔ تخویف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات بابرکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیئے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں آپکو بے حد و حساب انعام و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کریں گے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالی ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیبؑ اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہیں ان کے انکار و جحود کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

مختصر خلاصہ دعوی سورت کا تین بار ذکر، دعوی سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعوی مذکورہ کے بارے میں سات شکووں اور شبہوں کے جوابات زجر و تخویف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ
سلطنت ہے آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی
يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
اسکا ساجھی بادشاہی میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو
تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ
ماپ کر اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے
شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا
کوئی چیز ۵ اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے جی کے برے کے
وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝
اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ
اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے
وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا
اور ساتھ دیا ہے اسکی اس میں اور لوگوں نے سو آئے بے انصافی
وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ کہانیاں ہیں پہلوں کی جن کو اسنے لکھوا رکھا ہے سو وہی
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ
لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح اور شام ف تو کہہ ۶ اسکو اتارا ہے اس نے جو
يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ
بخشنے والا مہربان ہے ف اور کہنے لگے ۸ یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

۲ تبارک الذی یہ دعوی سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منقبت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاء بکل برکۃ وخیر (خازن ج ۵ ص ۹۳) عن ابن عباس معناہ جاء بکل برکۃ دلیلہ قول الحسن بحی البرکۃ من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ تبارک غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یستند فی الاغلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۰ ص ۳) وھی کلمۃ تعظیم لہ لا تستعمل الا للہ وحدہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۱) ۳ الذی نزل الخ یہ دعوی سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے معرف علت ہیں۔ الفرقان سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے سماہ ھھنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والغی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۵) لیکون للعلمین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۴ الذی لہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شیء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی متمکن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہو گا؟ ہرگز نہیں لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لم یتخذ ولدا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسبی ولدیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلہ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کار مختار نہیں بنا رکھا۔ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (روح ج ۱۸ ص ۲۳۲) ولم یتخذ ولدا نفی الظاھر نفی الاتخاذ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (بحر ج ۶ ص ۴۸۰) ولم یتخذ ولدا نفی بین سبحانہ انہ ھو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبودا لو وارثا للملک عنہ (کبیر ج ۶ ص ۴۳۵) فقدرہ تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک انداز سے کیسا تھ وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہو گا؟ ۵ واتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے غضبی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ الٰہ اور برکات دہندہ

موضح قرآن ف اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافر یوں کہنے لگے ۶ یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے یہ آتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا

مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس ۹ خزانہ یا ہوجاتا اس کیلئے ایک باغ

يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

کھایا کرتا اس میں اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد

مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

جادو مارے کی دیکھ کیسی جملے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ

اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کرے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ بہتی ہیں ان کے

الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ

نہریں اور کرے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت

وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ

کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے جو جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب وہ دیکھے ان کو

مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا

دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھلانا سے اور چلانا اور جب ڈالے جائیں

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک جوڑی کی بندھے پکارے اس جگہ موت کو مت پکارو آج

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ

ایک موت کو اور پکارو بہت سی موتوں کو ف کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ کا

التي وعد المتقون

صفحہ ۴۳

کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے پس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیر سے وہی اس کے سامنے پڑھا اور رٹا جاتا ہے ۸ قال اولہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکووں کا جواب ہے نیز دعوی سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعوی اور یہ قرآن جو اس دعوی کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعوی مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سارے جہان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگذر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیمہلھم ولا یعاجلھم بالعقوبۃ وان استوجبوھا بکفرھم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دنیا و دین بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۹ وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاٹتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذا کان کذلک فکیف ابین لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز علینا بالنبوۃ (خازن ج ۵ ص ۹۳) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا کوئی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ھلا انزل الیہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاھدا علی صدق مایدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۱) ۱۰ اویلقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض از راہ عناد و مکابرہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عیاذا باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جبار یت لگ چکی ہے اس لئے اب انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَّمَصِيرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيهَا
جس کا وعدہ ہو چکا ہے پرہیزگاروں کو وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کو بیشک دیا

مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ
جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگنے کا ف اور جس

يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ
جمع کرے گا ان کو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر کہے گا کیا تم نے بہکایا

عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ
میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بھٹکے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے

يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ
بن نہ آتا تھا کہ پکڑ لیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو نے فائدہ پہنچایا ان کو

وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ ۖ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُم
اور انکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونے والے سو وہ تو جھٹلا چکے تم

بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم
تمہاری بات میں اب نہ تم لوٹا سکتے ہو ف اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں ظلم کرے گا

مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿۱۹﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
ہے اسکو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ف

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَ
رسول سب کھانے تھے کھانا اور

يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک کو سمرے کے

فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾
جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف

ع ۲ ۱۱ ۱۲

شکووں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لف و نشر غیر مرتب ۱۰ تبٰرک الذی الخ یہ دعوی سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیئے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شاء جعل میں ان شک کے لئے نہیں بلکہ بمعنی اذا ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہیگا آخرت میں ایسا کریگا۔ بل کذبوا بالساعۃ الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخرت کے منکر ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو ذاتیات کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن کذب سے واذا القوا منہا الخ مکانا مفعول فیہ ہے اور منہا اس سے حال مقدم ہے۔ احی فی مکان ضیق منصوب علی الظرفیۃ و (ضیقا) حال منہ (روح ج ۱۹ ص ۲۴۳) مقرنین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ہلاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈالدیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ۱۲ منہ اذلک خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزا ملیگا اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو جنت کی طرف لے جائے لہم فیہا الخ جنت کے مزید عیش و آرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک سے حال ہے

موضح قرآن ف یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ذمے پر تفسیر حسینی میں ہے ف یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف پیغمبر ہمیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہمیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ترجیح اس کو ہے کہ یشاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئولا اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی وحمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی لہٰذا مسئولیت یہاں وعدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کنایۃ عن کونہ امرا عظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئولا حقیقۃ بمعنی یسأله الناس فی دعائهم ربنا آتنا ما وعدتنا علی رسلك (روح ج ۱۸ ص ۲۴۶)

۱۳ ویوم یحشرهم الخ یہ تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یرید المعبودین من الملائکۃ والمسیح وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) قال الجمهور من عُبد ممن یعقل ممن امر بعبادته کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر (روح الاظہر البحر ج ۶ ص ۴۸۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو جو دنیا میں تمہیں کارساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحانك الخ اللہ کے وہ نیک بندے بصد عجز و نیاز عرض کریں گے بارے الٰہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کارسازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ماکان لنا ان نتخذ من دونك من اولیاء فکیف بمن هو دونهم ان نعبدهم بل امرتهم بعبادتك وعبادة من هو مولی لنا ومولی لهم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) ما کان لنا ان نتخذ من دونك من اولیاء ولا نعبد غیرك فکیف نامر غیرنا بعبادتنا ونحن نعبدك ونحن عبیدك (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۶) ۱۴ ولکن متعتهم الخ اے ہمارے پروردگار! ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو رہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہانتک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے (کانوا قوما بورا) اس طرح شقاوت اور بدبختی ان پر غالب آ گئی اور وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔ انهی انت الذی اعطیته جمیع مطالبه من الدنیا حتی صار کالغرقی فی بحار الشهوات واستغراق فیها صارصادا له عن التوجه الی طاعتك والاشتغال بخدمتك (کبیر ج ۶ ص ۴۵۹) ۱۵ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے یقال لهم مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلا دیا ہے تمہارا دعوی تھا کہ وہ تمہارے کارساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انہیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ شهیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (سورہ یونس ع ۴) فما تستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکتے اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ویذقه منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین سے یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور بولے ۱۳ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اتارے ہم پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا
اور سرچڑھ بیٹھے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ۱۴ دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ

بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا
خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روکی جائے

مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ
کوئی آڑ ۱۵ اور ہم پہنچے ۱۶ ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ
پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑاتی ہوئی ۱۷ بہشت کے لوگوں ۱۸ کا اس دن

خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ
خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جس دن پھٹ جائے

السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے اتار کر وار

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ
بادشاہی اس دن سچی ہے رحمن کی اور ہے

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ
وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
کاٹ کھائے گا ظالم ۱۹ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

فتح الرحمن ۱۲ یعنی آسمان بہیئت معتادہ خود باشد اما ابرناگاہ منشق شود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾

اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ

اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے بعد اسکے کہ پہنچ چکی تھی میرے پاس اور ہے

الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ

شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے

يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾

اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ

اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے

وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ

اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنیکو ۔ اور کہنے لگے

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا

وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ

ایک جگہ ہو کر اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہے اس کو

تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

ٹھہر ٹھہر کر ۔ اور وہ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ تک ٹھیک بات

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ

اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ جمع کرلائے جائینگے اوندھے منہ

إِلٰى جَهَنَّمَ ۙ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾

دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایھا المکلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الھا آخر کیفعلوا ۱۲ الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ ص

۱۶ وما ارسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہو جانی چاہیئے حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان و ابتلاء مقصود ہے التصبرون کیا تم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای محنۃ و ابتلاء وھذا تصبیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما غاظہ بہ من الفقر ومشیہ فی الاسواق یعنی انہ جعل الاغنیاء فتنۃ للفقراء لیعطی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴)

۱۷ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے برائے بیان زیادت یعنی اور نیز سنا مشرکین جو منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل علینا الملٰئکۃ فنخبرونا انک رسول حقا او نری ربنا فیخبرونا بذلک (بحر ج ۶ ص ۴۹) لقد استکبروا فی انفسھم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے ۱۸ یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اسلئے فرشتے کہیں گے آج مجرموں کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہارھا ومحجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۳ ص ۱۲۵)

۱۹ وقدمنا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قدمنا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قدمنا ای عمدنا (مظہری ج ۷ ص ۱۳) ھباء غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ لینے سے کنایہ ہے ای باطلا لاثواب لہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ رحم وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملیگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

موضح قرآن ف یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لاوے گا ف یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جس سے مشرکین وکفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ھباء منثورا ای باطلا لاثواب لہ لفوات شرط الثواب علیہ من الایمان و الاخلاص للہ تعالیٰ (مظہری) ۲۰ اصحب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقر رہنے کی جگہ مقیلا استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن ایمان والوں کو ہمنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشقق السماء الخ یہ تخویف اخروی ہے الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئیگی اسطرح وتنزل الملئکۃ تنزیلا ماقبل کا بیان ہے اور واؤ تفسیر یہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملک یومئذ الحق الخ بادشاہ تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوما الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین اعسیرا کے متعلق ہے ۲۱ ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین وکفار حسرت وندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لاکر اللہ کی توحید اور اس کے برکات دہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویلتی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور اور صنادید کفر سے دوستی نہ گانٹھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اضلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹا دیا۔ خذولا خوار کرنے والا۔ شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کرکے ان کو شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں برکات دہندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ جھوٹے اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذولا ھو مبالغۃ من الخذلان ای من عادۃ الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) ۲۲ وقال الرسول الخ الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار وطغیان اور عناد وعدوان دیکھ کر اظہار افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد وعناد اور رد وانکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لا اکثروا من الاعتراضات الفاسدۃ ووجوہ التعنت فاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشکا ھوالی اللہ تعالیٰ وقال یارب..... اکثر المفسرین ان قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابومسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الاخرۃ..... والاول اولی لانہ موافق للفظ الخ (کبیر ج ۶ ص ۴۷۰) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد وعناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداوۃ قومہ وکفاک فی ھادیا الی طریق قھرھم والانتصار منھم وناصرا لک علیھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کرکے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کرکے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنثبت بہ الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلناہ یہ شبہہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں ورتلناہ ترتیلا یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے ترسل وترتیل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک) ۲۵ ولا یاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب وغریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا سات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کرے گا۔ ولا یاتونک بمثل سؤال عجیب من سؤالاتھم الباطلۃ کانہ مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا تحیل عنہ..... وھو احسن تکشیفا لما یعتذ علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۶ ص ۴۹۷) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ محض ضد وعناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مونہوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ ضد وعناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب ان کے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ
اور ہم نے دی ۳۵ موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کیساتھ اسکا بھائی
هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
ہارون کام بٹانے والا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ
جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو پھر ہم نے مار اجنکو اکھاڑ کر اور قوم نوح کی
لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہم نے انکو ڈبو دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق
اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا
نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کیلئے عذاب دردناک اور عاد کو
وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں
كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا
بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے
تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ
غارت کر کر اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا
برا برسانا کیا نہ دیکھتے تھے ان کو نہیں پر
لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ
امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جب ان تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں تجھ سے
اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾
مگر ٹھٹھے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لائے، قوم نے تکذیب کی تو انھیں بھی غرق کر کے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ وعادا وثمود الخ تا وقرونا بین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ہیں قوم عاد کیطرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان قوم کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ وکلا ضربنا لہ الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل وبراہین اور امثال و اشباہ سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاند اقوام نے پھر بھی انکار کر دیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا ۲۸ وقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کر کے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گذرتے تھے افلم یکونوا یرونہا۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بھا فی اسفارھم فیعتبروا ویتفکروا الان منازل قوم لوط کانت علی طریقھم عند ممرھم الی الشام (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۲۵) بل کانوا لا یرجون نشورا ہلاک شدہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ حشر ونشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب وعذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرۃ بالبعث لا یخافون بعثا فلا یؤمنون (مدارک ج ۳ ص ۱۲۵) لا یرجون ای لا یخافون او لا یعتقدون ۲۹ واذا راوک الخ یہ شکوی ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت وپکار پر جمے نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم بچ گئے یعنون انہ کاد یفتنھم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا وتجلدوا واستمروا علیھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۹) وسوف یعلمون الخ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

موضح قرآن ۔ کنوئے والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوئے میں مونڈا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول۔۔۔۔ خلاص ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے ۳۰ اس آیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کاد لیضلنا عن الھتنا بھی قرینہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالآیۃ ۃ

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا
یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے
عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت وہ دیکھیں گے عذاب کو
مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۲ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ
کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو تُو اس کو جس نے پوجنا
هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝۴۳ اَمْ تَحْسَبُ
کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا تو خیال کرتا ہے
اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ
کہ بہت سے ان میں سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں
اِلَّا كَالْاَنْعَامِ ۭ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۴ اَلَمْ
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے تو نے نہیں
تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاۗءَ لَجَعَلَهٗ
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو اور اگر چاہتا تو اس کو
سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝۴۵ ثُمَّ
ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اسکا راہ بتلانے والا پھر
قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝۴۶ وَهُوَ الَّذِيْ
کھینچ لیا ہم نے اسکو اپنی طرف کھینچ سمیٹ کر ف اور وہی ہے جس نے
جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّ
بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور
جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝۴۷ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ
دن کو بنا دیا اٹھ کھڑے ہونے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

من عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ھواہ و من اطاع الھوی فی سائر المعاصی وھو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲) اسی مفہوم کی ایک آیت سورۂ جاثیہ (ع ۳) میں ہے افرأیت من اتخذ الھہ ھواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام تحسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لا یفھمون لا یلتفتون الی استماع الحق او تدلا الی تدبرہ عقلا و مشبھین بالانعام التی ھی مثل فی الغفلۃ والضلال الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) ۳۱ الم تر الی ربک الخ یہ دوسری عقلی دلیل سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سکیڑتا ہے اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹتا بڑھتا ہے وھو الذی جعل لکم الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا وھو الذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار ہوائیں چلاتا ہے جو باران رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ۔

موضح قرآن ف اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ مٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ اور ۲ یعنی بہر صفت کہ آفتاب تقاضا میکند می رود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ
ہواؤں خوش خبری دینے والیاں اپنی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے
السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا
آسمان سے پانی پاک حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اسکی مرے ہوئے دیس کو
وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾
اور پلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو
وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۫ فَاَبٰۤى
اور بیشک طرح طرح سے تقسیم کیا ہے اسکو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے
اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا
بہت لوگ بدون ناشکری کئے اور اگر ہم چاہتے تو اٹھاتے
فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ
ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا
وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ
اور مقابلہ کر انکا اسکے ساتھ بڑے زور کا اور وہی ہے
الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ
جس نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا اور یہ کھاری
اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾
ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روک ہوئی
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا
اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کیلئے جد
وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ کرسکتا ہے اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر

اناسی، انسی کی جمع ہے جیسا کہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعوی توحید کو گوناگون دلائل سے اور مختلف اسالیب بیان سے واضح کرکے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولو شئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کا کام آپ سے ملکا کردیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیج دیتے لیکن ہم نے فیصلہ کرلیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطاء کیا جائے تاکہ آپکا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ اور آپکا اجر و ثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کافروں کی کوئی بات نہ مانیں اور اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی و رہنما آپ ہی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے یہ ای بالقرآن یعنی بدلائلہ یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کرکے ان تک پہنچائیں وجاھدھم بہ ای بالقرآن (خازن ج ۵ ص ۸۶) لما علم تعالیٰ ما کابد الرسول من اذی قومہ اعلمہ انہ تعالیٰ لو اراد ولبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخف عنک الامر ولکننا اعظم اجرک واجلک اذ جعل انذارک عاما للناس کلھم وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (بحر ج ۶ ص ۵۰۶) وجاھدھم بسبب کونک نذیرا کافۃ القری جھادا کبیرا جامعا لکل مجاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳۴ وھو الذی مرج الخ یہ دعوی سورت پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک ایسا پردہ حائل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرئی پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاجزا غیر مرئی من قدرتہ (ابو السعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۵ وھو الذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ایک قطرۂ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نسبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۶ ویعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھتے ہیں جو نہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کے مالک نہ ہوں دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علی ربہ ظھیرا۔ علی ربہ میں تضمین ہے۔ ای عالیا علی مخالفۃ ربہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظھیرا کے معنی ہیں پیٹھ پیچھے والا یا ظھیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

موضح قرآن ف یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے تو بیسوں کی بہتات کردے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ف اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کرسکتا ہے یعنی مارے پھر جلادے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر
عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پیچھے ڈالا اور تجھ کو ہم نے نہیں بھیجا مگر
مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر
مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾
کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑے اپنے رب کی طرف راہ
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۗ وَكَفٰى
اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی
بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۨ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے آسمان
وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم
الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہے
لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا
ان سے سجدہ کرو رحمن کو کہیں رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرتے ہیں ہم جس کو
تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ۩ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي
تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدکنا بڑی برکت ہے اسکی جس نے بنائے
السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاندا جالا کرنے والا

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اس زندۂ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فانہ الحقیق بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شانھم الموت فانھم اذا ماتوا اضاع من توکل علیھم (ابوالسعود ج ۶ ص ۴۹۸) وکفی بہ الخ یہ گنہگاروں کیلئے تخویف اخروی ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا ۵۹ الذی خلق الخ یہ دعوی سورت پر گیارھویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہٰذا برکات و منفعت بھی وہی ہے الرحمٰن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو الرحمٰن فاسئل بہ خبیرا ھو (مدارک) جو سارے جہان کا خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و حکمران ہے اسکا ایک نام رحمٰن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات و منفعت ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ھو الرحمٰن الذی لا ینبغی السجود والتعظیم الا لہ (کبیر ج ۶ ص ۴۹۲) فسئل بہ خبیرا کسی عارف خبیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فسئل عنہ رجلا عارفا بخبرتہ برحمتہ (بحر ج ۶ ص ۵۰۹) یا خبیرا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیاء کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیاء کے بارے میں اللہ کے سوا کسی جان کو خوب جانتا ہے۔ ایھا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بھذا الی غیری وقیل معناہ فاسئل عنہ خبیرا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۸۵) ۶۰ واذا قیل الخ یہ شکوی ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن کون ہے ہم تو رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا نعرف الرحمٰن فکانوا ینکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمٰن (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۲) لانھم ما کانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

موضح قرآن ۱۲ آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک ستاروں کا پتہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الرحمٰن الا رحمان الیمامۃ یعنون مسیلمۃ الکذاب بسمونہ رحمان الیمامۃ (مظہری ج ۷ ص ۳۹) ۴۱ تبٰرک الخ یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعوے پر بار ہویں عقلی دلیل ہے جس اللہ نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالم تاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھانیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کواکب سیارہ کی منازل مراد ہیں بعض منازل القمر کواکب السیارۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۳) ۴۲ وھو الذی الخ یہ دعوی سورت پر تیرھویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالٰی نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجا لائے ۴۳ وعباد الرحمٰن الخ پہلے یہ مذکور ہوا کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالٰی ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جا رہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالٰی ہی ہوگا۔ عباد الرحمٰن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیارھویں آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولئک یجزون الخ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالٰی اخلاص عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الخ یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق خاص ہمیشہ اللہ تعالٰی سے رہتا ہے ۴۴ والذین یبیتون الخ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گذار دیتے ہیں۔ والذین یقولون الخ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غرامًا شر لازم اور عذاب دائم الغرام الشر اللازم والھلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۱۲۰)

والذین اذا انفقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصًا مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعًا ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

وقال الذین ۱۹ ۸۰۶ الفرقان ۲۵

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ
اور وہی ہے ۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدا لئے اس شخص کیواسطے کہ چاہے
أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ
دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف اور بندے رحمٰن کے ۴۳ وہ ہیں جو
يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ
چلتے ہیں زمین پر دھیے پاؤں ف اور جب بات کرنے لگیں ان سے بیہودہ لوگ
قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا
تو کہیں قصًا سلام ف اور وہ لوگ ۴۴ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور
﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ
کھڑے ف اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا
جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا
عذاب بیشک اسکا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ٹھہرنے کی
وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا
اور جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور
وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ
ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ ۴۵ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ
إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے
وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُضَاعَفْ لَهُ
اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف دونا ہوگا اسکو
الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَن تَابَ
عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر ف مگر جس نے توبہ کی

منزل ۴

موضح قرآن

ف بدلتے یا تو پڑھنا گھٹتا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو ۲ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ۳ رکوع کو نہیں گنتا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا۔ ۴ مگر جہاں چاہیے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیے سوائے خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ۵ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ اور جو کوئی توبہ کرے
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھرآنے کی جگہ ف۲ اور جو لوگ ف۳
يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَ
شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر گذرجاتے ہیں بزرگانہ ف۴ اور
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ
وہ لوگ ف۵ کہ جب سمجھائے جائیں انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور
عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
اندھے ہو کر ف۶ اور وہ لوگ ف۷ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم کو ہماری عورتوں اور
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾
اور اولاد سے ٹھنڈک آنکھ کی اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۸
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
ان کو ف۹ بدلہ ملے گا کوٹھوں کے جو ٹھہرے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور ملیں گے اگلے
تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
کو دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۱۰ ہمیشہ رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی
وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ
اور خوب جگہ رہنے کی ف۱۱ تو کہہ تجھ کو پروا نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾
سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہوئی ہے بھڑ ف۱۲

ف۱ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ ف۲ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۳ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے بڑیں ف۴ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۵ یعنی فرشتے آگے آگے لیجاویں گے ف۶ یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے آنکا تو وہی گھر ہے ف۷ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خواہ نہ کو اس کی کیا پروا مگر اسکی انتہا پر رحم کرتا ہے اب بتلاتا ہے بھیجنا یعنی لڑائی جہاد۔

ف۸ یعنی ہم کو ایسا کر دے کہ ہم پرہیزگاروں کے پیشوا ہوں اور لوگ ہم سے سیکھیں ف۹ یعنی بہشت کے کوٹھے ملیں گے ف۱۰ یعنی فرشتے یا اور مسلمان ملیں گے تو سلام کہیں گے ف۱۱ یعنی اللہ کو تمہاری کچھ پروا نہیں اگر تم اسکو نہ پکارا کرو ف۱۲ یعنی تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہوئی ہے بھڑ۔

لمعاصی کلہا لغو۔۔۔ یعنی لم یحضروا مجالسہم واذا اتفق مرورہم بہم لم یقفوا بل شیئا (جامع ص ۳۰) یعنی جب شرک کی مجالس سے اتفاقاً گذرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گذر جاتے ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوث نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجالس سے گذرتے ہیں تو باوقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے ف۱۳ والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گر پڑتے

موضح قرآن ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ رہیگا الا من تاب و امن الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور توبہ کرنیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ کرلی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیگا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے و من تاب و عمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ بعد الموت (متابا) ای حسنا یفضل علی غیرہ الخ (خازن ج ۵ ص ۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے معناہ ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفرۃ للذنوب محصلۃ للثواب العظیم (کبیر ج ۶ ص ۵) ف۲ والذین لا یشہدون الخ یہ عباد الرحمٰن کی چھٹی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشہدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور کی مراد شرک ہے یا لہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشہدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاہر ان المعنی لا یشہدون بالزور او شہادۃ الزور قالہ علی والباقر فہو من الشہادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاہدۃ و الزور الشرک والصنم او الکذب او آلۃ الغناء (بحر ج ۶ ص ۵۱۲) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجالس میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجالس کے پاس سے ان کا گذر ہو جائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں

فتح الرحمٰن ملکیہ لاہور کی مطبوعہ و منسلکہ ویب سائٹ کی خصوصی پیشکش

Maktaba Tul Ishaat.com

یعنی اگر آیتیں سن کر شدت خوف یا فرط مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایسا نہیں کرتے یعنی اتھم اذا ذکروا بها خروا سجدا و بکیا سامعین بآذان واعیة مبصرین بعیون راعیة لما امروا به و نهوا عنه لا کالمنافقین و اشباههم (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) ۴۴ والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایسا نیک بنا کہ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچا دے کہ ہم پرہیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتدا کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس و الحسن و السدی و قتادة و ابو بکر بن الانباری فی المختصر (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۱) ائمة یقتدی بنا فی الخیر و لنا من یتعلم منا و یقتدی بنا فی الخیر فلنا اجر متعد الی غیرنا (ما مع البیان) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں للمتقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقین سے حال ہے ای حال کونهم ائمة ۴۵ اولئک یجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالا خانے دیئے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے خلدین فیها وہ جنت کی نعیم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انھیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے ۵۰ قل مایعبؤا بکم ربی یہ تخویف دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں باء تعدیہ کیلئے ہے ربی۔ یعبؤا کا فاعل ہے دعاؤکم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لو لا دعاء اللہ ایاکم لعذبکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرما دیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کر دیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکڑتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یا مایعبؤا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابو السعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ مایصنع بکم ربی لولا دعاءہ ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابو السعود وغیرہما) فقد کذبتم الخ لیکن اب تمہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل هذا العذاب فی الآخرة و قیل کان یوم بدر و هو قول مجاهد (کبیر ج ۶ ص ۵۰۳) فسوف یکون الخ یکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

سورۂ فرقان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱:۔ تبارک الذی نزل الفرقان ــــ تا ــــ وخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا ۵ نفی شرک فی التصرف۔ و نفی برکات از غیر اللہ۔

۲:۔ لا یخلقون شیئا وهم یخلقون ــــ تا ــــ و لا یملکون موتا و لا حیوة و لا نشورا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک و متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں

۳:۔ الذی یعلم السر ــــ تا ــــ انه کان غفورا رحیما ۵ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴:۔ ویوم یحشرهم و ما یعبدون ــــ تا ــــ فما تستطیعون صرفا و لا نصرا ۵ (ع ۲) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کارساز اور برکات دہندہ ہونے سے صاف انکار کریں گے۔

۵:۔ و اذا رأوک ان یتخذونک ــــ تا ــــ افانت تکون علیه وکیلا ۵ (ع ۴) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔

۶:۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ــــ تا ــــ خلقنا انعاما و اناسی کثیرا ۵ (ع ۵) جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندگی

۷:۔ و یعبدون من دون اللہ ــــ تا ــــ علی ربه ظهیرا ۵ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء بروز سہ شنبہ ۲ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمته تتم الصالحات و برحمته تتنزل البرکات والصلوٰة والسلام علی رسوله سید الاولین والآخرین و علی آله و صحبه و سائر عباده اجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ الشعراء

ربط | ماقبل ربط۔ سورۂ الفرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ اور سورۂ الشعراء میں ارشاد ہوا وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ۔ یعنی دعوی تَبٰرَكَ کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں کیونکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

معنوی ربط۔ سورۂ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات وبہبود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر وبرکت کسی کے قبضہ واختیار میں نہیں۔ اس دعوی پر تیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال واختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۂ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۂ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۔ یعنی تم تکذیب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے، پھر سورۂ الشعراء میں وقائع امم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ۔ یعنی یہ مشرکین مکہ دعوت توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے جو امم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آرہا ہے۔

مختصر خلاصہ

خلاصہ | یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر برمنکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ زجر برمنکرین۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دلیل عقلی وتخویف دنیوی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى پہلی نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (ع۸) دوسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ (ع۷) تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۷) چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۸) پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۹) چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۱۰) ساتویں نقلی دلیل۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع۱۰) ابتدا سورت وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ سے متعلق اور دلیل وحی ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ دلیل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب اسکے بعد بیان سابق کا عروہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اوّل لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ــــ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ یہ شبہہ اولی کے جواب کا تتمہ ہے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مشرکین کے دوسرے شبہہ کا جواب۔

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاک میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کر کے انکو مانے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی اور تازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہیئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں کتنا گوناگوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات وبہبود دینے والا نہیں۔ انکو امم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب لایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات وبہبود دینے والا نہیں، جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعوی تبارک اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی وسوسہ ہے نہ شاعرانہ بات ہے۔

مفصل خلاصہ

یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر برمنکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہوں کا جواب۔

تفصیل

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع الترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر برمنکرین فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ وہ ہر بار دعوی توحید کو جھٹلاتے ہیں اس لئے اب اسم ماضیہ کی طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دعوی توحید پر عقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو ہر قسم کی مفید پیداوار سے سرسبز وشاداب کر رکھا ہے۔ جب وہ اس کام پر قادر ہے تو برکات وبہبود بھی وہی ہے۔ اور وہ امم سابقہ کی طرح تمہیں ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعد سات دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جو دراصل امم سابقہ کے وقائع ہیں اور ان کے بیان سے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے اگر تم تکذیب دعوی سے باز نہ آئے تو تمہارا حال بھی یہی ہوگا۔

پہلی دلیل نقلی۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى (ع۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشۂ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر غرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت ونصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے۔ اسی سے عبرت پکڑو اور ضد وعناد سے باز آکر دعوت حق کو

Maktaba Tul Ishaat.com

قبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرٰهِيمَ (الشعراء ۶۹) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ (الشعراء ۱۰۵) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیادار طبقے نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہِ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِينَ (الشعراء ۱۲۳) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس ربِ جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اے ہود! تو ہمیں وعظ کہہ یا نہ کہہ ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ (الشعراء ۱۴۱) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا۔ معجزۂ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعاماتِ خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ (الشعراء ۱۶۰) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بدبخت قوم اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ (الشعراء ۱۷۶) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پند و نصیحت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا وقائع میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوتِ توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ (الشعراء ۱۹۲) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زجر سے متعلق ہے اور دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظاہر اس دعوی توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی اللہ کی طرف سے جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعوی کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ ءَايَةً الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے گذشتہ سلسلۂ الخ تکوینی دعوی ہے أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ الخ معاندین پر زجر ہے جو عذاب کے بجائے الٹا عذاب مانگتے ہیں۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ الخ یہ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ الخ مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملأ اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا ءَاخَرَ الخ یہ بیان سابق کا ثمرہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے شافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں۔ تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الخ آپ کا مسلک حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ الخ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں غلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ الشعراء مکیۃ وھی مائتان وسبع وعشرون آیۃ واحدی عشر رکوعا

سورۂ شعراء مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان بہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی شاید تو

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ

کھوئے مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں

لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت سے

الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤

رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

ٹھٹھے کرتے تھے کیا انہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیز میں اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں بہت لوگ نہیں مانتے والے اور تیرا رب تو وہی ہے

منزل ۵

سورۃ شعراء مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان بہایت رحم والا ہے

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی شاید تو

کھوئے مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں

اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت سے

رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

ٹھٹھے کرتے تھے کیا انہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیز میں اس میں البتہ نشانی ہے

اور ان میں بہت لوگ نہیں مانتے والے اور تیرا رب تو وہی ہے

منزل ۵

۱ یہ تمہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عنداللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اَلْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ کی صفت لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ ۲ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعوی توحید پر کچھ دلائل سورۂ الفرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۂ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جبراً منوانا ہماری حکمت کے منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا ای لئلا یکونوا (مدارک) اور لَهَا خٰضِعِيْنَ کے بعد وَلٰكِنْ لَّمْ يَشَاْ هُمْ مقدر ہے۔ ای لو نشاء لا نزلنا آیۃ تضطرھم الی الایمان قھرا ولکن لا نفعل ذلک لانا لا نرید من احد الا الایمان الاختیاری۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۳)

۳ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت تَبَارَكَ پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے یا اخروی۔ ان معاندین پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید بہ سلسلہ ان پر دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و اعراض کر رہے ہیں۔ اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید سے اعراض و استہزار کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزار کی سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وَهٰذَا وعید لهم وانذار لهم سيعلمون اذا مسهم عذاب الله يوم بدر او يوم القيمة الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵)

۵ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگوں فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہان کا کارساز اور برکاتٌ دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جہالت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ ان میں سے ہر دلیل فی نفسہ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ ۶ تیرا پروردگار زبردست ہے وہ جب چاہے منکرین کو پکڑ لے، لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

Maktaba Tul Ishaat.com

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ع ۱ ۵

زبردست رحم والا ف اور جب پکارا تیرے رب نے ۵ موسیٰ کو کہ

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ

بولا اے رب ۵ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے

صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ

اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعوی ۵ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾

کبھی نہیں ۵ تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا ۵

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ف بولا کیا نہیں پالا ہے ہم نے تجھ کو

فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس ۵

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ

ناشکر ف کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

۵ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا يَتَّقُوْنَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تمرد و سرکشی میں بدمست ہیں۔ ۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الٰہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔ ولم یکن ھذا الا التماس من موسیٰ علیہ السلام توقفا فی الامتثال بل التماس عون فی تبلیغ الرسالۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزین ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہوگا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروانۂ نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کریگا۔ زبان نہ چل سکنے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑا نہ جائے۔ التکذیب سبب لضیق القلب ضیق القلب سبب لتعسر الکلام علی من یکون فی لسانہ حبسۃ الخ (کبیر ج ۸ ص ۱۰۵) ۵ اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعوی بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں گے یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کر کے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔ ۵ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں، تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما دیا۔ كَلَّا یعنی تم بے فکر رہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فَاذْهَبَا تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں ان مفسرہ ہے مانقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی القول (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں رسالت کا دعوی اور دعوت توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ ۵ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالت شیر خوارگی میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گذارا؟ تجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الٰہ مانتا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الخ

موضح قرآن ف یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا ف بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آ رہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو دبا چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ ف ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ
بھٹکنے والا تھا ۱۲ پھر بھاگا میں تم سے جب تم سے ڈر دیکھا پھر بخش
لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَ
مجھ کو میرے رب نے حکم اور مجھ کو پیغمبر بنایا مجھ کو پہنچانے والا اور
تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾
کیا ۱۲ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو مجھ
قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ
بولا فرعون ۱۲ کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ
آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾
یقین کرو بولا ۱۲ اپنے گردوالوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو
قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ
کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا
رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ
پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ
پروردگار مشرق کا اور مغرب کا ۱۲ اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ
سمجھو بولا کہنے ہوئے بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ
تو ضرور تجھ کو انہوں کو جو قید میں کہا اور ۱۲ اگر لاؤں تیرے پاس

بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾
کوئی چیز ظاہر کہا پس لا اس کو اگر تو ہے سچوں
فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ
پھر ڈالا اس نے اپنا عصا پھر یکایک وہ ایک اژدہا ہے صریح اور
يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ
اپنا ہاتھ پھر یکایک وہ چمکتا ہے دیکھنے والوں کو بولا سرداروں سے اپنے گرد
اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ
کے بیشک یہ البتہ جادوگر ہے بڑا جانتا ہے چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو
اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۡ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ
تمہارے ملک سے اپنے جادو سے پھر کیا حکم دیتے ہو تم کہا مہلت دے اس کو اور اس کے بھائی
وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ
کو اور بھیج شہروں میں جمع کرنے والے کہ لاویں تیرے پاس ہر
عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾
بڑے جادوگر کو پھر جمع کیے جادوگر ایک ٹھہرائے دن کے وعدہ پر
وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ
اور لوگوں سے کہ تم جمع ہوتے ہو شاید ہم چلیں
السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ
جادوگروں کے اگر وہ غالب رہیں پھر جب آئے جادوگر

ہو ۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ای من الجاهلين ..... واراد علیہ السلام بذلك على ما روی عن قتادة انه فعل ذلك جاهلا به غير متعمد ايا ه فانه عليه السلام انما تعمد الوكز المتاديب فادى الى ما ادى (روح ج ۱۹ صفحہ) ۱۲ اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرۂ مرسلین میں داخل فرما دیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

حُكْمًا سے نبوت یا عقل و حکمت مراد ہے حکمًا ای حکمة او نبوة (ابو السعود ج ۶ صفحہ) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعوی لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے جتنی قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں

۱۴ یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبدت ای بان عبدتهم یہ فاعل کا سبب ہے یعنی یہ تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل و رسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم و عدوان سے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم و جور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقة انما علیه تعبید بنی اسرائیل لان تعبیدهم وقصدهم بذبح ابنائهم هو السبب فی حصوله عندهم وتربیته ولو ترکهم لربما کان ابواه (مدارک ج صفحہ)

۱۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات و بندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ۱۶ موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔

الخ لا تصغوا الی هذه المقالة اغراء به وتعجبا اذ كانت عقيدة سائر ان فرعون رئيسهم ومعبودهم (بحر ج صفحہ) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ ایک بات کہہ جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے بتانے کو اور فرعون چڑ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ ان کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بندہ گرفتن بنی اسرائیل نعمت نبود پس چہ تن پرورش کردن کہ بآن ضرورت بود و نعمت نباشد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں دور کیوں جاتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہو جائیں۔ اب کی بار تو وہ اوچھا پن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزار کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو دعیا ذالک دیوانہ ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ ملحدون حیث یزعمان فی الوجود الٰھا غیری وکان فرعون ینکر الٰھیۃ غیرہ (مدارک ج ۳ ص ۳۵) ۱۷ اب

وقال الذین ۱۹ — ۸۱۴ — الشعرآء ۲۶

بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ
ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو
الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
سچ کہتا ہے ۱۷ پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہو گیا
مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾
صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے
قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ
بولا اپنے گرد کے سرداروں سے ۱۸ یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے
اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا
کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا
تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي
حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے ۱۸ اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے
الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾
شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہے پڑھا ہوا
فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّقِيْلَ
پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہہ دیا
لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ
لوگوں کو کہ کیا تم بھی اکٹھے ہو گے شاید ہم راہ قبول کریں
السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ
جادوگروں کی اگر وہ ان کو غلبہ پھر جب آئے ۱۸
السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ

جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر

منزل ۵

بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ اراد بالمشرق طلوع الشمس فی ظہور النہار واراد بالمغرب غروب الشمس فی زوال النہار (کبیر ج ۰ ص ۱۴۵) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع و غروب جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہو گیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ الخ یعنی تم ان باغیانہ باتوں سے باز آجاؤ اور میری حکومت کو تسلیم کر لو اگر تم نے میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا اِلٰھًا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ ۱۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوچھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر محکم بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالو گے اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ والمعنی اتفعل ذلک ولو جئتک بحجۃ بینۃ وانما قال ذلک موافقا لان من اخلاق الناس السکون الی الانصاف والاجابۃ الی الحق بالبیان اعنی صاحب خازن ج ۵ ص ۱۰۰ ۱۹ فرعون نے کہا ہاں لاؤ وہ کونسی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور رد و قدح کی گنجائش نکل جائے۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی جو بن گئی ہی ایک ہیبتناک اژدہا جو سیدھا زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آرہا تھا۔ وَنَزَعَ يَدَهٗ الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ چمکتا رہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ ۲۰ اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قَالَ هٰذَا الخ قول موافق (خازن) ۲۱ مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون

Maktaba Tul Ishaat.com

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا
ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ
مقربوں میں ہو گے ۲۵ کہا ان کو ۲۵ موسیٰ نے ڈالو جو
اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾
اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾
پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر کیا ہی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ
پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں ۲۵ بولے ہم نے مان لیا جہان کے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ
رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا ۲۵
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے
الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۭ
جس نے تم کو سکھلایا ہے جادو سو اب معلوم کر لو گے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں
وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۭ
اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو ۲۵ بولے کچھ ڈر نہیں

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ۲۲ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔ ۲۳ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈالو۔ وَاَلْقُوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سانپوں کو ہڑپ کر لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ـــــ ۲۴ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الٰہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تامل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ اے خرو اساجدین اثرہ شاھد واذلك من غیر تلعثم وتردد لعلمھم بان مثل ذلك خارج عن حدود السحر وانه امر الٰھی قد ظھر علی ید علیه السلام لتصدیقه (روح ج ۱۹ ص ۱۰۳)

۲۵ فرعون جادوگروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادوگروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں موضح قرآن ۔ یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۵ تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رح۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا
ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم طمع رکھتے ہیں ۵۱ کہ بخش دے ہم کو
رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع وَ
رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور
اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ
حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۵۲ کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا
مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ
پیچھا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں
حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾
نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی
وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں
فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّ
پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے ۵۸ اور خزانوں اور
مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾
عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے
فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرٰٓاءَا الْجَمْعٰنِ
پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلتے کے وقت ۶۰ ف پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں
قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ
کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے ۶۱ کہا ہرگز نہیں
اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى
میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۶۲

۴۷ یہ اَلضَّیْرَ کی دوسری تعلیل ہے۔ اَنْ کُنَّا ای لِاَنْ کُنَّا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ ۴۸ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ الخ یہ ہیں کیا چیز تھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آ گیا ہے۔ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ اور اب ہم حزم و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۴۹ فارفصیحہ ہے۔ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ كَذٰلِكَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۵۰ جب سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرۂ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونیوں نے ان کو آ لیا۔ فَلَمَّا تَرٰٓاءَا الْجَمْعٰنِ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ كَلَّا الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ ۵۱ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ انہوں نے لاٹھی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی تہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر میں وبا پڑی ہر گھر میں جڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ہاتھ میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھاٹک
كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ
جیسے بڑا پہاڑ ف اور پاس پہنچا دیا ہم نے ثم وہاں اسی جگہ دوسروں کو اور
اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ
بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر
اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ
ڈبو دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور
مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب
لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ
وہی ہے زبردست رحم والا ع اور سنا دے ان کو خبر
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾
ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو
قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾
وہ بولے تھے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر رہا کریں دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں
قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا
اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ
یا برا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی
يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾
کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو تم جن کو تم پوجتے رہتے ہو

اور پانی کا ٹکڑا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب داں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۳ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گذر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ فَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى الخ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ سرکش و روگرداں لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۳ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخویف دنیوی مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعوی کی وجہ سے اس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و خدمت میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وابراھیم علیہ السلام یعلم انھم عبدۃ الاصنام ولکنہ سألھم لیریھم ان ما یعبدونہ لیس بمستحق للعبادۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) ۳۴ مشرکین نے کہا ہم تھا کروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا الخ مشرکین کا جواب ہے۔ بَلْ ماقبل سے اضراب ہے یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضرر ان کے اختیار میں ہے ہم تو محض اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اضطروا عن ان یکون لھم سمع او نفع او ضر اعترافا بما لا سبیل لھم الی انکارہ واضطروا الی اظھار ان لا سند لھم سوی التقلید فکانہم قالوا لا یسمعون ولا ینفعوننا ولا یضرون وانما وجدنا اٰباءنا یفعلون مثل فعلنا ویعبدونھم مثل عبادتنا فاقتدینا بھم (روح ج ۱۹ ص ۱۲۶) ۳۵ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے عجز کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

موضح قرآن ف پانی پھٹ کر اٹھارہ جگہ سے پھٹ کر گھاٹیاں پڑیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پہنچے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ۳۳ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ کہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَنتُمْ وَآبَآؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي
تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں

إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾
مگر جہان کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے

وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ
اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾
تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا

وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾
اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾ وَ
اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ۱۳ اور

اجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي
رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ۱۴ اور کر مجھ کو

مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ
وارثوں میں ۱۵ نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ

كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾
تھا راہ بھولے ہوؤں میں ۱۶ اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب کی اٹھیں

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ
جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے ۱۷ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس

بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٩٠﴾
دل چنگا لے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ الخ میرا روزی رساں بھی وہی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ الخ بیماری سے شفا بھی وہی عطا کرتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ الخ موت و حیات بھی اسی کے قبضہ میں ہے وَالَّذِیْ اَطْمَعُ الخ اور اسی سے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگذر فرمائے گا۔ خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خلاف اَولیٰ کام سرزد ہو گیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگذاشت کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے معبود عاجز و بے بس ہیں اس لئے وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریادیں سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَهٰذَا اٰخِرُ احتجاج من ابراهيم على قومه انه لا يصلح للالهية الا من يفعل هذه الافعال (خازن و معالم ج ۵ ص ۹۹) ۵۳۷ حُكْمًا سے کمال علمی وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ سے کمال عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے حکمت اور کمال علم عطا فرما اور کمال عمل کی توفیق عطا فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ اَجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ الخ یعنی ذکر خیر آئندہ نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں میں میرا اقتدار کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمہ صادقہ یعنی دعوی توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (زخرف ع ۳) ممکن ہے آخرین سے امت محمدیہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصول دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انه سأل ربه ان يجعل من ذريته في آخر الزمان من يكون داعيا الى الله تعالى وذلك هو محمد صلى الله عليه وسلم (كبير ج ۲۵ ص ۲۳۵) ويحتمل ان يراد بالآخرين اخر امة يبعث فيها نبي وانه عليه السلام طلب لعبيت الحسن والذكر الجميل فيهم ببعثة نبي يجدد اصل دينه ويدعو الناس الى ما كان يدعوهم اليه من التوحيد معلما لهم ان ذلك ملة ابراهيم عليه السلام (روح ج ۱۹ ص ۵۵) ۵۳۸ اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِاَبِیْ الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغْفِرْ لِاَبِیْ بالهداية والتوفيق للايمان (ابو السعود ج ۶ ص ۵۳۹) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ موضح قرآن۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا
اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو
كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ
تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری
اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾
یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو جنہوں
وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا
اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں
يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾
باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں
اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَا اَضَلَّنَاۤ اِلَّا
جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سوا ان
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ
گناہگاروں نے سو نہ پھر کوئی ہمیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست
حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
محبت کرنے والا اگر سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾
اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا قوم
نُوْحِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ
نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے

گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے اسی لیے ان لہتکم الذین کنتم تزعمون انہم شفعآء کم فی ھذا الموقف (روح ج ۱۹ ص ۱۱۱) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے باستفہام انکاری جس کا یہی مطلب ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ ۴۰ ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قالوا وھم فیھا یختصمون مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودان باطلہ سے جھگڑیں گے اور حسرت وندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودان باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وما اضلنا الا المجرمون اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا بنے انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاھم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (مجرج ۱۹ ص ۱۱۱) ۴۱ افسوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آرہا ہے۔ فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم من الذین کنا نعدھم شفعآء واصدقآء لانہم کانوا یعتقدون فی اصنامھم انہم شفعآء ھم عند اللہ تعالیٰ وکان لہم اصدقآء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص ۳۳۵) ۴۲ کاش ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور رہا کریں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً الخ ان دونوں آیتوں کی تفسیر گذر چکی ہے۔ ۴۳ یہ میری نقلی دلیل ہے مع تخویف دنیوی۔ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبر ہی کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلانا و تکذیبہم المرسلین بانا عتبار اجماع الکل علی التوحید واصول الشرائع التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والاعصار (روح ج ۱۹ ص ۱۱۱) ۴۴ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

Maktaba Tul Ishaat.com

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر تھک سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ۱۱۶ اور تیرے ساتھ ہوئے ہیں

الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

کمینے ۱۱۷ کہا مجھ کو کیا جانا ہے اس کام جو کام وہ کرتے ہیں ف

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ

ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں

اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾

ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس ہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

بولے اگر تو نہ ۱۱۸ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا سو فیصلہ کر دے میرے

وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ

اور ان کے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی

ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

الشعرآء

ظاہر ان سے تھے (خوھم نسبًا لا دینًا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۰) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور جنسی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجا لاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ ۱۴۵ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے بھی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور وصف اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آرہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فاتقوا اللہ واطیعون فیما امرکم بہ من التوحید والطاعۃ للہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۰۰) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ ۱۴۶ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہوگا۔ یہ بات ہم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و حاصلہ وما وظیفتی الا اعتبار الظواھر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرنی عدم اخلاصھم فی ایمانھم کما تزعمون (روح ج ۱۹ ص ۱۰۰) ۱۴۷ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ ان حسابہم الا علی ربی تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ باطن کا حساب کتاب تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ ان انا الا نذیر مبین کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا ارذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری موضح قرآن ف کہنے کہ نفتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دعوت قبول کرلیگا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۴۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کردیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمادے یعنی ان پر عذاب نازل کرکے ان کو ہلاک کردے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

۴۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کرکے ہلاک کردیا اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۵۰ یہ چوتھی عقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ تا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر بھی گذری ہے۔ اٰیَةً بِكُلِّ رِیْعٍ الخ رِیع بلند جگہ اٰیۃ علامت، مینار۔ مَصَانِعَ عالیشان محلات حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوتِ توحید دینے کے بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر خان و شوکت کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ الخ پہلا بَطَشْتُمْ شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِیْنَ بَطَشْتُمْ ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۵۱ اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عیب اور ظالمانہ افعال کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّكُمْ الخ قوم کو اللہ کے انعامات یاد دلائے تاکہ ان کے دلوں میں جذبۂ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ الخ یہ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضح قرآن ف ان لوگوں کو بڑا ذوق تھا اونچے مضبوط مینار بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے نمود نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ
دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اگلے لوگوں کی اور ہم پر آفت نہیں آنے والی پھر اس کو جھٹلانے لگے
فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ
تو ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست
الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ
رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو جب
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ
کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾
تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی
عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ
جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

ع ۱۸ ۱۱

۵۲ میری قوم! مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفرانِ نعمت کرو گے اور اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہو گے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ الخ سرکش اور معاند قوم نے جواب دیا اے ہود! تیرے وعظ و تبلیغ کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہو گا نہ ہم تیری بات مانیں گے۔ اس لئے تیرا وعظ کرنا اور نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الخ (صدارت ج ۲ ص ۱۴۲) ۵۳ خُلُق یعنی عادت۔ یہ عالیشان محل بنانا اور یادگاریں تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سننا سنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی ریت اور دستور ہے جس پر پہلے لوگ چلتے آرہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں اور نہ کوئی جزا و سزا ہے۔ مَا هٰذَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الدِّيْنِ الَّا اخْتِلَاقُ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ كَمَا تَزْعُمُوْنَ اِنْ هُوَ اِلَّا يَدِيْنُوْنَ وَنَحْنُ بِهٖ مُعْتَقِدُوْنَ اَوْ مَا هٰذَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ الَّا عَادَةُ الْاَوَّلِيْنَ لَمْ يَزُلْ عَلَيْهَا النَّاسُ فِيْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ وَمَا هٰذَا الَّذِيْ جِئْتَ بِهٖ مِنَ الْكِذْبِ الَّا عَادَةُ الْاَوَّلِيْنَ كَانُوْا يَلْفِقُوْنَ مِثْلَهٗ وَيَسْطُرُوْنَهٗ اَكْبِيْر ص ۳۵۳ ج ۳ ۵۴ یہ مزا جینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوْهُ الخ آخر قوم نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ۵۵ یہ پانچویں عقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ الخ عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ الخ موصولہ هٰهُنَا صلہ۔ اٰمِنِيْنَ، تُتْرَكُوْنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ فِيْ جَنّٰتٍ الخ فِيْ مَا هٰهُنَا سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گچھے گچھوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَتَنْحِتُوْنَ الخ یہ تُتْرَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ فٰرِهِيْنَ ای اشرین بطرین کما روی عن ابن عباس ... قال ابو صالح حاذقین وبذلک فسرہ الزجاج (روح ج ۱۹ ص ۱۳۱) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ ۵۶ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ مسرفین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ وَالْمُسْرِفُوْنَ هُمُ الْكُبَرَاءُ وَالرُّؤَسَاءُ الْمُتَصَدِّرُوْنَ فِي الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ وَكَانُوْا تِسْعَةَ رَهْطٍ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ (بحر ج ۷ ص ۳۵۳) الْمُسْرِفِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُشْرِكُوْنَ (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰۲) جو لوگ کفر و شرک اور اسی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ
بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور
نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ
کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو
الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾
پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ
اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو
يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا
بولے تم پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک
بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ
سچا ہے کہا یہ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور
لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر اور مت چھیڑو اس کو بری طرح سے
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا
پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ
پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ

۵۵۷ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ورنہ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کونسی امتیازی خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَاْتِ بِاٰيَةٍ الخ لہٰذا اگر واقعی تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ انك بشر مثلنا فكيف تكون نبيا وهذا بمنزلة ما كانوا يبدون في الانبياء انهم لو كانوا صادقين لكانوا من جنس ملائكة (كبير ص۱۵۵ ج۸)

۵۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قد و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ روی انهم قالوا ان كنت صادقا فاخرج من هذا الصخرة فصلى ركعتين وسئل ربه فتمخضت تمخض النتوج فانفتحت عن ناقة عشراء فرغت سقبا مثلها في العظم (مدارك ص۳۵۸ ج۳) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلایا کریں اور ایک دن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ نیز اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ۵۵۹ پانی کے ایک دن کے ناغہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اب اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے مگر اب کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔

موضح قرآن ف۱ اونٹنی پیدا ہوئی۔ پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب لوگوں نے ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اور لوگوں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ
لوط نے کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا
کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ
اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا
جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جورو کنیں بلکہ تم لوگ ہو

عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ
حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط البتہ تو

مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ
نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے

الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾
بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں

منزل ۵

ع ۱۹ ۱۲

۶۰ یہ چھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ ۔۔۔ تا ۔۔۔ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ الخ قوم لوط مخالف فطرت فعل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدیم عملی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ الخ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب میں تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳)

۶۱ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طنخیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعوی نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروا نہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قال علیہ السلام تھدید یشعر بانہ اذا کتبہ یحملہ علی عدم الاکتراث بہ وانہ راغب فی الخلاص من سوء جوارھم لشدۃ بغضہ لعملھم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵)

۶۲ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پروردگارا! مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ الخ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے بچا لیا البتہ ایک بڑھیا جو مشرکہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ الخ ان کی بستی کو تہ و بالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ تقدم تفسیرہ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي
پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا
رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ
ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا
لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ
اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی
الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ
ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

ع ۹ ۳۶۴

منزل ۵

۵۶۳ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے اِذْ قَالَ لَكُمْ شُعَيْبٌ ۔۔۔ عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں تھا اس لئے یہاں اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں فرمایا۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ھود ع ۸) اویقال ھنا اخوھم شعیب لانہ لم یکن من نسبھم بل کان من نسب اھل مدین ففی الحدیث ان شعیبا اخا مدین ارسل الیھم والی اصحاب الایکۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۰)

۵۶۴ شرک کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں بددیانتی کرتے تھے۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر لوگوں کی حق تلفی نہ کرو۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الخ اور صحیح ترازو سے تولا کرو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمارے اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے۔ لیتے وقت زیادہ مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے وقت کم مقدار والے۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ الخ اس طرح بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور قتل و غارت اور ڈکیتی سے ملک میں بدامنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ وَآمرھم ثانیا بتقوی من اوجدھم واوجد من قبلھم تنبیھا علی ان من اوجدھم قادر علی ان یعذبھم ویھلکھم (بحر ج ۷ ص ۳۵۰)

Maktaba Tul Ishaat.com

لَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ
بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ پر تو
مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ
کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور
نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ
ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا
السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ
آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا
بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے
الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
دن کی وہ بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا وہ البتہ اس بات میں
لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹۱﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۹۲﴾
زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا
نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿۱۹۳﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ
لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو
الْمُنْذِرِينَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿۱۹۵﴾ وَإِنَّهُ لَفِي
ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھا ہے

ع ۱۰ ۱۶ ۱۴۰

منزل ۵

۶۵ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے دعیاذا باللہ تیرا دماغ متاثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعوی کو بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے بھلا بشر بھی نبی ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا الخ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گرا کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ الخ فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بداعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا تمہیں پکڑ لے گا۔ ۶۶ آخر جب قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذاب ظلہ سے ہلاک کر دیا جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر شدید گرمی مسلط کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل ظلہ بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظلہ سے آگ برسا دی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ هي جانب اظلتهم بعد ما حبست عنهم الريح وعذبوا بالحر سبعة ايام فاجتمعوا تحتها مستجيرين بها هاربين اليها من الحر فامطرت عليهم نارا فاحترقوا (معالم ج ۳ ص ۱۴۹)۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً الخ ان دونوں سوالوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعوی تب ارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ ۶۷ یہ ابتدائے سورت میں وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ سے متعلق ہے اور تنزیل میں ضمیر منصوب دعوی تَبَارَكَ سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعوی تب ارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے تھے۔ حالانکہ یہ دعوی تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الخ جسے روح امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلب مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ ۶۸ یہ دلیل نقلی از کتب سالفہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعوی کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ اي وان ذكر القرآن لفي الكتب المتقدمة وقيل ان معناه ان لفي الكتب المتقدمة وهو بيان الاغلب فان التوحيد وسائر ما يتعلق بالذات والصفات وكثير من المواعظ والقصص مسطور في الكتب السابقة (روح ج ۱۹ ص ۱۰۰) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے اسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعوی تبارک مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رائے ہے۔ آو لم یکن موضح قرآن ف سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف یعنی آتش بشکل سائبان ظاہر شد و ہلاک ساخت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
پہلوں کی کتابوں میں ف کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾
بنی اسرائیل کے اور اگر ہم نے اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر ف
فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ
اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف اسی طرح گھسا دیا ہم نے ان کے دلوں میں
فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا
گنہگاروں کے دل میں وہ نہ لائیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾
عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو
فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾
پھر کہنے لگیں کچھ ہمیں کو مہلت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں ف
اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا
بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا
كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾
ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے
وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى
اور کوئی بستی نہیں ہلاک کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو
وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا
اور ہم کام کا نہیں ہے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان اور نہ
يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ
ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

ہمارے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عنادھم وشدۃ شکیمتھم فی المکابرۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعَاجِمِ الَّذِيْ لَا يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ فَضْلًا اَنْ يَّقْدِرَ عَلٰى نَظْمٍ مِّثْلِهٖ فَقَرَاَهُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا اِعْجَازًا لِّلْكَفَرَةِ بِاَنَّهُمْ كَمَا كَفَرُوْا وَلَمْ يَجْحَدُوْا بِعَجْزِهِمْ عَنْ اِتْيَانِ مِثْلِهٖ وَسَمَّوْهُ سِحْرًا (مدارک ج ۳ ص ۱۸۰) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور و استکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے وقیل المعنی ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین بلغۃ العجم فقرأہ علیھم ما کانوا بہ مؤمنین لعدم فھمھم واستنکافھم من اتباع العجم (ابو السعود ج ۶ ص ۵۵) لیکن علامہ ابو السعود اس معنی کو مناسب مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے ہیں ولیس بذاک فانہ بمعزل من المناسبۃ لمقام بیان تمادیھم فی المکابرۃ والعناد ۵۷ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سَلَكْنٰهُ میں ضمیر مفعول شرک وتکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس رضی اللہ عنہ ومجاھد ادخلنا الشرک والتکذیب (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۰۵) مشرکین کے دلوں میں شرک کی بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء کا روگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آلے گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فَيَقُوْلُوْا الخ جب عذاب آپہنچے گا تو اب حسرت وافسوس کے ساتھ تمنا کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گذشتہ بداعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ ۵۸ یہ مشرکین پر زجر ہے یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ الخ مَا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ۔ یہ مشرکین کے عناد و مکابرہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمریں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش وعشرت کے مزے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر وشرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ ۵۹ تخویف

موضح قرآن ف یعنی اس قرآن کی خبر بھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲ منہ ف کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ
دور کر دیا ہے سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے
الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ
عذاب میں ف اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف اور اپنے بازو
جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ
نیچے رکھو ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ق پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ
میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
دیکھتا ہے تجھ کو جب اٹھتا ہے تنہا ف اور تیرا پھرنا ف نمازیوں میں ف بے شک وہی ہے سننے والا
الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ
جاننے والا ف میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان ف اترتے ہیں
عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿۲۲۳﴾
ہر جھوٹے گنہگار پر لو ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں سے جھوٹے ہیں ف
وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ
اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں
يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ
سرگرداں پھرتے ہیں ف اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف مگر وہ لوگ جو
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا
یقین لائے ف اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان
ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾
پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹے ہیں ف

ع ۱۱ ۱۵

ہو رد لقول مشرکی قریش ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم تابعا من الجن یخبرہ کما تخبر الکہنۃ وان القرآن مما القاہ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۹ ص ۱۳۱) یعنی اس قرآن کو جو دعویٰ تبارک پر مشتمل ہے شیاطین لے کر نہیں آتے۔ کیونکہ شیاطین جو سراسر ناپاک اور خبیث ہیں اس لائق ہی نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے سے انہیں دور کر دیا گیا ہے اور ان کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ ف فاء فصیحہ ہے اور یہ ماقبل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو پانچ امور پر مشتمل ہے یہ امر اول ہے۔ یعنی جب ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ

موضع قرآن

ف یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح ف جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح ف یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی جب تو سجدہ کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی گرہ تھے تذرونیاز دے کر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سنے۔ وہاں انگارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آ کر اس اپنے دوست پر لاڈائی اس نے لوگوں کو بتا دی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مگر بناتے ہیں۔ بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملائیں اکثر سے اکثر جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح ف یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح ف جیسے سرد انگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ، ہماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح ف مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کرے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف یعنی از قیام بر کوع واز رکوع بسجود ۱۲ ف یعنی نماز گذاران ۱۲ ف یعنی ہر مضمون مبالغہ میکنند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکار ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈرا کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لاچکے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ فَاِنْ عَصَوْكَ الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الخ یہ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ ۵۷۵ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے حِيْنَ تَقُوْمُ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے تقلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ (حِيْنَ تَقُوْمُ ای الی الصلوٰۃ (وَتَقَلُّبَكَ) ای ویری سبحانہ تعیرک من حال کا لجلوس والسجود والی اٰخر کالقیام (فِي السّٰجِدِيْنَ) ای فیما بین المصلین اذا اممتھم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ۔ اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ السّٰجِدِيْنَ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ رض کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وھو ذکر ما کان یفعلہ فی جوف اللیل من قیامہ للتھجد وتقلبہ فی تصفح احوال المتھجدین من اصحابہ لیطلع علیھم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعاملون ربھم اعلاما لامتہ (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ سے حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ انی لا اقول بحجیۃ الایۃ علی ھذا المطلب (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) ۵۷۶ یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کاہنوں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ وحیث کانت ساحۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منزھۃ عن ان یحوم حولھا شائبۃ شیء من تلک الاوصاف القھم استحالۃ تنزلھم علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ابو السعود ج ۶ ص ۲۰۵) ۵۷۷ یہ مشرکین کے دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ مسوق لتنزیھہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعمھم الکفرۃ ان القرآن من قبیل الشعر (روح ج ۱۹ ص ۱۳۶) یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ قال الشیخ قدس سرہ۔ ۵۷۸ یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و ہجا اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الخ یہ ان کے غاوی (گمراہ) ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ فقد ظھر بذلک ان حال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ما کان یشبہ حال الشعراء (کبیر ج ۸ ص ۵۵۴) ۵۷۹ مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی ہجو میں ابتدا نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ ای کان ذکر اللہ وتلاوۃ القرآن اغلب علیھم من الشعر واذا قالوا شعرا قالوہ فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزھد و الادب ومدح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والصحابۃ وصلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فیہ ذنب (ابو السعود ج ۶ ص ۲۰۵) ۵۸۰ یہ تخویف دنیوی ہے اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشرکوا وھجوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو الطاھر المطھر من الھجاء (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۱۰) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعوی توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے ولما ذکر وانتصروا من بعد ما ظلموا توعد الظالمین ھذا التوعد العظیم الھائل الصادع للاکباد بھم فی قولہ آیۃ مُّنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (حجر ج ۷ ص ۱۰۴) تہدید شدید و وعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) (وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ الشعراء میں آیاتِ توحید

۱۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ — تا — مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ۝ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ — تا — وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ۝ (۴۵) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ — تا — وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴۔ وَقِیْلَ لَھُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ — تا — وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ — تا — عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (۱۹۶) دعویٰ تَبَارَکَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔

۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و ملیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۷ سورۂ النمل

ربط | سورۂ نمل کو ماقبل کے ساتھ ذاتی ربط یہ ہے۔ سورۂ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۂ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف نازل کیا گیا ہے اب سورۂ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو یٰٓاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکری تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۂ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۂ الفرقان میں دعویٰ تَبٰرَكَ پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۂ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو جزئیتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ | طٰسٓ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ ۔ تا ۔ وَبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ تمہید مع ترغیب۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ بشارت بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۔ تا ۔ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تخویف اخروی۔ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ الخ ترغیب الی القرآن مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖ ۔ تا ۔ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا (ع ۲) ۔ تا ۔ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہُدہُد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۔ تا ۔ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعوے کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ ۔ تا ۔ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ (ع ۵) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاقتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ الخ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ الخ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا الخ (ع ۶) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افسانہ ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ الخ یہ دوسرا شکوہ ہے۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکوہ ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ الخ تخویف دنیوی۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (ع ۷) یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ الخ تخویف اخروی۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ آخر میں دعویٰ مذکورہ پر دلیل وحی بطور ثمرہ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذَرِیْنَ ۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ الخ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں

Maktaba Tul Ishaat.com

مختصر خلاصہ

ابتدار میں تمہید مع ترغیب تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتدار میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد عَرَّالَهٗ مَعَ اللّٰهِ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لف و نشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لف و نشر مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۲ یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ ۱۹ ۸۳۲ النمل ۲۷

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں سلہ قرآن اور کھلی کتاب کی سلہ ہدایت اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یہ یقین ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے سلہ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظر میں ان کے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

سو وہ بہکے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ

قرآن پہنچتا ہے سلہ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے سلہ اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس اس

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگتا کر شاید تم سینکو

مائل ۵

۲ تا ۵ یہ ترغیب الی القرآن کی تفصیل عطف صفت علی الصفۃ کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد بہ القرآن وعطف علیہ مع اتحادہ معہ فی الصدق کعطف احدی الصفتین علی الاخری کما فی قولہم ھذا فعل السخی والجواد الکریم (ابن کمال ص ۱۹ ج ۲) یا کتاب مبین سے جنس کتاب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور کِتَابٍ مُّبِيْنٍ سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۳ یہ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے حال ہے یا تِلْكَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت و بشارت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ ۴ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائے گی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اى اشد الناس خسرانا لفوات الثواب واستحقاق العقاب (ابو السعود ج ۶ ص ۴۷) ۵ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حکیم و علیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دو بار تسلی کا ذکر ہے کَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ الخ اور فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ (ع ۷) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کرکے اس کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح وکامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ ع۶ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت تو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت اجارہ پوری کرکے جب اپنے اہل بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ
پھر جب پہنچا اس کے پاس ۸ آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو
حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸ يٰمُوْسٰۤى
اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا ۹ اے موسیٰ ۸
اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ
وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاٹھی
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ
پھر جب دیکھا اس کو ۱۰ ہلتے جیسے سانپ کی شاخ لوٹا پیٹھ پھیر کر اور
يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ
پھرا دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ۱۱ میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے
الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا
رسول ۱۲ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی
بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ وَاَدْخِلْ يَدَكَ
برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۳ اور ڈال اپنے ہاتھ اپنا
فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۚ فِيْ تِسْعِ
اپنے گریبان میں نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے ۱۴ دونوں ملا کر نو
اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ
نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ۱۵
فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ
پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح
وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ
اور ان کا انکار کیا ۱۶ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہوا تو کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب ای شعلۃ مضیئۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵) قبس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای بشعلۃ نار مقبوسۃ ای مأخوذۃ من اصلھا فقبس صفۃ شہاب او بدل منہ (روح ج ۱۹ ص ۱۵۵) ع۷ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دنیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نور الٰہی کی تجلی ہے۔ اَنْ بُوْرِكَ، اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے ہار مقدر ہے مخففۃ من الثقیلۃ وتقدیرہ نودی بانہ بورک والضمیر ضمیر الشان (مدارک ج ۳ ص ۱۵۵) جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی تجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے اردگرد جو زمین کا خطہ ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات تو دینداری ہے جس کا یہاں نور تجلی ظاہر ہوا ہے اور مادی چیزوں کو بھی اسی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ھو نور اللہ ومن حولھا الملائکۃ ھکذا روی عن قتادۃ والزجاج (کبیر ج ۶ ص ۵۸) اس سے پہلے اَنْ مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اَنْ بُوْرِكَ پر معطوف ہے والظاھر ان قولہ وسبحٰن اللہ رب العٰلمین داخل تحت قولہ نودی الخ (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم ورنگ اور دیگر صفات مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

موضح قرآن ف۱ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ اول شک سی بن گئی تھی پھر جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا فرمانبردار ہو گیا تھا۔ اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فائدہ کا وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور جھڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چمکا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسیکہ در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند وکسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فرو تر از ایشان بودند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ
غرور سے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
ہم نے تحقیق دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا

الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾
جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا تحقیق اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا
بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے

لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
فضیلت صریح اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر

مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ
جن اور بھلے انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب

اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ
پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو

ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ
گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ
اور ان کو خبر بھی نہ ہو تحقیق پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے اور

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ
بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

ع ۱ ۱۴ ۱۶

کرآئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ ۱۰ اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہان میں متصرف اور فاعل مختار ہوں اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم و حکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَاَلْقِ عَصَاكَ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لاٹھی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معجزہ عصا اور یدِ بیضاء اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں۔ ۱۱ وہ چھوٹا سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثُعْبَانٌ (اژدہا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبهها سبحانه فی شدة حرکتها واضطرابها مع عظم جثتها بصغار الحیات السریعة الحرکة الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۱۱) ۱۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈرو کیونکہ میرے قرب میں پیغمبر کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باوجود جلالت شان یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ ہر کارساز بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ استثناء منقطع ہے اور اِلَّا بمعنی لٰکِنْ ہے اور بَدَّلَ بمعنی تَابَ قال صاحب المطلع والمعنی علیه لکن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فانی اغفر له (روح ج ۱۹ ص ۱۱۲) ۱۳ یا لَا یَخَافُ بمعنی لَا یَتَضَرَّرُ یعنی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اِلَّا بمعنی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہو گا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اپنی اصلاح کرے تو میں اسے بھی معاف کر دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ ۱۴ یہ دوسرا معجزہ ہے۔ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۱۱) فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ ای ارسلنا یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ الخ۔ مبصرة، اٰیٰتُنَا سے حال ہے یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

موضح قرآن ۱۲ وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ منہ
۱۳ اللہ تعالیٰ کی چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی

Maktaba Tul Ishaat.com

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾
ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ط
وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ
اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہدہد کو ۳۱
اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت
شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند
مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا
صریح پھر بہت دیر نہ کی ۳۲ کہ آکر کہا میں نے آپا خبر کی جو
لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾
کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر کر تحقیق ۳۳
اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ
میں نے پایا ۳۴ ایک عورت کو کہ جوان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز
كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَ
ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ۳۵ میں نے پایا کہ وہ اور
قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم و فضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش وطیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ غیب داں نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہدہد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکہ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں عِلْمًا سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تدوین تقلیل کے لئے یا تعلیم و تفہیم کے لئے۔ یعنی علوم وفنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا عظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اٰتینا کل واحد منہما طائفۃ من العلم لا نقلۃ من علوم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یختص بکل منہما کصنعۃ لبوس ومنطق الطیر وعد سنیا غزیرا فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۳۵) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ داؤد و سلیمان دونوں ہمارے شکر گذار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجالاتے تھے۔ ۱۵ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم، نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوتہ وعلمہ وملکہ دون سائر اولادہ وکان لداؤد علیہ السلام تسعۃ عشر ابناء معالجۃ خازن ج ۵ ص ۱۱۳) ای قام مقامہ فی النبوۃ والملک وصار نبیا مثلہ بعد موت ابیہ داؤد علیہما السلام فوراثتہ ایاہ مجاز عن قیامہ مقامہ فیما ذکر بعد موتہ (روح ج ۱۹ ص ۱۳۵) ۱۶ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرما دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات بے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ

موضح قرآن ف۱ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۂ صاد میں اس چیونٹی کی بات سمجھ کر ان کو لشکر آیا ۱۲ منہ ر ف۲ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ ر ف۳ سب چیز ہیں مال واسباب اور حسن وجمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ ر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فرمادیا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الہدھد بخلاف مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں كُلِّ استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاء جیسا کہ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھو ما یہیمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاجہ الملک من الات الحرب وغیرھا (روح ج ۱۹ ص ۱۷۰) یا یہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرۃ ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شیء ومثلہ واوتیت من کل شیء (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) ۱۷ حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ کثرت افراد وحام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم و ضبط قائم رہ سکے۔ ۱۸ حتیٰ ابتدائیہ ہے جو ابتداء کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ یُوْزَعُوْنَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کانہ قیل فسار واحتی اذا اتوا الخ (روح) یا یہ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ علمًا کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چیونٹی کی بات بھی سنادی۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۹ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چیونٹی کے دل میں ڈال دیا تو اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاھر ان علم النملۃ بان الذی ھو سلیمان علیہ السلام وجنودہ کان عن الہام منہ عزوجل لھا (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چیونٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس غیب داں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چیونٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چیونٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم آسی بہا فکف عن ذلک واحسن الادب (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) ۲۰ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چیونٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لما سمع صوت النملۃ وافہم ما قالت نفس الہام اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) رَبِّ اَوْزِعْنِيْ میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چیونٹی کے دل میں ڈال دیا اور چیونٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے

موضح قرآن ۱۷ بدبدکی روزی پتے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کو کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۰ یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آیا ہدہد گیا جہاں بلقیس کی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۳ کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۴ ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رحمہ

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ
نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہ اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
پروردگار تخت بڑے کا سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا

اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا
یا تو جھوٹا ہے تھا لے جا میرا یہ خط

فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا
اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ
جواب دیتے ہیں وہ کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا

كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
ایک خط عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ
سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے پاس

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ
حکمبردار ہو کر کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا
میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

Maktaba Tul Ishaat.com

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ
ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے
فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا
سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی وہ بادشاہ جب
دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ
گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو
اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ
بے عزت اور ایسا ہی کریں گے وہ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف
بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا
کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے وہ پھر جب
جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِيَ اللّٰهُ
پہنچا سلیمان کے پاس تو اس نے کہا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے
خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾
بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو
اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا
پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے
وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ
اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے بولا
يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ
اے درباریو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آویں
مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ
میرے پاس حکمبردار ہو کر فوج بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہدہد کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

۲۳ یہ ہدہد کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا الخ سبا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکہ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو دور غلا کر اور ان کے منہ کالے اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم نوری تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہم کانوا مجوسا یعبدون الانوار (مجمع ج ٣ ص ٣٠٠) کانت هی وقومها مجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ٧ ص ٥٦٠) .....

۲۴ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ فَصَدَّهُمْ کے متعلق ہے ای فصدهم عن السبیل لئلا یسجدوا فحذف الخ (زمخشری ج ٣ ص ١٥٠) النون فی اللام (مدارک ج ٣ ص ١٥٠) ہدہد نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض و سما کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خبء السماء المطر وخبء الارض النبات (معالم ج ٥ ص ١١٩) ہدہد کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ۲۵ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہدہد نے یہ ثمرہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۲۶ ہدہد

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے۔ ف۳ یا تو بصورت آدمی یا اور اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲ منہ رح ف۵ کافر جو اپنے اماں میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ سلیمان علیہ السلام خود است کہ بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال او را ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد یا نہ تدبیر ساخت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ
پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں

اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
معتبر ط بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ
لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھرے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا اس کو

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۫ لِیَبْلُوَنِیْۤ
دھرا ہوا اپنے پاس کہنے لگا یہ میسر رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو

ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پروا ہے کرم والا ﴿۴۰﴾ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ
آگے اس کے تخت کے ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ
سمجھ نہیں ﴿۴۱﴾ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا
بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہو چکے ہیں

مُسْلِمِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
حکم بردار ﴿۴۲﴾ اور روک دیا اس کو ان چیزوں نے جو پوجتی تھی اللہ کے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۴۳﴾ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی
سوائے ف اس کے وہ تھی منکر لوگوں میں ﴿۴۳﴾ کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل

نے اس عجیب و غریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکۂ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ ف۲۷ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا الخ جب ہدہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہدہد نے ایک روشن دان سے داخل ہو کر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہو کر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہو گیا۔ مشیروں کو جمع کر کے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سربمہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن و رحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر و غرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ کریمہ کے معنی سربمہر کے ہیں و قد فسر ابن عباس وقتادۃ وزھیر بن محمد الکریم ھنا بالمختوم (روح ج ۱۹ ص ۱۰۰ الخ) اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور انّہٗ دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغۂ امر ہے یعنی استعینوا بسم اللہ خاصۃ ولا تشرکوا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ (جنات اور ستاروں) کی عبادت مت کرو۔ ف۲۸ خط کا مضمون اپنے وزراء اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کر کے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکۂ سبا کے طرز حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ الخ مشیروں کا جواب کوئی دانشمندانہ نہیں۔ اس سے خودستائی اور نیازمندی کی بُو آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ ف۲۹ بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت و سطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

موضح قرآن ف اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح ف۳ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۴ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ

اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ

بولی اے رب میں نے برا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی

صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

صالح کو اس کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے آپس میں

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

کہا اے میری قوم تم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو اور تھے اس شہر میں نو شخص جو خرابی کرتے

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پر مار آئیں اس پر اور

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اس کے گھر پر پھر کہہ دیجئے اس کے دعوی کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم البتہ سچے ہیں

ع ۳ ۱۸ مرتم الحرمین ۲ کوئی الجزء ۲۰

ان کان ملکا نبیا ارضاه المال وعملنا معه بحسب ذلك وان كان نبيا لم يرضه المال وينبغي ان نتبعه على دينه (روح ج ۱۹ ص ۱۳۰)

۳۱ھ جب بلقیس کے ایلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔ تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں میرا مطالب صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ وما اتاني مما اتيكم بشيء ولا افرح به الا بالايمان وترك المجوسية (مدارک ج ۳ ص ۱۳۰)

۳۲ھ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ایلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امرار سلطنت سے کہہ دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت میں حذف و تقدیر ہے کانه قيل ارجع اليهم فلنأتينهم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۰)

۳۳ھ اس سے پہلے اندماج ہے جب [illegible] سے فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا اور پھر امرار سلطنت اور لشکر کو ساتھ لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

موضح قرآن ف۱ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ بری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا ف۲ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ف۳ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مصائب بر وفق قدر الٰہی جاری میشود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ
اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی ایک خفیہ تدبیر ہم نے بنائی ایک خفیہ تدبیر اور ان کو خبر نہ ہوئی ف پھر دیکھ کیسا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾
کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں ف ہے نشانی جو لوگوں کو جانتے ہیں

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ
اور بچا لیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے ﴿۵۳﴾ اور لوط کو جب

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ﴿۵۴﴾ کیا تم دوڑتے ہو ﴿۵۵﴾

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾
مردوں پر لگا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ
پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہنے لگے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا
اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہنا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۖ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ
اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى
پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ﴿۵۸﴾ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ﴿۵۹﴾

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ۳۸ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخاست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زر و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ ایک شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لا سکتا ہوں۔ اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کیا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کان اعرف بالکتاب منہ لانہ ھو النبی فکان عرفی ھذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (التاتی) ان احضار العرش فی ذلک الساعۃ اللطیفۃ درجۃ عالیۃ فلو حصلت لآصف دون سلیمان لاقتضی ذلک تفضیل آصف علی سلیمان علیہ السلام وانہ غیر جائز (کبیر ج ۶ ص ۶۶۳) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام نسفی فرماتے ہیں اس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ سے کالا علم نکالتے ہیں حالانکہ کالا علم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ

موضح قرآن ف یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہو چکے تھے جب تک شرارت مدد کو نہ پہنچی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے۔ وہی بات ہوئی رسول میں اور رسول والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو چڑھیں اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو کھپایا، مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا جس رات حضرت نے ہجرت کی مکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں۔ حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کرنی لوگوں کو سکھا دی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
بھلا کس نے بنائے آسمان اللہ اور زمین اور اتارا دیا تمہارے لئے
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ
آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے
مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ
تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت کیا اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی
هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝٦٠ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا
یہی وہ لوگ راہ سے پھرتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق کیا
وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرنے کو بوجھ اور رکھا
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بیشتروں کو
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦١ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ
سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے کسی بے کس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور
يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ
دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے
مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝٦٢ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو
فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ
اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لئے والیاں
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

کفر ہے۔ ۳۵ بہرصورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لِيَبْلُوَنِيْٓ اَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ ۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کر کے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ الخ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا اَهٰذَا عَرْشُكِ کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہو جائے كَاَنَّهٗ هُوَ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل وہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ الخ یہ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے اظہار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہدہد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔ وَمَنَعَهَا كَانَتْ تَعْبُدُ الخ جملہ صَدَّهَا کا فاعل ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشوونما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صَدَّهَا عَنِ التَّقَدُّمِ اِلَى الْاِسْلَامِ عِبَادَةُ اللّٰهِ سِوَى الشَّمْسِ وَنَشْؤُهَا بَيْنَ الْكَفَرَةِ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۵) یا صد کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مَا كَانَتْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا وَصَدَّهَا اللّٰهُ اَوْ سُلَيْمٰنُ عَمَّا كَانَتْ تَعْبُدُ بِتَقْدِيْرِ حَرْفِ الْجَرِّ (کبیر ج ۷ ص ۵۶۸) ۳۸ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر پانی کے جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت بچھوایا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف و شفاف فرش ہے اور شیشے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیشے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا محل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ ۳۹ یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اعبدوا اللّٰهَ ای وحدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (خازن ج ۵ ص ۱۲۶) قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ ۴۰ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ والمعنی فاذا قومہ صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (معالم التنزیل ج ۳ ص ۴۳۳) اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ ۴۱ حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (اعراف ۷۷) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو تاکہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ
شریک ٹھہراتے ہیں بھلا کون شروع سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا تم کو اور کون
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ
تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ
لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کو مگر اللہ
وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ
اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا علم
فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا
آخرت کے بارہ میں اللہ دلائل کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے
عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ
اندھے ہیں اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں اللہ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور
اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ
ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ ہو چکا ہے اس کا ہم کو
وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾
اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی
قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
تو کہہ لے پھرو ملک میں اللہ تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ
گنہگاروں کا اور غم نہ کر اللہ ان پر اور نہ خفا ہو

موضح قرآن ف یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔
فتح الرحمٰن ف یعنی تا آئندہ منقطع گشت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ
تم سچے ہو تو کہہ کیا عجب ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہو
بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ
بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو فضل
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾
رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾
اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں
وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے حکم
مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کتاب بیان یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو
اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّ
بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف اور بے شک وہ ہدایت اور
رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ
رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے بے تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى
اور وہی ہے زبردست جس کو جانتے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر تو بے شک تو ہے
الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ
سیدھے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا

۴۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضا و قدرت ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند اللہ ای السبب الذی منہ یجیٔ خیرکم و شرکم عند اللہ وھو قضاءہ وقدرہ ان شاء رزقکم وان شاء احرمکم (کبیر ج ۶ ص ۵۸)

۴۴۴ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فسادی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شبخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تَقَاسَمُوْا جمہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قَالُوْا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہوگا یا اس کے فاعل سے حال ہوگا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وھو قولوا لنبیتنہ وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدلا من قالوا او حالا من فاعلہ الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۳۳)

۴۴۵ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح علیہ السلام کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ادھر ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وھم لا یشعرون (نمل ع ۵ ص ۱۹۰) وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا دونوں فعلوں کیساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفخیم کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر منصوبہ بنایا۔ ۴۴۶ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدمعاشوں

موضح قرآن ف بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً الخ ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ۵۴ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچا لیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اَنْجَيْنَا وَكَانُوْا اور اَنْجَيْنَا جمع متکلم کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ

بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو

بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بھٹکیں ۵۳ تو تو سنا تا ہے اس کو جو

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ

یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب قہر پڑ چکے گی ان پر بات

عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

لڑکا ئیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ

اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ۵۴ اور جس دن اکٹھا کریں گے ہم

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ

ہر ایک فرقہ میں سے ۵۵ ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی

يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ

جماعت بندی ہو گی ۵۶ یہاں تک کہ جب حاضر پہنچ لیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور

لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ

نہ آ چکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا جو تو کرتا تھا کیا

وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ

پڑ چکی ان پر بات ۵۷ اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے کیا

يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي

البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں ۵۸ اور جس دن پھونکی جاوے گی

ع ۱۲ ۲۲

منزل ۵

مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۵ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال قبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ بصر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونہا و الحال انتم تعلمون علما یقینا کونہا کذلک (روح پ ۱۹ ع ۱۴) ۵۶ یہ اس فاحشہ یعنی فعل قبیح کا بیان ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ الخ اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ الخ آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کر کے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچا لیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا قوم لوط کی بستی کو تہ و بالا کر کے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورۂ ہود رکوع ۸ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ الخ فَاَنْجَيْنٰهُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے واضح ہو گیا کہ کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۷ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کارسازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ اَللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ

موضح قرآن ف قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کانپے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف۳ یعنی ہر گناہ والے ایک جتھہ ہوں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور اتمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجۃ علیہم بعد ھلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۱۳۰) اَمَّا یُشْرِکُوْنَ میں ام متصلہ ہے۔ اس کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ **۵۱ھ** یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی چاروں دلیلوں میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ تمہارے معبود اپنے پجاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ وامعنی اللہ خیر لمن عبدہ ام الاصنام لمن عبدھا فان اللہ خیر لمن عبدہ وامن بہ لاعنائہ من الہلاک والاصنام لم تغن عن عابدیہا شیئا عند نزول العذاب ولھذا السبب ذکر انواعا تدل علی وحدانیتہ ف قدرتہ (خازن ج ۵ ص ۱۳۰)

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ

صور میں تو پھرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ

اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف۱ اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جمے ہیں اور

تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ

وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاری گری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو

خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ

خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۲ جو کوئی لے کر آیا بھلائی ف۳ تو اس کو اس سے بہتر

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَىٕذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ

اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا ف۴ برائی

فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ

مجھ کو یہی حکم ہے ف۵ کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور

لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ

اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار میں اور یہ کہ

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

سناؤں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا ف۶ راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی

ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

بہکا رہا تو کہہ دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو

سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

اب دکھاوے گا تم کو اپنے موعود ف۷ تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

ع ۱۰

منزل ۵

کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یسادون بہ غیرہ تعالیٰ من الہتہم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۰) **۵۲ھ** یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پرسکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز ہے جو یہ مذکورہ کام کر سکے ہے۔ **۵۳ھ** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصودی ہے۔ یعنی جو بیچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب

موضح قرآن ف ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے۔ دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں گے، اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا بہت باری ہے ف۲ یہ ہوگا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وبلیات سے بچاتا ہے، جو سب کا خالق اور سب کو ان کی ضرورتیں مہیا کرتا ہے وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ ۵۵ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب تم جنگلوں اور سمندروں میں راستہ بھول جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری راہنمائی فرماتا ہے۔ اس نے زمین آسمان میں ایسی علامتیں مقرر فرما دی ہیں جن سے تم اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر سکتے ہو۔ باران رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری لانیوالی ہوائیں بھی وہی چلاتا ہے۔ کیا یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں موجود ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ جب اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں موجود نہیں ہیں تو پھر کارساز بھی اور کوئی نہیں۔ کیا اس میں اب بھی کوئی شک ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگلوں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرماتا ہے۔ باقی رہی حدیث۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تو اس میں عباد اللہ سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنگلوں میں اسی مقصد سے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جیسا کہ ابو یعلی کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا الخ ۵۶ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ جس نے سب کو پیدا فرمایا، جو سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو زمین و آسمان سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرتا ہے کیا اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دئے ہیں اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کرو۔ پہلی دلیل کے آخر میں فرمایا بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ ۝ یہ لوگ توحید سے اعراض کرتے ہیں۔ دوسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت تو بالکل جاہل ہے توحید کو جانتی ہی نہیں تیسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ان کی ضد و جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی دلیل کے بعد فرمایا تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ مذکور بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے آخر میں پانچویں دلیل کے بعد مشرکین کو چیلنج دیدیا کہ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو پیش کرو ۵۸ یہ پہلے دونوں قسموں کا تکملہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ فرشتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام وَالْاَرْضِ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ آسمان والے نہ زمین والے بلکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حشر و نشر کب ہوگا۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ یعنی ان من فی السمٰوٰت وھم الملٰئکۃ ومن فی الارض وھم بنو اٰدم لا یعلمون تہ یبعثون واللہ تعالیٰ اعلم وذلک اخبار بالغیب ۵۹ ادارک کے معنی فنی واضمحل یعنی قیامت قائم ہونے کا وقت جاننا تو درکنار آخرت کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہاں سے کلام کا رخ اہل مکہ کی طرف ہے۔ وقد فسرھا الحسن باضمحل علمہ فی الاخرۃ وتدارک (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳ تبحر ج ۷ ص ۹۳) یا اس کے معنی استحکام و تکامل کے ہیں۔ اور یہ بطور استہزاء و تہکم کہا گیا ہے جیسا کہ جاہل کو بطور استہزاء کہا جائے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ ان وصفھم باستحکام العلم تہکم کما تقول لاجھل الناس ما اعلمک علی سبیل الھزء (کبیر ج ۶ ص ۴۸۴) بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی ان کو تو قیامت قائم ہونے میں شک ہے بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ یہ اس سے بھی ترقی ہے۔ یعنی شک بھی نہیں بلکہ مہر جہالت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ ۶۰ یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا (صاوی ج ۳ ص ۱۰۳۸) آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یہ بات کہتا ہے اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی کہنے والوں نے اس بات سے ڈرایا ہمیں تو یہ بات بالکل ایک افسانہ اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے جو پہلے لوگوں کی من گھڑت ہے۔ آج تک ہم نے اس کا کوئی اثر اور نتیجہ تو نہیں دیکھا۔ ذکروا انھم وعدوا واٰباؤھم فلم یقع شیٔ من ھذا الموعود فجزموا وحصروا ان ذلک من اکاذیب من تقدم (تبحر ج ۷ ص ۹۳) ۶۱ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی تم زمین میں چلو پھرو اور ان مجرمین کا انجام دیکھو جو شرک کرتے اور حشر و نشر کا انکار کرتے تھے یہی جرموں کی پاداش میں ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور شرک اور انکار بعث سے باز آجاؤ۔ ۶۲ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ یعنی آپ پر ہم نے عظیم الشان قرآن نازل کیا ہے آپ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں۔ اگر مشرکین نہ مانیں اور کفر و انکار پر اصرار کریں تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور نہ دشمنوں کی سازشوں سے آزردہ خاطر ہوں آپ حق پر ہیں اس لئے اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ ۶۳ یہ دوسرا شکوی ہے۔ مشرکین بطور استہزاء و تخفیف کہتے وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ ہم تمہیں نہیں مانتے صاف انکار کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اتنی عجلت مت کرو صبر کرو جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ قریب آپہنچا ہے۔ رَدِفَ لَكُمْ ای تبعہ وانما ردفہ لانہ یحق دوصل وھو ما یتعدی بنفسہ دیانا لا مکنھم (روح ج ۱۰ ص ۱۶) اور عذاب سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے۔ (روح وغیرہ) عَسٰى اور اسی طرح لَعَلَّ اور سَوْفَ شاہوں کے کلام میں امید و شک کے لئے نہیں بلکہ حتمی وعد و وعید کے لئے ہوتے ہیں۔ ان عسی ولعل فی وعد الملوک ووعیدھم یدلان علی صدق الامر وانما یعنون بذلک اظہار وقارھم وانھم لا یعجلون بالانتقام لوثوقھم بان عدوھم لا یفوتھم فعلی ذلک جری وعد اللہ ووعیدہ (کبیر ج ۶ ص ۴۸۴) ۶۴ یہ لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب پر جلدی ان کو نہیں پکڑتا تاکہ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اس کی نافرمانیوں میں منہمک رہتے ہیں۔ ۶۵ آخر میں دونوں وجودوں پر لف و نشر مرتب کے طور پر مزید ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ

Maktaba Tul Ishaat.com

ہر ایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہر ایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ سے علم الٰہی یا لوح محفوظ مراد ہے۔ وھو اللوح المحفوظ..... وقیل المراد بالکتاب المبین علمہ تعالیٰ الازلی الذی ھو مبدأ لظھور الاشیاء بالارادۃ والقدرۃ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) ۶۵ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو برا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کارساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کارساز ہیں۔ ایسے امور عجیبہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ ۶۶ یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سراپا رحمت ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ برتر زبردست ہے اس کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق و انصاف اور حکمت بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ ۶۷ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّکَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ یہ ماقبل کی علت اولیٰ ہے۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوگا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مُردوں کی سی ہے جو نہ سن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سن سکتے ایسے ہی ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مُردوں کے تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی گویا ان کے یہ حواس مُردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماع موتیٰ کی نفی ہوتی ہے اگر مُردے سنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی واستدل بقولہ سبحانہ (اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی) علی ان المیت لا یسمع کلام الناس مطلقاً (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) سماع موتیٰ کی پوری تحقیق سورۂ روم کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ۶۸ یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ الخ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہ حق کی تلاش کریں۔ ۶۹ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قول سے قیام ساعت کا وعدہ اور وقوع قول سے قیامت کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے صاف صاف باتیں کرے گا اِنَّ النَّاسَ الخ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہے ای تکلمھم بانھم کانوا لا یوقنون بآیات اللہ تعالیٰ الناطقۃ بمجیئ الساعۃ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں دَآبَّۃ سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْل سے وعدۂ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکار توحید کی وجہ سے عذاب الٰہی کا وقت آجائے تو اللہ تعالیٰ بطور اعجاز جانوروں کو قوت گویائی عطا فرما کر ان سے دین حق کی سچائی پر شہادت دلوا دیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک گوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گذر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دین حق کو نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمھم یعنی وہ دابہ (جانور) دین حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمھم بطلان الادیان کلھا سوی دین الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا الخ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل اور راغب کرے گا۔ ۷۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج در فوج میدان حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لایا جائے۔ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْا کَذَّبْتُمْ الخ جب تمام کفار موقف میں جمع ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکا انکار کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اَمْ کُنْتُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جب ہماری آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بتاؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو عبث اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا۔ ۷۱ وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں عذاب میں مبتلا کر دئے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ ۷۲ یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے لہٰذا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اس آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لینشر وافیہ۔ والمشہور ان فی الآیۃ صنعۃ الاحتباک والتقدیر جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا فیہ والنہار مبصرا لینشر وافیہ (روح ج ۳۰ ص ۳۵)

۵۴ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکر اشیاء من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اراد اللہ تعالیٰ ارتداعہ نبههم علی ما هو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بما هم یشاهدونہ فی حال حیاتہم وهو تقلب اللیل والنہار (بحر ج ۷ ص ۹۰)

۵۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام (کبیر، مدارک وغیرہ) نفخات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو، تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ (زمر ع ۴) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفخات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ الخ میں مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۵۶ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعا (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۵۷ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزا ملے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ ای بکلمۃ الاخلاص وهی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۳۱) ای بقول لا الہ الا اللہ عند الجمہور (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحسنۃ کلمۃ الشہادۃ (ابوالسعود ج ۷ ص ۳۳) ۵۸ یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسیئۃ وهو الشرک وبہ فسرہ من فسر الحسنۃ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ الخ (روح ج ۲۰ ص ۳۷) ۵۹ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ کیونکہ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں ای اواظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکریر الدعوۃ وتثنیۃ الارشاد (روح ج ۲۰ ص ۴۵) ۶۰ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۶۱ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کارسازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ الخ آپ مشرکین سے فرما دیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لو گے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیریہم اللہ من اٰیاتہ فی الاٰخرۃ فیستیقنون بہا وقیل هو نشقاق القمر والدخان وما حل بہم من نقمات اللہ فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) ۶۲ یہ وعد و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جہتہ سبحانہ بطریق التذییل مقررا لما قبلہ متضمن للوعد والوعید (ابوالسعود ج ۷ ص ۶۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ النمل میں آیات توحید و رسالت کی خصوصیات

۱۔ یٰمُوْسٰٓی اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
۲۔ فَلَمَّا رَاَھَا تَھْتَزُّ ــــ تا ــــ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
۳۔ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (ع ۳) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام و اصحاب سلیمان علیہ السلام۔
۴۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ ــــ تا ــــ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
۵۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔
۶۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ ــــ تا ــــ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔
۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ ــــ تا ــــ فَاِذَا ھُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ــــ تا ــــ اَللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ (ع ۵) تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا وہی برکات دینے والا ہے۔
۹۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ــــ تا ــــ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پانچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔
۱۰۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی العلم۔
۱۱۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ ــــ تا ــــ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی العلم۔
۱۲۔ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ــــ تا ــــ فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔
۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ ــــ تا ــــ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔
۱۴۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ــــ تا ــــ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ القصص

ربط سورۃ القصص کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ النمل تک مسئلہ توحید اور دعوی تبارک عقلی نقلی دلائل سے واضح کیا جا چکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

القصص کا النمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ اب القصص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے سچے رسول ہیں آخر غلبہ آپ ہی کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر ہم نے ان کو اور ان کے متبعین کو سربلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تخویفین اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعوی توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ ـــ تا ـــ مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ـــ تا ـــ وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (۴) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔ امر اول۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ الخ فرعون بڑا سرکش متکبر تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى الخ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاۗءَتْ سَحَرَةُ فِرْعَوْنَ ـــ تا ـــ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو منصب رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى الخ (۳۷) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ (ع ۷) اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور تمہید مترنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ ـــ تا ـــ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۸) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے بیت چکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعہ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جاتی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ (ع ۱۰) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ یہ پچھلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہل کتاب قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ الخ مومنین اہل کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو دوسرے مشرکین ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کر لیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ الخ (ع ۱۴) تخویف اخروی ہے۔ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الخ بشارت اخروی۔

اس کے بعد اس دعوی توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔

پہلی عقلی دلیل وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ وَيَخْتَارُ الخ سارے جہاں کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔ دوسری عقلی دلیل۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعا ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے۔ جب متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے تو غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق اور برکات و بندہ بھی وہی ہے۔ تیسری عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ الخ چوتھی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ یہ سارا نظام شمسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی نظام کا حصہ ہے۔ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پانچویں عقلی دلیل یہ حاصل میں تیسری اور چوتھی دلیلوں کا بالاجمال اعادہ ہے۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن رات کو پیدا فرمایا رات تمہارے آرام کے لئے ہے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم و مہربان کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ یہ تخویف دنیوی ہے قارون کا حال دیکھو کتنا بڑا دولت مند اور کس قدر وسیع وسائل کا مالک تھا لیکن انکار توحید پر اللہ کے عذاب سے اسے کوئی چیز نہ بچا سکی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ الخ (۹۰) یہاں سے ان اچھے امور کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مذکور الصدر اچھے امور پر متفرع ہیں لیکن بطور لف و نشر غیر مرتب۔ یہ امر اول پر متفرع ہے۔ فرعون متکبر و سرکش تھا جسے دنیا ہی میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں فرمایا جو لوگ زمین پر سرکشی اور فساد نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں آخرت میں نیک انجام صرف انہی کا ہوگا۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ یہ امر دوم پر متفرع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس بھیجا اسی طرح وہ آخرت میں عظیم الشان ٹھکانے کی طرف یا بعد ہجرت مکہ کی طرف آپ کو واپس لوٹائے گا۔ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ یہ امر چہارم پر متفرع ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہدایت پر کون ہے اور نیک انجام کس کا ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی یہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ یہ امر سوم پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر پیغمبر ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے تعاون نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الخ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کارساز، عالم الغیب اور برکات و بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ ۱۲ سورۃ القصص مکیۃ وھی ثمان وثمانون اٰیۃ وتسع رکوعات

سورہ قصص مکی ہے اور اس کی اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ نَتْلُوْا عَلَيْكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۲ ہم سناتے ہیں تجھ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۳

کچھ احوال موسیٰ ۲ اور فرعون کا تحقیق ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

فرعون چڑھ رہا تھا ۲ ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں ۲ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۴

اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا ۲

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي

اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ۲ ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵

ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور جما دیں ان کو ملک میں اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَاَوْحَيْنَآ

اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا ۲ اور ہم نے حکم بھیجا ۲

موضح قرآن ۲ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کریں ظالموں کے مقابلے میں ۲ بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پکڑے یعنی بنی اسرائیل۔ ۲ ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ
موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو
فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ
دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھیر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور
جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ
کریں گے اسکو رسولوں سے ۷ پھر اٹھا لیا ۸ اس کو فرعون کے گھر والوں نے
لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ
کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون اور ہامان اور
جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ
ان کے لشکر تھے چوکنے والے ۹ اور بولی ۱۰ فرعون کی عورت
قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ
یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آوے
اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ
یا ہم اس کو کر لیں بیٹا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ۱۱ اور صبح کو موسیٰ کی ماں
اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا
کے دل میں قرار نہ رہا ۱۲ قریب تھی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی
عَلٰي قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ
اس کے دل پر ۱۳ اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں ۱۴ اور کہہ دیا ۱۵ اس کی بہن کو
قُصِّيْهِ ۭ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
اس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر ۱۶ اور ان کو خبر نہ ہوئی
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ
اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے ۱۷ پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

اگرچہ عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ۳ یہاں سے لے کر مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگوں ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آئی ہیں ؎

آں بلا ہا کہ شدہ با انبیاء
ہیچ کس نہ دید نشاں در کوہ و دشت

۴ فرعون ارض مصر میں سرکش ہوگیا اور ظلم و عدوان کی انتہا کو پہنچ گیا۔ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا ۔ مصر کے لوگوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور ان سے مختلف قسم کی شدید اور شاق خدمات لینا تھا یا مطلب یہ ہے کہ رعیت کو مختلف فرقوں میں پارہ پارہ کر دیا اور ان کے درمیان بغض و عداوت کا بیج بو دیا تاکہ وہ متفق نہ ہو سکیں اور آپس کے اختلافات میں لگے رہیں اور اس کے نیک و بد کاموں پر کسی کو نقد و تبصرہ کا موقع ہی نہ ملے۔ انگریزوں کی بعینہٖ یہی پالیسی تھی بلکہ ہر ظالم اور جابر حکمران یہی پالیسی اختیار کرتا ہے۔ اصناف فی استخدامه ليستعمل كل صنف فی عمل من بناء وحرث وحفر وغير ذلك من الاعمال الشاقة ... اوفرقا مختلفة قد اغرى بينهم العداوة والبغضاء لئلا تتفق كلمتهم (روح ج ۲۰ ص ۷۰)

۵ طَآئِفَةً سے بنی اسرائیل مراد ہیں جو عرصہ دراز تک قوم فرعون کے ہاتھوں مصائب میں مبتلا رہے اس جماعت کو اس نے بالکل ضعیف بے بس اور مغلوب کر رکھا تھا اور ان کو ہر نوع ستم کا نشانہ بنایا تھا۔ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا يَسْتَضْعِفُ کی ضمیر سے حال ہے۔ يذبح تبيين للاستضعاف وتفسيره او فی موضع الحال من ضمير يستضعف الخ (البحر ج ۷ ص ۱۳۰)

فرعون بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا کہ وہ بڑی ہو کر اس کی قوم کی خدمت کریں گی لیکن لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبطیوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

موضح قرآن ۷ یہ ان کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گذر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بنتا ہو تا ۸ ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو ۹ خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو گیا ہوا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾
ایک گھر والے کہ وہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ؟

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ
پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾
جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ؟

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ
اور جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ
اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ
جس وقت بے خبر ہوتے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

يَقْتَتِلٰنِ ۚ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ
لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ
پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے

عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا
دشمنوں میں پھر مکا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ
شیطان کے کام سے بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح ؟ بولا

رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ
اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وھذا الوجہ ھو الاولیٰ بالقبول (کبیر ج ۲۵ ص ۱۳۵) ۶ اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدا بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی یھدون فی الدین والدنیا علی ما فی البحر (روح ج ۲۰ ص ۱۰۳) ای قادۃ فی الخیر یقتدی بھم وقیل ولاۃ ملوکا (خازن ج ۵ ص ۱۳۱)

مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا یعنی بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ ۷ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سربلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحَيْنَآ میں وحی سے الہام اور القاء فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو مگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فاوحینا یعنی جب والدہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو ہم نے الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثنا میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لِيَكُوْنَ لَهُمْ میں لام عاقبت کا ہے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھا لیا جو انجام کار ان کا دشمن اور ان کے لئے غم واندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خٰطِـِٕيْنَ کفر و شرک اور انکار

موضح قرآن ف فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ۳ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچنا رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ۴ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے انکے کفر سے اور ان کیساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اجل آ گئی یا جتانے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا ہو کہ زور پکڑے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ
بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا
عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ
مجھ پر تو میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف پھر صبح کو اٹھا
فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ
اس شہر میں ڈرتا ہوا احتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد
بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ
مانگی تھی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے
مُّبِينٌ ﴿١٨﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ
صریح ف پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو
عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا
دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے
قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ
خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا بھی جی چاہتا ہے کہ
جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٩﴾
زبردستی کرنا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا ف ھذا
وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ
اور آیا ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ
إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ
درباری مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا
مِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
بھلا چاہنے والا ہوں ف پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا تکتے راہ دیکھتا

ہلاک ہوگا۔ ای لا یشعرون انہ الذی یفسد ملکھم علی یدیہ قالہ قتادہ (بحر ج ۷ ص ۱۵۱) فَارِغًا یعنی صبر سے خالی یا خیال فرزند کے سوا ہر خیال سے خالی۔ (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ فخذہ (یا نیذہ بنت لاوی بن یعقوب) کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتا دیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل معنی انھا کادت تظھر بہ من شدۃ الفرح بنجاتہ وتنبیٰ فرعون ایاہ (روح ج ۲۰ ص ۳۹) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دریا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چیخیں نکل جائیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لما رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیح و تقول وا ابناہ وقیل لما سمعت ان فرعون اخذ التابوت لم تشک انہ یقتلہ فکادت تقول وا ابناہ شفقۃ علیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۳) ۱۱ لیکن ہم نے والدہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگا دی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقین وعد اللہ ایاھا۔ (خازن ج ۵ ص ۱۳۰) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لَوْلَا کا جواب مقدر ہے ای لابدتہ بقرینۃ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ (روح) ۱۲ ماں کی ممتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی

موضح قرآن ف شاید اس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی اور بخشنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے دنی تو ہوتے ہیں ۱۲ یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فریادی پاس فریادی گئے ہیں دیکھئے کس پر ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ۱۳ ہاتھ ڈالنا چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کہا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ۱۴ یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر حل کو چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کو کر۔

فتح الرحمٰن ف یعنی چون موسیٰ اورا قوی مضل مبین گفت و دانست کہ غضب کردہ بر سر من می آید ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا

بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب

تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ

منہ کیا طرف مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے چلے مجھ کو

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ

سیدھی راہ پر ف اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پایا

عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف اور پایا ان

دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ

سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۭ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ

بولیں ہم نہیں پلاتی پانی جب تک پھیر نہ لے جائیں چرواہوں کے اور ہمارا باپ بوڑھا ہے

كَبِيْرٌ ﴿٢٣﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ

بڑی عمر کا ف پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب

اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿٢٤﴾ فَجَآءَتْهُ

تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ف پھر آئی اس کے پاس

اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ

ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ف بولی میرا باپ

يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا

تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب

جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۡ قف

پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر

منزل ٥

من خلق السموت ٢٠

صورت حال دیکھی تو جرات کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیئے دیتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ ف۱۴ فاء فصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اونٹوں کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ ف۱۵ جب موسیٰ علیہ السلام سن نمو کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا اسی الفقہ والعقل والعلم فی الدین فعلم موسیٰ و حکم قبل ان یبعث نبیاً (معالم ج ۵ ص ۱۳۵) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہوگی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں طی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ ف۱۶ ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادۃً گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم

موضح قرآن ف۱ یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ف۲ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ف۳ وہ حیا سے کنارے دور سے آیا۔ تھکا ماندھا کو جا کر اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد بھونیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوگیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبائر قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مرگیا۔ لا یشکل ایضا علی القول بعصمتھم عن الکبائر والصغائر مطلقا لجواز ان یکون علیہ السلام قد رای ان فی الوکزۃ دفع ظالم عن مظلوم ففعلہ غیر قاصد بہ القتل وانما وقع متولدا علیہ (روح ج ۲۰ ص ۱۰۳) ۱۵ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبطی کی موت واقع ہوگئی تو بہت نادم ہوئے اور بول اٹھے یہ تو ایک غیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا
بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک
يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ
اے باپ اس کو نوکر رکھ لے تو بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے
الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ
جو زور آور ہو امانت دار ۱۵ کہا میں چاہتا ہوں ۱۵ کہ بیاہ دوں تجھ کو
اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ
ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس
فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ
پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ
اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾
تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے
قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ
بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں
فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾
سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ۱۵
فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ
پھر جب پوری کر چکا ۱۵ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی
جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۭ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ
کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے
اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

اس خیال سے دل ہی دل میں استغفار کرتے ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے شہر کی طرف چل پڑے۔ ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو وہ اس پر فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ ۱۵ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو وہ اس پر فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ ۱۵ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ کے بعد فلا تبقنی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا بِمَا میں با قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَلَنْ اَكُوْنَ کا جواب پر معطوف ہے ای اقسم بانعامک علی لامتنعن عن مثل ھذا الفعل الخ (روح ج ۲۰ ص ۱۰۵) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرما دی ہے (ایضا) اس پر امر خامس یعنی فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ متفرع ہوگا۔ ۱۵ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گذار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبطی سے گتھم گتھا ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا ہی بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام یہی ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ الخ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبطی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادہ سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ مجھے پکڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا بنانا چاہتا ہے۔ ۱۵ اسرائیلی کی گفتگو سے قبطی کے قتل کا معمہ حل ہو گیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان (جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے) شمعون یا حزقیل کو اس کی اطلاع ہو گئی وہ دوڑتا ہوا

موضع قرآن ف زور دیکھا دلوں بھانپنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ف۲ ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آ کر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اسی وقت فتح خالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ ۲۱ھ موسیٰ علیہ السلام بلا توقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر ہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کر لیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجا و ماوی نہیں یعنی ینتظر الطلب هل یلحقه فیاخذه ثم لجأ الی الله تعالٰی لعلمه انه لا ملجأ الا الیه (خازن ج ۵ ص ۱۳۰) ۲۲ھ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ ومدین قریة شعیب علیه السلام سمیت بمدین بن ابراهیم ولم تکن فی سلطان فرعون وبینها وبین مصر مسیرة ثمانیة ایام (مدارک ج ۳ ص ۱۳۰) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چل دیئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ ۲۳ھ خدا خدا کر کے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پرے اپنا ریوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا ریوڑ اس طرح دور کیوں روکے کھڑی ہو انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنوئیں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا نحیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی۔ ان امرأتان لا تطیقان ان تسقیا ولا تستطیعان ان تزاحما الرجال فاذا اصدروا سقتا مواشیهما ما فضلت مواشیهم فی الحوض (معالم ج ۳ ص ۱۳۰) مشہور قول یہی ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں، مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر بغض تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ ان کی بیٹیوں کے ضعف صنفی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ
آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس پکارے آواز ہوئی
شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ
میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں
الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾
ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب
وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ
اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو ہلتے ہوئے جیسے سانپ کی سنک
وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ
الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو
مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ
کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے
بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۭ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ
سفید ہو کر نہ کہ کسی برائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون
وَمَلَا۟ئِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ
اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان قال بولا اے رب میرے
اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَ
میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور
اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ
میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ

فارغ ہوئے تو ایک بڑا پتھر کنوئیں کے منہ پر رکھا ہوا تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ ۲۴ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انه فی القوم عن رأس البئر وسألهم دلوا فأعطوه دلوهم وقالوا استق بها وكانت لا ينزعها الا اربعون فاستقى بها وصبها فی الحوض الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۰) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت

موضح قرآن فی بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمٰن فی ملا مترجم گوید بہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے تھوڑا بہت کہیں سے بھجوا دے میں اس کا محتاج ہوں۔ ۳۵ھ اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک آئی، اس کی چال ہی سے شرم وحیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آکر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپکے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہو لئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ روی انہ علیہ السلام اجابہا فقام معہا فقال لہا امشی خلفی وانعتی لی الطریق فانی اکرہ ان تصیب الریح ثیابک فتصف لی جسدک ففعلت الخ (روح ج ۲۰ ص ۶۵) جب انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا۔ ۳۶ھ دونوں بہنوں میں سے ایک بولی — اور یہ وہی تھی جو انہیں بلانے گئی تھی — ابا جان! اس نوجوان کو آپ ملازم رکھ لیں جو ریوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہیئے جو طاقت ور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں ساتھ لیکر گھر آرہی تھی تو انہوں نے اسے کہا تھا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔

۳۷ھ حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت وامانت کا علم ہو گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے بجائے دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے احسان وتفضل ہوگا اور کام کاج میں میں تجھ پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ اور انشاء اللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ الخ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہو گیا کہ مجھے اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ ڈالا جا سکے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گذشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لانہ من باب لقیام بامر الزوجیۃ (روح ج ۲۰ ص ۶۵) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوحہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوحہ کی تعیین لا محالہ کرنی ہوگی۔ وھذہ مواعدۃ منہ ولم تکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقدا لقال قد انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۰۵) ۳۸ھ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد موضح قرآن ف گارے کو آگ دے یعنی پکا۔ اینٹ بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے بنائی کہ عمارت اونچی بنا دے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا
اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف
لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی
پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے ان
الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ
کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور
جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ
کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن
لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ
ان کو مدد نہ پہنچے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار
وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا
اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے اور دی ہم نے
مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى ۘ
موسیٰ کو کتاب پیچھے بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو
بَصَآىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾
سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ
اور تو نہ تھا کنارے طرف کی جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم
وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا
اور نہ تھا تو دیکھنے والا ولیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں پھر
فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِیًا فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ
دراز ہوئی ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں

ع ۳ صفحہ ۵

(ابوالسعود ج ۷ ص ۲۵۵) سانپ کو دیکھ کر بتقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ۳۰ یہ دوسرا معجزہ ہے مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ الخ یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ وَاضْمُمْ اِلَیْكَ الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کر واس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھ لے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ مِنَ الرَّهْبِ ای من اجل المخافة ..... وعن شان الانسان اذا فعل ذلك فی وقت فزعه ان یقوی قلبه (روح ج ۲۰ ص ۱۰۳) یا یہ عدم خوف سے کنایہ ہے کیونکہ پرندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وھو ما خوذ من فعل لا تأثر عند الامن بعد الخوف وھو فی الاصل مستعار من فعل لا تأثر عند ھذہ الحالة الخ (روح ج ۲۰ ص ۱۰۳) ۳۱ یہ دونوں معجزے عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ۳۲ منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی صراحت

موضح قرآن ف تورات کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ ۲ عرب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
کہ ان کو سنائیں ہماری آیتیں ہے ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور
مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً
تو نہ تھا سمت طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے
مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ
تیرے رب کا تاکہ تو ڈر سنادے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا
مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ
تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اگر نہ ہوتا کہ
تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا
آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں
رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ
اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کو تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور
نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی ان کو تحقیق بات
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ
ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو
اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا
کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے
سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ
دونوں جادو ہیں آپس میں موافق ملا اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے تو کہہ
فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ
اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

الْبَيَانِ فِيْ عِظَمِ الْجِدَالِ اِنْ احْتَجَّ اِلَيْهِ لِيُثْبِتَ دَعْوَاهُ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۰) ۳۴ھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمالیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنادوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف و ہیبت کے بُرے ارادے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بِاٰيٰتِنَا کا متعلق محذوف ہے ای اذھبا بآیاتنا۔ یا نجعل یا سلطانا۔ یا لا یصلون کے متعلق ہے۔ یا ظرف اَلْغَالِبُوْنَ کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح)

۳۵ھ موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادو ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جادو تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (کبیر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا سارے جہان کا کوئی مالک و کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے۔ وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا یعنی بالذی تدعونا الیہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۱۱) ۳۶ھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح و مدارک) امر ثالث یعنی قُلْ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ اس پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ ۳۷ھ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے از راہ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفاء قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں

موضح فرقان ۔ کہ فرعون موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب ہود سے پوچھا اور توریت کے حکم سے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سوم دار ہے اور ہتیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔
فتح الرحمٰن ۔ یعنی توریت و قرآن ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہو سکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ الخ ارے ہامان فوراً پختہ اینٹوں کی بھٹی چڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادته متی ظهرت حجة موسیٰ ان یتعلق فی دفع تلك الحجة بشبهة یروجها علی اعمار قومه وذکرهنا شبهتین الاولی قوله ما علمت لکم من الٰه غیری الشبهة الثانیة قوله فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ الخ (کبیر ج ۷ ص ۲۰۰) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الاقرب انه کان اوهم البناء ولم یبن (کبیر) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تقریر ہے اور اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ ۳۸ یہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی کبر و خوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی تعظموا عن الایمان ولم ینقادوا للحق (خازن ج ۵ ص ۱۲۵) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما القیته فی النار (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۳) ۳۹ فرعون، اس کے امراء و درباری اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو پکڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھ لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جتھہ، نہ لاؤ لشکر وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید سے گمراہ کرتے تھے۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کریں تمہیں تیرا کہا تو جان لے
أَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ أَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ
کہ وہ چلتے ہیں فری اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی
هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
لوگوں کو اور ہم پے در پے بھیجتے رہے ہیں ان کو اپنے کلام تاکہ وہ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ
دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب قبلہ اس سے پہلے
هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ
وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے گئے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر
إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾
بیشک ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار
أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
وہ لوگ پائیں گے اپنا ثواب دونا بدلہ اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا
کرتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب
سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ أَعْمَالُنَا
سنتے ہیں لغو بکواس اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام
وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۖ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾
اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہتے بے سمجھ لوگ ہم

موضح قرآن ف یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔
فتح الرحمٰن ف مترجم گوید یہود و ہیش آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمدینہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت تصریح فرمایند معتقد قرآن بودند و میگفتند عرب را فرمان قرآن لازم است واللہ اعلم ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ
تو راہ پر نہیں لا سکتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو
يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ
چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ف اور کہنے لگے کہ اگر ہم راہ
الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ
پر آئیں تیرے ساتھ ایک لگے جائیں اپنے ملک سے ف کیا ہم نے جگہ نہیں دی
لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ
ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے
رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَ
روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے ف اور
كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ
کتنی غارت کر دیں ہم نے بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں
مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا
ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم
نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ
ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں تھا غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا
نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سنائے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں
مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ
غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی
شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ
چیز ف فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

منزل ۵

ف ہدایت دینا اللہ کا کام ہے

ف دوسرا رکوع

ف یعنی قرآن

ف قریش مکہ

ف یعنی مردمان احراج کنندہ ۱۲۔

کی رحمت کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تورات نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعوت توحید فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر دیا۔ اب چونکہ یہ ضرورت تھی کہ دین حق جو علماء یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں مسخ و محو ہو چکا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اس لئے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر بھیجا گیا جس میں یہی دعوٰی توحید پیش کیا گیا ہے جو موسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا تھا اب اہل عرب اس دعوے کا انکار کریں گے تو ان پر بھی دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آجائے گا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اللہ نے غلبہ دیا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب اس کا تعلق ابتدا سورت یعنی تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ سے ظاہر ہو گیا۔ الغرض لبیان کون ابتداءها بعد اهلاكهم للاشعار بانها نزلت بعد مساس الحاجة اليها تمهيداً لما يعقبه من بيان الحاجة الداعية الى انزال القرآن الكريم على رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الخ (روح ج ۲۰ ص ۳۸) ۵۱ یہاں سے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ گذشتہ زمانے کے احوال ظاہری اسباب علم کے بغیر صحیح صحیح بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے وحی کے ذریعہ سے یہ ساری باتیں آپکو بتائی ہیں۔ ان الوقوف على ما فصل من الاحوال لا يتسنى الا بالمشاهدة او التعلم ممن شاهدها وحيث انتفى كلاهما تبين انه بوحي من علام الغيوب لا محالة (ابو السعود ج ۷ ص ۱۰۶) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرين للوحي اليه او الشاهدين على موسى فتح الرحمٰن ف

موقع قرآن ف حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہہ دے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ ۱۲ یہ کہہ کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھم السبعون المختارون للمیقات (روح ج ۹ ص ۱۰۰) ۴۴ لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو ہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گذر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ کے بعد فَأَرْسَلْنَاكَ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۴۵ ثَاوِيًا اى مقيما اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ ولكنا ارسلناك واخبرناك بها وعلمناك كما (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) ۴۶ جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں۔ فی زمان الفترة بينك وبين عيسى وهو خمسمائة وخمسون سنة (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) ۴۷ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لَوْ کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لما ارسلنا رسولا اور لَيَقُولُوا اَنْ تُصِيبَهُمْ پر متفرع ہے۔ مُصِيبَةٌ دنیوی عذاب۔ مَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اعمال مشرکانہ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے۔ تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنى لولا انهم قائلون اذ عوقبوا بما قدموا من الشرك والمعاصى هلا ارسلت الينا رسولا متبعين بذلك علينا ما ارسلتا اليهم اى انما ارسلنا الرسل ازالة لهذا العذر (روح ج ۲۰ ص ۱۰۰) اگر اَنْ تُصِيبَهُمْ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر لِمَا ارسلناك ہوگا۔ یا جواب مقدر لعذبناهم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۴۸ یہ شکوی ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور مجادلے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایما پر سوال کیا تھا اَوَلَمْ يَكْفُرُوا الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا سوال محض از راہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سِحْرَانِ تَظَاهَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قرأت میں سَاحِرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَقَالُوا بِكُلٍّ كَافِرُونَ الخ چونکہ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادوگر ہیں (عیاذاً باللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ ۴۹ اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لاکر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَاْتُوا بِكِتٰبٍ الخ اگر تم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لا سکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سِحْرَانِ تَظَاهَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے یعنی قرآن رشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَضَلُّ حقیقت یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشاتِ نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ۵۰ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے بہ پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ ۵۱ یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لا چکے ہیں اور اس پر کما حقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (بقرہ ع ۳) ۵۲ یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا وصدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لا چکے تھے۔ ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ای من قبل القرآن مسلمين مخلصين لله بالتوحيد مؤمنين بمحمد صلى الله عليه وسلم انه نبى حق (معالم ج ۵ ص ۱۳۰) اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ لما شاهدوا ذكره فى الكتب المتقدمة وانهم على دين الاسلام قبل نزول القرآن (روح ج ۲۰ ص ۱۰۰) ۵۳ ان لوگوں کو دوہرا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ بِمَا صَبَرُوْا اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ الخ گناہوں سے بچ کر اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذار کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ يدفعون بالطاعة المعصية وبالحلم الاذى (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) ۵۴ ہر بری اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام ضحاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، بیہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے ہم تم ایسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتاركة لا سلام تحية (بحر ج ۷ ص ۱۲۱) ۵۵ یہ

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ سے متعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور علیہ السلام نے بڑی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے مگر آپ کی آرزو پوری نہ ہو سکی جس سے آپ کو سخت غم لاحق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، احمد وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ) یعنی ہم نے اہل مکہ کی راہنمائی کے لئے مسلسل آیتیں نازل کیں اور نصائح بھیجے اور آپ نے بھی دعوت وارشاد میں کوئی قصور نہیں کیا لیکن ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اگر بعض مشرکین آپ کی انتہائی ناصحانہ تبلیغ اور مشفقانہ دعوت اور ان سے قلبی محبت وانس کے باوجود ایمان نہیں لائے تو اس پر آپ غم نہ کریں۔ کیونکہ یہ حالا آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ جن کی قسمت میں ہدایت لکھی ہے وہ اللہ کو معلوم ہیں اور صرف انہی کو ہدایت حاصل ہوگی۔ مساق الآیۃ لتسلیۃ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث لم یجزع فی قومہ الذین یحبہم ویحرص علیہم شدا لحرص انذارہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاہم (روح ج ۲۰ ص ۵۴) ۵۴ یہ دوسرا شکوی ہے۔ بعض مشرکین نے حضور علیہ السلام سے آکر کہا ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سارے عرب کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتے اگر آپ کو مان لیں تو سارا عرب ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں اپنے وطن سے نکال کر بے وطن کر دے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا یہ خدشہ بے اصل ہے کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں حرم پاک میں جگہ دے رکھی ہے جو امن وسلامتی کا گھر ہے یہاں کے رہنے والوں پر کوئی دست ستم دراز نہیں کر سکتا۔ اور مزید برآں یہ کہ ہر جانب سے ہر قسم کے میوے اور پھل یہاں کھنچے چلے آرہے ہیں لیکن اکثر لوگ اس میں غور نہیں کرتے۔ حاصل یہ ہے کہ اب وہ شرک کرتے ہیں مگر اس کے باوجود حرم کی برکت سے امن میں ہیں اور آرام وراحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ ایمان لے آئیں تو حرمت مقام کے ساتھ حرمت ایمان بھی حاصل ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ مامون ومحفوظ ہو جائیں گے۔ حاصل الرد انہ لا وجہ لخوف من التخطف امنوا فانہم لا یخافون منہ وہم عبدۃ اصنام حصیف یخافون اذا امنوا وہموا حرمۃ الایمان الی حرمۃ المقام (روح ج ۲۰ ص ۵۵) ۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بہت سے لوگ پہلے گذر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن وچین کی وجہ سے غرور میں آگئے اور اکڑ گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ ای اشرت وطغت قال عطاء عاشوا فی البطر فاکلوا رزق اللہ وعبدوا الاصنام (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۳۵) تو ہم نے ان کو تباہ وبرباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور غیر آباد پڑی ہیں۔ قریۃ سے اہل

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا
سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے
حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ
اچھا وعدہ جسے سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی
الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ
زندگانی کا پھر وہ وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آئے گا اور جس دن
يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾
ان کو پکارے گا پھر کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے
قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
بولے جن پر ثابت ہو چکی بات ۵۵ ف۱ اے رب یہ لوگ ہیں جن کو
اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا
ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ف۲ ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ
كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ
ہم کو نہ پوجتے تھے ف۳ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو ف۴
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب
لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ
کسی طرح وہ راہ پائے ہوتے ہوتے ف۵ اور جس دن ان کو پکارے گا اللہ تو فرمائے گا
مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ
کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں
يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ
اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۶ سو جس نے کہ توبہ کی ۵۶ اور یقین لایا

موضح قرآن

ف۱ یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہے انہوں نے پر ہم نے کرنیکوں کا اسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے ف۲ یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۳ یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در عذاب ۱۲ ف۲ یعنی رئیسان کفر ۱۲ ف۳ یعنی بغیر آگاہ ۱۲ ف۴ یعنی جواب باصواب نیابند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

قریہ مراد ہیں۔ ۵۶ ہماری سنتِ جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۵۷ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقا و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ ۵۸ استفہام انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعیم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملنے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولت ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ۵۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَآءِ سے وہ تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے المراد بالشرکاء من عبد من دون اللہ تعالیٰ من ملک او جن او انس او کوکب او صنم او غیر ذلک (روح ج ۲۰ ص ۱۰۱، بحر ج ۷ ص ۱۳۸) قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کارساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں تمہارے سفارشی ہیں، آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتے؟ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَهٗ وَتَجْعَلُوْنَهٗ شَرِيْكًا فِي الْعِبَادَةِ وَتَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ يَشْفَعُ لَكُمْ هٰؤُلَاءِ تَرَكُوْكُمْ وَخَلَصُوْكُمْ مِنْ هٰذَا الَّذِيْ نَزَلَ بِكُمْ (كبير ج ۲۴ ص ۲۲۲) ۶۰ موصول سے کفر و شرک کے امام اور پیشوا مراد ہیں یعنی مشرک سید جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور هٰؤُلَآءِ سے ان کے مشرک پیرو اور متبع راد ہیں۔ گَمَآ اَغْوَيْنٰهُمْ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اَلَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (ای الشیاطین وائمۃ الکفر رؤسہ المجن

وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور عمل کئے اچھے سو امید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں
وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ
اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں
الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
پسند کرنا اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾
اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں
وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَ
اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور
الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ
آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى
دیکھو تو سہی اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ
قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی
اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر
النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾
کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہٰذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم ویطیعون شھواتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۰۶) ۶۱ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تاسف سے کہیں گے کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شرطیہ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ محذوف ہے۔ (روح) یا لَوْ تمنی کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لو انھم کانوا مھتدین فلا یحتاج

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا
اور اپنی مہربانی سے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین کرو
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور جس دن ان کو پکارے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
تم دعوی کرتے تھے اور جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے
شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ
ایک احوال بتلانے والا تو ہم کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ سچی بات ہے اللہ کی
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ اِنَّ قَارُوْنَ
اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف قارون جو تھا
كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ
سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے اس
الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي
کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد زور
الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
اور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترا مت اللہ کو
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ
نہیں بھاتے اترانے والے ق اور جو کچھ تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے کمالے
الْاٰخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۚ وَاَحْسِنْ
پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے ف۴ اور بھلائی کر

الی الجواب (روح ج ۲۰ ص ۱۱۱) ف۶۲ قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ الخ دہشت اور ہیبت کی وجہ سے انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ ف۶۳ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ف۶۴ یہاں سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے رد کیا اور مقابلہ میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کا دعوی کیا۔ اور جس دعوے کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکین مکہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعوی یہ تھا وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یعنی غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ الخ یہ دعوی مذکور پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ اى تنزه بذاته تنزها خاصا به من ان ينازعه احد اويزاحمه اختياره (ابو السعود ج ۴ ص ۱۰۰) ف۶۵ یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لامحالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى الخ دنیا اور آخرت میں صفات کارسازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعوی کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَلَهُ الْحُكْمُ الخ غائبانہ حکم یعنی قضاء و قدر کا فیصلہ

موضح قرآن ف۱ احوال بتانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ ف۲ قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کاربیگار یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا، جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا، اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر جیسے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا، ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہر پیغمبر ہر قوم خود گواہی دے ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ
جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۷﴾ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ
اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے ۔ بولا مجھ کو تو ملا ہے
عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ
ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا تھا کہ اللہ غارت کر چکا ہے
مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ
اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور
اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾
زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ف ۱۰۱
فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ
پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ
دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی
لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ
بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو علم دیا تھا سمجھ لے خرابی تمہاری
ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ
اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے
اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا
دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں ف ۱۰۲ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر
كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ
ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ۶۷ھ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔ یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شرک کرنا اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ۶۸ھ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ۶۹ھ شَهِيْدًا سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی نبیہم لان الانبیاء علیہم السلام شہداء علیہم یشہدون بما کانوا علیہ (صدر ج ۳ ص ۱۳۵) قال الشہید یشہد علی تلک الامۃ بما صدر منہا وما اجابت بہ لما دعیت الی التوحید واللہ قد بلغہم رسالۃ ربہم (بحر ج ۷ ص ۱۳۱) ۷۰ھ مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

موضح قرآن ف ۱ خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حصے کے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما ف ۲ ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گنہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فایدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا۔ ف ۳ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوجگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔

فتح المرحمل ف ۱ یعنی درصورت لزوم پاداش مجال عذر نیست ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ

ہدد لا سکا اور قبضہ کو تھے کہنے جو کل شام آرزو کرتے

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

تھے ۱۲ اس کا سا درجہ ارے حیرانی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا ارے حیرانی یہ تو چھٹکارہ نہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پاتے منکر وہ گھر ۱۲ پچھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَاۗءَ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی واسطے جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ

بھلائی ۱۲ اس کو ملتا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے جس نے بھیجا

عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ

تجھ پر قرآن کا وہ پھیر لانے والا ہے تجھ کو پھیلی جگہ تو کہہ اللہ میرا رب

ع ۱۱

منزل ۵

سمجھتے رہے۔ ان الحق للہ فی الالوھیۃ لا یشارکہ سبحانہ فیہا احد (روح ج ۲۰ ص ۱۰۰) غیر اللہ کو کارساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ ما کانوا یفترون من الوھیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لہم (ابن کثیر)

۱۲ یہ تخویف دنیوی ہے اور وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران اور قارون کا والد یصہر دونوں حقیقی بھائی تھے جو قاہث بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ (روح) قارون منافق تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا سے پار ہو گیا ولم یکن فی بنی اسرائیل اقرأ منہ للتوراۃ ولکنہ نافق کما نافق السامری (خازن ج ۵ ص ۱۵) وہ کثرت مال کی وجہ سے دوسرے اسرائیلیوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا۔ مفاتح سے مراد خزانے ہیں نہ کہ کنجیاں جیسا کہ حضرت ابن عباس اور دوسرے مفسرین نے کہا ہے قال السدی ای خزائنہ وفی معناہ قول الضحاک ای ظروفہ واوعیتہ وروی نحو ذلک عن ابن عباس والحسن (روح ج ۲۰ ص ۱۰۱) اور عُصْبَة تین سے دس آدمیوں تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے اسے اس قدر دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی جماعت بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ اِذْ قَالَ الخ کے متعلق ہے یا اس کا متعلق محذوف ہے ای اظہر التفاخر والفرح (روح)

۲ قوم کے لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دولت دی ہے اس میں اللہ کا حق ادا کر کے اور اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر کے سامان آخرت تیار کر اور دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا۔ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور تجھے دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح تو اللہ کے بندوں پر احسان کر اور دولت کے بل پر زمین میں شر و فساد برپا مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ شر پسند لوگوں کو پسند نہیں فرماتا

۳ قارون نے اپنے ناصحین کو نہایت ہی سرکشانہ جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کیمیا مراد لیا ہے۔ ادا دبہ علمہ بوجوہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۶ ص ۶۳۵) قال ابن المسیب علم الکیمیا (روح)

۴ یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش

موضح قرآن ۱ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قسمت ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قسمت ہے سو وہ ان کوشے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ۲ نیکی پر دوصد دینکی کا وہ ملتا ہے مقرر اور برائی کا دوعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا ایسے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمٰن ۱ یعنی آخرت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اور متکبر مجرموں کے گناہوں کا کوئی حساب کتاب نہیں کیا جاتا اور انہیں بلا حساب ہی جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ جرم و گناہ اور معاصی کے سوا ان کے پلے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ تعالیٰ یھم بل ید خلون النار بغیر حساب (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱) ۵۷۵ قارون ایک دفعہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنے خدم و حشم کے جلو میں نہایت ہی بیش قیمت لباس اور ساز و سامان کے ساتھ نکلا۔ جب دنیا دار لوگوں نے اس کی شان اور آن بان دیکھی تو بول اٹھے بائے کاش! ہمارے پاس بھی اس قدر دولت ہوتی۔ قارون تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ دنیا داروں کی باتیں سن کر دیندار اور اہل علم نے اس آرزو پر انہیں سرزنش کی اور کہا تم پر افسوس!

أَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ
خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون
هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ
بڑا ہے صریح گمراہی میں ف اور تھے تو
تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا
تو امید نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ
مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو تھے
ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ
مدد گار کافروں کا ف اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں
عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ
اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف
وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ
شرک والوں میں ف اور مت پکار تھے اللہ کے سوا کے
اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ كُلُّ
دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا کے ف ہر
شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ
چیز تھے فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا
الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع
حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف

تم دنیا کی تمنا کرتے ہو حالانکہ ایمان اور عمل صالح کا ثواب و اجر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں کے دلوں میں آتا ہے جو ایمان و عمل صالح پر قائم ہوں اور شہوات و معاصی سے اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھ سکتے ہوں۔ ۵۷۶ قارون کی سرکشی اور اس کے عناد و استکبار اور انکار وجود کی وجہ سے ہم نے اس کو اور اس کے عالیشان محلات کو خزائن دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ الخ دنیا میں ہزاروں افراد اس کی خدمت اور امداد و اعانت کرنے والے موجود تھے مگر عذاب خداوندی سے اسے کوئی بھی نہ بچا سکا۔ قارون کے بارے میں کئی پر رونق قصے مشہور ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اس کے خزانے اس قدر زیادہ تھے کہ ان کی چابیاں ساٹھ خچریں اٹھا سکتی تھیں جب کہ ایک چابی صرف انگلی کی مقدار لمبی تھی اور اتنی ہلکی کہ چمڑے سے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح جب وہ شان و شوکت سے نکلا تو اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ستر ہزار پیادوں، چار ہزار گھوڑ سواروں اور تین سو لونڈیوں کا جلوس تھا۔ غرض بالآخر قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر کی مقدار معین ہے اس لئے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ ذلک بل ھو مشکل ان صح ما قال۔ الفارسفۃ فی مقدار قطر الارض (روح ج ۲۰ ص ۱۳۳) ۵۷۷ کل جن لوگوں نے قارون کی شان و شوکت دیکھ کر اس جیسی دولت اور شان کی تمنا کی تھی اب وہ اپنی باتوں پر ندامت کا اظہار کرنے لگے اور کہا دولت کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے دولتمند بنائے اور جسے چاہے تنگدست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ۵۷۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت توحید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب

موضح قرآن ف پھر لاوے گا پہلی جگہ یا آیت اتری ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ ف۲ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب تو تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ف۳ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن۔ گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہونی ہے کبھی ہو۔ مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

آئیں گے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی طرح آخر کامیابی آپ ہی کو ہوگی۔ اب سورت کے آخر میں چھ امور ایسے مذکور ہوں گے جن سے موسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان مماثلت و مشابہت ظاہر ہوگی۔ یہ امر اول ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ الخ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ایسے سرکش اور متمرد سے واسطہ پڑا حضور علیہ السلام کو بھی ایسے متمردین سے واسطہ پڑا۔ اس آیت میں بطور بشارت ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو تمرد و سرکشی نہیں کرتے یعنی آخرت کی راحت ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہوگی لیکن متمردین کو المناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ۷۹ یہ نیک لوگوں کے لئے بشارت اور بُروں کے لئے تخویف ہے۔ یعنی نیکی کا بدلہ تو اصل نیکی سے زیادہ دیا جائے گا لیکن بُرے کاموں کی سزا ان کے مطابق ہوگی اس میں زیادتی نہ ہوگی۔ ۸۰ یہ امر دوم ہے جو اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكَ پر متفرع ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے اور وہاں سے واپس مصر آنے سے متعلق ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین کو ہجرت کر گئے لیکن ہم انہیں واپس مصر لائے اسی طرح آپ کو بھی اعزاز و اکرام کے ساتھ مکہ واپس لاؤں گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں مراد فتح مکہ ہے۔ فَرَضَ کے معنی اَنْزَلَ کے ہیں قال مقاتل انزله علیك وكذا قال الفراء وابو عبيدة ..... وقال ابن عباس ايضا ومجاهد المعاد مكة واراد رده اليها يوم الفتح (بحر ج ۷ ص ۱۳۶) گویا حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ آپ مطمئن رہیں آخر آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ غالب ہوں گے۔ ۸۱ یہ امر سوم ہے جو وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے معاندانہ کلام کا جو جواب دیا تھا حضور علیہ السلام کو بھی وہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ ۸۲ یہ امر چہارم ہے جو وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ پر متفرع ہے۔ یہ امر ثانی کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی جس طرح آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی اور آپ منصب نبوت پر فائز ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا اسی طرح وہ محض اپنے فضل و احسان سے عزت و شان کے ساتھ مکہ میں داخل فرمائے گا۔ اس میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب انہیں بچپن میں صندوق میں بند کر کے دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا اس وقت کسی کے زاویۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ پیغمبر ہوگا۔ علیٰ ہذا جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوئے اور راستے میں آگ دیکھی اور وہاں سے آگ لینے کے لئے گئے اس وقت انہیں خیال تک نہ تھا کہ میں منصب نبوت پر سرفراز ہونے والا ہوں۔ ۸۳ یہ امر پنجم ہے اور وَلَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ پر متفرع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ وہ مجرموں کا تعاون نہیں کریں گے یہاں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بھی مشرکین سے تعاون اور موافقت نہ کریں۔ وَلَا يَصُدُّنَّكَ الخ آپ نہ تو کسی معاملے میں کافروں کے معاون بنیں اور نہ ان کے کہنے سے اللہ کے قرآن کی تبلیغ سے رکیں جبکہ اللہ نے قرآن کی آیتیں تبلیغ کی خاطر آپ پر نازل فرما دیں۔ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دیئے جائیں اور دین میں مشرکین سے ہرگز موافقت نہ کریں۔ یہ خطابات اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے ہیں کیونکہ قرآن کے مخاطب اول آپ ہی ہیں لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ میں مضاف مقدر ہے ای الی عبادته جل وعلا وتوحيده سبحانه (روح ج ۲۰ ص ۳) (اِلٰى رَبِّكَ) الى معرفته وتوحيده كما (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) قال ابن عباس رضی اللہ عنہما الخطاب فى الظاهر للنبى صلى الله عليه وسلم والمراد به اهل دينه اى لا تظاهروا الكفار ولا توافقوهم (معالم ص ۱۵۵ ج ۴) ۸۴ یہ امر ششم ہے جو وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ پر متفرع ہے یہی وہ دعوت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی اور جس کی خاطر عمر بھر مصائب اٹھائے۔ یہ تمام سورت کے بیان کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ یہ خطاب بدستور امت سے ہے۔ سورت میں بیان کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خالق و مالک، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔ نفع نقصان اور منع و عطا اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو، مصائب و مشکلات اور حاجات و بلیات میں فائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ لا تتخذ غيره وكيلا على امورك كلها ولا تعتمد على غيره (خازن ج ۵ ص ۱۵۵) ويجوز ان يكون المعنى لا تعتمد على غير الله ولا تتخذ غيره وكيلا فى امورك فان من وثق بغير الله تعالى فكانه لم يكمل طريقه فى التوحيد (كبير ج ۶ ص ۲۳۳) ۸۵ اللہ کے سوا حاجات میں مافوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، نافع و ضار اور مانع و معطی نہیں۔ اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لا الٰه الا هو اى لا نافع ولا ضار ولا معطى ولا مانع الا هو كقوله رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۸۶ وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ لفظ وجہ ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہالک و فانی ہے۔ اِلَّا وَجْهَهٗ ای الا ذاته عزوجل (روح) ومعنى الا وجهه الا اياه قاله الزجاج (بحر ج ۷ ص ۱۳۶) لَهُ الْحُكْمُ قضاء وقدر اس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن تم سب جزا و سزا کے لئے اسی کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ جس طرح قضا و قدر اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح قیامت کے دن فصل و قضا بھی اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور وہاں کوئی دم بھی نہیں مار سکے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ القصص میں آیات توحید اور آپ کی خصوصیات

۱۔ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ الخ (۲۳) ـــــ خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بنا پر رکھی تھی۔
۲۔ تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۔ عورت کو ہر حال میں شرم وحیا سے رہنا چاہیے۔
۳۔ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ الخ دس سال موسیٰ علیہ السلام کو اس خدمت کے ذریعہ تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔
۴۔ قَالَ لِاَھْلِہِ امْکُثُوْٓا ـــ تا ـــ لَعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (۲۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
۵۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔
۶۔ فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ ـــ تا ـــ اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
۷۔ وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ ـــ تا ـــ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
۸۔ وَیَوْمَ یُنَادِیْھِمْ ـــ تا ـــ لَوْ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَھْتَدُوْنَ ۝ (۶۴) نفی شرک فی التصرف۔
۹۔ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ـــ تا ـــ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔
۱۰۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ الخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔
۱۱۔ وَمَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی الخ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہیے۔
۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ ۶ بجے صبح سورۃ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلیٰ آلہ وصحبہ المقتدین بسنۃ الطاہرۃ)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۹ سورۂ عنکبوت

ربط | سورۂ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورۂ القصص کے ساتھ نامی ربط ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہوگیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید (اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو) کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ بادو باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد الشعراء میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورۂ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لف و نشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ ـــــ ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا ـــ تا ـــ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ اس پر تین واقعات مرتب ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۲) ـــ تا ـــ وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال مسئلہ توحید کی خاطر مشرکوں کے ہاتھوں گوناگوں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان والو! اسی طرح تم پر آزمائشیں آئیں گی۔ دوسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ (ع ۲) ـــ تا ـــ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنی قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی اذیتیں اٹھائیں یہاں تک کہ انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ تیسرا واقعہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ لَقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۳) لوط علیہ السلام اپنی سرکش قوم کے ہاتھوں مصائب و تکالیف میں مبتلا ہوئے۔ قوم کے لٹھے گئے اور قوم نے ان کے معزز مہمانوں کی بےعزتی کا ارادہ کرکے انہیں اذیت پہنچائی۔ ایمان والو! ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تم پر بھی مسئلہ توحید کی وجہ سے تکلیفیں آئیں گی اس لئے ان پر صبر کرنا ہوگا۔ یہ تینوں قصے اگرچہ بالذات اور براہ راست پہلے دعوے سے متعلق ہیں لیکن بالواسطہ دوسری دعویٰ بھی ان سے ثابت ہو رہا ہے یعنی یہ منکرین توحید اور معاندین ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ الخ (ع ۱) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر جو مصائب مقدر ہیں وہ ضرور آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ الخ توحید اور دین حق کی خاطر جو لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی پر احسان نہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں مصائب کے سامنا کرنا ہوگا یہ نہایت عظیم الشان دعویٰ ہے اسی لئے ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر مشرک والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت بھی جائز نہ ہوگی۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بیان حال منافقین۔ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو تھوڑی سی تکلیف ہی سے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ شکوی مع تخویف اخروی

دوسرا دعویٰ ـــــ مشرکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا الخ ـ اس دعوے پر چار قصے متفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعیب علیہ السلام کا ہے۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ـــ تا ـــ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ (ع ۴) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد و ثمود و قوم ہود و صالح علیہما السلام کا ہے۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا تا ـــ وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ـــ تا ـــ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق و فجور اور انکار و عصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے۔ لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر پکڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝

Maktaba Tul Ishaat.com

مرکزی دعوٰی ـــــ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ـــ تا ـــ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ اس کے بعد اس دعوے پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ، اس کی وحدانیت اور کارسازی کی دلیل ہے۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ الخ اس پر دوسری دلیل وحی ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جا رہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ یہ امر مصلحی ہے، مشرکین کی ایذا رسانی رفع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ یہ طریق تبلیغ ہے۔ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب۔ یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا الخ یہ تیسرا معترضہ ہے برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعوٰی توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الخ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ جواب شکوہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ اعادہ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ یہ ابتدار سورت یعنی وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا، یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذا پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ الخ (ع ۷) یہ جواب سوال مقدر ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ زمین چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں، جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتا ہے تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

موضح قرآن ۔ پہلے دو آیتیں ہمیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو سناتے تھے مسلمانوں کو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا
ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر
يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ
کاموں کو ف اور ہم نے تاکید کردی ہے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے پیش آنے کی
وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تو ان کا کہنا مت مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلادوں گا تم کو جو کچھ تم
تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے ف اور بھلے کام کئے
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ق اور ایک وہ لوگ ہیں ف جو کہ
يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ
کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچی اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں
النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے اور اگر آپہنچے مدد ف تیرے رب کی طرف سے
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا
تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ
فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ ف معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو
اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا
یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہیں اور کہنے لگے منکر

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ الخ (ع ۷) زجر بر مشرکین۔ جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ سب کو چھوڑ کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں، جب اللہ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا اَتَّابَعَلَيْنَا الخ دلائل میں بھی غور و فکر کرو اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا الخ یہ بھی ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ وار ان کا مقابلہ کریں گے اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں ہم انہیں راہ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔ ۱۲

سورت کا پہلا دعویٰ۔ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی رضامندی اور نعیم جنت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ توحید کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزمائشوں اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں جائے گا؟ استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں بلکہ دعویٰ توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہوگا وَلَقَدْ فَتَنَّا الخ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔ جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوموں نے انہیں گوناگوں مصائب کا تختہ مشق بنایا۔ اسی طرح ان کے متبعین کو بھی آلام و مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الخ یہ ابتلاء و امتحان کی حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و تبیین ہے و معنی الآیۃ فلیظهرن الله الصادقین من الکاذبین (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۳۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ مخلص اور منافق، راسخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے انه تعالیٰ یمتحنهم بمشاق التکالیف کالهجرة والمجاهدة و فرض الشهوات و وظائف الطاعات و فنون المصائب فی الانفس والاموال لیتمیز المخلص من المنافق والراسخ فی الایمان من المتزلزل فیه فیجازیهم سبحانه بحسب مراتب اعمالهم (روح ج ۲۰ ص ۱۳۵) ۱۳ یہ دوسرا دعویٰ ہے۔ مشرکین کا خیال

موضح قرآن ف یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں لیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ق دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّیِّاٰتِ کفر و شرک و معاصی۔ السیئات ای الشرك والمعاصی (مدارك ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدوث و تجدد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر و شرک اور فسق و فجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نکلیں گے، سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ ۴ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت و تخویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا الخ مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ انہیں کافروں کی دیار سے ہجرت بھی کرنا ہوگی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاهَدَ الخ جو لوگ محض دین حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس کا فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکیہ ہے بلکہ جہاد سے ریاء کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضح) ای ومن جاهد فی الدین وصبر علی قتال الکفار واعمال الطاعات فانما یسعی لنفسه ای لثواب ذلك کلال (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۳) ۵ یہ ان مؤمنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام برداشت کیا۔ اٰمَنُوْا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الخ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن (سب سے بہتر) جزاء دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ای حسن جزاء اعمالهم والجزاء الحسن ان یجازی بحسنة حسنة واحسن الجزاء ان یجازی الحسنة الواحدة بالعشر زیادة (روح ج ۲۰ ص ۱۳۲) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال یعنی ہجرت کی جزاء دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہترین عمل کی پوری پوری جزاء دیں گے اور مشہوم مخالف مراد

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ
ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ
وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ
اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ
مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۪ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا
ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ
یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ
جھوٹ بناتے تھے ف۱ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا
فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ
ان میں ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا ان کو
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ
طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے ف۲ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور
السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِیْمَ
جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے واسطے ف۳ اور ابراہیم کو
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ
جب کہا اس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ
خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو بوجتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ

اللہ کے سوائے بتوں کے نشان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

موضح قرآن ف۱ کوئی چاہے کہ رفاقت کر کر بھی کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لیوے یہ ہو نہیں سکتا جو جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکانے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس پر بھی ف۲ کہتے ہیں طوفان سے پہلے انذارے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی نو سو برس ف۳ جس وقت یہ سورت اتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں باد سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و بار تابعان از سر ایشان دفع نکنند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ
جن کو شلہ تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری
رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَ
روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور
اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا
اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے شلہ
فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ
تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ
بس پہنچا ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر کیا دیکھتے نہیں شلہ کیونکر شروع کرتا ہے اللہ
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ
پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے شلہ تو کہہ
سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ
ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر
اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ
اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
سکتا ہے دکھ دے گا جس کو چاہے شلہ اور رحم کرے گا جس پر چاہے
وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ
اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں
وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا
اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

جن لوگوں کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آنیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزا دیں گے۔ ای یجعلھم منھم ویدخلھم فی عدادھم کما یقال للفقیہ من العلماء (کبیر ج ۲۴ ص ۶۳) ۸ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے الآیۃ نزلت فی المنافقین (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۳۵) اوذی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں ای لاجل عذوجل علی ان فی للسببیۃ او المراد فی سبیل اللہ بان عذبھم المشرکون علی الایمان باللہ تعالیٰ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۰) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو ان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذا پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیرباد کہہ دیا۔ ای نزلوا ما یصیبھم من اذیتھم منزلۃ عذاب اللہ تعالیٰ فی الاٰخرۃ فجزعوا من ذلک ولم یصبروا علیہ واطاعوا الناس وکفروا باللہ تعالیٰ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۰) ۹ لیکن اگر مسلمانوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں ہم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ الخ اللہ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ مَا فِیْ صُدُوْرِ ھٰٓؤُلَآءِ مِنَ النِّفَاقِ وَمَا فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْاِخْلَاصِ (مدارک ج ۳ ص ۱۹۳) ۱۰ یہ مؤمنوں کے لئے بشارت اور منافقوں کے لئے تخویف ہے اور علم سے مجازاۃ مراد ہے۔ والمراد بالعلم المجازاۃ ای لیجزینھم جزاء لھم من الایمان والنفاق (روح) ۱۱ کفار پر شکوی اور تخویف اخروی ہے۔ کافروں کی سرکشی اور بیباکی ملاحظہ ہو خود کفر و شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کی راہ پر چلیں اور جس عذاب کا تمہیں خطرہ ہے اس کا بوجھ ہم اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ وَلْنَحْمِلْ اتَّبِعُوْا پر معطوف ہے اور امر بمعنی خبر ہے۔ قولہ ابن عطیۃ قولہ ولنحمل خبر بمعنی امر وعبارتہ الخبر (بحر ج ۷ ص ۱۳۰) ۱۲ وہ دوسروں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے

موضح قرآن ف۱ رزق جو فرمایا الخ خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا، وہی دیتا ہے اپنی ٹوٹی کے موافق ف۲

Maktaba Tul Ishaat.com

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہوگا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ **۱۳ھ** یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذائیں برداشت کرتے رہے۔ اے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصۂ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ الخ یہ ضمناً دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مشرکین ہمارے پیغمبر کو ساڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذاب خداوندی سے بچ نہ سکا۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ الخ نوح کو اور اس پر ایمان لانیوالوں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ **۱۴ھ** یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور تحد د اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُوْنَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ بتھا کر ہی تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کارساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ ای تکذبون کذبا حیث تسمونھا الٰھۃ وتدعون انھا شفعاؤکم عند اللہ سبحانہ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۲) **۱۵ھ** یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی کی کرو اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا

نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ
مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ
يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾
ناامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ
پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا
حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ
ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف اور ابراہیم بولے سنا جو تم نے بنا رکھے ہیں تم نے
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ
اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ
پھر دن قیامت کے تم منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے
بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا
نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى
مددگار ف پھر مان لیا اس کو لوط نے کہنے اور وہ بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں
رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ
اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف اور دیا ہم نے اس کو اسحٰق
وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَ
اور یعقوب ع اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

ع ۲ ۹ ۱۴ وقف لازم

موضح قرآن ف اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ ملنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ **۲ھ** یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ **۳ھ** حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل۔ پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
(تو) ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ
نیکوں سے ہے ف اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو تحقیق تم
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۖ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ
آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ
جہان میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور
تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ
راہ مارتے ہو ف۲۵ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں بُرا کام
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ
پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب
اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
اللہ کا اگر تو ہے سچا بولا اے رب میری مدد کر
عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ
ان شریر لوگوں پر ف اور جب پہنچے قاصد ہمارے بھیجے ہوئے
اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ
ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی
الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ
والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار بولا اس
فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ لَنُنَجِّيَنَّهٗ
میں تو لوط بھی ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم بچا لیں گے اس کو

ع ۳ ۱۵

منزل ۵

ثکر ادا کرو۔ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۱۷ یہاں سے لے کر اَلِيْمٌ تک یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا کلام چل رہا ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کا حال مذکور ہے۔ وھذہ الآیات محتملۃ ان تکون من جملۃ قول ابراھیم علیہ السلام لقومہ وان تکون معترضۃ وقعت فی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشان قریش (مدارک) یعنی اگر تم میری تکذیب کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ پیغمبروں کا کام صنوانا نہیں بلکہ پیغام الٰہی پہنچانا ہی ان کے ذمہ ہے۔ ۱۸ کیا وہ غور نہیں کرتے اللہ نے کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ کام تو اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا الخ یہ خطاب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہو تو اس سے پہلے وَقُلْنَا لَهٗ محذوف ہوگا اور اگر خطاب حضور علیہ السلام سے ہو تو حذف کی ضرورت نہیں۔ یعنی زمین میں چل پھر کر اللہ کی گوناگون مخلوق کو دیکھو۔ مخلوق کی انواع و اقسام کا کوئی حساب نہیں، جنسیں اور قسمیں مختلف، شکلیں اور طبیعتیں مختلف، رنگ اور زبانیں مختلف۔ جس قادر و توانا اور حکیم و دانا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ ۱۹ وہ قانون عدل کے تحت جسے چاہے سزا دے اور اپنی مہربانی سے جس پر چاہے رحمت فرمائے۔ تم سب میدان حشر میں اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تم زمین و آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے جو تمہیں اس کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی توحید، اس کے رسولوں اور حشر و نشر کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ ۲۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ کا جواب قوم نے یہ دیا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس سے بھی زیادہ عبرتناک ایذا دو اور اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ اللہ مشرکین نے آخر انہیں آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا کر صحیح سلامت باہر نکال لیا۔ ۲۱ مَوَدَّةَ مفعول لہ ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہے، بین اسم ہے بمعنی وصلۃ (یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و یکجہتی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو ای لیتوادوا ویتواصلوا ویجتمعوا علی عبادتہا کما یجتمع الناس علی مذہب فیقع التحاب بینہم (بحر ج ۷ ص ۱۳۱) یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف کے ساتھ محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے بُت گھڑ کر بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوثان اول ما اتخذت لسبب المودۃ وذلک انہ

موضح قرآن ف۱ دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ ف۲ راہ مارنا بھی اُن میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ گئیں اور مجلس میں برے کام شاید بھی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور تحقیر کرتے ہوں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

كان اناس صالحون فماتوا فاسف عليهم اهل زمانهم فصوروا احجارا بصورهم حبا لهم فكانوا يعظمونها فى الجملة ولم يزل تعظيمها يزداد جيلا فجيلا حتى عبدت فالاية اشارة الى ذلك فالمعنى انما اتخذتم اسلافكم من دون الله اوثانا الخ (روح ج ۲۰ ص ۱۵۱) ۲۱ھ دنیا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے۔ یعنی معبود اپنے پجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرأ الاوثان من عابديها وتتبرأ القادة من الاتباع ويلعن الاتباع القادة (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۵۵)، اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّصِرِيْنَ) يخلصكم منها كما خلصني ربي من النار التي القيتموني فيها (ابو السعود ج ۷ ص ۶۹) ۲۳ھ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ اى الى الجهة التي امرني ربي بالهجرة اليها (روح ج ۲۰ ص ۱۵۲) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہوگا وہاں جاؤں گا۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوفی سے حران اور پھر حران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے (روح وغیرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے ارض شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین وایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۲۴ھ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کر دیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مخصص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا تمام اہل ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم يبعث الله نبيا بعد ابراهيم الا من صلبه ... اهل الملل كلها تدعيه وتقول

وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں

وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ

اور جب پہنچے فرشتے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور

ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫

تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا

اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ

ہم بچا لیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ

رہ جانے والوں میں ف ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر

الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا

ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً

نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان کھلا نظر آتا ہوا

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف اور بھیجا مدین کے پاس ف ان کے بھائی

شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا

شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو

الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ

پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

پھر اس کو جھٹلایا سو ف تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

هومنا ... ان اهل الجنة ين يتبونه (قرطبی ج ۳ ص ۱۷۴) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۲۴ھ یہ تیسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتدا اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا الخ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ بالقتل واخذ المال كما هو عمل قطاع الطريق وقيل اعتراضهم السابلة بالفاحشة (مدارک ج ۳ ص ۱۹۶) ۲۵ھ تمہاری بے

موضح قرآن ف یہ خطا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ۲ھ یعنی وہ شہر اترے راہ پر نظر آتے ہیں۔ ۳ھ ان میں عادت تھی دغا بازی کی دین لیں میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ ای اتیان الرجال فی مجالسھم بری بعضھم بعضا قالہ منصور ومجاھد والقاسم بن محمد وقتادۃ وابن زید (بحر ج ۴ ص ۱۰۰) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ الخ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آ اس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ ۳۶ اَلْبُشْرٰى سے یا تو بیٹے کے تولد کی بشارت مراد ہے یا قوم لوط کی ہلاکت اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشرٰی ای بالبشارۃ بالنول والنافلۃ (روح ج ۲۰ ص ۱۵۵) استنصر لوط علیہ السلام ربہ فبعث علیھم ملائکۃ لعذابھم فجاء وا ابراھیم اولا مبشرین بنصرۃ لوط علی قومہ (قرطبی ج ۳ ص ۳۳۳۲) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا الخ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس میں تو لوط بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرکہ ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط کانت فیھم ذنوب غیر الفاحشۃ ... ومع ھذا کلہ کانوا یشرکون باللہ (قرطبی ج ۳ ص ۳۳۳۲) ۳۷ جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزردہ خاطر ہوئے قَالُوْا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ الخ اور آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ ۳۸ ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یا سیاہ پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دین حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضمناً دوسرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ ۳۹ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی، بددیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ اخشوا الیوم الاٰخر وخافوہ (خازن ج ۵ ص ۱۳۰) ۴۰ وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے نشے میں بدمست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَكَذَّبُوْهُ ای اصروا علی التکذیب (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرَّجفۃ کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرما دیا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَةُ سے شدید زلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور خارا شگاف آواز مراد ہے۔ الرجفۃ الزلزلۃ الشدیدۃ او صیحۃ جبریل علیہ السلام لان القلوب رجفت بھا (مدارک ج ۳ ص ۱۸۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَ
اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور
قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ
تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور خوبصورت
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو
السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ
راہ سے اور تھے ہوشیار ۵ اور ہلاک کیا قارون
وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
اور فرعون اور ہامان کو ۱۳ اور ان کے پاس پہنچا
مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ
موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں
وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا
اور نہ تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے
بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پتھراؤ
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ
ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے
وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ
اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا
مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

۳۷ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین مکہ! ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الخ شیطان نے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال قبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے کام لیتے تو حق و باطل میں امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین اى عقلاء يمكنهم التمييز بين الحق والباطل بالاستدلال والنظر ولكنهم اغفلوا او لم يريدوا (روح ج ۲۰ ص ۱۵۸)

۳۸ یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل و بینات لیکر آئے یہ لوگ دولت و حکومت کے نشے میں چور ان کی بات کب سننے والے تھے۔ انہوں نے قبول حق سے استکبار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی گرفت سے نکل جائیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ہم نے سب کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک سزا دی۔ ان چاروں قوموں کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ چار قصے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سے متعلق ہیں۔

کسی قوم کو حاصب یعنی طوفان باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ (چنگھاڑ) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ الخ ان قوموں کو گوناگوں عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استکبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضح قرآن ف یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾
پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مثال ان لوگوں کی جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ
اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
اللہ جانتا ہے ف۲ جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا

مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾ وَ
کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۳ اور

تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ
یہ مثالیں بھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَلَقَ اللّٰهُ
ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
آسمان اور زمین ف۴ جیسے چاہئیں اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
نشانی ہے یقین والوں کے لئے ف۵

ع ۴

منزل ۵

۳۳ یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعوے کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالا بن کر اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہٖ یہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودانِ باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آ سکتے۔ اس مثال میں مشرک کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا لنفسها آتى اليه وان بيتها في غاية الضعف والوهن لايدفع عنها حرا ولا بردا فكذلك الاصنام لا تملك لعابديها نفعا ولا ضرا (معالم التنزیل ج ۵ ص ۲۳۳)

۳۴ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارنے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خبیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کونسی عقلمندی ہے۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ ہم مثالیں دے کر لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔

۳۵ یہ مرکزی دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہارِ حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بالحق) ای للحق واظهارا للحق (معالم و خازن ج ۵ ص ۲۳۳) انها مع اشتمالها على جميع ما يتعلق به معاشهم شواهد دالة على شئونه تعالى المتعلقة بذاته وصفاته (ابوالسعود ج ۷ ص ۱۹۲) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

موضح قرآن

ف۱ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ف۲ یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بیٹھے خلق بت پوجتے ہیں، بیٹھے آگ پانی کو، بیٹھے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرما دیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں اسی کو ہیں۔ ف۳ یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا احتیاج۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ بتان پناہ بردہ اند و بتان ہیچ نفع نہ دہند چنانکہ خانۂ عنکبوت ہیچ فائدہ نمیدہد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
تو پڑھ جو اتری تیری طرف سے کتاب اور قائم رکھ نماز
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَ
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور
لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف اور
لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ
جھگڑا نہ کرو ۵۳ اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو
اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ
مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو ۵۴ کہ ہم مانتے ہیں جو
اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ
اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری اور تمہاری
وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ
ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۵ اور ویسی ہی ۵۵
اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ۵۶ ہم نے کتاب دی ہے
یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ
وہ اس کو مانتے ہیں اور ان میں والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور
مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ
منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۶ اور تو پڑھتا
تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ
نہ تھا تو اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

منزل ۵

اتل ما اوحی ۳۱ — ۸۸۳ — العنکبوت ۲۹

۳۶ یہ دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ مسئلہ توحید وحی کے ذریعہ سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس سے مسئلہ توحید کو بیان کرتے رہیں اور کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اور یہ امر مصلح ہے یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے کی وجہ سے کفار کی طرف سے آپ کو جو تکلیف و ایذا پہنچے اس کا اثر کم کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ نماز سے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم رہے گا، صبر و ہمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور مصائب و مشکلات کی اہمیت دل سے کم ہو جائے گی۔ الفحشاء سے کافروں کی خباثتیں اور ان کی ایذائیں مراد ہیں۔ یعنی نماز کافروں کی خباثتوں اور ایذاؤں کا اثر دل سے زائل کر دیگی۔ المنکر خلاف شریعت امور۔ نماز سے آدمی کے دل میں خوف خدا، خشوع و خضوع اور عجز و انکسار وغیرہ صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں اس لئے نمازی آدمی طبعاً خلاف شریعت امور سے متنفر و مجتنب ہو جاتا ہے لیکن یہ خوبی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی اس شعور کے ساتھ نماز پڑھے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور کھڑا ہو کر فریضۂ نماز ادا کر رہا ہے۔ ساری نماز میں اس کی توجہ نماز ہی میں رہے۔ توجہ اور شعور کے بغیر صرف ظاہری ارکان نماز ادا کر لینے سے یہ آثار ظاہر نہیں ہو سکتے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ ذکر سے نماز یا عام ذکر اللہ مراد ہے۔ یعنی نماز یا ہر وقت ہر معاملے میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر عمل کے مطابق اس کی جزا و سزا دے گا۔ ۳۷ یہ طریق تبلیغ ہے مشرکین مکہ کی طرح اگرچہ اہل کتاب بھی ایذا رسانی میں پیش پیش ہیں لیکن پھر بھی تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور درشتی سے کام نہ لو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا البتہ ان میں سے جو ضد و عناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تاکہ ان کے غرور و استکبار کا جواب ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ بالافراد فی الاعتدال والعناد ولم یقبلوا النصح ولم ینفع فیهم الرفق فاستعملوا معهم الغلظة (روح ج ۲۰ ص ۳) یا استثناء منقطع ہے یعنی اگر آپ نرمی سے تبلیغ کریں گے تو اس سے وہ زیادہ متاثر ہوں گے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ البتہ ان میں سے جو ضدی اور بے انصاف ہیں وہ نہیں مانیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۳۸ یہ تبلیغ کا طریق احسن ہے۔ اہل کتاب سے یوں کہو کہ ہم اس وحی پر بھی ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی۔ ہمارا اور تمہارا معبود اور کارساز بھی ایک ہی ہے اور ہم تو اسی معبود برحق کے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے اے اہل کتاب! تم بھی اس کے پورے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور اس کی آخری کتاب اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ ۳۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ اَلْكِتٰبَ یعنی قرآن کو ماننے

موضح قرآن پر چڑھے۔ ف۱ جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے امید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے۔ یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں کا ثواب ملے۔ ف۲ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے ان کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹو نرمی سے بات سمجھاؤ مگر جو ان میں بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے۔ ف۳ ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہیے۔ ۵۴۰ یہ دعوی توحید پر نقلی دلیل ہے مؤمنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لا چکے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لا چکے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی

إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾ بَلْ هُوَ آيَاتٌ
تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں
بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا
صاف سینے ان لوگوں کے سینے میں جن کو دی ہے سمجھ اور
يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالُوا لَوْلَا
منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۱ اور کہتے ہیں کیوں نہ
أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ
اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں
عِندَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ
اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ
أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ
ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک
فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾
اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں
قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ
تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے
مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا
جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں
بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾
جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۲
وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى
اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ ۵۴۱ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعوی توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الٰہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑیگا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال القفال دليلا على نبوته لقومه لانه لا يقرأ ولا يكتب ولا يخالط اهل الكتاب ولم يكن بمكة اهل الكتاب فجاء هم باخبار الانبياء والامم وزالت الريبة والشك اقوطی ج ۳ ص ۳۱۳ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ یہ منفی پر متفرع ہے۔

۵۴۲ یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا يَجْحَدُ الخ ہماری آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکابرہ میں حد سے گذر چکے ہیں۔ ۵۴۳ یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچا دیتا ہوں اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ) ينزل ايتها شاء ولست املك

موضح قرآن ف۱ یعنی جگہ تھی شبہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ استاد پاس بیٹھے تھے۔ نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف۲ یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو ان لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا فضول ہے۔ ف۳ اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمن ف۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از الذین اوتوا العلم متبعان صفات حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم۔

Maktaba Tul Ishaat.com

شیئاً منہا (مدارک ج ۳ ص ۲) ۴۴ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک وشبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حجج واضحہ آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت وعبرت ہے وہ اس میں غور وفکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ای اولم یکفہم آیۃ مغنیۃ عن سائر الآیات ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین ہذا القرآن الذی تدوم تلاوتہ علیہم فی کل مکان وزمان فلا تزال معہم آیۃ ثابتۃ لا تزول ولا تضمحل الخ (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) ۴۵ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل وبراہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرما دیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودان غیر اللہ مراد ہیں وھو ما یعبد من دون اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۶ ص ۸) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وھو شامل لعیسیٰ والملائکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتہم الخ (روح ج ۲۱ ص ۸) ۴۶ یہ زجر مع تخویف دنیوی واخروی ہے۔ یہ معاندین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر ومعین نہ ہوتا تو اب تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آلے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وھو یوم القیامۃ او یوم بدر (مدارک) یستعجلونک الخ یہ زجر مذکور کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین وکفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزار ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۴۷ یہ پہلے

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ اَوَلَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ یُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ وَاِلَیْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ بِالْكٰفِرِیْنَ ۝ یَوْمَ یَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ

موضح قرآن ف۱ اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح مکہ میں مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف۲ یعنی آخرت کا عذاب تو جلد مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ برے کام مرنے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف۳ یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا۔ جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف۴ جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اپنی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہان کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ خدا تعالیٰ ترغیب میفرماید بر ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دعوے سے متعلق ہے۔ ابتدا سورت میں کہا گیا توحید کی خاطر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور ان منافقین کی طرح نہ ہونا جو معمولی تکلیف پر توحید کا نام لینا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا اگر مشرکین اس قدر ایذائیں دیں کہ وطن میں رہنا مشکل ہو جائے تو میری زمین فراخ ہے وطن سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت بجا لا سکو۔ كُلُّ نَفْسٍ الخ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر ہر ایک کو موت آئے گی اور تم سب میرے پاس آؤ گے۔ ۴۸ یہ ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر ایمان لائے اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، اپنی جائیدادیں اور مکان چھوڑ کے آخرت میں ہم انہیں شاندار بالا خانے عطا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا الخ یہ ان جان والوں کا اجر ہے جنہوں نے اپنی عملی زندگی میں توحید کا نمونہ پیش کیا اور دین حق کی خاطر مصائب برداشت کئے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھا۔

۴۹ وطن چھوڑنے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ تھا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہجرت کر کے مدینہ جائیں گے تو وہاں کھائیں گے کیا اس پر فرمایا اللہ پر بھروسہ کرو جو تمام جانوروں کو روزی دیتا ہے وہی تمہارا بھی رازق ہے۔ تم دیکھتے ہو تمام جانور خالی ہاتھ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو روزی پہنچاتا ہے تو وہ تمہیں کیوں روزی نہیں دے گا۔ لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم من مکۃ بالھجرۃ خافوا الفقر والضیعۃ فنزلت (مدارک ج ۳ ص ۳۰۰) اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ تمہاری پکاریں سنتا اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے اس لئے اس پر بھروسہ کر کے اس کے دین کی خاطر ہجرت کرو وہ تمہارے تمام کام آسان فرمائے گا۔ ۵۰ یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ سارا نظام شمسی بھی اسی کے تصرف و اختیار میں ہے تو پھر کہاں ان کی عقلیں ماری گئیں کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ۵۱ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اس کے اختیار میں ہے اور وہ عالم الغیب بھی ہے لہٰذا تمام حاجات و مصائب میں وہی کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۲ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ سارے کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
بھروسہ رکھا ف اور کتنے جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے
رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ
اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
سننے والا جاننے والا اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى
سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے
يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
الٹے جاتے ہیں ف اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہتا ہے
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
اپنے بندوں میں اور ناپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ
چیز سے خبردار ہے ف اور جو تو پوچھے ان سے کس نے اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ
آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے
بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ
مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ
پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف اور یہ

ع ۲ ۱۲ ۲

موضح قرآن ف یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ۵۳ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اگلے جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی ف ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی مفلس سے دولت مند کر دے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے تو آپ اعلان فرما دیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیکن دلائل کے اس قدر وضوح وظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور وتدبر نہیں کرتے۔ **۵۳** دنیا کی تحقیر وتقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جا سکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہیے۔ ای ماھی فی سرعۃ زوالھا عن اھلھا وموتھم الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم تنقرض (بحر ج ۷ ص ۵۵) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ **۵۴** یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفان باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مزعومہ مددگاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آگیا ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ **۵۵** دونوں صیغوں میں لام بمعنی کی ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتحاد و اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای یشرکون لیکفروا النعم التی اتیناھم من نعمۃ النجاۃ بسبب شرکھم ولیتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان وتوادھم علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۱۱) دونوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قرارت میں وَلْيَتَمَتَّعُوا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امری پر جائز ہے لام کی پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ھما لام امر معناہ التھدید والوعید ... ومن قرأ ولیتمتعوا بإسکان اللام لم یجعلھا لام کی لان لام کی لا یجوز اسکانھا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۶۳) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اب کفران نعمت اور شرک کرلیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ **۵۶** اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور وتدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے ان کے والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال وجان اور عزت وآبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد ونواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال وجان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل وغارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر

الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں تو پکارے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

ناشکری کرنے لگے ہم سے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑانے لگے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ہم

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

مانتے ف اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ

جھوٹ بات یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

بسنے کی جگہ نہیں ۵۶ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵۷ محنت کی ہمارے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف ۵۸

موضح قرآن ف ۵۶ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف ۵۷ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۵۸ یعنی بدد ستی یکدیگر بسبب اجتماع ہر شرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ **۵۷ھ** یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر افترا کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بِاَنْ زَعَمَ اَنَّ لَہٗ شَرِیْکًا ... اَمْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ اَیْ بِالرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ (ابوالسعود ج ۲ ص ۱۳۳) **۵۸ھ** استفہام انکاری ہے۔ ہمزۂ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ھٰذا تقریر لقولہ اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَثْوًی لِاَنَّ ھَمْزَۃَ الْاِنْکَارِ اِذَا دَخَلَتْ عَلَی النَّفْیِ صَارَ اِیْجَابًا (مدارک ج ۳ ص ۳۳) **۵۹ھ** جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدۂ نفس اور مقاساتِ مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا (یعنی دعوی اولی) سے متعلق ہے۔ دینِ حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہِ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہِ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا) فِیْ شَأْنِنَا وَمِنْ اَجْلِنَا وَلِوَجْھِنَا خَالِصًا ... لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَالْمُرَادُ نَزِیْدُھُمْ ھُدًی اِلٰی سَبِیْلِ الْخَیْرِ وَتَوْفِیْقًا لِسُلُوْکِھَا (روح ج ۲۱ ص ۱۳) **۶۰ھ** یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شامل حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سورۂ عنکبوت کی خصوصیات

اور اس میں آیات توحید

۱۔ اَحَسِبَ النَّاسُ ـــ تا ـــ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ ـــ تا ـــ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ ـــ تا ـــ اِنَّا مَعَکُمْ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ مصائب و مشکلات میں کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ـــ تا ـــ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ـــ تا ـــ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا ـــ تا ـــ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ـــ تا ـــ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ ـــ تا ـــ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔

۱۲۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ ـــ تا ـــ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

(آج بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۶ء بروز چہار شنبہ بوقت صبح سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوۃ والسلام علی رسولہ الہادی الی اوجز المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الحوالک)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ روم

ربط سورۂ روم کو سورۂ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدۂ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ یعنی صرف زبان سے اٰمَنَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۂ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ الخ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الٰہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دو مرتبہ درمیان میں۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۴۷) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (۶۰)

خلاصہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ الخ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دوبارہ اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا (۳۰) دوم فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ (۴۳) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اٹل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتدائے سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے لے کر لِلِقَآءِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ تک مشرکین پر زجر ہیں۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی ہے اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (۲۷) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ الخ تفصیل انجام مومنین و کفار فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف اخروی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہٰذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ الخ (۲۰) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے آٹھویں عقلی دلیل۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الخ یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہٰذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں فریاد و دعا و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ (۲۸) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الخ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ الخ (ع۵) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ الخ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ يُّرْسِلَ الخ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ ابتدائے سورت میں مذکور وعدۂ نصرت یعنی لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ الخ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے اُدھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثبات حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا الخ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مُردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہر جباریت کی وجہ سے ان کے دل مُردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ الخ (ع۶) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ الخ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلۂ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَكُمْ الخ (ع۷) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ روم ہے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان بنہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ

الٓمّٓ مغلوب ہو گئے رومی ہے قریب ملک میں ف اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ

اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ہے چند سال برسوں میں ف

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے ہے اور اس دن خوش ہونگے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

مسلمان ہے اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

زبردست رحم والا ف اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ

جانتے ہیں ہے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

آخرت کی خبر نہیں رکھتے ف کیا دھیان نہیں کرتے ہے

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

منزل ۵

من طرق عديدة ان الحرب وقعت بين اذرعات وبصرى وقال ابن عباس والسدى بالاردن فى فلسطين (روح ج ۲۱ ص ۱۰) ۳ یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتھم یا مصدر مبنی للفاعل ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رومی اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس ایاھم علی اللہ مضاف الی مفعولہ او الی نائب فاعلہ ان کان مصدرا المجہول ورجح بعضھم بموافقۃ للنظم الجلیل (روح ج ۲۱ ص ۱۰) ۴ بِضْعٌ عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابوبکر رض سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کر لو۔ حضرت ابوبکر رض دوبارہ

موضح قرآن ف۱ روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین پر یعنی عراق پر کہ فرقے میں جا پڑتے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اڑاتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہونگے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ ف۲ کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی ف۳ یعنی ظاہر اسباب ظاہر پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ف۴ یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندوہگین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بغلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ یکی از دلائل نبوت است ۱۲۔ ف۲ یعنی در سرحد خود ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ابی بن خلف سے ملے اور سواونٹ شرط پر لگا دیئے اور میعاد نو سال تک بڑھا دی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابی بن خلف مر چکا تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق نے شرط کا مال اس کے وارثوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابوبکر الخطر من ذریۃ ابی فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھذہ آیۃ بینۃ علی صحۃ نبوتہ وان القرآن من عند اللہ (لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۳) ۵ اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مومنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ ۶ جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوئی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فارسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظھورھم علی المشرکین یوم بدر وظھور اھل الکتاب علی اھل الشرک (معالم خازن ج ۵ ص ۱۰۱) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ نصر اللہ تعالیٰ العزیز المؤمنین وفرح بہ لذلک مالا یخفی (روح ج ۲۱ ص ۳۱) ۷ مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعد ھم اللہ وعدا (کبیر ج ۷ ص ۲۶۵) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرما دیئے۔ ۸ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ
اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝
بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ
ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ
تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان سے
مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ
بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ
يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا
برا کرتے تھے ق پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا
السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ق
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ
اللہ بناتا ہے پہلی بار ۱۲ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ۱۳ آس توڑ کر رہ جائیں گے

ہیں اور اس کے لئے کوشاں

موضح قرآن ف یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ۱۳ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ۱۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہیں۔ ان کی ساری تگ و دو بس دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ ۹ یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظام عالم اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و صنعت، وسعت علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ الخ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا، كَانَ کی خبر مقدم ہے اور السُّوْٓاٰى اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور اَنْ كَذَّبُوْا الخ ماقبل کا سبب ہے ان سے پہلے بازسببیہ یا لام تعلیل مقدر ہے ای بان اولان (روح) اور السُّوْٓاٰى سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دوچار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ ۱۱ یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ ۱۲ اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پہلے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کارساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کارساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُرَكَاءُ هُمْ شرکاء سے تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ من شرکاءھم من الذین عبدوھم من دون اللہ (مدارک ج ۳ ص ۳۵) شفعآء یجیروننھم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کانوا یزعمون (روح ج ۶ ص ۱۳۷) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکاء سے ملائکہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وقال مقاتل الملائکۃ علیہم السلام (م) ۱۳ مکے

موضح قرآن ف یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آ گئیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمٰن ف مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ او از رذائل و اتصاف او بفضائل متجدد و میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ
اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو بنایا
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ
مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین میں پھیلے پڑتے اور
مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری جنس سے جوڑے
لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ
کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ
البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان لوگوں کے جو دھیان کرتے ہیں ف اور اس
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا مثلہ اور طرح طرح کی
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں
لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ
سمجھنے والوں کو ف اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور
النَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
پتے کی ان کو جو سنتے ہیں ف اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھلاتا ہے تمکو
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً
بجلی ف ڈر اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

ع ۳

منزل ۵

ف یعنی مٹی مردہ سے جیتے جاندار ف۲ حق تعالیٰ کے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے، پھر جیتے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا اُنسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ان سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

مرتبہ تسبیح

مرتبہ تحمید

مرتبہ تسبیح

مرتبہ تحمید

مرتبہ تسبیح

مرتبہ تحمید

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (احزاب ع ۶) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (طٰہٰ ع ۷) سورۂ عنکبوت میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ کی تعبیر التیار کی گئی اور یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفات کار سازی سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ ۱۵ یہ بھی بعث و نشور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہوگا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائل عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

۱۶ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ای من جنس اَنْفُسِكُمْ وجنسها (مدارک ج ۳ ص ۳۰۳) یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتۂ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الخ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت ڈالنے میں غور و فکر کرنے والوں کو

فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مرنے کے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۲۴ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ
ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ
اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین
الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝۲۵ وَلَهٗ مَنْ فِي
میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے ف اور اسی کا ہے جو کوئی ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝۲۶ وَهُوَ
آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے
الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ
جو شروع پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر
وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ
زبردست حکمتوں والا ق بتلاتا تم کو ۱۷ ایک مثل تمہارے اندر سے
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ
دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے
فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کو

منزل ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ ۱۸ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کارسازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہٰذا اس کا شکر ادا کرنا، اسی کو کارساز

موضح قرآن ف معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ۲ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ ۱۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا دونوں يُرِيْكُمُ کے مفعول لہ ہیں ای لالقاء الخوف و الطمع یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوفا من الصاعقة وطمعا فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۳۰) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر خشک اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بالتفکیر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلی والمتفکرون قلیلون وادنی منه العالمون وادنی منه الفهم ثم السلم وادنی منه العقل وعدد المجانین کما قال العارف الرومی رح ؎

فکر آن باشد بکار آید ترا
راہ آن باشد کہ پیش آید ترا

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۲۰ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی میعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصۃً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قَانِتُوْنَ مخلصون (رح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قانتون قائمون بالشهادة

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
جو سمجھتے ہیں ف۱۸ بلکہ چلتے ہیں ۲۳ یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۗ وَمَا
بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ۲۴
حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ
ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو
لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ
بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ
اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۱۹ سب رجوع ہو کر اس کی طرف ف۲۰
اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ
اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں ف۲۱
مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ
جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ
فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے ۲۵ لوگوں کو
ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ
کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو
مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾
اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگی

موضح قرآن

ف۱۸ یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ ف۱۹ یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ ف۲۰ یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ ف۲۱ یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱۸ حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا شریک او نتواں گفت ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

علی وحدانیتہ تعالیٰ کما قال الشاعر وفی کل شیء لہ آیۃ تدل علی انہ واحد ۲۱ھ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ تو الہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کارساز اور برکات و بندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں متفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاہد المثل الاعلیٰ قول لا الٰہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۷۰) عن قتادہ و مجاہد ان (المثل الاعلیٰ) لا الٰہ الا اللہ ولعلہما اراد بذلک الوحدانیۃ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ بیانہ (روح ج ۱۴ ص ۳۵) وھو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ ۲۲ھ یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلاً) یتبین بہ بطلان الشرک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالھا التی ھی اقرب الامور الیکم واعرفہا (روح ج ۱۴ ص ۳۷) کخیفتکم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خیفتکم ھن ھو من نوعکم من الاحرار المالھین لکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کرلے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلک لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار و العبید ان یجعلوا بعض عبیدہ لہ شرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) قال ابن عباس تخافونھم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا ھذا من مماثلیکم و لم ترضوا ذلک لانفسکم فکیف رضیتم ان تکون الھتکم التی تعبدونھا شرکائی وھم عبیدی امثالکم (خازن ج ۵ ص ۱۷۳) ۲۳ھ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ھم المشرکون (بحر ج ۷ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یھدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ھدایۃ احد (ابو السعود ج ۷ ص ۲۲۳) ۲۴ھ فاء فصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن منتج عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتدائے سورت میں مذکورہ وعدۂ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبین الحق وظہرت الوحدانیۃ فاقم الخ (نیشاپوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجھک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کنایہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و الثبات علیہ (روح ج ۱۴ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۂ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقھم قابلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) ای الزموا فطرۃ اللہ وھی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۵۱۵) لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اٹل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہی ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو وقیل ھو نفی معناہ النھی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۷ ص ۱۷۲) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۳) ۲۵ھ یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای راجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ و اخلاص العمل وقیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۱۴ ص ۴۱) ولا تکونوا من المشرکین یہ منیبین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت و دعا اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیموا الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابو السعود فرماتے ہیں ولا تکونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۲۳) یہ اعادۂ جار کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنا لیا اور پھر ہر فریق اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنا لئے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ ۲۶ھ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجر ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کرو گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا۔ تو جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

Maktaba Tul Ishaat.com

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ
کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۱۲ سو مزے اڑا لو اب آگے
تَعْلَمُوْنَ ۝٣٤ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ
جان لوگے کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ
يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝٣٥ وَاِذَآ اَذَقْنَا
بول رہی ہے جو یہ شریک بناتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۱۳
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ
لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ برائی
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝٣٦ اَوَ
اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو اس وقت ٹوٹ بیٹھیں کیا
لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ
نہیں دیکھ چکے ۱۴ کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ناپ کر دیتا ہے جس کو چاہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٣٧ فَاٰتِ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ
قرابت والے کو اس کا حق نیز محتاج کو اور مسافر کو
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٣٨ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا
جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھ جاوے
فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ

منزل ۵

الٓمّٓ ۱ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝٣ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝٤ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٧ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٨ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝٩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝١١ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١٢ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝١٣ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝١٤ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝١٥ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝١٦ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝١٧ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝١٨ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝١٩ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٢٠ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ۝٢١ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۡ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٢٢ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَاۗىِٕهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢٣ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٢٤ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٢٥ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢٦ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝٢٧ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٨ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٢٩ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٣٠ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝٣١ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝٣٢ وَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۡ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝٣٣ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝٣٤ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٣٥ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝٣٦ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝٣٧ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝٣٨ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۡ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝٣٩ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٤٠ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٤١ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤٢ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝٤٣ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٤٤ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝٤٥ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۡ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝٤٦ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝٤٧ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝٤٨ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٩ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٥٠ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٥١ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۭ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٥٢ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٥٣ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝٥٤ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٥٥ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝٥٦ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝٥٧ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝٥٨ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٥٩ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۡ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦٠ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٦١ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٦٢ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٦٣ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝٦٤ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۡ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝٦٥ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٦٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝٦٧ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝٦٨ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٦٩

الٓمّٓ ۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝٢ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝٣ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝٤ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝١٢ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝١٣ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝١٤ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝١٥ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰۗىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝١٦ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝١٧ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝١٨ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١٩ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝٢٠ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٢١ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ۝٢٢ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝٢٣ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٢٤ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۡ مِّنَ الْاَرْضِ ۡ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝٢٥ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝٢٦ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٢٧ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٢٨ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٢٩ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٠ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٣١ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝٣٢ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝٣٣ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٣٤ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝٣٥ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝٣٦ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٣٧ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ
دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ
جن کے دونے ہوتے ہیں اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر
رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ
تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے
شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ
اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں
وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ
اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے چکھانا چاہیئے ان کو
بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ
کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں راہ کو تو کہہ
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
پھرو ملک میں تو دیکھو کیا ہوا انجام
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾
پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
سو تو سیدھا رکھ منہ اپنا دین کی راہ پر اس سے پہلے کہ آپہنچے
يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے

۳۹ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق ورازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت وحیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ وتصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کارساز ان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ وتعالیٰ الخ جب یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کارسازی اور کمالات الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۴۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دنیا میں جو شر وفساد بپا ہوتا ہے اور مصائب وبلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان وطغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے بما کسبت ایدی الناس (بسبب معاصیہم وشرکہم (مدارک ج ۳ ص ۲۱۰)

شرک ومعاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک وعصیان سے باز آجائیں۔ ۴۱ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک ومعاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت وتباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی مشرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ ۴۲ یہ پہلے فاقم وجهك الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے روکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان ویقین بے سود ہوگا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر وشرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

انہ لا یحب الکافرین اس کی رضا ومحبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر ومشرک اس کے غضب وسخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضح قرآن ۴۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر اوپر آویں۔ ۴۳ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمٰن ۴۰ مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند ربا نام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ۴۱ یعنی قحط وغرق وسائر مصائب جزاء عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ
جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ
يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾
بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ
اور اس کی نشانیوں میں ہے یہ کہ بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں اور
لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ
تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز
بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾
اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ
سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ
اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی وہ اللہ ہے جو بھیجتا ہے
الرِّيَاحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ
ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے
وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ
اور رکھتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب

۳۵ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کی وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا بادبانی کشتیوں کو ادھر سے اُدھر لیجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ **۳۶** یہ مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے، مومنین کے لئے بشارت دنیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء و رسل علیہم السلام دلائل و بینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے منکرین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا وکان حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدۂ نصرت کا اعادہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد و نصرت تو میں محض اپنے فضل سے اپنے ذمے لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہو گا۔ **۳۷** یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لیجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے وان کانوا الخ۔ خففہ من المثقلہ ہے اور اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ حالانکہ بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہو گی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مر جائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے کنایہ ہے ای من قبل ھذا الوقت۔ یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار و اعادہ نہیں ہو گا۔

موضح قرآن ف یعنی ہوا چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ف۲ بیچ میں ہوا کا مذکور اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں ہوا ویں، اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اس کو پہنچتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تبھی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی

لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

نا امید سو دیکھ لے نشانہ اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر

يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے پیچھے بے شک وہی ہے مردوں

الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا

کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز پر کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں نشانہ

رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ

سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ

جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ تو راہ بھلائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

اللہ ہے جس نے تم کو بنایا کمزوری سے پھر دیا

ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ

زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

منزل ۵

۴۸ یعنی باران رحمت پر رحمت الٰہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بنجر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت وصنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذلک لمحی الموتی جملہ معترضہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وھو علی کل شئی قدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر و نشر پر قادر ہے۔ ۴۹ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر و جحود اور انکار و تکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم و انابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا ۵۰ مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار و تکذیب سے باز نہیں آرہے۔ آپ کے انذار و تبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جہالت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتی یہ تو مُردے ہیں اور مُردوں کو آپ کی طرح بھی اپنی بات نہیں سنوا سکتے دوم ولا تسمع الصم الخ یہ تو بہرے ہیں اور بہرے بھی وہ جو آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں بھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوت حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم وما انت بھادی العمی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و انذار ہے یہ معاندین جو ضد و جہالت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع و بصر کھو چکے ہیں ان کو راہ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الخ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرتے اور ان کے سامنے تسلیم و انقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پا لینے کے بعد اسے تسلیم کرنے کی بھی تڑپ ہو۔

موضح قرآن ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ ۵۲ غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد پاکر بندہ شکر نہ ہووے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمان صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مُردے سنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ

قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اسی طرح تھے اُلٹے جاتے تھے وہ اور کہیں گے جن کو سمجھ دی ہے سمجھ

وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ

اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے

الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم تمہیں تھے

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

جانتے سو اس دن کام نہ آئے گا کہنا ان گنہگاروں کو عذر خواہی

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بھلائی ہے آدمیوں کے واسطے اس

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ

قرآن میں ہر طرح کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر کر دیتا ہے

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللہ قلوب ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو قائم رہ سچ ہے بے شک

اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

منزل ۵

نفی سماع موتی کے دلائل

نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی آیت انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولوا مدبرین (نمل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ تیسری آیت ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر ع ۳)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آن آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہاء و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سُنانا متعذر ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فانما یفید ان تحقیق عدم سماعھم فانہ تعالیٰ شبہ الکفار بالموتی لافادۃ تعذر اسماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۰۱) اور اس سے تھوڑا سا پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ازکتاب ھذا المجاز ھنا عند اکثرھم وانا نحن المیت لا یسمع عندھم ..... لانفا (الیمین) تتعقد علی ما یجیث یفھم والمیت لیس کذلک لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو کلمہ بعد موتہ لا یحنث لان المقصود عدم الافہام والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفھم (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۰) قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں (سماع دسنانے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ موضوع قرآن ف یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کردند دنیا را بمثابہ ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمثابہ خلود خیال میکردند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مُردے زائر کا کلام سُن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب قائلین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلیب بدر والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ رض بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھنکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا الیس قد وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ اس پر حضرت عمر رض بول اُٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلیب بدر کے مُردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور الخ تم مُردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶۷) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آ رہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی من خوارق العادۃ (روح ج ۲ ص ۵۶)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رض فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مُردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوا دیا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادۃ احیاھم اللہ تعالیٰ یعنی اھل الطوی حتی اسمعھم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا و تصغیرا و نقمۃ وحسرۃ وندما (صحیح بخاری ص ۵۶۶، روح ج ۲۱ ص ۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مُردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مُردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علی وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لافھام الموتی کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم دار قوم مومنین اما نساءکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فسکنت فھذا خبر لکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۴ ص ۱۰۱)

دوسری دلیل قائلین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم اذا انقلبوا اذا اتاہ ملکان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب اس حدیث سے بھی عموم احوال واوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال فیجمع بینہ وبین الآیتین فانھا یفید ان تحقیق عدم سماعھم (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴۳)

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آ جاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آ کر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

Maktaba Tul Ishaat.com

یہ ہے کہ حاکم متساہل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں اذ لا تسلم صحتہ وتصحیح الحاکم محکوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲۱ ص۵)۔

چوتھی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان الحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انہ ضعیف بل منکر (روح)

جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مُردے نہیں سنتے لیکن جن بعض احوال میں مُردوں کے سننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال وموارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ففی قولہ عائشۃ فلا یکون دلیلا علی السماع فالظاہر عدم السماع وھو الاصح عندنا (الکوکب الدری ج)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی ھذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص۴۷۹) قدوۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلک التعلق والقول بوجود قوۃ السمع ونحوہ فیھا لفہمہا ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا وکذا سائر الاحساسات لیس الا تابعا للمشیئۃ فان شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعہ من السلام ونحوہ وھذا الوجہ ھو الذی یترجح عندی (روح ج ۱۱ ص۱۳) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کرکے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سورہ روم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں "یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کرکے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے" الخ

ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بھا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوہ کما یشاء اللہ سبحانہ لسماعہ ایاہ (روح ج ۲۱ ص۵)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر انہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع والی جن حدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ قلیب بدر والی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجین قبر کے پاس ہے یہ قبر سے دور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی اضیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مُردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب وجوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا" یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے یمین کی جانب ارواح صلحاء ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس اضیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجا لاتے ہیں اور قبروں پر جا کر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذریں دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ع ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکلیہ بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لھا ولا بشعور ولا حرج ولا سی وفی البرزخ [تحریرات ص۲۱] یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس وشعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر ونکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

Maktaba Tul Ishaat.com

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح وسرور اور بدکاروں کو عذاب ہوتا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فعند الحنفیۃ الجسد میت لا یسمع قما ورد من وسعۃ القبر والاجلاس یقولون المراد بالقبر البرزخ ومن الاجلاس ومن عود الروح وسعۃ القبر وضربہ الم راحۃ وسماع الاصوات ھو امر غیر المحسوسات لحواسنا الظاھرۃ الخ (تصویرات ص۲۳۳) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور سرور وعذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماورا ہے اسے تکلیف تو کسی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت وسرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھکیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے۔ یہی وہ نسمہ ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت ھذا المعبر بالجزء الباقی من البدن ھو النفس ھی شبیھۃ بالروح ھی ازجۃ ملازمۃ لھا کالدخان للنار فھی المتألمۃ المتلذذۃ واما الروح فلا تتألم اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعلی من یفرق بینھما ایضاً (تصویرات ص۲۳۳)

۴۴۱ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار وادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے۔ بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت وضعف، جوانی وبڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دعاء اور پکار کے لائق نہیں۔ **۴۴۲** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت کی ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دیے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون عن الحق الی الباطل ومن الصدق الی الکذب (کبیر ج۷ ص۲۳۳)

۴۴۳ لیکن جو لوگ دنیا میں علم وایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے جواب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (روح ج۲۱ ص۱۱۱) **۴۴۴** قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر وبہانہ مفید ثابت نہ ہوگا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کرکے اور اپنے گناہوں کی تلافی کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منھم الاعتاب وھو ازالۃ العتب یعنی التوبۃ التی تزیل آثار الجریمۃ لا تطلب منھم لانھا لا تقبل منھم (کبیر ج۷ ص۲۳۳) **۴۴۵** یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر ونشر کو واضح کرکے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھا دیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ **۴۴۶** کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے اور ذٰلِکَ سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد وعناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اہواء وخرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھو دیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یتحرون الحق بل یصرون علی خرافات اعتقدوھا وترھات ابتدعوھا (ابو السعود ج۷ ص۲۳۳) **۴۴۷** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزردۂ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا اور مقہور ومغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدر میں ان پر فتح وغلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الخ ان منکرین توحید ورسالت اور جاحدین بعث ونشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بد دعا کرنے کا باعث نہ بننے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا یحملنک ھؤلاء الذین لا یوقنون بالآخرۃ علی الخفۃ والعجلۃ فی الدعاء علیھم بالعذاب او لا یحملنک علی الخفۃ والقلق جزعاً مما یقولون ویفعلون (مدارک ج۴ ص۲۱۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ روم میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (۴) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔
۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (۱۳) نفی شفاعت قہری۔
۳۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۲۷) نفی شرک فی التصرف۔
۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (۲۸) نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ۔
۵۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ــــ تا ــــ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔
۶۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (۴۰) نفی شرک فی التصرف۔
۷۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ ــــ تا ــــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ــــ تا ــــ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (۴۸) نفی شرک فی التصرف۔
۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ جو لوگ حق واضح ہو جانے اور حجت خداوندی قائم ہو جانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔

(آج بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۶۶ء بروز سہ شنبہ
قبل دوپہر سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلیٰ سائر عبادہ الصالحین متوالیاً سرمداً۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ لقمان

ربط سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورۂ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کریگا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۂ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک فی العلم پر اور باقی چھ نفی شرک فی التصرف پر دلالت کرتی ہیں۔ دو بار دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے ایک بار اجمالی۔ تیسری دلیل عقلی کے بعد قل الحمد للہ ہیں اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذلک بان اللہ ھو الحق الخ ہیں تلک ایت الکتب الحکیم ۔ تا ۔ وھو العزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنیوالے۔ ان کے لئے قرآن سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنیوالے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات لہو و لعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمی میں مزید اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السموٰت ۔ تا ۔ فی ضلل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تھام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گوناگون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو کارساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کارساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

ولقد اٰتینا لقمن الحکمۃ (ع ۲) یہ توحید پر دلیل نقلی ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ ووصینا الانسان الخ یہ اوصال الٰہی ہے۔ یلبنی انھا ان تک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یلبنی اقم الصلوٰۃ ذکر امر مصلح۔ ولا تصعر خدک ۔ تا ۔ لصوت الحمیر اخلاق فاسدہ کی تعلیم۔

الم تروا ان اللہ سخر الخ (ع ۳) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذا قیل لھم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلم وجھہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تخویف اخروی متسلی ہے۔

ولئن سالتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سارے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السموٰت والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

ولو ان ما فی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے دوسرے مشرکین جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (ع ۴) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتا ہے وہی سب کا کارساز ہے واذا غشیھم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خالص اللہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

Maktaba Tul Ishaat.com

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں یاایھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ نر یا مادہ، کالا یا گورا۔ سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفاتح الغیب ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۵۲ تلک ایٰت الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ لقمٰن مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۲ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے اور مہربانی

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکی کرنیوالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں ۵۵ کہ خریدار ہیں

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا

کھیل کی باتوں کے جو لے جائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھٹھا کریں اس کو

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

وہ جن کو ان کو ذلت کا عذاب ہے ف اور جب سنائے جائیں اس کو ہماری آیتیں ۵۶ پھیر دے جی غرور سے

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷

گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ

جو لوگ ۵۷ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ۵۸

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاندین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ الحکیم ای ذی الحکمۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے لبریز مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت الحکیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلی مذکور ہے ۵۳ ھدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کرنیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجالانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۷ ص ۱۸۳) یعنی جو بیان آگے آرہا ہے وہ محسنین کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدی اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوۃ الخ یہ المحسنین کی صفت کاشفہ ہے۔ زکوۃ سے یا زکوۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوۃ کی نفس فرضیت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعیین نصابات مدینہ میں ہوئی۔ ان الزکوۃ ایجابھا کان بمکۃ کالصلوۃ وتقدیر الانصبا ھو الذی کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۹۴) یا زکوۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۵۴ اولئک علی ھدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۵۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاندین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لھو الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ھو

موضح قرآن ف ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمانی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ ناچ دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الغناء واشباهہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رح کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے کل ماشغلك عن عبادة الله تعالٰی وذکرہ من السمر والاضاحیك والخرافات والغناء ونحوھا امام ضحاک رح کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لھو الحدیث الشرك (الکل من الدر ج ۲۱ ص۶۵) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا ھو الکفر والشرك (قرطبی ج ۱۴ ص۵۳) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس ورباب وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ فتاوٰی تاتارخانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲۱ ص۶۵) امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام ابا حنیفة یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلك مذھب اھل الکوفة سفیان وحماد وابراھیم والشعبی وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلك ولا نعلم خلافا بین اھل البصرة فی کراھة ذلك والمنع منہ انتھی وکان مرادہ بالکراھة الحرمة (روح ج ۲۱ ص۶۹) امام مالکؒ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق وفاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۱۴ ص۵۵ و روح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل (روح وقرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھة الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۱۴ ص۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذن ھذا السماع حرام باجماع اھل الحل والعقد من المسلمین انتھی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعتہ الصوفیة الیوم من الاذمان علی سماع المغانی بالآلات المطربة من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فمحرام (قرطبی ج ۱۴ ص۵۴)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عمی اور وقر ہے ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

۶ واذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر وغرور اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سنا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے ای یوم القیامة یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وآیاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۳۳)۔

۷ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے: یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہوگا۔

۸ خلق السمٰوٰت الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو تھام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع واقسام کی عمدہ اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد ترونھا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آئیں۔ ان تمید بکم بمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۱۴ ص۵۰)

Maktaba Tul Ishaat.com

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ
بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ
تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا
تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے
كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ
نفیس یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے
الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱
اور لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں بلکہ بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ
اور ہم نے دی لقمان کو علم و عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی
يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
حق مانے اللہ کا تو مانے بھلا اپنے کو اور جو کوئی منکر ہو گا تو اللہ بے پروا ہے
حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا
سب تعریفوں والا اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے
تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ وَوَصَّيْنَا
شریک نہ ٹھہرا اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کر دی
الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ
انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تکلیف تکلیف کو اٹھا کر
فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴
پورے ہوئے اس کا دودھ برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے

ف ۹ ھذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف و کارساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لامحالہ سب کا کارساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک ذرے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کارساز ہونے کے لائق بھی نہیں ماذا خلق الذین من دونہ مما اتخذتموھم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودیۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۲) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بات نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت و جہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں ف ۱۰ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے۔ چنانچہ لقمان جو محسنین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پند و نصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی ہو۔ مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرمہ اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے وعلی ھذا جمھور اھل التاویل ان کان ولیا ولم یکن نبیا وقال بنبوتہ عکرمۃ والشعبی (قرطبی ج ۱۴ ص ۵۹) ان اشکر لی سے پہلے قد مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عطیے کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاکرین اذ ھو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا یضرہ (بحر ج ۷ ص ۱۸۶) ف ۱۱ واذ قال لقمٰن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پند و نصائح کا ذکر ہے۔ پند و نصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لاتشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشراک فوضع المعبودیۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضح قرآن ف حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داود کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے ف ۹ یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

ف ۱۲ وان جاھداک الخ یعنی اگر وہ تجھ سے شرک کرنے کا مطالبہ کریں تو ان کی بات نہ مان۔ واللہ اعلم

Maktaba Tul Ishaat.com

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
اور اگر وہ دونوں تجھ سے لڑیں ۱۳ اس بات پر کہ شریک ٹھہرا میرا اس چیز کو جو تجھ کو
عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا
معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق
وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ
اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا
فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَيَّ
پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف ۱۴ اے بیٹے
اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ
اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو
فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ
کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لاوے گا حاضر کرے
بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ
اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے ۱۵ اے بیٹے قائم رکھ
الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
نماز ۱۵ اور سمجھا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور
اصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾
تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف ۱۶
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ
اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۷ اور مت چل ۱۸ زمین پر اترا کر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ
بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترا کر بڑائیاں کرنے والا اور میانہ ۱۹ چال کی

منزل ۵

کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکرگزاری کی مستحق ہے ان الشکرلی الخ ان تفسیر ہے اور یہ وصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کی اختصاص فان تفسیریہ (روح ج ۲۱ ص ۸۶) ۱۳ وان جاھداک الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ ای ارجع الی بالتوحید والاخلاص بالطاعۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۷) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی ۱۴ یبنی انھا الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف تو جزا و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب کلی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انھا کی ضمیر سے حسنہ اور سیئہ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزا و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیز کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انھا ای الحسنۃ والسیئۃ ان کانت فی الصغر مثل حبۃ خردل ..... لا تخفی علی اللہ (کبیر ج ۶ ص ۴۳۶) ۱۵ یبنی اقم الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم ہونے اور اعمال صالحہ بجا لانے میں ممد و معاون ہے و امر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کیطرف دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبیر انہ قال و امر بالمعروف یعنی التوحید و انہ عن المنکر یعنی الشرک (روح ج ۲۱ ص ۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق ہیں اور تبلیغ و ارشاد پر، مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند مکارم اخلاق میں سے ہے ۱۶ ولا تصعر خدک الخ عباد

موضح قرآن ف شریک ٹھہرا جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے ف نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کبھی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے ف گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ
اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ
گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ۵۱۸ کہ اللہ نے کام میں لگا
لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ
تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کی پوری
عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ
تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور چھپی اور کچھ
النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى
میں ایسے ہیں ۵۱۹ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ کچھ دلیل نہ کچھ اور نہ سوجھ
وَلَا كِتٰبٍ مُنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا
اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہتے ہیں ۵۲۰ چلو اس حکم پر جو
أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے
عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ
اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو
إِلٰى عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ
دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۵۲۱
إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۵۲۲
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾
مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

منزل ۵

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یقول لا تتکبر فتحتقر عباد اللہ وتعرض عنہم بوجہک إذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۶) فالمعنی اقبل علیہم متواضعا مؤانسا (قرطبی ج ۱۴) ۵۱۷ ولا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۵۱۸ واقصد الخ چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکر الاصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال و اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ و اقصد فی مشیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال وعلی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۷ ص ۱۸۹) ۵۱۹ الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۵۲۰ ومن الناس الخ یہ معاندین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عزوجل وصفاتہ جل شانہ کالشرک المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلت قدرتہ ومشیتہا للبعث (روح ج ۲۱ ص ۹۳) علم سے دلیل عقل ھدی سے دلیل نقلی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۵۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے او لو کان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدر ہے ای یتبعونہم ولو کان الشیطان یدعوھم فیما ھم علیہ من الشرک الی عذاب السعیر (ابو السعود ج ۶ ص ۴۳) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۵۲۲ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملیگی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں کے دستبردار ہو گیا وھو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الٰہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے وان للہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

Maktaba Tul Ishaat.com

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۚ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
اور جو کوئی منکر ہوا ۲۳ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکا
فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
پھر ہم جتلا دینگے ان کو جو انہوں نے کیا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو بات ہے
الصُّدُوْرِ ۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ
دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو
اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۲۴ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ۲۴ کس نے بنائے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ
آسمان ۱ اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۵
سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ۱ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ
الْحَمِيْدُ ۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
سب خوبیوں والا اور اگر جتنے ۲۶ درخت ہیں زمین میں
اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ
قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہو سات سمندر
مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۷
نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ۱ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تم سب کا بنانا ۲۸ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ۲۴ ولئن سألتهم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہوگا فللہ الحمد یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ۲۵ لله ما في السموٰت الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کل کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہٰذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ لله ما في السموٰت والارض خلقا وملكا وتصرفا ليس لاحد سواه عزوجل استقلالا ولا اشتراكا فلا يستحق العبادة غيرهما سبحانه وتعالىٰ لوجوه من الوجوه (روح ج ۲۱ ص ۹۶) ۲۶ ولو ان الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کہنے سننے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیہ، ما في الارض اسم ان، من شجرة بیان ما، اقلام خبر ان، والبحر مبتدا، يمده الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا في الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے ما نفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ ای ولكتبت بتلك الاقلام وبذلك المداد كلمات الله ما نفدت الخ (الكل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جائے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے ۲۷ ما خلقكم الخ

Maktaba Tul Ishaat.com

سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ۲۸ تو نے نہیں دیکھا ۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا رکھا ہے سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ۲۹ یہ اس لئے ۲۹ کہ اللہ وہی ہے سچا

وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور جس کو پکارتے ہیں اس کے سوا جسے جھوٹ ہے اور اللہ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ

وہی ہے سب سے اوپر بڑا ۳۰ تو نے نہ دیکھا ۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں

فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ

سمندر میں اللہ کی نعمت سے کر تا کہ دکھائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا

اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب

غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

سر پر آئے ۳۱ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگے اللہ کو خالص کر کے

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ

اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو خشکی کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں

مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾

بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو ظالم ہیں جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ۳۲

ع ۳ ۱۲

منزل ۵

سب کچھ سننا دیکھتا ہے ۲۸ تو نے نہیں دیکھا ۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا رکھا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ۲۹ یہ اس لئے ۲۹ کہ اللہ وہی ہے سچا اور جس کو پکارتے ہیں اس کے سوا جسے جھوٹ ہے اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ۳۰ تو نے نہ دیکھا ۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت سے کر تا کہ دکھائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب سر پر آئے ۳۱ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگے اللہ کو خالص کر کے اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو خشکی کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو ظالم ہیں جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ۳۲

مراد پہلی حق کی دلیل ۱۲

دلائل مذکورہ کی تفصیل ۱۲

ع ۳ ۱۲

ف ۲۸ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اسکی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۸ الم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس وناکس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات رات کے بعد دن، دن رات میں کمی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ہر ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لائق اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ بان کا متعلق محذوف ہے ای ذلک البیان بالادلۃ لتستیقنوا بان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک الذی ھو قادر علی ھذہ الاشیاء التی ذکرت ھو الحق مستحق للعبادۃ (وان مایدعون من دونہ الباطل) یعنی لایستحق العبادۃ (وان اللہ ھو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسم الحسنی (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) ۳۰ الم تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیریکم من ایتہ ای بعض دلائل الوھیتہ تعالیٰ ووحدتہ سبحانہ وقدرتہ جل شانہ وعلا عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۵ وابوالسعود ج ۶ ص ۷۴۶) ۳۱ واذا غشیھم الخ یہ ترجمہ۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

موضح قرآن ف ۳۲ ٹھیرا وعدہ یا قیامت سے یا ہر ایک کا دور و ف کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر ذرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بیوفا کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

Maktaba Tul Ishaat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا
اے لوگو ۳۳ بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو
يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ
اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے
وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا
اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی کچھ بھی
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ
بے شک ۳۳ اللہ کا وعدہ سچ ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی
الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾
زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ
بے شک ۳۴ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور
يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ
اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں
وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ
اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا
وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ
اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں
تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا
خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾
خبردار ہے۔

ع ۴ ۱۳

منزل ۵

پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر ہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہو کر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں کبھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے ۳۳ ان اللہ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیساتھ مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مفاتح الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا پانچ چیزیں لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹، نسائی ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۷) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۂ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸۱) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی عطا نہیں فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷، خازن ج ۵ ص ۱۹۳) حضرت مجاہد رح فرماتے ہیں وھی مفاتیح الغیب التی قال اللہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں استأثر اللہ بھن فلم

موضح قرآن ف یعنی شیطان دھوکہ دے کر اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکا دے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

یطمع علیھن ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا (ابن کثیر ج ۳ ص۴۵۵، روح ج ۲۱ ص۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہوگیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ھو اشارۃ الی ھذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ (مدارک ج ۳ ص۲۱۹) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ و تابعین و عبارات مفسرین سے ثابت و واضح ہوگیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی (الاعراف ع ۲۳)۔ (۲) ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا (طٰہٰ ع ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ الآیۃ (احزاب ع ۳)۔ (۴) ویسئلونک ربی لعل الساعۃ قریب (شوریٰ ع ۲)۔ (۵) الیہ یرد علم الساعۃ (حم السجدۃ ع ۶)۔ (۶) ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین ○ قل انما العلم عند اللہ (یونس ع ۷) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ○ فیم انت من ذکرٰھا ○ الی ربک منتھٰھا ○ (نازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ ص۳۱۱) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوۃ المفسرین، حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱۱ ص۳۵) حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من الملئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۹ ص۹۹) امام سدی کبیر رح سے منقول ہے لم یعلم قیامھا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۹ ص۹۸) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمھا ولا یعلمھا الا ھو (معالم ج ۲ ص۲۶۵) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلم وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیھا ملکا ولا نبیا (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت ارسائھا عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احدا من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۴ ص۶۷) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں وقل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیہ احدا (جامع البیان ص۳۳۶) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابوالسعود فرماتے ہیں:۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احدا من ملک مقرب او نبی مرسل (ارشاد العقل السلیم برحاشیہ کبیر ج ۴ ص۴۴) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطلع علیہ نبیا ولا ملکا (ایضاح ص۴۰۳، خازن ج ۵ ص۲۲۵ و اللفظ لہ) نیز مفسر خازن رقمطراز ہیں:۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمھا فلم یطلع علیہ احدا (خازن ج ۲ ص۲۶۵) علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطلع علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲۹ ص۲)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراض:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رضؓ کے بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ آپ نے ام الفضل رضؓ سے فرمایا سرأیت خیرا تلدہ فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رضؓ کو جھنڈا دیا۔ لاعطین الرأیۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ (مشکوۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یأجوج و مأجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہوگی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جواب:۔ مفاتح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ غرض ان میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی حاصل ہو جائے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانہ بہ العلم الکامل باحوال کل علی التفصیل (روح ج ۲۱ ص۱۱۲) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر دے دیتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ولیس المغیبات محصورۃ بھذہ الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنھا (روح ج ۲۱ ص۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:۔ ولیست خزائن الغیب منحصرۃ فی الخمس المذکورۃ بل کل مالم یوجد اولم یظھر بعد (مظہری ج ۳ ص۲۷۳)۔

سورۂ لقمان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات!

۱:۔ ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲:۔ یٰبنی لا تشرک باللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۳:۔ وان جاھداک علی ان تشرک (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴:۔ ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت ــــ تا ــــ ھو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵:۔ ولو ان ما فی الارض ــــ تا ــــ ان اللہ عزیز حکیم ۝ نفی شرک فی العلم۔

۶:۔ ذٰلک بان اللہ ھو الحق ــــ تا ــــ وان اللہ ھو العلی الکبیر ۝ (ع ۳) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔

۷:۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ــــ تا ــــ ان اللہ علیم خبیر ۝ (ع ۴) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ طٰہٰ میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ـــ تا ـــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ ـــ تا ـــ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ـــ تا ـــ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ـــ تا ـــ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ (۳۴) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ (ع ۳) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اِنَّمَا اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ ـــ تا ـــ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۷) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولت دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمداللہ تعالیٰ دعوۃ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورۂ طٰہٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔)

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۃ السجدہ

ربط سورۃ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (ع ۲) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۂ سجدہ میں فرمایا انما یؤمن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا الخ (ع ۲) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

سورۂ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۂ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۂ سجدہ میں ترمی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہٰذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہری کی نفی ہے جس پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتاب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ ام یقولون افترٰہ الخ شکوی ہے بل ھو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے یہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللہ الذی خلق السموٰت الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کا کام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالک علم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شئ ـــــ تا ـــــ قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا اذا ضللنا الخ یہ شکوی ہے مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے جب ہم مر کر مٹی میں مل کر گم ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفٰکم ملک الموت الخ یہ جواب شکوی ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولو ترٰی اذ المجرمون الخ (ع ۲) یہ منکرین توحید و بعث و نشور کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انما یؤمن بایٰتنا الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن کان مؤمنا الخ اعادہ بشارت و تخویف بطور لف و نشر غیر مرتب اما الذین اٰمنوا الخ تفصیل بشارت و اما الذین فسقوا الخ تفصیل تخویف و من اظلم الخ زجر مع تخویف۔

ولقد اٰتینا موسی الخ (ع ۳) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعتِ قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوتِ توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

اولم یروا انا الخ یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

ویقولون متی الخ یہ شکوی ہے مشرکین از راہ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجا لاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الٓمّٓ کتاب کا نازل کرنا اس میں کچھ شک نہیں پروردگار سارے جہان کی طرف سے ہے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا کہتے ہیں اس نے یہ جھوٹ اپنی طرف سے بنا لیا ہے کوئی نہیں وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنائے

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ

ایسے لوگوں کو جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ راہ پر آجائیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ يُدَبِّرُ

حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے آتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ

کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ

دن میں جس کا اندازہ ہے ہزار برس کا تمہاری گنتی میں یہ ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

جاننے والا چھپے کا اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بنائی

۳ تنزیل الکتاب الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل وجان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتاب مبتدا ۱۰ لاریب فیہ جملہ معترضہ اور من رب العالمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، ابوحیان اور آلوسی نے اسی کو ترجیح دی ہے قال ابوحیان الذی اختارہ ان یکون (تنزیل) مبتدأ و(لاریب فیہ) اعتراض لامحل لہ قبل من الاعراب (ومن رب العالمین) الخبر وضمیر (فیہ) راجع لمضمون الجملۃ اعنی کونہ منزلا من رب العالمین لا للتنزیل ولا للکتاب کانہ قیل: لاریب فی ذلک ای فی کونہ منزلا من رب العالمین وھذا ما اعتمد علیہ الزمخشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۷)

۳ ام یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک وشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین مانتے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا افتراء کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کرکے (عیاذا باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ بل ھو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے بنے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتنذر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک وضلالت کو چھوڑ کر توحید وہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا۔ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین منہم لہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تہم من عہد اسمٰعیل علیہ السلام من نبی ما بل لم یرسل الیہم نبی مطلقا وموسیٰ وعیسیٰ وغیرہما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیہم علی الاظہر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلک فی الفترۃ التی کانت بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۸۳، قرطبی ج ۱۴ ص ۸۵)

موضح قرآن فی بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہوکر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان وزمین سے جمع ہوکر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ ازشاہ عبدالقادر رضہ

فتح الرحمٰن فی یعنی اگر مردمان نزول تدبیر وعروج او تصویر کنند در کم از ہزار سال خیال ننمایند وآن ہمہ پیش خدا یتعالیٰ دریک روز تمام میشود وغرض آنست کہ او بام الیشان بقدرت اوئی رسند ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ
جو چیز بنائی اور شروع کی ۵ انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر
جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨ ثُمَّ سَوّٰىهُ
چلائی اس کی اولاد بچڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا
وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنا دئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا
اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱ اور کہتے ہیں ۵ کیا جب ہم رل گئے
فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ
زمین میں کیا ہم کو نیا بنانا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب
رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ
کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو ۵ فرشتہ موت کا جو
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ
تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور کبھی تو دیکھے ۵ جس وقت کہ
الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا
منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے کہتے رب ہم نے دیکھ لیا
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝١٢ وَلَوْ
اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا اور اگر
شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ
ہم چاہتے ۵ تو سجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ
لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝١٣
بھر دوں گا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے

۵ یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم ونسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تکوینی احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمال صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناہ واللہ اعلم ان امرہ ینزل من السماء علی عبادہ وتعرج الیہ اعمالھم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر ان نزول الامر وعروج العمل فی المسافۃ التی سنۃ مما تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسۃ آلاف سنۃ ویعرج فی مسیرۃ خمسمائۃ فھو مقدار الف سنۃ (کبیر ج ۶ ص ۵۵۵) ۶ ذلک علم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی احسن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت واتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت ومصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسن لانہ ما من شیٔ خلقہ الا وھو مرتب علی ما تقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلھا حسنۃ الخ (کبیر ج ۷ ص ۱۹۹) ۷ وبدأ الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثم جعل نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور منی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا ثم سوّٰہ الخ رحم مادر میں نطفہ بھیجدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجا لاؤ۔ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اس کا کمال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں ہی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذات پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ف۲ یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ۱۲ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

سوا اوروں کو کارساز اور شفعاء بنا رکھا ہے ۵ وقالوا الخ یہ شکوی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر ونشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل هم بلقاء الخ وہ نہ صرف بعث ونشور کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لهم حتم وقد رجح الله عن الاعادة لانهم يعترفون بقدرته وانما هم اعتقدوا ان الحساب عليهم واخبر لا يلقون الله تعالى (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۲) ۹ قل يتوفىكم الخ جواب

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۖ إِنَّا نَسِينَاكُمْ
سو چکھو مزہ ۵ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تمکو
وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا
اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری
يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا
باتوں کو ۵ وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر
وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ
اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جدا رہتی ہیں ۵
جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ
ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور
طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف سو کسی جی کو معلوم نہیں ۵
مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
جو چھپا رکھی ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو
يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ۚ
کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ۵ ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے
لَّا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۵ اور کئے کام بھلے
فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾
ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے
وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا
اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۵ سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں

منزل ۵

ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہٰذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ۱۰ ولو ترى الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعث نہ امت اور شرمساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہونگے کہ ہائے خدایا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل وجان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر ونشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے ابصرنا البعث وعدنا قنا به وسمعنا قول الرسل ای سمعنا وسمع طاعة (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) ۱۱ ولو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول فارجعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے ضد اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے

موضح قرآن ف اللہ سے لالچ برا نہیں نہ اس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف درجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا
کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹائے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو

عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم ان کو

مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ
پھر آئیں ف اور کون بے انصاف زیادہ اس سے جس کو سمجھایا گیا آیتیں رب کی اس کی

اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ
ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم

اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ
نے دی ہے ۵۲ موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ
کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ف اور کیے ہم نے ان میں ۵۳

اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
پیشوا جو راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر

يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
یقین کرتے ف تیرا رب جو ہے ۵۴ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا
جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوجھا نہ آئی ۵۵ اس سے کہ کھپا دیئے ہم

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ
ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

ع ۱۵

میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیاتِ خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں وسبحوا بحمد ربھم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کارسازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کارسازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کارسازی سے متصف ہے لہٰذا سارے عالم میں وہی متصرف ومختار اور کارساز ہے ای نزھوہ وحمدوہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۹) وھم لا یستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح وتمجید سے استکبار نہیں کرتے ۵۴ تتجافیٰ الخ یہ بھی ان مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ میٹھی اور پرسکون نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التنفل باللیل قالہ الجمہور من المفسرین وعلیہ اکثر الناس (ایضاً صـ۱۰۱) یدعون ربھم الخ ان کاملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات ومشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۵۵ فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کاملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام وآسائش کا جو سامان عالم آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعیم جنت کا اجمالی ذکر تو قرآن وحدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۵۶ افمن کان الخ یہ لف ونشر غیر مرتب کے طریق پر تخویف وبشارت کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن وفاسق برابر نہیں اسی طرح جزاء آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہوں گے ہمیشہ الطاف ربانیہ کے مستحق اور فساق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۵۷ اما الذین اٰمنوا الخ۔ یہ بشارت اخرویہ کی تفصیل ہے نسخ میں ثمرات العز فریقین بعد نفی استوائھما (روح ج ۲۱ ص ۱۳۳) مومنین کاملین دنیا کے آرام وآسائش کو عبادت الٰہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ

موضح قرآن ف یعنی دنیا میں لوٹ مار بند سے دیکھ لیں گے ۱۲ منہ ف دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲ منہ ف یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲ منہ

Maktaba Tul Ishaat.com

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت الماوٰی عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۵۱۸ واما الذین فسقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ لیکن فساق و کفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذاب جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۵۱۹ ولنذیقنھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے عذاب ادنیٰ سے مصائب دنیا اور عذاب اکبر سے عذاب جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق و کفار کو مبتلائے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کر لیں۔ قال الحسن وابو العالیۃ والضحاک و ابی بن کعب وابراھیم النخعی العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولا خلاف ان العذاب الاکبر عذاب جھنم الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷) ۵۲۰ ومن اظلم الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کاملین ہیں جو آیات الٰہی سن کر سربسجود ہو جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح و تمجید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیات الٰہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض و انکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بایاتہ وبینھا لہ ووضحھا ثم بعد ذلک ترکھا وجحدھا واعرض عنھا ونسیھا کائنا لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۲) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن و معالم ج ۵ ص ۹۹) ۵۲۱ ولقد اٰتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعوی مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں، اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہٰذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک و شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ لقائہ لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ وفاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ ومفعولہ موسیٰ ای من لقاء الکتاب موسیٰ ووصولہ الیہ (روح ج ۲۱ ص ۱۳۷) اور فلا تکن کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ و جعلنٰہ ھدی الخ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب و حاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۵۲۲ وجعلنا

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ

بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے (۵۲۵) کہ ہم ہانکتے ہیں

الْمَاۗءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی کو ایک زمین بنجر کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ان کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں (۵۲۶)

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو ترک کہہ دیجئے کہ فیصلے کے دن (۵۲۷)

لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

تم نہ ہوگا جو منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو کچھ مہلت ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

سو تو چھوڑ ان کو (۵۲۸) اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب (۵۲۹) مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ

اے نبی ڈر اللہ سے (۵۳۰) اور کہنا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

بیشک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا (۵۳۱) اور چل اسی پر (۵۳۲) جو حکم آئے تجھ کو

مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۲﴾ وَّ

تیرے رب کی طرف سے بیشک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

موضح قرآن ف کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور سفیر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے داتا کون۔

Maktaba Tul Ishaat.com

منھم الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کیے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے ۳۳ ان ربک الخ مومنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فریق کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم بین المؤمنین والکفار فیجازی کلا بما یستحق (قرطبی جلد ۴، ص ۱۰۹) ۳۴ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرنوں کے قرنوں تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گذرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوام متمردہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں تفکر و تدبر سے کام لیا جائے ۳۵ اولم یسیروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں۔ مینہ برسانا اور کھیتیاں اگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو ہمیں سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے ۳۶ ویقولون الخ یہ شکوی ہے ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوال قیامت اور عذاب جہنم سے ڈرنے کے بجائے مسخراتے اور استہزا کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ ۳۷ قل یوم الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزا کرنے والوں سے کہدیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن تم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور تمہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (ایضاً ص ۱۱۰) ۳۸ ولا یستھلون لیتوبوا ویعتذروا (معالم و خازن جلد ۵ ص ۱۸۹) ۳۸ فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزا کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادث زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لک (وھم منتظرون) ای ینتظرون بک حوادث الزمان (قرطبی جلد ۴ ص ۱۱۰) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔ کلمۂ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ سجدہ کی خصوصیات
اور اسمیں
آیات توحید

۱۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ——— تا ——— افلا تتذکرون ۵ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
۲۔ یدبر الامر من السماء ——— تا ——— العزیز الرحیم ۵ نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۳۔ اولم یروا انا نسوق الماء ——— تا ——— افلا یبصرون نفی شرک فی التصرف۔

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۷ سورۂ احزاب

ربط: سورۂ احزاب کو سورۂ سجدہ کے ساتھ تمامی ربط یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں فرمایا مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں یعنی رابطہ یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہٰذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں فائیانہ مت پکارو۔ اب سورۂ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے معبودانِ باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دو فروع میں اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فروعی خرابیاں یہ تھیں اوّل یہ کہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے **دوم** اپنے متبنیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور تبنیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدۂ شرکیہ یعنی شفاعت قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور تنظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح تمہارے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں یا ایھا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل ازواجکم الخ میں نظیر اوّل مذکور ہے اور وما جعل ادعیاءکم ابناءکم میں دوسری نظیر کو ذکر کیا ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے متبنیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس افترا نہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس ۱۹ احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دو ازواج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواج پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاملہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیماں کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی اولی بالمومنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذ اخذنا من النبیین الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کرنے کی وجہ سے ضرور آپ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و میثاق میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایھا الذین امنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناسازگار اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ جاءتکم جنود (ع ۲) سے وکان اللہ علی کل شئی قدیرا (ع ۳ بک) میں مذکور ہیں۔ یا ایھا النبی قل لازواجک الخ (ع ۴) یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اچھے طریقہ سے نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزاء عطا فرمائے گا۔ یا نساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

Maktaba Tul Ishaat.com

ج پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوہرا اجر دوں گا۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ الخ یہ ازواج مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواج پیغمبر اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منافقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسوم جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بدنما داغ سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ (ع ۵) یہ مؤمنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مؤمن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورت حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کر لیں۔ لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کریں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہ فرمائی اور آپؐ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہٰذا آپؐ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (ع ۶) یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرما دیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین۔ اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کر دیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا دوسری عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھلائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے تم آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپؐ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مؤمن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ یہ منافقین پر زجر و تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیئے جائیں گے۔

یَسْئَلُكَ النَّاسُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب کے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا الخ (ع ۹) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلاف شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی۔

Maktaba Tul Ishaat.com

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

پھر بھروسہ کیجئے اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے نہیں بنائے کسی مرد کے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیں تمہاری جوروؤں کو جن کو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ

ماں کہہ بیٹھے ہو تم ان میں سے ماں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے بیٹوں کو تمہارے بیٹے

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

سمجھاتا ہے راہ ۵ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی ٹھیک ہے

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيْكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

اور دوست ہیں ۶ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

پر جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ۷

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۚ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی سے لگاؤ ہے ۸ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ

ان کی مائیں ہیں ۹ اور قرابت والے ۱۰ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو ۱۱

۵۳ یا ایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین و منافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ پر مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا للرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الھتنا وقل انھا تشفع وتنفع وندعك وربك فشق ذلك على النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین وھموا بقتلھم فنزلت (روح جلد ۲۱ صفحہ ۱۴۳) وکذا فی المعالم والخازن وغیرہما مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کریں گے۔ لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں ذرہ برابر کوتاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لو تدھن فیدھنون (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اذا لاذقناك ضعف الحیوۃ وضعف الممات (روح جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۳) یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ۵۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں (ولمقصود الدوام والثبات علیھا (روح ج ۲۱ صفحہ ۱۴۳) ولا تطع الکفرین الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی رورعایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا وقولہ ان اللہ کان علیما حکیما (قولہ) ای انہ کان یعلم ان المصلحۃ فی استدعائھم الی الاسلام ای لو علم اللہ عز وجل ان مسیلمۃ فیہ منفعۃ لما نھاك عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۱۵) ۵۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے اس کا تعلق بھی آپ پر جو امور و احکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ ان کی پیروی کریں کفار و منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلاح و تقویٰ کی راہ سجھاتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدك الی ما فیہ صلاح حالك وانتظام امرك ویطلعك علی ما

موضح قرآن ۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ لیتا تو سچا بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سو تو جیسا اللہ میں آوے گا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے متقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر جو اچھا چیز کر رہا دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے جو کہ یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمٰن ۱ کہ در ین آیت رد است بر قول کافری کہ مراد دل دادہ اند بر آنچہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل مادر حرام مؤبد میشود و تعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت ۲ چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پسر خود را بزنی گرفت ۱۲ ۳ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ۴ یعنی در حرمت نکاح ۳

Maktaba Tul Ishaat.com

إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ
اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں
مَسْطُورًا ﴿٦﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ
لکھا ہوا ف اور جب لیا ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے
وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا
وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ
اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے
عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا
ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے درد ناک عذاب ف ق اے
الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ
ایمان والو یاد کرو ف احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ
لوجیں پھر ہم نے بھیجی ان پر ہوا اور وہ لوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور
كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَاءُوكُم مِّن
ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ف جب چڑھ آئے تم پر ف اوپر
فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَ
کی طرف سے اور نیچے سے اور جب پھر گئے نگاہیں اور
بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ﴿١٠﴾
پہنچے دل گھوں تک اور اکھٹے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی ف ق
هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿١١﴾
وہاں جانچے گئے ف ق ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

یعلمونہ من المکائد والمفاسد (ابوسعود ج ۶ ص ۷۶۳) ۵ وکیل الخ یہ تیسرا امر ہے آپ بلا خوف وخطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ وناصر نہیں ۶ ماجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جسطرح ایک جوف میں دو دل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع وضار سمجھیں اور مشرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایجتمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (رازی ج ۲۴ ص ۱۱۷) یا دو دل ہونے سے دو روح ہونا ادا ہے کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست ؎
یکے بیں ویکے دان ویکے گو
یکے خواہ ویکے خوان ویکے جو

۷ وماجعل ادعیاءکم ابناءکم الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

موضح قرآن ف نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان ومال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دیکھتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتہ مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ ۲ اور پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں اولوالعزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ۳ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کرینگا اور منکروں کو سزا دے گا ۴ ہجرت سے چوتھے برس بعد بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورۂ حشر میں آئینگا۔ ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے ہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پردا باد سے بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بجھ گئیں جمے رہے اور نیچے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا الا چار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی مثل لڑائی ٹوٹی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ۵ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈوگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشت جتانے والے آنکھیں چرانے اور دل نیچے لگوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی آنکھیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب گئے اور سخت آزمائش آئی اور کچھ ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی مائیں سمجھ بیٹھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں تمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے بعینہٖ اسیطرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے معبودانِ باطل خدا کے یہاں شفیع غالب اور نافع وضار نہیں بن جاتے نافع وضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ واختیار میں سارا نظام کائنات ہے ۵۸ وما جعل ادعیاءکم الخ یہ دعویٰ سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج یہ بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنالیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے منہ بولے کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنّٰی کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا یہاں تک کہ متبنّٰی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّٰی بنالیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی الجاھلیۃ وھدم رسم من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد غیرہ اجریت احکام البنوۃ علیہ وقد تبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید بن حارثۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۳۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا بنالینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبانی دعویٰ سے معبودانِ باطل شفیع اور نافع وضار نہیں بن جاتے۔ ۵۹ ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت ونفس الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے سروپا باتوں کی اجازت نہیں دیتا وہ تو حق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے اس لئے ظہار اور متبنّٰی کے بارے میں اللہ نے حق بات ظاہر فرمادی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش تھی واضح کردی ۶۰ ادعوھم الخ جسے متبنّٰی بنالیا جاتا تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کی طرف منسوب کرکے پکارتے تھے مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ ان تینوں کے نسبی باپ اور تھے۔ فرمایا ان کو ان کے اصلی باپوں کی طرف منسوب کرکے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ عدل وصدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انھیں اپنے بھائی کہہ کر آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا رہا معاف ہے اب آئندہ حکم واضح ہوجانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصلی باپوں کے سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کروگے تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہوگا ۶۱ النبی اولی الخ یہ مومنوں سے پہلا خطاب ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اس لئے اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے رسم جاہلیت کو توڑا ہے اب کفار ومنافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقت ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کردینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماؤں کیطرح قابل حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت وآبرو

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
اور جب کہنے لگے منافق ۱۲ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو
وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ
وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ۱۳ اور جب کہنے لگی ایک جماعت
مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ
ان میں اے یثرب والو ۱۴ تمہارے لئے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگتے تھے
فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ
ایک فریق ان میں نبی سے ۱۵ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔
وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ
اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ۱۶ اور اگر
دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کنارہ سے ۱۷ پھر ان سے جائے دین سے پھرنا تو وہ ان میں
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا
اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی دیر ۱۸ اور اقرار کر چکے تھے
اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ ۱۹ اور اللہ کے قرار کی
مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ
پوچھ ہوتی ہے ۲۰ تو کہہ کچھ کام نہ دیگا تمہارے یہ بھاگنا ۲۱ اگر
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ
مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی بھلا نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دن ۲۲ تو کہہ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
کون ہے کہ تم کو بچائے ۲۳ اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

موضح قرآن ۱۲ بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے ۱۳ یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہوجاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کرکر زمانے ان میں رکھ دیئے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ۱۵ جنگ احد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کرینگے ۱۶ یعنی جس قسمت میں موت ہے سو تو بھاگنے سے ٹل نہیں موت نہیں تو بھاگ کر بچا کئی دن **فتح الرحمٰن** ۱۲ حاصل کلام آنست کہ در جہاد توقف میکنند واگر جنگ در مقدمہ نفسانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

واحترام وحرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلۃ الامہات فی التحریم واستحقاق التعظیم واما فیما عدا ذلک فہن کالاجنبیات (ابوالسعود ج ۶ ص ۶۶) ۱۳ وا دلوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی ۔ مسلمان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے۔ یہ حکم جب ہجرت بھی بناء توارث تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون

ارادبکم رحمۃ ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا
چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی
ولا نصیرا ﴿۱۸﴾ قد یعلم اللہ المعوقین منکم والقائلین
اور نہ مددگار اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں سے اور کہنے والے
لاخوانہم ہلم الینا ولا یاتون البأس الا قلیلا ﴿۱۹﴾
اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑی
اشحۃ علیکم فاذا جاء الخوف رایتہم ینظرون
روک رکھتے ہیں تم سے مدد پھر جب آئے ڈر کا وقت تو دیکھے انکو تم
الیک تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت
تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آتے ہوں موت کی
فاذا ذہب الخوف سلقوکم بالسنۃ حداد اشحۃ
پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ کر باتیں کریں تم پر تیز تیز زبانوں سے لڑنے کے وقت
علی الخیر اولئک لم یؤمنوا فاحبط اللہ اعمالہم
مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر دیئے اللہ نے انکے کام
وکان ذلک علی اللہ یسیرا ﴿۲۰﴾ یحسبون الاحزاب
اور یہ ہے اللہ پر آسان ف کہتے ہیں کہ فوجیں کافروں کی
لم یذہبوا وان یات الاحزاب یودوا لو
نہیں پھریں گی اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں گے
انہم بادون فی الاعراب یسالون عن انبائکم
ہم باہر نکلے ہوتے جنگلوں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں
ولو کانوا فیکم ما قتلوا الا قلیلا ﴿۲۱﴾ لقد کان
اور اگر ہوں تم میں نہ کریں لڑائی مگر تھوڑی ف تمہارے لئے

منزل ۵

بالھجرۃ وقیل اخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین المناس فکان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدھما ورثہ الاخر دون عصبۃ حتی نزلت وادلوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب اللہ ای فیما فرض اللہ اور من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین ومہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۳ الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا بتاویں مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائزا لخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مومنین اور مہاجرین مراد ہیں اس میں اجنبی مومنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ اس او بالمعروف الوصیۃ وذلک ان اللہ لما نسخ التوارث بالحلف والھجرۃ اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاہ بما احب من ثلثہ (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) ۱۴ واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد مؤکد بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فریضہ کما حقہ ادا کریں اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لیں۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رو رعایت کا لحاظ نہ رکھیں اور کفار و منافقین کے شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دینے میں ذرا بھی تامل نہ فرمائیں۔ المیثاق الحلف بالیمین باللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللہ سبحانہ من النبیین المیثاق بتبلیغ الرسالۃ والدعوۃ الی الحق اکد بالیمین باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ (روح ج ۲۱ ص ۱۵)

موضح قرآن ف۱ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ف۲ یعنی بُرے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد زبان دراز کرتے ہیں مال غنیمت میں سب سے زیادہ اور فضیلت پر ڈھکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ف۳ یعنی بزدلی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتا دیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در معاونت شما ۱۲ ف۲ یعنی از ہر آئندہ و روندہ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لیسئل الصّٰدقین الخ یہ اخذ میثاق کے متعلق ہے اور اس میں اخذ میثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سر محشر انبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۵ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذکر واخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح سیاب کی نامواقفت کے باوجود غزوۂ احزاب میں میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیر کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلیحہ غطفان کا عیینہ بنو عامر کا عامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالاعور سلمی، بنو نضیر کا حیی بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کرا دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیر اندازی کے علاوہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفان باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں کھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوۂ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۵ اِذْ جَآءُوْکُمْ الخ یہ اذ جاءتکم سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آ پہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ واذ زاغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں خیرہ کی کھلی رہ گئیں اور شدت خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے و تظنون باللہ الظنونا خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ۔ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر نسخ کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بمقتضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواع ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا و تسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدۂ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون وظن المؤمنون انھم منصورون (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۵) وکذا فی الروح وغیرہ ۵ ھنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدت خوف سے ان کے دل ہلا دئے گئے۔ مخلص مومنین شدت خوف اور اضطراب شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدۂ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ۵ واذ یقول الخ یہ اذ زاغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبھم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر وصف کی وجہ سے ہے جو ان یکون المراد بھم المنافقین انفسھم وا لعطف لتغایر الوصف (روح ج ۲۱ ص ۱۰۸) غزوۂ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور چمک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شر انگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعمۃ بن ابیرق ومعتب بن قشیر وجماعۃ ممن سمعوا من رجلا قالوا یوما یحدثنا محمد ان کنوز کسریٰ وقیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۵) غرورا ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذاً باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غرورا ای وعد اصاحب غرور ای کذب۔ ۵ واذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہل یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دین شرک میں واپس آ جاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

Maktaba Tul Ishaat.com

لامقام لکم فی حومۃ القتال والمعانقۃ فارجعوا الی بیوتکم وصنادیدکم امروھم بالعرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول واسلموا الی ابی سفیان (بحر ج ۷ ص ۲۱۵) ۳۰ ویستاذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور بنگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع پاکر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمالی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۳۱ ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطارھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنۃ سے مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فسادی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو فتنہ وفساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جا گھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کرلیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۳۲ ولقد کانوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدان جہاد سے کبھی پیٹھ نہیں پھیریں گے اور عہد و پیمان کو توڑنا ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو پچھتائے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدان جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قال قتادۃ وذلک انھم عاھدوا من بدر وما اعطی اللہ اھل بدر من الکرامۃ والنصر فقالوا واللہ لئن اشھدنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۵۰)

۳۳ قل لن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر تم تقدیر الٰہی سے نہیں بچ سکتے موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا بھی لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ جینے کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لامحالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۳۴ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتھا تبنا وماء باردا اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۳)

اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار و مددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت سے کسی کو بچا سکے۔ ۳۵ قد یعلم اللہ الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو ہم میں سے جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں "ہمارے پاس آجاؤ" اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کرکے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر اور انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم و جان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آنچ آنے دیں اور ایک کوڑی بھی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحۃ علیکم ای بانفسھم وابدانھم (کبیر جلد ۶ ص ۴۵۵) ای یحذلام علیکم بالنفقۃ والنصرۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۵)

۳۶ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مال غنیمت کے لالچ میں تندی و تیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ ابھی ہمیں بھی دو ناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص و آرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ منتصوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔ وکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو ما قبل یعنی احبط اللہ اعمالھم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ عذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۳۷ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین و کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مارے خوف کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ھم من الجبن والدھشۃ لم یذھبوا بعد وخوفھم یحیث ھم اللہ تعالیٰ (احزاب) یودوا لو ھم بادون الخ لم یبعدوا (روح ج ۲۱ ص ۱۶۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں محسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یات الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہر ہی سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے مجھتے یا ہارے ؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

Maktaba Tul Ishaat.com

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
تمہیں ہے رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ
اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھے
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ
مسلمانوں نے فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور
رَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا
اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا
اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
یقین اور اطاعت کرنا ایمان والوں میں کتنے مردوں نے سچ کر دکھلایا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے
مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ
ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ بھی تاکہ بدلا دے اللہ
الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
سچوں کو ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾
یا یہ توبہ ڈالے اپنے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی
خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
کچھ بھلائی اور اپنے آپ نے اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والاٰیۃ وان سیقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امور الحرب من الثبات ونحوہ فھی عامۃ فی کل افعالہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لم یعلم اختصاص بخصوصیاتہ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۵) ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ اصل کبیر فی التأسی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ وافعالہ واحوالہ ولھذا امر تبارک وتعالیٰ الناس بالتأسی بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرتہ ومرابطتہ ومجاھدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷۳) ﴿۲۹﴾ ولما الموٴمنون الخ منافقین کے نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھائی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی کڑی آزمائش آنے والی ہے ﴿۳۰﴾ من الموٴمنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سوء اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ہاتھ آیا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

موضح قرآن ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا کہ کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہید ہوئے بدر و احد اور روکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہید شد ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمنهم من قضى الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ فی سبیل اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہوگئے اور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبۂ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا ۵۳ لیجزی الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثابت قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمالے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے ای ان شاء ان یعذبهم اذا لم یوفقهم للتوبة وان لم یشأ ان یعذبهم تاب علیهم قبل الموت (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۰) ۵۳ وردّ اللہ الخ اس میں غزوہ احزاب میں اللہ کیطرف سے مسلمانوں کی فتح و ظفر اور انعامات خداوندی کی تفصیل مذکور ہے جن کا فاذکروا نعمة الله علیکم وبحیا الخ میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے تفصیل لنعمة المشار الیها اجمالاً بقوله تعالیٰ اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها (روح ج ۲۱ ص ۱۷۵) یہاں پانچ انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اول وردّ اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو بے نیل مرام شکست خوردہ اور غیظ و غضب کی آگ میں سوزاں و بریاں واپس کر دیا۔ جس سے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی لیکن کفار دشمنین حسد اور بغض میں جل بھن گئے اور حسرت و پشیمانی سے سرنگوں ہوگئے۔ دوم وکفی اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قتال اور جنگ سے بچا لیا اور جنگ کے بغیر ہی کافروں کی فوجوں کو شکست بیدی اور ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے پر ظہور ہوگئے اللہ تعالیٰ اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے پر قادر اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے

قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ
زبردست اور غالب اور اتارا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل
الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ
کتاب سے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دہشت
فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ
کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا ﴿٢٦﴾ اور تم کو وارث
أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا
ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ نہیں پیر رکھے تھے
وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل
اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ﴿٢٧﴾ اے نبی کہہ
لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ
اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور
زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا
اس کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں اچھی طرح سے
جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ
رخصت کرنا ﴿٢٨﴾ اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور گھر
الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾
آخرت کا تو اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ﴿٢٩﴾
يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ
اے نبی کی عورتو جو کوئی کرے تم میں کام بے حیائی کا صریح دونا ہو
لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾
اس کو عذاب ۵۴ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

ع ۳ ۱۹

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیر اجڑیں دن گھر آ کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول کچھ حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنیکا اور عورتوں لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ابتک کسی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گمان تھا کہ ہاتھ نہ آئیگا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور وہ ساری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دور رس کے چھپے ہوؤں سے وہ ہاتھ آئی اس سے حضرت نے سب اصحاب آسودہ ہوگئے ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر و فاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا جو فرمایا کہ جونکی پر ہیں ان کو بڑا نیکی ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاویں، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی قریظہ را فرود آوردند ۱۲ ف۲ یعنی خیبر ۱۲ ف۳ ازواج آنحضرت آنچہ نزد یک آنحضرت بود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایشاں را پند داد و زجر فرمود احکام معاشرت با ایشاں نازل ساخت و زینب را در عقد زید بود درمیان ایشاں ناسازگاری پدید آمد و رفتہ رفتہ بطلاق منجر شد و بعد انقضاء عدت خدا تعالیٰ او را داخل ازواج طاہرات گردانید۔ منافقان زبان طعن کشادند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت۔ خدا تعالیٰ درمیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسر ندارد و نازل ساخت ۱۲ ف۴ مراد ایجا ایذاء پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

کرسکتا ہے۔ سوم جن یہودیوں نے غزوۂ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اترآئے من اھل الکتاب۔ الذین کا بیان ہے اور من صیاصیھم اُنزل سے متعلق ہے۔ صیاصی۔ صیصۃ کی جمع ہے۔ یعنی قلعہ۔ چنانچہ وقذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالدیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کردیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پیغمبرؐ اللہ نے ان کی زمینوں۔ ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنادیا۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
اور جو تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے
صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا
اچھے دیویں ہم اس کا ثواب دو بار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی
كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
عزت کی ف اے نبی کی عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ
اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی
فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ
جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف اور قرار پکڑو
فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
اپنے گھروں میں ف اور دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھاؤ دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ
اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور
رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا
اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کرے تم کو ایک ستھرا ہونا ف اور یاد کرو جو
يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی مقرر اللہ ہے
كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَ
بھید جاننے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ۵ اور مسلمان عورتیں اور

ع ۴ ۱۱ ۱۱ ۱۱

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہ رضؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں" باقی ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشہ مبینہ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ یعنی ان تحصل الفاحشۃ علی حقوق الزوج وفساد عشرتہ (بحر ج ۷ ص ۲۳۵) اے ازواج نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشہ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دوگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دوگنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ الخ یہ ازواج مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواج نبی اگر تم تقوے اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا اور فاحشہ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم بات سے منافقین کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے وقلن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۳۳ وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناؤ

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ
ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنیوالی عورتیں اور
الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ
سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں
وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ
اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور
الْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ
حفاظت کرنیوالی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنیوالی عورتیں بھی ہے
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ
اللہ نے انکے واسطے معافی اور ثواب بڑا ف اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا
وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ ۳۵ اور اسکا رسول کوئی کام کہ ان کو
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ
سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ۳۶ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ
اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ف ۳۷ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور
اتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى
ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

موضح قرآن ف حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا بات جدا کہنے کی حاجت نہیں ف ۳۶ حضرت زینبؓ رسول پاک کی پھپھی کی بیٹی اور قوم میں اشراف حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑ لے گیا لڑکا پن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے، مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمٰن ف در ین آیت تعریض است بآں قصہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائی زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسب حال ایشان نبود ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

اور تصنع سے پرہیز کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دیا کرو۔ اور ہر معاملے میں اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو۔ انما یرید اللہ الخ الرجس عام ہے اور اس سے ہر قسم کی اخلاقی نجاست اور گناہوں کی گندگی مراد ہو۔ الرجس یقع علی الاثم و علی العذاب و علی النجاسۃ و علی النقائص والمراد بہ ھھنا ما یعم کل ذلک (روح ج ۲۲ ص۷) اے ازواج نبی! اللہ نے یہ احکام تمہیں اس لئے دیئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے تم ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہو اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے جرم اور گناہ سے پاک صاف رہو۔ واذکرن الخ قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے گھروں میں بار بار پڑھا کرو۔ اور ان کو دہرایا کرو۔ تاکہ اللہ و رسول کے

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکے گا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ

اس عورت سے اپنی غرض ہم نے تو کر دیا نکاح میں زید کا تا نہ رہے مسلمانوں پر تنگی

حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ

گناہ نکاح کر لینا جورو سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۳۸ مَا كَانَ عَلَي النَّبِيِّ مِنْ

اور ہے اللہ کا حکم کیا ہوا پورا نبی پر کچھ

حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

حرج فائدہ نہیں اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ۳۹

جو گذرے ہیں پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر پایا ہوا

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا

وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں

يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۳۹ مَا كَانَ

ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور اللہ ہے کافی کارساز حساب لینے والا

مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۴۰ يٰٓاَيُّهَا

مہر سب نبیوں پر ہوئے اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۴۱ وَّسَبِّحُوْهُ

ایمان والو تم یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو

احکام ہر وقت تمہارے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ اور ان کے اتباع میں آسانی ہو۔ یہاں لفظ اھل البیت سے وہ فضل "پنج تن" مراد لیتے ہیں۔ جو قرآن کے سیاق و سباق کے سراسر خلاف اور لغت و عربیت کی رُو سے قطعاً غلط ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے اس سے پہلے پانچ آیتوں میں ازواج مطہرات سے خطاب چلا آرہا ہے۔ اور اس سے بعد والی آیت میں بھی ازواج ہی سے خطاب ہے۔ ان تمام آیتوں میں جمع مونث مخاطب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور خود اس آیت میں اس لفظ سے پہلے چھ صیغے جمع حاضر کے موجود ہیں جن سے ازواج مطہرات مخاطب ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہاں "اہل بیت" سے حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے پنج تن مراد لئے جائیں تو نظم قرآن مختل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضؓ، عکرمہ رحؒ اور عروہ رحؒ سے مروی ہے کہ یہاں اہل بیت سے ازواج نبی علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ عن ابن عباس رضؓ نزلت (انما یرید۔ الآیۃ) فی نساء النبی صلے اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوئی تو زید حضرت سے آکر شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار تصفیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر نا چار زید چھوڑے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا نہیں کیسی بات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا اللہ کے فرمانے سے ہی نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں

نکاح کی حاجت نہ ہوئی۔ جیسے اب کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض تمام کر لی یعنی چھوڑ دی ۱۲ منہ ف۲ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا یہ مضائقہ رہتا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا اس کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں۔ جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہوا ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے ۱۲ منہ ف۳ حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں ہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ درین آیت تعریض است بآنقصہ کہ در خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذشت کہ اگر میان زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا در سلک ازواج طاہرات داخل فرمایند لیکن برائے رعایت مراسم شکوخواہی کہ بعد عاشرت دلالت میفرمود ۱۲ منہ ف۲ یعنی بعد ازوی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲

Maktaba Tul Ishaat.com

خاصۃ .... قال عکرمۃ من شاء باھلتہ انما نزلت فی شان نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم (روح ج ۲۲ ص ۱۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۳) قال عطاء وعکرمۃ وابن عباس ھو زوجۃ خاصۃ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۲) بعض لوگوں کو عنکم اور یطھرکم کی ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ یہ محاورات لغت سے ناواقفی کی دلیل ہے لفظ اھل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو یحتمل ان یکون خرج علی لفظ الاھل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اھلک ای امرأتک ونسائک فیقول ھو بخیر (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (سورۂ ھود ع ۷) اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اٰتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ع ۱) اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ۳۷ ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص اور صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں، ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ، صدقات دیا کریں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت اللہ کو یاد رکھیں ۳۸ وما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تخویف و تہدید ہے مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کردیں تو وہ اسے ماننے میں پس و پیش کریں متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل و جان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے ۳۹ واذ تقول الخ یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کردیا۔ لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہوسکی اس لئے زید نے طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زید کو جواب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زید کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزردہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کرلیں لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ الذی انعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق، صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا وتخفی فی نفسک الخ اس کے تحت بعض متساہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو لیکن یہ سراسر غلط اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی وتخشی الناس سے ظاہر فرمادیا یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاھر ان اللہ تعالیٰ لما اراد نسخ تحریم زوجۃ المتبنی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان مبارزج زینب اذا طلقھا زید فلم یبادر لہ صلے اللہ علیہ وسلم مخافۃ طعن الاعداء فعوتب علیہ وھو توجیہ وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲۲ ص ۲۵)

۴۰ فلما قضیٰ زید الخ وطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روی عن قتادۃ وھو کنایۃ عن ذلک (روح) حضرت زینب کا مذکور ہونا ثابت نہیں قالت (زینب) ما کنت استنہ شیئا ان اللہ منعنی منہ وقیل انہ مذ تزوجھا لم یتمکن من الاستمتاع بھا۔ (بحر ج ۷ ص ۲۳۵) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کردیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ متبنیٰ کی مطلقہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے وکان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔

۴۱ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و معتمد فرمادیا ہے اس پر عمل کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیئے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت جاریہ یہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج جل شانہ علیھم الا فیما احل لھم ووسع علیھم فی باب النکاح وغیرہ (روح جلد ۲۲ ص ۲۷) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کردیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کرلینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صفت ہے وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ وکفی باللہ حسیبا اللہ تعالیٰ مخاوف و خطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کافیا للمخاوف (روح ج ۲۲)

۴۲ ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو احمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی بیوی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہو نہ تھی اس لئے آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے تو اس میں کونسی برائی ہے اور اعتراض کا کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرت ابراہیم، قاسم، طیب

Maktaba Tul Ishaat.com

اور طاہر پیدائش میں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی صاحبزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں ولکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی و روحانی ابوت کا اثبات مقصود ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراکٌ من نفی الابوۃ الحقیقیۃ الشرعیۃ التی یترتب علیہا حرمۃ المصاھرۃ ونحوھا الی اثبات الابوۃ المجازیۃ اللغویۃ التی من شان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام وتقتضی التوقیر من جانبھم والشفقۃ من جانبہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (روح ج ۲۲ ص ۳۵) ۵۴۳ وخاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے (لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یاتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واھدی لھم واجدی اذ عکوا الرلدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد (کبیر ج ۶ ص ۵۵۸)

تحقیق لفظ خاتم النبیین

لفظ خاتم میں دو قراءتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے مہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جا سکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جا سکے والخاتم اسم الۃ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیون بہ ومالہ آخر النبیین (روح ج ۲۲ ص ۳۵) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب سے آخر میں ہو۔ تو خاتم النبیین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص ۲۶۵) وختام القوم وخاتمھم وخاتمھم آخرھم (لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۵۱) دوسری قرأت بکسر تا ہے یعنی بصیغہ اسم فاعل جس کے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء الجمہور (وخاتم) بکسر التاء علی انہ اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد بہ آخرھم ایضا (روح ج ۲۲ ص ۳۵)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہونے اور اس آیت کے ناقابل تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال وکذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ۔ ص ۔)

حضرت ثوبان رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی امتی کذابون دجالون سبعۃ وعشرون منھم اربع نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۲ ص ۶۱) مسند احمد ج ۔ ص ۔)

حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال وکذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔ عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری ص ۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۵ واللفظ لہ۔)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین وجمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کرنے والی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

ان حدیثوں میں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرما دی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظلی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نص صریح ہے اسلئے علماء اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

چنانچہ امام غزالی رح فرماتے ہیں ان الامۃ قد فہمت من ھذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص فمنکر ھذا لا یکون الا منکر الاجماع (کتاب الاعتقاد ص۱۱۳) (ترجمہ) امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور امت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے۔ جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر ورد ج ۲۲ ص۱۱) (ترجمہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واشگاف کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ علامہ قرطبی رح فرماتے ہیں۔ قال ابن عطیہ ھذہ الالفاظ تقتل جماعۃ علماء الامۃ خلفا سلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لا نبی بعدہ صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص۱۹۶) (ترجمہ) ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف وخلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آرہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام طبری رح فرماتے ہیں۔ ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ ونحو الذی قلنا قال اھل التاویل (ابن جریر ج ۲۲ ص۱۱) (ترجمہ) لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ علامہ ابو السعود رح فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرھم الذی ختموا بہ (ابو السعود ج ۷ ص۲۳۶) مفسر ابو حیان رح مطراز ہیں۔ وقرأ الجمہور وخاتم بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم ای جاء آخرھم (بحر ج ۷ ص۲۳۶) امام ابن کثیر رح فرماتے ہیں۔ وقد اخبر اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتی بانواع الحیر والطلاسم والسیمیات (ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۲) علامہ خازن رح لکھتے ہیں ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ (خازن ج ۵ ص۲۱۸) ۵۴۳ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ یہ مومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
اس کی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ
تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر
رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ
مہربان دعا انکی ملنے کے دن جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے
اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
ثواب عزت کا اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا
وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ
اور خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور
سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ
چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو کہ ان کے لئے ہے
اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ
اللہ کی طرف سے بڑی بزرگی اور کہا مت مان منکروں کا اور دغا باز لوگوں کا
وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾
اور چھوڑ دے ستانا انکا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ
اے ایمان والو جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ
ان کو چھو لو دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر تم کو حق نہیں
مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا
عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے

موضح قرآن وا یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ ۳ سب امتوں سے برتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمن وا یعنی از جانب خداوند فرشتگان ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

جَمِيلًا ﴿٢٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ

سے ف اے نبی ۵۴۹ ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ

مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگائے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَ

ف اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو ف۱ اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۵۵۰ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٥٠﴾

تا نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲

تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ وَتُــــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَ

پیچھے رکھ دے تو ۵۵۱ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ

جس کو تو چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو نے کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

قریب ہے ۵۵۲ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

رحمت کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا مہربان ہے تو تم بھی اسے یاد رکھو۔ اس کی اطاعت کرو اور اس کی تسبیح و تمجید میں مصروف رہو۔ تو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ ۵۴۵ تحیتھم یوم الخ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں مومنوں پر مہربان ہے اسی طرح آخرت میں بھی مومنوں پر مہربان ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے حکم سے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور عذاب جہنم سے ان کو امن و سلامتی کی خوشخبری سنائیں گے اور وہ اللہ کی رحمت سے بہت عمدہ صلہ پائیں گے ۵۴۶ یا ایھا النبی الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ حق کو کھول کر بیان کرے۔ سننے والوں کو خوشخبری دے اور منکرین کو عذاب سے ڈرائے اور میں نے تجھے توحید کی دعوت کے لئے اور کفر و شرک کے اندھیروں میں سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ حق بات کو واضح کر کے بیان کریں۔ اگرچہ کفار و مشرکین اور منافقین مخالفت کریں۔ مثلاً متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بارے میں صاف اعلان کر دیں کہ یہ جائز ہے اور مخالفین کی مخالفت کی ذرا بھر پرواہ نہ کریں شاھدا الخ کلمۂ توحید کا اقرار و اعلان کرنے والا اور وحدانیت کی شہادت دینے والا اقل المراد شاھد أبان لا الہ الا اللہ (روح جلد ۲۲ ص ۴۵) ثانیہا انہ شاھد ان لا الہ الا اللہ (کبیر جلد ۷ ص ۲۳۶) داعیا الی اللہ اللہ کی توحید کی طرف بلانے والا قال ابن عباس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ (بحر جلد ۷ ص ۲۳۶) الدعا الی اللہ ھو تبلیغ التوحید و

توضیح قرآن ف۱ بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑے عورت کو اگر اس کا مہر نہ باندھا تھا تو آدھا دے اگر نہ باندھا تھا تو کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت چاہے تو اور نکاح کرے عدت نہیں اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بٹھانا۔ یہ مسئلہ یہاں فرمایا حضرت کے ازواج کے ذکر میں۔ شاید اس واسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی جب اس کے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی اس پر یہ حکم فرمایا ہو۔ اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے ۱۲ منہ ف۲ جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بشرطیکہ ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانوں پر وہی حکم ہے ان لتبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہیں خواہ ذکر میں آیا خواہ پیچھے ٹھہرایا خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں حضرت خدیجہ اول تھیں ان کے بعد سب نکاح میں آئیاں تو بیبیاں رہیں وفات کے بعد حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت سودہ بنت زمعہ حضرت ام سلمہ حضرت زینب حضرت ام حبیبہ حضرت جویریہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ چھاپی تین قریشی نہیں ۱۲ منہ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی اگر کفار جو رشتہ دار ہیں تو نکاح آئے ۱۲ ف۲ یعنی بغیر مہر کے نکاح چیز ہے

Maktaba Tul Ishaat.com

اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
تونے دیا ان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ
عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝۵۱ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ
سب کچھ جاننے والا بڑا حلم والا حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ
تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا
ان کے بدلے کرلے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝۵۲ يٰٓاَيُّهَا
مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۵ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ
ایمان والو ۵۳ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم
لَكُمْ اِلٰي طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ
ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اسکے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے
فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ
تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ کو چلے جاؤ اور نہ آ بیٹھو میں جی لگا کر
لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ
باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف ہوتی ہے نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے
وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے ۵۵ کچھ چیز کام کی
فَسْـَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ
تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب تھرائی ہے تمہارے دل کو
وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ
اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۶ اللہ کے رسول کو اور

ع ۱۲

تبلیغ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہے۔ ۵۴ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ مومنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب متعہ (قمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو وہ جہاں چاہیں نکاح کرلیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گذارنا اگرچہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور اتصال سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلغنا الخبر ان حضرت شیخ قدس سرہ کی یہ فی عدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۵۵ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ الخ یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اوّل اللّٰتی اٰتیت اجورھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا مہر ادا کر چکے ہیں وہ قریش کی ہوں یا غیر قریش سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم وما ملکت یمینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم وبنت عمک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ ہجرت کر چکی ہیں۔ چہارم وہ ایمان والی عورت جو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کرے۔ خالصۃ لک الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۰ قد علمنا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے مناسب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویوں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۱ ترجی الخ آپ

توضیح قرآن ف۱ کسی مرد کو جتنی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہؓ کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی جتنی قسمیں کھا دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم مشہور ہیں یا تین ایک ماریہ جنکے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا بیچ آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں۔ ف۳ فتم الرحمن الخ یعنی بعد ازیں دو صفت قرشیہ مہاجرہ مہیرہ یا واہبہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ ف۴ یعنی این آیت ناسخ آیت سابقہ

Maktaba Tul Ishaat.com

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا ان کو پھر طلب کر لیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے، حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ ھذہ الایۃ تدل علی ان القسم بینھن لم یکن واجبا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کان مخیرا فی القسم لمن شاء منھن وترک من شاء منھن (جصاص) ۵۲ ذلک الخ حقوق زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ آپ کی مرضی اور صلحت پر ہے۔ آپ اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب ازواج کا آپ پر تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزردہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کریں گی (زہن اذا علمن ان ھذا التفویض من عند اللہ اطمأنت نفوسھن وذھب التغایر وحصل الرضاء (مدارک) واللہ یعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے۔ لیکن کمال علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۵۳ لایحل لک الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التی سمیت قال ابی بن کعب وعکرمۃ وابو رزین وھو اختیار محمد بن جریر (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۳) شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں "جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں" اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ رح اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو نو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد اب آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں لایحل لک النساء من بعد ھؤلاء التسع "اللاتی اخترنک ای لقد حرم علیک تزوج غیرھن (روح ج ۲۲ ص ۵۳) الا ما ملکت الخ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبادل آپ کے لئے جائز ہے۔ وکان اللہ علی کل شیء شھیدا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام و حدود سے بچنا اور زمت کرو۔ ۵۴ یا ایھا الذین الخ یہ مومنوں سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تعلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

لَآ اَنْ تَنَكَّحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ
نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی بیشک
ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ
یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو ۵۴ یا
تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴ لَا جُنَاحَ
تم چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا ۵۵ گناہ نہیں ۵۵
عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ
ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور
لَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ
نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے
وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اللہ سے بے شک اللہ
كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ
کے سامنے ہے ہر چیز ف بے شک اللہ ۵۶ اور اس کے فرشتے
يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور سلام بھیجو سلام کر کر ف جو لوگ ۵۷ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھی ہے ان کے واسطے ذلت
مُّهِيْنًا ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
کا عذاب اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ۵۸ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تعلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

موضح قرآن ف یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو بیٹھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرما دیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پڑے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ۱۲ منہ ف اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورۂ نور میں ف یہ حکم اوہو ہے نماز میں السلام علیک ایہا النبی اللہم صل علی محمد اللہ سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور انکے گھرانے پر بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اتری ہے اور دس

Maktaba Tul Ishaat.com

لاتدخلوا بیوت النبی الخ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو جاؤ۔ اور جب کبھی آپ کھانے پر تمہیں بلائیں تو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرتے رہو۔ ہیسر ادب ولکن اذا دعیتم فادخلوا۔ جب کھانا تیار ہونے کے بعد تم کو بلایا جائے اس وقت آپ کے گھر میں جاؤ۔ چوتھا ادب فاذا طعمتم فانتشروا الخ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً چلے جاؤ۔ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی الخ کیونکہ ان آداب کے خلاف کرنے کو پیغمبر علیہ السلام گراں اور ناگوار محسوس فرماتے ہیں لیکن تقاضائے مروت زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آداب مجلس اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں لیکن اب سب مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔

وھذا الحکم وان نزل خاصا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ فالمعنی عام فیہ وغیرہ (حصاص)

ف۵۵ واذا سالتموھن الخ یہ ازواج مطہرات کے بارے میں ادب سکھایا جب ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے سے دور ہی سے آواز دو۔ تاکہ تمہارے دل ان کے قلوب ہر قسم کے وساوس وخطرات سے محفوظ رہیں

ف۵۶ وما کان لکم ان توذوا الخ اے ایمان والو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم ایسا رویہ اختیار کرو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے اور نہ تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔ اسی سورت کے رکوع اول میں گذر چکا ہے وازواجہ امھاتھم پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں تعظیم وحرمت نکاح میں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جو چیز وازواجہ امھاتھم سے مفہوم ہوتی اس آیت میں اس کی تصریح فرما دی۔ پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں چونکہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کی بیوہ سے نکاح کریں۔

وھذا اجمع العلماء قاطبۃ علی ان من توفی عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازواجہ انہ یحرم علی غیرہ تزوجھا من بعدہ لانھن ازواجہ فی الدنیا والاخرۃ وامھات المؤمنین کما تقدم (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰۰) ف۵۷ ان تبدوا الخ بعض منافقین نے مذکورہ بالا حکم نازل ہونے سے پہلے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ آپ کی زوجہ مطہرہ سے نکاح کریں گا۔ اور بعض خبیث منافقین نے برملا اس کا اظہار کیا تھا تو اللہ نے فرمایا۔ میں تو تمہاری ہر ظاہر و باطن کی حرکت کو جانتا ہوں۔ اگر تم شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے تو سخت سزا دوں گا۔ فیجازیکم بما صدر منکم من المعاصی البادیۃ والخافیۃ (لابحالۃ (روح جلد ۲۲ صفحہ ۷) ف۵۸ لاجناح الخ یہاں ان رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ازواج مطہرات پر حجاب لازم نہ تھا۔ اور وہ یہ ہیں باپ بیٹا بھائی بھتیجا بھانجا یہاں تک

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٨﴾

بدوں گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

اے نبی ف۵۹ کہدے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن

نیچے لٹکائیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ

يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ لَّئِن

پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۶۰ البتہ اگر

لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَ

باز نہ آئے ف۶۱ منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور

الْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا

جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ

يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا

رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دن ف۶۲ پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے

أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا

پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور رہا ہے اللہ کا ف۶۳ ان لوگوں میں جو پہلے

مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ

ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف۶۴ لوگ تجھ سے

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِندَ اللَّهِ ۚ وَمَا

پوچھتے ہیں ف۶۵ قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا

يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ

جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف۶۶ پھٹکارا اللہ نے ف۶۷ پھٹکارا ہوا

موضح قرآن ف یہ منافق تھے کہ پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا ان کی زد ہو پر بہتان لگایا۔ سورۂ نور میں ان کے کلام ذکر ہو چکے ۱۲ منہ ف۵۸ پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب جدیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے تو کہتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کے نیچے کی ان کو یہ فرمایا اور توریت میں بھی تقید ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو ۱۲ منہ ف شاید یہ بھی منافقوں نے بھکنڈہ پکڑا ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار۔ اس پر یہاں ذکر کر دیا ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف یعنی عفت ایشاں ظاہر شود و فاسقے تعرض ایشاں نہ کند ۱۲ ف۲ یعنی جلاوطن کردہ شوند ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

عورتیں اور باندیاں واتقین اللہ ۔ اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے ۔ فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا ۵۹ ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوت توحید کی تبلیغ واشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرأت اور کامل ثبات واستقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح وثنا اور عظمت کا اظہار فرمایا اور آپ کی قدر ومنزلت سے جنوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپ کی قدر ومنزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراج تحسین پیش کریں والمقصود من ھذہ الآیۃ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اخبر عباد ہ بمنزلۃ عبدہ ونبیہ فی الملاء الاعلیٰ بانہ یثنی علیہ عند الملائکۃ المقربین وان الملائکۃ تصلی علیہ فھم امر تعالیٰ اھل العالم السفلی بالصلوٰۃ والتسلیم علیہ لیجتمع الثناء علیہ من اھل العالمین العلوی والسفلی (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰۰) ھی (الصلوٰۃ) بمعنی عز وجل ثناء علیہ عند ملئکتہ وتعظیمہ (رواہ البخاری عن ابی العالیۃ وغیرہ عن الربیع بن انس وجری علیہ الحلیمی فی شعب الایمان (روح جلد ۲۲ ص ۷۰) فصلوٰۃ اللہ ثناء علیہ عند ملئکتہ (خازن جلد ۵ ص ۲۲۵) قال البخاری قال ابو العالیۃ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ وصلوٰۃ الملائکۃ الدعاء ولاوی مثلہ عن الربیع ایضاً (ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۰۰) بعض قاصرین نے جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوٰۃ کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ، ربیع بن انس اور حلیمی نے یہی معنی مراد لئے ہیں۔ لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کی طرف سے رحمت وخوشنودی، فرشتوں کی طرف سے دعا واستغفار اور بندوں کی طرف سے دعا وتعظیم ہے والصلوٰۃ من اللہ رحمتہ ورضوانہ ومن الملائکۃ الدعاء والاستغفار ومن الامۃ الدعاء والتعظیم لامرہ (قرطبی جلد ۴ ص ۲۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت وبرکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت اور رفع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت وبرکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح وثنا کیا کرو ۵۶ ان الذین الخ یہ کفار ومنافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال واعمال کا ارتکاب کیا جائے عبر بایذاء اللہ ورسولہ عن فعل ما لا یرضی بہ اللہ ورسولہ کالکفر (مدارک) اوعبر بالایذاء عن ارتکاب ما لا یرضیانہ من الکفر وکبائر المعاصی مجازاً لانہ سبب اولازم لہ (روح جلد ۲۲ ص ۷۰) لعنھم اللہ الخ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں اپنی رحمت وبرکت سے محروم کرے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذاء سے آپ کو ساحر ومجنون وغیرہ کہنا مراد ہے قال الجمھور معناہ (ایذاء اللہ) بالکفر ونسبۃ الصاحبۃ والولد والشریک الیہ ووصفہ بما لایلیق بہ ..... الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۳۷) ۶۱ والذین یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی۔ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مؤمنین ومومنات پر ناحق اور ناکردہ گناہ کا اتہام دھرتے ہیں وہ صریح گناہ کرتے ہیں ای یکسبون الیھم ما ھو بریء منہ لم یفعلوہ ولم یعملوہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۷) ۶۲ یا ایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزول حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب ان سے کہا جاتا تم ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے سمجھا یہ فلاں عورت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأۃ من نساء المومنین قبل نزول ھذہ الایۃ تتبرز للحاجۃ فیتعرض لھا بعض الفجار یظن انھا امۃ فتصیح بہ فیذھب فشکوا ذلک الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ونزلت الایۃ بسبب ذلک (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۴۳) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں امتیاز ہو جائے گا اور منافقین وفجار ان کی ایذا دہی کے درپے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ فرمایا ہے لفظ بنات جو بنت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا تعدد ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی، بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کم نہیں اور تاریخ ومستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سنی اور شیعہ مؤرخین ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ چنانچہ علامہ یعقوب کلینی شیعہ محدث نے لکھا ہے وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیھا السلام۔ کافی کلینی اصول ج ۱ ص ۴۳۹ طبع طہران۔ (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے کچھ اوپر بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے قبل از نبوت قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور ملا باقر مجلسی شیعہ لکھتے ہیں در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸ مطبوعہ طہران) بعض روافض کہتے ہیں بنات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے ونساء المومنین اس لئے لفظ بنات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ
کافروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اس میں ہمیشہ

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ
نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾
آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے بہکا دیا ہم

السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
راہ سے اے رب ان کو دونا عذاب اور پھٹکار ان

لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
بڑی پھٹکار اے ایمان والو تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے

اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ
ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے جو کہتے تھے اور تھا اللہ کے

اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا
یہاں آبرو والا ف اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
بات سیدھی کہ سنوارے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشے تم کو

ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مراد ہم نے دکھلائی امانت ف آسمانوں کو اور زمین کو

ع ۵

والمرجفون فی المدینۃ۔ یہود و مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان عورتوں کے بارے میں غلط افواہیں اڑاتے تھے تاکہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیھود الجاورین لھا عما ھم علیہ من نشر اخبار السوء عن سرایا المسلمین وغیر ذلک من الامر اجیف الملفقۃ المستتبعۃ للاذیۃ ..... سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبھم مرض فقال ھم اصحاب الفواحش وعن عطاء انہ فسرھم بذلک ایضاً۔ (روح ج ۲۲ ص۳) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فجار کا یہ عذر تو باطل ہو گیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرارتی اپنی شرارتوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دینگے۔ لنغرینک بھم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب و جوار سے جلاوطن کرنے کے احکام صادر کر دینگے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہو جائیں گے اور آپ کے قرب و جوار میں نہیں رہ سکیں گے الا قلیلا صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکینگے جتنی دیر سامان اور اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک

موضح قرآن ف۱ یعنے مفسد حضرت موسیٰؑ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارونؑ کو جنگل میں لے جا کر مار آئے تاکہ شریک ریاست نہ رہیں۔ پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی موت آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ اور کمینوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا۔ حضرت موسیٰؑ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے، کھڑا ہو گیا۔ سب ننگے دیکھ لیا بے عیب۔ پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی موسیٰؑ وقت غسل ستر میکرد۔ جہال بنی اسرائیل گفتند اورا دق است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارۂ آب غسل میکرد و جامہائے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدائے تعالیٰ آں سنگ روان شد و موسیٰؑ عقب سنگ دویدتا آنکہ جماعتے از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اورا دق ندارد و اورۃ انتفاخ خصیہ را گویند۔ واللہ اعلم۔
ف۲ یعنی استعداد تکلیف را باو امر و نواہی۔ ۱۲۔

Maktaba Tul Ishaat.com

وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجاورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو تھوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسن سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کردئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجاورونك فیه یکونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك واذا خرجوا لاینفکون عن المذلة والاخذ ون ملحاً بل انما یکونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبیر ج ۶ ص ۹۹) ۵۶۴ سنة الله الخ شریر پسند اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے بارے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی بیناطریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔

۵۶۵ یسئلك الناس الخ یہ توبیخ اخروی ہے مشرکین ازراہ طنز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۵۶۶ ان اللہ الخ قیامت جب بھی آئے آئے گی ضرور۔ اس ان کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یوم تقلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حسرت و ندامت سے کہیں گے۔ کاش ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہو کر بطور معذرت کہیں گے ربنا انا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماء دین اور پیشوایان مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک و کفر کی راہ پر لگادیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماء سوء و دنیا پرست پیشوایان دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بهؤلاء العلماء الذین لقنوهم الکفر وزینوه لهم وعن قتادة رؤساؤهم فی الشر والشرك (روح ج ۲۲ ص ۵۳) والاظهر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرك والضلالة ای اطعناهم فی معصیتك وما دعونا الیه فاضلونا السبیلا ای عن السبیل وهو التوحید (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۴۳) ربنا آتهم الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اسلئے

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا
اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو
الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ
انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تاکہ عذاب کرے اللہ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ
منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور مشرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے
اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا
رَّحِيْمًا ۝ ع
مہربان

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ سبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچپن آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ
سب خوبی اللہ کی ہے ف جس کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں اور
لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا
اسی کی تعریف ہے ف آخرت میں اور وہی ہے حکمت والا باخبر جانتا ہے جو کچھ
يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَ
اندر گھستا ہے ف زمین کے اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور
مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ
جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہتے ہے

موضح قرآن ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں چلتے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھرنا زمین کی خواہش بٹھانا انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پر ہر ایک چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلا ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں ۱۲ منہ ف دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سو اسی کی طرف سے ۱۲ منہ ف زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور میوہ نکلتا ہے۔ سبزہ کھیتی آسمان سے اترتا ہے میوہ قرآن لغدیہ چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرنے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فائدہ الرحمٰن ف یعنی باوجود عدالت و علم ندارد و قابلیت آنہا دارد۔

Maktaba Tul Ishaat.com

انہیں دگنا عذاب دے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمائے ۵۴ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمنواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انہیں ایذاء دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کریگا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا ہاں حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسر عام اقرار کرے کہ (عیاذاً باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمع عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا سچ سچ بتاؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر ایسا کہا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برأت ظاہر ہوگئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون فور مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بني اسراءيل ان موسى زنى فلما جمع قارون القوم المرأة حاضرة القى الله في قلبها انها سرقت ولم تسرق ما لقنت (کبیر ج ۶ ص ۲۰۰) قال ابو العالية هو ان قارون استاجر مومسة اى زانية لتقذف موسى بنفسها على رأس الملأ فعصمها الله تعالى وبرأ موسى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنیر ج ۳ ص ۲۵۰) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها فبرأه الله مما قالوا) باقرارها انهم استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهما الارض (جمل ج ۳ ص ۱۶۵) ۵۵ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور تہمت تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة عليها على ما روى عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ۲۲ ص ۹۵) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ۵۶ انا عرضنا الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسب حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کرلیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا اوكرها. قالتا اتينا طائعين (حم السجدة ۱۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی (اور احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الٰہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس يعنى بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲۲) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالية ما امر وابه ونهوا عنه (معالم ج ۵ ص ۲۵۹) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۵۳) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تکوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ۵۷ فابين الخ ابین کی ضمیر جمع مونث سموٰت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ان يحملن، حمل سے ہے۔ جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالى فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان اى بخنها وخانها الانسان ونص الازهرى عرفنا تعالى انها لم تحملها اى ادتها وكل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ۷ ص ۳۱۵) وحمل الامانة و محمل لها يريد انه لا يؤديها الى صاحبها الخ (بحر ج ۷ ص ۳۵۲) يريد بالامانة الطاعة لله ويحمل الامانة الخيانة يقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها اى لا يؤديها الى صاحبها حتى تزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر باراِمانت پیش کیا۔ زمین و آسمان و پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھانے سے عجز کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرینگے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کرینگے۔ اور مفوضہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) اى خان فيها وابى ان يؤديها (انه كان ظلوما) لنفسه تاركا لاداء الامانة (جهولا) لاخطائه ما يسعده مع تمكنه منه وهو اداءها قال الزجاج الكافر والمنافق حملا الامانة اى خانا ولم يطيعاها ومن اطاع من الانبياء والمؤمنين فلا يقال كان ظلوما جهولا (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ ۵۸ ليعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا یہی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

Maktaba Tul Ishaat.com

سورۂ احزاب میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (ع ۱) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مزعومہ معبودوں کی شفاعتِ قہری کی نفی کرتے رہیں۔

۲۔ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ ـــــــ الخ ـــــــ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (ع ۱) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعوی سے تمہارے مزعومہ معبود شفیع غالب نہیں بن سکتے۔

۳۔ اس سورت میں متبنے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موقوف کیا گیا ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com